URDU. P 97-170

Title - AHSANUL MASAIL-E-KAAMIL.

Author - Abdullah.

Publisher - Matba Mujeedi (Kaanpur).

Date - 1340 H.

Pages - 368.

Subject -

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمائش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۱۸

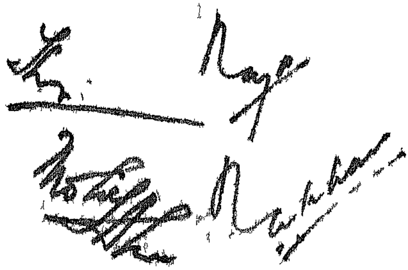
موسوم بہ

احسن المسائل کامل

سنہ ۱۳۴۰ھ

باہتمام نیازمند محمد شفیع ابن عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب غفر لہ اللہ الوہاب

مطبع مجتبائی واقع دہلی میں مطبوع کرادیا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

دیباچہ مولانا شاہ اہل اللہ قدس اللہ سرہ

حمد بیحد سزاوار بارگاہ رب العزت کے ہی جو تمام جہان اور اہل جہان کا پروردگار ہے اور درود ثنا محدود اُس پیغمبر پر ہو کہ آدم اور تمام بنی آدم سے افضل ہے۔ اور اُسکا نام پاک محمد مختار ہے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے بندہ بارگاہ کریم اہل اللہ بن شیخ عبدالرحیم بخشے اللہ اُسکو اور اُسکے ماں باپ کو اور عمدہ سلوک کرے اُنکے اور اُنکے ساتھ یہ کہتا ہے کہ عقائد اسلام کے درست کر لینے کے بعد سب سے زیادہ ضروری سیکھنا مسائل فقہ کا ہے اور اس باب میں سب کتابوں اور متنوں سے مشہور و معروف تر کنز الدقائق مؤلفہ امام ہمام ابو البرکات عبداللہ بن احمد محمود نسفی کی ہے مگر چونکہ اُسکی عبارت مشکل ہے اور مبتدیوں کو مسائل کا نکالنا اس سے دشوار ہے اس لیے اسکا ترجمہ زبان فارسی میں بعض فوائد ضروری کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ طلبا کو اسکا پڑھنا آسانی اور سہولیت سے میسر ہو توفیق اللہ ہی سے ہے اور وہی ہر ایک امر میں رفیق اور رہنما ہے۔

کتاب الطہارۃ

پاکیزگی کا بیان

ف طہارت کے لغوی معنی پاکیزگی کے ہین اور اصطلاح مین حقیقی یا حکمی نجاست سے کسی جگہ کے صاف کرنے کو کہتے ہین۔ فتح ملتقطات **ت** وضو مین فرض یہ (چار) ہین منھ دھونا یعنی پیشانی کے بالون سے ٹھوڑی کے نیچے تک (طول مین) اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک (عرض مین) اور دونون ہاتھون کو دونون کہنیون سمیت اور دونون پیرون کو دونون ٹخنون سمیت دھونا اور چوتھائی سر اور ڈاڑھی کا مسح کرنا **ف** فرض کے لغوی معنی اندازہ کرنے کے ہین اور شرع مین ایسے حکم کو کہتے ہین جسمین کمی بیشی ہونے کا احتمال نہو اس وجہ سے کہ وہ ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہوا ہو جس مین کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور یہ تعریف فرض قطعی کا ہے عملی کا نہین ہے بہتر یہ ہے کہ فرض کی یہ تعریف اور تقسیم کی جائے کہ جسکا کرنا لازم ہو تاکہ دونون قسمون کو شامل ہو جائے اور جب ان تینون اعضاء مین سے ہر ایک کا دھونا لازم یعنی فرض ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ان مین سے کسی ایک عضو کے نہ دھونے سے وضو نہ ہوگا کیونکہ فرض کے ترک سے وہ عمل نہین ہوا کرتا اور چوتھائی سر کا مسح فرض ہونے کی دلیل مغیرہ بن شعبہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالون اور سر کے اگلے حصّے پر مسح کیا تھا اور یہ چوتھائی سر کے قریب قریب ہے اور یہ خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی نہین ہے کیونکہ اس مین مجمل ہے اور یہ اسکا بیان واقع ہو گیا ہے اور یہ امام شافعیؒ پر حجت ہے کیونکہ ان کے نزدیک مقدار فرض وہ ہے کہ جس پر مسح کا لفظ بول سکین خواہ سر کے دو ہی بال ہون علیٰ ہذا القیاس امام مالکؒ پر بھی کیونکہ وہ سارے سر کا مسح کرنا فرض کہتے ہین۔ فتح و مسکین

ت وضو مین سُنّت یہ ہے اوّل دونون ہاتھون کو دونون پہنچون تک دھونا اور بسم اللہ کہنا اور بسم اللہ اسطرح کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ اور مسواک کرنا اور علیحدہ علیحدہ پانی لیکر منھ دھونا اور ناک مین پانی ڈالنا اور ڈاڑھی اور انگلیون مین خلال کرنا۔ وضو کے ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا (وضو کی) نیت کرنا۔ سارے سر اور دونون کانون کا سر کے مسح سے بچے ہوئے پانی سے ایک مرتبہ مسح کرنا اور اس ترتیب سے وضو کرنا جو قرآن مین مذکور ہے اور کل اعضا کو لگا تار دھونا **ف** سنت اس طریقے کو کہتے ہین جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہو مگر ہمیشہ نہ کیا ہو

یا بدون واجب کرنیکے آپ نے حکم دیا ہو اور لگاتار دھونے سے یہ مراد ہے کہ اس طرح دھوئے کہ پہلا عضو خشک ہونے نہ پائے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک لگاتار دھونا فرض ہے مسکین وغیرہ **ت** وضو میں مستحب یہ ہے کہ (کل اعضاء کے دھونے میں) داہنے عضو سے شروع کرنا اور گردن کا مسح کرنا **ف** مستحب اس فعل کو کہتے ہیں جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت کے طور پر کیا ہو اور مصنف کے اس مذکور پر اقتصار کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں مستحب یہی ہیں حالانکہ یہ بات نہیں ہے چنانچہ خزائن میں انھوں نے ساٹھ سے کچھ اوپر مستحب امور بیان کیے ہیں منجملہ ان کے وضو میں قبلہ رخ بیٹھنا اور پہلی مرتبہ دھونے میں اعضاء کو ملنا۔ کانوں کا مسح کرتے وقت کن انگلیوں کو تر کرکے کانوں میں دینا۔ اگر کوئی عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا اگر انگوٹھی ڈھیلی ہو تو اسے حرکت دینا اور اگر تنگ ہو اور اسکے نیچے پانی پہنچ جانے کا یقین ہے تو حرکت دینا مستحب ورنہ فرض ہے اور بلا ضرورت باتیں نہ کرنا اور اونچی جگہ بیٹھنا تاکہ مستعمل پانی کی چھینٹیں نہ پڑیں اور ہر عضو کو دھونے کے وقت بسم اللہ کہنا اور وضو کے بعد یہ دعا پڑھنا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ اور وضو کے بعد وضو کا بچا ہوا پانی پی لینا وغیرہ وغیرہ اور واضح رہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے اصل میں گردن کے مسح کو ذکر نہیں کیا مگر فقہا مذہب یہی ہے کہ یہ مستحب ہے اور محیط کی روایت میں ہے کہ فقیہ ابوجعفر اسے سنت فرمایا کرتے تھے اور اسی سے اکثر علماء نے اخذ کیا ہے اور حلقوم کا مسح کرنا بدعت ہے فتح و مسکین **ت** اور وضو کرنیوالے کے بدن سے ناپاکی نکلنے اور منہ بھر کر قے ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے برابر ہے کہ قے پت کی ہو یا بستہ خون کی یا غذا کی یا پانی کی ہاں بلغم یا ایسے خون کی قے ہونے سے وضو نہیں جاتا کہ جس پر تھوک غالب ہو (یعنی خون سے زیادہ تھوک ہو)۔ **ف** واضح رہے کہ بدن سے نکلنے والی چیزیں دو قسم کی ہیں ایک وہ کہ جو پیشاب یا پاخانہ کے راستے سے نکلیں ان سے تو بالاتفاق وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت ہو دوسرے وہ کہ ان کے سوا کہیں اور جگہ سے نکلے مثلاً قے خون پیپ وغیرہ سو قے میں منہ بھر کر ہونا شرط ہے اور خون و پیپ میں زخم کے منہ سے بہ جانا شرط ہے اور دوسری قسم میں امام شافعی کا خلاف ہے انکے نزدیک ان سے وضو نہیں ٹوٹتا مسکین وغیرہ **ت** اور اسکے کا) سبب (یعنی جی متلانا) کئی مرتبہ تھوڑی تھوڑی کی ہوئی قے کو جمع کر دیتا ہے

ف یعنی اگر ایک دفعہ جی متلانے سے کئی دفعہ تھوڑی تھوڑی قے اتنی ہو گئی ہے کہ اگر وہ جمع کیجائے تو اُس سے منہ بھر جاوے تو اسکا حکم مُنہ بھر کر ہونیکا ہے اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کئی دفعہ جی متلانے پر اتنی قے ہوئی ہے تو اس سے نہیں ٹوٹے گا **عینی ت** اور کروٹ سے لیٹ کر سونے اور دونوں سرین زمین پر ٹکا کر دہنی طرف کو سہارا لگا کے سونے اور بیہوش اور دیوانہ اور مست ہونے اور بالغ آدمی کا نماز میں ٹھٹھا مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ سلام پھیرتے وقت ہنسے اور مرد و عورت کے ننگے ہو کر ملنے سے بھی (جس کو مباشرت فاحشہ کہتے ہیں) اور زخم میں سے کیڑا نکلنے اور عضو تناسل اور عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا برابر ہے کہ شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے ہو) اور نہانے میں کلّی کرنا ناک میں پانی دینا اور سارے بدن کو تر کرنا فرض ہے اور بدن کو ملنا اور جس کی ختنہ نہ ہوئی ہو اُسکو اپنے زائد چمڑے میں پانی ڈالنا فرض نہیں ہے اور نہانے میں سُنت یہ ہے کہ اوّل اپنے دونوں ہاتھ (پہنچوں تک) اور شرمگاہ کو دھوئے (اگرچہ اس پر ناپاکی نہ لگی ہو) اور اگر ناپاکی بدن پر لگ گئی ہے تو اُسکو بھی دھوئے پھر وضو کرے اور اس کے بعد سارے بدن پر تین دفعہ پانی بہاوے۔ اگر عورت کے بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں تو اُسے گندھے بالوں کا کھولنا ضروری نہیں ہے اور نہانا اس صورت میں فرض ہوتا ہے کہ جب منی کود کر نکلے اور اس کے اپنی جگہ سے علیحدہ ہونے کے وقت شہوت (یعنی لذت) ہو اور قبل یا دبر میں (یعنی پیشاب گاہ یا پاخانہ کی جگہ میں) حشفہ غائب ہونے سے کرنے اور کرانے والے دونوں پر نہانا فرض ہو جاتا ہے (اگرچہ انزال نہ ہو) اور جب عورت حیض یا نفاس سے پاک ہو تو اس پر بھی نہانا فرض ہو جاتا ہے

ف جاننا چاہیے کہ مرد و عورت کی پاخانہ کی جگہ میں عضو تناسل داخل کرنا قطعی حرام اور ناجائز ہے لیکن اگر کہیں اس بدفعلی کے مرتکب ہو جائیں تو نہانا دونوں پر فرض ہوتا ہے برابر ہے کہ انزال ہو یا نہ ہو اور یہ آدمیوں کے ساتھ خاص ہے اور اگر کوئی نادان چوپایے یا مُردے کے ساتھ ایسا کر بیٹھے تو اس صورت میں بدون انزال ہوئے نہانا فرض نہیں ہوتا **فتح وغیرہ ت** مذی اور ودی نکلنے اور بلا احتلام کی تری معلوم ہونے کے نہانا فرض نہیں ہوتا۔ **ف** مذی اُس رطوبت کو کہتے ہیں جو عورت کو چھیڑنے کے وقت عضو تناسل سے نکلتی ہے اور ودی وہ ہے جو پیشاب کرنے کے بعد کسی قدر غلیظ اور نیلگون پانی آجاتا ہے اور بلا احتلام کے تری معلوم

ہونے سے یہ مراد ہے کہ مثلاً ایک شخص نے خواب میں اپنے آپ کو صحبت کرتے دیکھا تھا پھر آنکھ کھلی
تو اپنا بدن یا کپڑا گیلا نہ پایا تو اُس کو نہانا فرض نہیں ہے خواہ عورت ہو یا مرد ہو۔ سنت ہے جمعہ اور
عیدین (کی نمازوں) کے لیے اور احرام (باندھنے) کے لیے اور (حاجیوں) کو عرفہ کے روز نہانا مستحب ہے
اور مردے کو اور ایسے شخص کو جو جنابت کی حالت میں مسلمان ہوا ہو نہانا واجب ہے اور اگر کافر مسلمان
ہوا اور وہ جنبی نہیں تھا تو اُسکو نہلانا مستحب ہے ف واجب شریعت میں اس حکم کو کہتے ہیں جو کسی ایسی
دلیل سے ثابت ہوا ہو جس میں کچھ شبہ ہو اُسکا ترک کرنیوالا فاسق ہوتا ہے اور اُس کے منکر کو کافر
نہیں کہا جاتا ت بارش چشمہ اور دریا کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے اگرچہ کسی پاک چیز نے اُسکی
کسی صفت (یا کل صفات) کو بدل دیا ہو (پانی کے صفات۔ رنگ۔ بو۔ اور مزہ ہیں) یا (بہت دنوں)
ٹھیرا رہنے کے سبب سے بودار ہو گیا ہو ہاں اُس پانی سے وضو درست نہیں جو بہت پتوں کے
پڑنے سے یا کسی چیز میں ملکر پکنے سے بگڑ گیا ہو یا کسی درخت یا پھل سے نچوڑا ہو (مثلاً گنے کا رس ہو یا
تربوز یا انگور وغیرہ کا پانی ہو) اور نہ ایسے پانی سے درست ہے کہ جس پر دوسری چیز کے اجزا غالب ہوں
(جیسے ستو) اور نہ اس ٹھیرے ہوئے پانی سے جس میں پلیدی پڑ گئی ہو اور وہ دہ در دہ نہ ہو اور اگر وہ
دہ در دہ ہے تو وہ بہتے پانی کے حکم میں ہے اور بہتے پانی کی تعریف یہ ہے کہ تنکے کو بہا لے جائے ف
امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر پانی قلتین ہو تو اُس میں وضو کرنا جائز ہے اور قلتین پانسو
رطل کے ہوتے ہیں جس کی تخمیناً پانچ مشکیں متوسط ہوتی ہیں اور امام مالک علیہ الرحمۃ کا قول یہ
ہے کہ جب تک پانی کے اوصاف ثلثہ میں سے کوئی وصف نہ بدلے اس سے وضو کرنا جائز ہے
لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے دلیلوں کا خلاف ملاحظہ فرما کر دہ در دہ اختیار کیا ہے جس میں سب
مذہبوں سے زیادہ احتیاط اور احادیث و آثار کی رو سے یقیناً پاک ہے کیونکہ بڑے بڑے حوض اور
چشمے سب کے نزدیک پاک ہیں اور عامہ مشائخ نے ان کے طول اور عرض میں سے ہر ایک کی مقدار
دس گز اور گہراؤ اس قدر کہ چلو بھرنے سے زمین نہ نظر آنے لگے مقرر کر دیا ہے یعنی چاروں طرف سے
دس گز ہو بعض فقہا نے لوگوں کی آسانی کے لیے اسکی پیمائش کے لیے کپڑے کا گز فرمایا ہے جو
چوبیس ۲۴ انگل یا فقط سات مٹھی کا ہوتا ہے اور بعض نے مساحتی گز فرمایا ہے جو سات مٹھی اور ایک
کھڑی انگلی کا ہوتا ہے اور کہیں ایسی صورت ہو کہ پانی کا طول زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرائی زیادہ ہے

اور چوڑائی کم ہے لیکن پیمایش کے حساب سے ضرب کیے جانے پر کسر دہ دردہ ہو جاتا ہے تو ایسے پانی پر بعض روایات میں دہ دردہ پانی کا حکم لگایا گیا ہے۔ فتح وغیرہ ملخصات بس دہ دردہ پانی سے وضو کیا جائے بشرطیکہ اسمیں پلیدی کا اثر یعنی مزہ یا رنگ یا بو معلوم نہ ہو (اور اگر اس میں پلیدی کا اثر معلوم ہوگا تو وہ پانی ناپاک ہوجائیگا)۔ اور ایسے جانوروں کا پانی میں مرجانا کہ جن میں (بہتا ہوا) خون نہیں ہوتا مثلاً مچھر۔ مکھی۔ بھڑ۔ بچھو۔ مچھلی۔ مینڈک۔ کیکڑا پانی کو ناپاک نہیں کرتا۔ اور وہ پانی جو ثواب کے کام میں استعمال کیا گیا ہو (مثلاً اس سے وضو پر وضو کیا ہو) یا اس سے حکمی ناپاکی رفع کی ہو (مثلاً وضو ٹوٹ جانے پر اس سے وضو کیا ہو) جب یہ ایک جگہ ٹھیر جائے تو خود پاک ہے لیکن اور کسی چیز کو پاک نہیں کرسکتا **ف** مستعمل پانی میں بہت ہی اختلاف ہے اول تو اس میں کہ پانی مستعمل کس چیز سے ہوجاتا ہے سو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک تو حکمی ناپاکی رفع کرنے یا ثواب کے لیے استعمال کرنے سے مستعمل ہوجاتا ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک فقط ثواب کے لیے استعمال کرنے سے ہوتا ہے دوسرا اختلاف یہ ہے کہ کس وقت ہوجاتا ہے سو امام صاحب کے نزدیک تو جب عضو سے جدا ہوا مستعمل ہوجاتا ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ جب ایک جگہ ٹھیر جائے اس وقت ہوتا ہے اور جگہ عام ہے خواہ زمین ہو یا برتن ہو یا ہتیلی ہو مصنفؒ نے ضرورت کے خیال سے اسی کو پسند کیا ہے تیسرا اختلاف اس کے حکم میں ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں اور یہی ایک قول امام شافعیؒ کا بھی ہے کہ یہ اور چیزوں کو بھی پاک کردیتا ہے اور امام زفرؒ کا قول یہ ہے کہ اگر اس کا استعمال کرنے والا وضو سے تھا تو یہ خود بھی پاک اور دوسری چیز کو بھی پاک کردینے والا ہے اور اگر بے وضو تھا تو یہ خود تو پاک ہے اور چیز کو پاک نہیں کرسکتا اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ مثل نجاست مغلظہ کے ہے اور امام ابو یوسفؒ کے مثل نجاست مخففہ کے اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ خود پاک ہے اور چیز کو پاک نہیں کرسکتا مصنفؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسے مستعمل پانی میں کپڑا یا بدن بھر جائے تو اسکا دھونا ضروری نہیں الا اس سے دوبارہ وضو کرلینا بھی درست نہیں ہے لیکن اگر اس سے نجاست حقیقی کو دھویا جائے تو وہ پاک ہوجائیگی کیونکہ اسکے دور کرنے میں بھی شرط ہے کہ بہنے والی پاک اور نجاست کو دور کرنیوالی چیز ہو اور یہ تینوں وصف اسمیں موجود ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے مستخلص وغیرہ ت اور کنوئیں کے مسئلے میں تین مذہب ہیں ج ح ط۔ **ف** ج علامت نجس کی ہے اور ح علامت بحال خود رہنے کی اور ط علامت طہارۃ کی اختصار کے لیے

یہ لفظ لیے گئے ہین اس مسئلہ کی صورت یہ ہو کہ ایک آدمی ڈول نکالنے کے لیے کنوئین ہین اُترا اور وہ جنبی[۱]
تھا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پانی اور یہ آدمی دونون نجس ہین اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک دونون اپنی اپنی
حالت پر ہین یعنی پانی پاک اور آدمی ناپاک اور امام محمدؒ کے نزدیک دونون پاک ہین جانفیہ ت ہر کھال باغت
دینے سے پاک ہوجاتی ہے سوائے سور اور آدمی کی کھال کے **ف** یہ حکم مرے ہوے جانور کی کھال کا ہو
ورنہ ذبح کیے ہوے جانور کی کھال بلا دباغت کے بھی پاک ہوتی ہے اور دباغت سے مراد یہ ہو کہ اسکا
سڑنا اور اس کی بدبو سکھانے سے یا کسی دوا وغیرہ سے دور کردی جاے - ع ت آدمی اور مُردہ جانور
کے بال اور ہڈیان پاک ہین اور کنوئین ہین نجاست گرجانے سے اُسکا (سارا) پانی نکالا جائے ہان اونٹ
اور بکری کی دو مینگنیون اور کبوتر اور چڑیا کی بیٹ گرنے سے پانی نہ نکالا جائے (بخلاف مرغی اور بطخ
وغیرہ کی بیٹ گرنے سے) اور جن جانورون کا گوشت کھایا جاتا ہے (یعنی حلال ہے) ان کا پیشاب
نجس ہے اور جس چیز کے نکلنے سے وضو نہین ٹوٹتا وہ نجس نہین ہے (مثلاً تھوڑی سی قے اور وہ خون
جو اپنی جگہ سے تجاوز نہ کرے) اور اُن جانورون کا پیشاب ہرگز نہ پینا چاہیے - اگر چوہا چوہے کی برابر
اور کوئی جانور کنوئین ہین گر کے مرجاے تو اوسط درجہ کے بیس ڈول اس ہین سے نکالدیے جائین اور
اگر کبوتر سا جانور گر کے مرگیا ہے تو چالیس ڈول اور اگر بکری سا جانور (مثلاً کتا یا آدمی) گر کے مرگیا ہو
تو سارا پانی نکالا جائے - اور اگر کوئی جانور (خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو) کنوئین ہین گر کے پھول گیا یا پھٹ
گیا تو اُسکا سارا پانی نکالنا چاہیے اور اگر سارا پانی نہ نکل سکے تو اسمین سے دو سو (سے تین سو تک)
ڈول نکال دیے جائین اور اگر چوہا (وغیرہ) مرا - گلا - سڑا ہوا کنوئین ہین سے نکلا اور اُس کے گرنے کا وقت
معلوم نہین ہو تو اس کنوئین کو تین دن پہلے سے ناپاک قرار دیا جائے اور اگر پھولا پھٹا نہ ہو تو ایک دن
رات سے **ف** تین دن رات سے ناپاک قرار دیے جانے کا یہ مطلب ہو کہ ان دنون کی نمازین لوٹائی
جائین اور یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہو اور صاحبینؒ فرماتے ہین کہ نمازین لوٹانا ضروری نہین ہین
یہانتک کہ یہ تحقیق ہوجائے کہ کس وقت گرا ہے اور اس ہین فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے کہ جسوقت جانور
کو کنوئین ہین دیکھین اُسی وقت سے اسکو ناپاک سمجھین خواہ پھولا پھٹا ہو یا نہ ہو - مسکین وغیرہ ت
اور پسینہ مثل جھوٹے (پانی وغیرہ) کے ہو (یعنی جس کا جھوٹا پاک ہے اُس کا پسینہ بھی پاک ہو اور جس کا وہ

[۱] یعنی وہ آدمی اپنے بدن پر نجاست حقیقی نہ رکھتا ہو - اگر نجاست حقیقی رکھتا ہو تو سب اماموں کے نزدیک کنوان ناپاک ہوجاویگا ۱۲

ناپاک ہے یہ بھی ناپاک ہی) آدمی اور گھوڑے اور اُن جانوروں کا جھوٹا جنکا گوشت کھانا درست ہے پاک ہے اور کتے اور سور اور درندہ چوپاؤں کا جھوٹا ناپاک ہے اور بلی اور کوچہ گرد مرغی اور پرند شکاری جانوروں اور گھروں میں رہنے والے جانوروں کا جھوٹا مکروہ (تنزیہی) ہے اور گدھے اور خچر کا جھوٹا مشکوک ہے اور اگر پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرکے تیمم بھی کر لینا چاہیے اور وضو اور تیمم میں سے جسکو مقدم کرے درست ہے بخلاف نبیذ تمر کے **ف** نبیذ تمر وہ پانی ہے جسمیں اتنے چھوہارے بھگوئے گئے کہ پانی میٹھا ہو گیا لیکن رقیق اور بہتا ہوا ہے پس اگر اور پانی نہ ملے تو امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس سے وضو نہ کرے بلکہ تیمم کرے اسی پر فتوی ہے اور امام محمد فرماتے ہیں کہ اس سے وضو اور تیمم دونوں کرے اور یہ اختلاف اسی صورت میں ہے کہ پانی گاڑھا اور نشہ آور نہ ہو ورنہ بھیر سب کے نزدیک اس سے وضو درست نہیں ہے ط

باب التیمم

تیمم کا بیان

ف لغت میں تیمم کے معنی قصد کے ہیں اور شرع میں پاک مٹی کو پاکی کے قصد سے استعمال کرنیکا نام تیمم ہے **ت** اگر آدمی پانی سے ایک میل کے فاصلے پر ہو یا بیمار ہو اور پانی کے استعمال سے بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو یا سردی (ایسی ہو) کہ مر جانے کا اندیشہ ہو) یا دشمن یا درندے یا پیاس کا خوف ہو یا ڈول رسی نہ ہو تو وہ تیمم کرے اور تیمم کی صورت یہ ہے کہ زمین کی قسم سے جو چیز پاک ہو گرچہ اسپر غبار نہ ہو تیمم کی نیت کرکے ایک دفعہ دونوں ہاتھ اسپر مار کر سارے منہ پر پھیرے اور دوسری دفعہ ہاتھ مار کر دونوں کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر پھیرے اگرچہ آدمی ناپاک (یعنی جنبی) یا حیض والی عورت ہو (یہی دو ضرب کافی ہیں) **ف** شریعت میں میل ایک تہائی فرسخ کو کہتے ہیں جو چوبیس ۲۴ انگل کے گز سے چار ہزار گز کا ہوتا ہے اور زمین کی قسم سے مراد وہ چیزیں ہیں جو نہ جلیں نہ پگھلیں جیسے ریت۔ پتھر۔ سرمہ۔ چونہ وغیرہ ط **ت** اگر باوجود زمین کی قسم میسر ہونے کے کوئی غبار سے تیمم کرے تب بھی جائز ہے پس کافر کا تیمم کرنا بیکار ہے نہ کہ اُسکا وضو کرنا کیونکہ تیمم میں نیت کرنی شرط ہے وضو میں نہیں ہے اور کافر بوجہ کفر کے نیت کرنے کا اہل نہیں ہے) اور مرتد ہونے سے تیمم نہیں جاتا بلکہ جن چیزوں سے وضو جاتا ہے ان ہی سے تیمم بھی جاتا رہتا ہے اور اس قدر پانی پر قدرت ہونے سے جو اس کی حاجت (ضروری) سے بچ رہے تیمم کرنا جائز نہیں رہتا اور اگر پہلے کر لیا تھا تو وہ اس قدرت سے جاتا رہتا ہے (خواہ آدمی نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو)

اور اگر کسی کو پانی ملنے کی اُمید ہے تو وہ نماز اخیر وقت مین پڑھے اور اگر وقت سے پہلے تیمم کر لیا تو بھی درست ہی علیٰ ہذا القیاس دو فرضون کے لیے اور جنازہ اور عیدین کی نماز فوت ہونے کے خوف سے تیمم کر لینا جائز ہے اگرچہ نماز بناہی کے طور پر ہو ہان جمعہ اور وقتیہ نماز کے فوت ہونے کے خوف سے تیمم کرنا درست نہین **ف** اسکی وجہ یہ ہی کہ جمعہ اور وقتیہ نماز دونکا بدلہ ہو سکتا ہے کہ جمعہ فوت ہونے پر ظہر کی نماز اور وقتیہ فوت ہونے پر اسکو قضا پڑھ لے بخلاف جنازہ اور عیدین کی نماز کے کہ ان کا بدلہ نہین ہو سکتا۔ اور بناکی صورت یہ ہی کہ کسی نے وضو سے عید کی نماز شروع کر کے کچھ ادا کر لی تھی کہ پھر وضو جاتا رہا اور باقی نماز اس نے تیمم سے ادا کر لی تو درست ہے۔ **ط ت** اگر کوئی اپنے اسباب مین پانی رکھ کے بھول گیا اور پھر تیمم سے نماز پڑھ لی تو (بعد مین پانی یاد آنے پر) نماز نہ لوٹائے اور اگر کسی کو پانی قریب ہونے کا گمان ہو تو وہ ایک تیر بھر کے فاصلہ تک پانی کو تلاش کرے ورنہ نہ کرے۔ اگر اپنے ساتھی کے پاس پانی ہی تو اس سے مانگے اگر وہ نہ دے تو تیمم کر لے اور اگر وہ بلا واجبی دام لیے پانی نہین دیتا اور اسکے پاس دام ہین تو یہ تیمم نہ کرے (بلکہ دام دیکر پانی لیلے وضو کر لے) ورنہ تیمم کر لے (یعنی اگر اسکے پاس دام نہین ہین یا وہ واجبی سے دامون کا نہین دیتا تو پانی نہ لے اور تیمم کر لے) اور اگر کسی کا اکثر بدن (جسکو دھونا ضروری ہی) زخمی ہی تو وہ تیمم کرے اور اگر کم بدن زخمی ہی تو اسکو دھو لے اور دھونا اور تیمم دونون کو جمع نہ کرے۔

باب المسح علی الخفین

موزون پر مسح کرنے کا بیان

ت موزون پر مسح کرنا مرد اور عورت دونون کو درست ہی اگر جنبی نہ ہون اور شرط یہ ہی کہ موزون کو ایسے وضو پر پہنا ہو جو ٹوٹنے کے وقت کامل ہو **ف** یعنی اگرچہ موزے پہننے کے وقت وضو کامل نہ ہو مثلاً ایک بے وضو شخص موزے پہن کر پانی مین گھس گیا اور پانی اسکے موزون مین پہنچ گیا پھر اسنے اور اعضا دھوکر وضو پورا کیا اور اسکے بعد اسکا وضو ٹوٹ گیا تو اسکو ان موزون پر مسح کرنا جائز ہے کیونکہ ٹوٹنے کے وقت وضو کامل ہی اگرچہ موزے پہننے کے وقت وضو نہ تھا یعنی **ت** مسح کی مدت وضو ٹوٹنے کے وقت سے لیکر مقیم کے لیے ایک دن رات تک ہی اور مسافر کے لیے تین دن و رات تک اور اسکی صورت یہ ہی کہ (بھیگے ہوے) ہاتھ کی تین انگلیان موزون کے اوپر کی جانب پاؤن کی انگلیون پر رکھکر ایکدفعہ پنڈلی تک کھینچے (اور اگر کوئی اور پنڈلی کی طرف سے کھینچے تب بھی مسح ہو جائے گا مگر یہ مکروہ ہی)

اور موزون کی زیادہ پھٹن مسح کو مانع ہے جسکی مقدار پاؤن کی تین چھوٹی انگلیون کا ظاہر ہوجانا ہی اور
اس سے کم پھٹن مانع نہین ہے اور اگر ایک موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہوا ہے تو انکو ایک جگہ جمع کیا جائی اگر وہ
سب ملکر تین انگلیون کی مقدار ہوجائے تو مسح درست نہین ورنہ درست ہی اور دونون موزونکی پھٹن جمع
نہ کیجائے (یعنی اگر دونونکی پھٹن ملکر تین انگلیونکی مقدار ہو تو اسکا اعتبار نہین) بخلاف نجاست اور بہنگی کے
ف یعنی اگر دونون موزون پر تھوڑی تھوڑی نجاست ہو جو ایک جگہ کرنیسے ایک درہم کی مقدار ہوجائے تو
ان پر بغین پاک کیے بغیر مسح درست نہین ہی اور اسیطرح بہنگی کا حال ہی کہ اگر تھوڑی تھوڑی کئی جگہ ہی تو اسکو
ایک جگہ کرکے دیکھنا چاہیے اگر چوتھائی عضو کی مقدار ہوجائے تو اس سے نماز درست نہ ہوگی۔ حاشیہ وغیرہ
ت اور وضو ٹوٹنے اور موزہ پاؤن سے نکلنے اور مسح کی مدت گذرجانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہی بشرطیکہ (دھونے
کی) سردی سے دونون پاؤن جاتے رہنے کا خوف نہ ہو اور موزہ نکالنے اور اُسکی مدت گذرجانیکے بعد (اگر وضو
ہے تو) فقط پاؤن دھوئے اور اکثر پاؤن کا نکل آنا نکلنے ہی کے حکم مین ہی۔ اگر کسی مقیم نے مسح کیا تھا اور ایک دن
رات کے گذرنیسے پہلے ہی وہ مسافر ہوگیا تو وہ تین دن رات مسح کرے اور اگر کوئی مسافر ایک دن رات گذرنے
کے بعد مقیم ہوگیا ہی تو وہ موزے نکال لے اور اگر اس سے پہلے مقیم ہوگیا ہے ایک دن رات پورا کرلے
اور موزے کے اوپر کے موزے پر اور چمڑے کی جراب پر اور جسکے نیچے چمڑا لگا ہو یا ایسی سخت ہو کہ بغیر باندھے
پنڈلی پر ٹھیر جائین ان سب پر مسح کرنا جائز ہے ہان عمامہ اور ٹوپی اور برقع اور دستانون پر مسح کرنا
درست نہین ہی اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کی بندش پر اور زخم کی پٹی پر یا اسیطرح کی اور چیز پر (مثلاً فصد وغیرہ
کی بندش پر) مسح کرنا دھونے کے حکم مین ہے ان کے مسح کی کوئی مدت معین نہین ہے اور یہ مسح
دھونے کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے (یعنی صرف پٹی پر مسح کرلیا جائے اور باقی عضو دھولیا جائے) اور
پٹی وغیرہ اگرچہ بے وضو باندھی ہو ان پر مسح کرنا درست ہے اور ساری پٹی پر مسح کرلیا جائے اسکے نیچے
زخم ہو یا نہ ہو پس اگر زخم اچھا ہونیکے باعث پٹی وغیرہ گر پڑے تو مسح باطل ہوجائیگا اور اگر بدون اچھا
ہوئے گرے تو باطل نہ ہوگا اور موزے اور سر کے مسح مین نیت کی حاجت نہین ہی۔

باب الحیض

حیض کا بیان

ت حیض وہ خون ہے جو ایسی عورت کے رحم مین سے آئے جو بیمار اور کم عمر نہ ہو اُسکے جاری رہنے کی

کم از کم مدت تین دن ہین اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور جو خون تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ آئے وہ (حیض نہین) استحاضہ ہے (جو ایک رگ سے آتا ہو اور یہ ایک قسم کی بیماری ہے) اور سوائے سفیدی خالص کے اور جس رنگ کا بھی خون آئے سب حیض ہے یہ نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے مانع ہوتا ہے (یعنی اس حالت مین یہ دونون عبادتین ممنوع ہین) مگر عورت روزہ کی قضا کرے اور نماز کی قضا نہ کرے (کیونکہ اس حالت مین نماز معاف ہے) اور ایسی عورت کو مسجد مین جانا۔ طواف کرنا اور ناف سے لیکر عورت کے زانو تک مرد کو نزدیکی کرنا۔ قرآن پڑھنا اور بغیر غلاف کے قرآن کو ہاتھ لگانا سب ممنوع ہے **ف** غلاف سے مراد وہ کپڑا ہے جو قرآن سے علیحدہ ہو جیسے جزدان اور ایسی حالت مین آستین سے بھی چھونا مکروہ ہے یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوے ہے۔ مسکین **ت** اور قرآن بے وضو بھی پڑھنا منع ہے اور جنابت اور نفاس دونون کو مانع ہے (یعنی ان دونون حالتون مین قرآن پڑھنا یا اسکو ہاتھ لگانا دونون ممنوع ہین) اور جس عورت کا حیض اپنی اکثر مدت (یعنی دس دن) کے بعد بند ہوا ہو اس سے صحبت کرنا جائز ہے اگرچہ وہ نہائی نہ ہو اور اگر دس روز سے کم مین بند ہو گیا ہے تو اس سے صحبت جائز نہین جب تک وہ نہا نہ لے یا اس پر نماز کا اول وقت نہ گذر جائے **ف** نماز سے مراد فرض نماز ہے اس وجہ سے درمختار مین لکھا ہے کہ اگر کوئی عورت عید کی نماز کے وقت پاک ہوئی تو اسپر ظہر کا وقت گذر جانے کا انتظار کرنا ضروری ہے اور اول وقت سے مراد یہ ہے کہ اتنا وقت گذر جائے کہ وہ نہا دھو کر نماز کی نیت باندھ لے۔ فتح ملخصًا **ت** اور حیض و نفاس کی مدت مین دو خونون کے درمیان عورت کا پاک ہونا بھی حیض اور نفاس ہے۔ **ف** یعنی حیض کی مدت مین کچھ دنون حیض آکر بند ہو گیا اور پھر آنے لگا اسیطرح نفاس آتا آتا بند ہو کر پھر آنے لگا تو اس خون کے نہ آنے کے دنون مین عورت کو پاک ہونے کا حکم نہ ہوگا بلکہ وہ پاک ہونا حیض کے دنون مین حیض ہے اور نفاس کے دنون مین نفاس۔ فتح وط **ت** اور اس پاک ہو جانے کی مدت کم از کم پندرہ دن ہے اور اکثر مدت کی کوئی حد نہین ہے ہان ہمیشہ خون جاری رہنے کی صورت مین عادت معین ہو جانے کے وقت حیض کی عادت کے دن علیحدہ کرکے باقی پاک رہنے کے دن شمار کئے جائینگے اور استحاضہ کا خون مثل ہمیشہ جاری رہنے والی نکسیر کے ہے اور اگر خون حیض و نفاس کی اکثر مدت سے بڑھ جائے تو جس قدر اسکی ہمیشہ کی عادت سے بڑھے گا وہ استحاضہ ہے **ف** یہ حکم اس عورت کے حق مین ہے جسکی عادت معین ہو مثلاً کسی کو ہر مہینہ

مین سات دن حیض آنے کی عادت تھی پھر اُسے بارہ۱۲ روز خون آیا تو جو سات دن سے زیادہ دن خون آیا ہی یہ استحاضہ ہی اسیطرح اگر کسی کی عادت چار دن یا پانچ دن خون آنے کی ہو اور پھر دس سے بڑھ جاے تو جسقدر اسکی عادت سے بڑھے گا یہ سب استحاضہ ہی اور اگر دس دن سے نہین بڑھا تو حیض کے ایام مین وہ سب حیض ہی اور اسیطرح نفاس مین اگر کسی کو مثلاً پینتیس۳۵ دن خون آنے کی عادت تھی پھر اُسے پینتالیس دن خون آیا تو یہ دس دن کا خون استحاضہ ہی عینی ت اور اگر کسی عورت کو پہلے ہی پہل خون آکر جاری ہوگیا ہی تو (ہر مہینہ مین) دس دن اُسکے حیض کے ہونگے اور چالیس۴۰ دن نفاس کے (اور جو حیض مین دس سے اور نفاس مین چالیس سے زیادہ دن ہونگے وہ استحاضہ ہی) اور جس عورت کو استحاضہ (کی بیماری) ہو اور جس شخص کو سلسل البول یا جسکا پیٹ چلتا ہو یا کسی کی ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند نہ ہوتی ہو یا کسی کے ناسور ہو تو ایسے شخص ہر فرض کے وقت (تازہ) وضو کیا کرین اور اس وضو سے (اس وقت مین) فرض اور نفل (جسقدر چاہین پڑھین. ف شریعت مین ان بیماری والون کو معذور کہتے ہین امام صاحبؒ کے نزدیک ایسے شخص کو ہر فرض کے وقت تازہ وضو کرنا چاہیے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہر فرض کے لیے اور امام مالکؒ کے نزدیک ہر نفل کے لیے بھی۔ فتح المعین ت اور انکا وضو فقط وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہی ف یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ہی اور امام زفرؒ کے نزدیک دوسری نماز کا وقت آنے سے جاتا رہتا ہی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس نماز کا وقت جانے اور دوسری نماز کا وقت آنے دونون سے جاتا رہتا ہی حاشیہ ت اور ان معذورون کے لیے) یہ حکم اس صورت مین ہی کہ جب اِن پر کسی فرض کا وقت ایسا نہ گذرے کہ جسمین اُنھین یہ عذر نہ ہو ف یہ شرط عذر رہنے کی ہی اگر یہ نہ ہوگی تو وہ معذور نہ کہلائین گے اور پھر اِنکا وضو اس عذر سے جاتا رہیگا ت نفاس اُس خون کو کہتے ہین جو بچہ پیدا ہونیکے بعد آتا ہی اور اگر کسی حاملہ عورت کو خون آئے تو وہ استحاضہ ہی اور اگر کسیکا حمل ساقط ہوگیا اور اسمین بعض عضو بھی ہین (مثلاً ناخن اور بال وغیرہ) تو اُسکا حکم بچہ کا ہی ف یعنی شرعاً وہ اس عورت کا بچہ ہی یہانتک کہ اُسکے بعد کا خون نفاس ہوگا اور اگر وہ لونڈی تھی تو اب ام ولد ہو جائے گی اور اگر عدت مین تھی تو عدت پوری ہو جائیگی اور اگر اسمین کوئی عضو معلوم نہین ہوتا بلکہ محض گوشت کا لوتھڑا ہے تو اِسکے بعد کا خون نفاس نہ ہوگا اور نہ بچہ کے اور احکام ہون گے۔ مسکین ت نفاس کی کم سے کم مدت کی کوئی حد نہین ہے (چنانچہ بعض عورتون کو ایک گھنٹہ بھر بھی نہین آتا) اور اسکی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس۴۰ دن ہے اور

جسقدر چالیس دن سے بڑھے وہ استحاضہ ہے اور جڑوان بچون مین نفاس کی ابتدا پہلے بچے سے ہوتی ہے **ف** یہ ہمارا مذہب ہے امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک ابتدا دوسرے بچہ سے ہوتی ہے اور یہی قول امام شافعیؒ کا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک بچہ پیدا ہونیکے بعد چونکہ ابھی وہ عورت حاملہ ہے اس لیے اسکا یہ خون رحم سے نہین ہے اسی وجہ سے بغیر دوسرا بچہ جننے عدت پوری نہین ہوتی اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نفاس اُس خون کا نام ہے جو بچہ پیدا ہونیکے بعد آئے اور یہان ایسا ہی ہے پس یہ مثل اس خون کے ہوگیا جو ایک ہی بچہ پیدا ہونیکے بعد آئے باقی عدت کا پورا ہونا تو مطلق حمل کے جننے سے تعلق رکھتا ہے لہذا وہ دونون کے جننے کو شامل ہوگا - فتح

باب الانجاس

نجاستون کا بیان

ف انجاس نجس کی جمع ہے اور یہ خبث سے عام ہے جو حقیقی نجاست پر بولا جاتا ہے اور حدث سے بھی جو حکمی پر بولا جاتا ہے غرض کہ نجس نجاست حقیقی اور حکمی دونون پر بولا جاتا ہے - یعنی **ت** بدن اور کپڑا پانی سے پاک ہوجاتا ہے اور ہر ایسی بہتی (پاک) چیز سے بھی جو (نجاست کو) دور کرنیوالی ہو مثلاً سرکہ گلاب لیکن تیل سے پاک نہین ہوتا **ف** شہد شیرہ اور گھی بھی تیل ہی کے حکم مین ہین اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ چیزین نجاست کو دور کرنیوالی نہین ہین - نہر **ت** اگر موزے پر گاڑھی نجاست (مثلاً پاخانہ وغیرہ) لگجائے تو وہ زمین پر رگڑ (کے آثار) دینے سے پاک ہوجاتا ہے اور اگر گاڑھی نہین ہے (مثلاً پیشاب وغیرہ لگ گیا ہے) تو اُسکو دھونا چاہیے (خواہ خشک ہو یا تر ہو) اور خشک منی (خواہ بدن پر ہو یا کپڑے پر) ہاتھون سے رگڑنے (اور کھرچنے) سے پاک ہوجاتی ہے ورنہ اُسے دھونا چاہیے **ف** یعنی خواہ غلیظ ہو یا رقیق ہو مرد کی ہو یا عورت کی ہو ہاتھون سے رگڑنے اور کھرچنے سے اسکی ناپاکی جاتی رہتی ہے اور اس کا دھبہ رہنے مین کچھ حرج نہین ہے اور اگر منی خشک نہین ہے بلکہ تر ہے تو اسکو دھونا چاہیے کیونکہ امام صاحبؒ کے نزدیک منی ناپاک ہے بخلاف امام شافعیؒ کے کہ ان کے نزدیک پاک ہے دھونے اور کھرچنے کی ضرورت نہین ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک ایسی ناپاک ہے کہ بغیر دھوئے فقط کھرچنے سے بھی پاک نہین ہوتی مگر انصاف اور غور سے دیکھنے پر امام صاحب کا مذہب سب مذہبون سے بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسی چیز کا ناپاک ہونا جو غسل کا باعث ہو اور پیشاب کی جگہ سے نکلتی ہو آثار اور قیاس سے بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے اور خشک

منی کا رگڑنے سے پاک ہوجانا بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہی اگرچہ اسکا دھبہ باقی رہجائے۔ فتح وغیرہ **ت** تلوار ایسی چیزین (مثلاً آئینہ اور چھری وغیرہ) پونچھنے سے پاک ہوجاتی ہین (برابر ہی کہ نجاست خشک ہو یا تر ہو پیشاب ہو یا پاخانہ ہو) اور زمین خشک ہونیسے اور (نجاست کا) اثر جاتے رہنے سے نماز (پڑھنے) کے لیے پاک ہوجاتی ہی اور تیمم کے لیے پاک نہین ہوتی **ف** امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ ایسی زمین پر تیمم کرنا بھی جائز ہے مگر ظاہر قول پہلا ہی ہی کیونکہ تیمم درست ہونے مین زمین کا پاک ہونا نص قرآن سے مشروط ہے لہذا یہ حکم اس سے ادا نہ ہوگا جو خبر واحد سے ثابت ہو۔ فقہا فرماتے ہین کہ اگر ناپاک زمین پر آگ جلادی جائے تو پھر اس سے تیمم کرنا جائز ہی اور یہی صحیح ہے اور اگر کوئی ناپاک زمین کو اسی وقت پاک کرنی چاہے تو اسپر تین دفعہ پاک پانی جاوے اور ہر دفعہ پاک کپڑے سے پونچھتا رہے وہ پاک ہوجائیگی۔ فتح **ت** نجاست مغلظہ مثلاً خون اور شراب (وغیرہ) مین سے ایک درم کی مقدار اور ہتھیلی کی چوڑائی کی مقدار معاف ہی (یعنی اگر کپڑے یا بدن پر اتنی نجاست لگ جائے تو اُسکو بغیر دھوئے نماز ہوجائیگی) علیٰ ہذا القیاس مرغی کی بیٹ اور اُن جانورون کا پیشاب کہ جنکا گوشت نہین کھایا جاتا اور لید اور گوبر بھی۔ **ف** یعنی اگر ان چیزون مین سے بھی ایک درم کی مقدار کہین لگجائے تو وہ معاف ہی درم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہی پس اگر نجاست غلیظ ہی تو درم کے وزن سے اندازہ کر لیا جائے اور اگر رقیق ہی تو ہتیلی کی چوڑائی سے ناپ لیجائے پس اگر ان مقدارون سے زیادہ ہے تو اُسکا دھونا فرض ہی اور اگر کم ہی تو دھونا مستحب ہی **ت** اگر چوتھائی کپڑے سے کم نجاست خفیفہ مین بھرجائے۔ **ف** یہان اس کپڑے کی چوتھائی مراد ہی جسمین کم از کم نماز ہوجاتی ہو مثلاً ایک تہمد ہو یا ایک چادر ہو اور بعض کا قول یہ ہی کہ اُس جگہ کی چوتھائی ہو جہان نجاست لگی جیسے دامن ہی یا آستین ہی یا کلی وغیرہ ہی اور یہی قول صحیح ہی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ یہان چوتھائی سے ایک بالشت لمبا اور ایک بالشت چوڑا کپڑا مراد ہی مسکین **ت** مثلاً ان جانورون کے پیشاب مین کہ جنکا گوشت کھایا جاتا ہی یا گھوڑے کے پیشاب مین یا ان پرندون کی بیٹ مین کہ جنکا گوشت نہین کھایا جاتا یا مچھلی کے خون مین یا خچر اور گدھے کے لعاب مین تو وہ بھی معاف ہی **ف** امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول یہ ہی کہ مچھلی کا خون نجاست خفیفہ ہے کیونکہ وہ خون کی صورت ہوتا ہی اور امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول یہ ہی کہ مچھلی کے اندر کا سُرخ پانی حقیقت مین خون نہین ہوتا لہذا وہ نجس نہین ہی بلکہ ظاہر روایت مین پاک ہی کیونکہ خون کا جانور پانی مین زندہ نہین رہسکتا

دوسری دلیل یہ ہے کہ مچھلی بغیر ذبح کیے حلال ہوتی ہے حالانکہ ذبح کرنا خون ہی نکالنے کے لیے مشروع کیا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسمین خون نہین ہے۔ عینی **ت** اور اگر پیشاب کی چھینٹین سوئی کے ناکے جیسی (مہین مہین بہت سی) پڑجائین تو وہ بھی معاف ہے اور جو نجاست کہ نظر آتی ہو اسکا جسم (اور اثر) دور کر دینے سے پاک ہوجاتی ہے مگر وہ نجاست کہ جسکا اثر (یعنی رنگ وغیرہ) دُور ہونا دشوار ہو یا ایسی نجاست ہو کہ خشک ہونیکے بعد اسکا اثر نہ معلوم ہوتا ہو تو وہ تین دفعہ دھونے اور ہر دفعہ نچوڑنے سے پاک ہوجاتی ہے **ف** تیسری دفعہ مین اسقدر زور سے نچوڑا جائے کہ اسکے بعد نچوڑنے سے پانی نہ نکلے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ دھونا کافی ہے۔ مسکین **ت** اور جو چیزین نچوڑی نہ جائین (مثلاً بوریا دغیرہ) تو وہ تین دفعہ دھونے اور ہر دفعہ اُن کا پانی خشک کرنے سے پاک ہوجاتی ہین **ف** یعنی تین دفعہ دھونے مین ہر دفعہ اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ انکا پانی ٹپکنا موقوف ہوجائے باقی خشک کرنا شرط نہین ہے اور امام محمدؒ فرماتے ہین کہ ایسی چیز کبھی پاک نہین ہوتی مسکین **ت** اور (پیشاب پاخانہ پھرنے کے بعد) کسی صاف کرنیوالی چیز مثلاً پتھر (اور ڈھیلے) وغیرہ سے استنجا کرنا مسنون ہے اور اس مین (ڈھیلے وغیرہ کی) کوئی شمار مسنون نہین ہے اور استنجا کرنے کے بعد اس جگہ کو پانی سے دھونا مستحب ہے **ف** سنت استنجا ادا کرنے مین ضروری امر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صفائی کرنی ہے نہ کہ ڈھیلاون کی گنتی بخلاف امام شافعی علیہ الرحمۃ کے کہ ان کے نزدیک طاق یعنی تین یا پانچ یا سات ڈھیلے ہونے فرض ہین یہانتک کہ اگر کوئی اسکے خلاف کرے تو اسکی نماز نہین ہوگی۔ فتح وغیرہ **ت** اور اگر نجاست مخرج سے تجاوز کرجائے (یعنی پیشاب یا پاخانہ اپنی اپنی جگہ سے تجاوز کرجائے) تو اسکا دھونا واجب ہے **ف** دھونا واجب اسی صورت مین ہے کہ نجاست ایکدرم یا ہتیلی کے عرض سے زیادہ جگہ مین لگجائے اور اگر کم مین لگی ہے تو اسکا دھونا مستحب ہے **ت** اور اس مقدار کا لحاظ استنجے کی جگہ کے سوا کیا جائیگا اور ہڈی۔ لید۔ کھانے کی چیز اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا جائز نہین ہے ہان اگر کسی کو کوئی عذر ہو کہ بائین سے نہ کرسکتا ہو تو اُسے داہنے سے کرنا جائز ہے

کتاب الصلوٰۃ

نماز روزون وغیرہ کا بیان

ف لغت مین صلوٰۃ کے معنی دعا۔ ثنا۔ قراءت۔ اور رحمت کے ہین اور شرع مین ان معہودہ مخصوصہ

ارکان کا نام ہی کیونکہ اس کے قیام مین قرارت اور قعود مین ثنا اور دعا اور انکے ادا کرنیوالے کے لیے
رحمت ہوتی ہے ۔ فتح وغیرہ **ت** فجر (کی نماز) کا وقت صبح صادق سے لیکر آفتاب کے نکلنے تک ہی **ف**
صبح صادق اُس روشنی کو کہتے ہین جو مشرق کی جانب افق مین پھیلتی ہی **ت** اور ظہر کا وقت آفتاب کے
ڈھلنے سے لیکر اسوقت تک ہی کہ جب ہر چیز کا سایہ اُسکے اصلی سایہ کے سوا جو ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہی
اس چیز سے دونا ہو جائے **ف** آفتاب کے ڈھلنے پر ظہر کا اوّل وقت ہو جاتا ہی کیونکہ جبریل علیہ السلام
نے اول روز اسیوقت نماز پڑھائی تھی اور آخر وقت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اُسوقت ہی کہ جب ہر چیز کا سایہ
اس کے اصلی سایہ کے سوا اس سے دونا ہو جائے اور صاحبین کا قول یہ ہی کہ جب ہر چیز کا سایہ اُسکے اصلی
سایہ کے سوا اسکی برابر ہو جائے یہی ایک روایت امام صاحبؒ سے بھی ہی اور یہی قول امام زفرؒ اور امام شافعیؒ
کا ہی انکی دلیل یہ ہی کہ جبریل علیہ السّلام کی امامت اول روز اول وقت مین تھی اور دوسرے روز آخری
وقت مین پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ ظہر کا آخر وقت ہی اور امام ابو حنیفہؒ کی دلیل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسّلام کا یہ ارشاد ہی ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم اور عرب مین زیادہ گرمی اسیوقت
ہوتی ہی اور اس زمانہ مین فتوی حرمین وغیرہ مین صاحبینؒ کے قول پر ہی ۔ فتح **ت** اور عصر کا وقت
دو مثل سے لیکر آفتاب کے غروب ہونے تک ہی اور آفتاب کے غروب ہونے سے لیکر شفق کے غائب ہونے تک
مغرب کا وقت ہی اور شفق سپیدی ہی (جو سُرخی کے بعد پیدا ہوتی ہی) **ف** صاحبینؒ اور امام شافعیؒ
کا قول یہ ہی کہ شفق یہ سرخی ہی ہے اور یہی ایک روایت امام ابو حنیفہؒ سے بھی ہے اور اسی پر فتوی ہے
مسکین **ت** عشا اور وتر کا وقت شفق غائب ہونے سے لیکر صبح (صادق) ہونے تک ہی **ف** اور
امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہی کہ تہائی رات تک ہی مسکین **ت** اور وترون کو عشا (کی نماز) سے مقدم
نہ کیا جائے کیونکہ ان دونون مین ترتیب ہونی ضروری ہی (جیسا کہ وقتیہ نماز فائتہ پر مقدم نہین ہوتی) اور جسے
ان دونون (یعنی عشا اور وتر) کا وقت نہ ملے اسپر یہ دونون واجب نہین ہین **ف** مثلاً کوئی شخص ایسے
شہر مین ہو جہان آفتاب غروب ہوتے ہی صبح صادق ہو جاتی ہو جیسے بلغار وغیرہ تو اسپر یہ دونون
نمازین فرض نہین ہین ۔ ط **ت** اور فجر کی نماز اور گرمیون مین ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا اور عصر مین اتنی
تاخیر کرنا کہ دھوپ مین زردی نہ آئے (کیونکہ اتنی تاخیر مکروہ تحریمی ہے) اور عشا کو تہائی رات تک موخر کرنا مستحب
ہی علی ہذا القیاس وترون کو آخر شب تک مؤخر کرنا ایسے شخص کے لیے مستحب ہی کہ جسے اپنے (اُس وقت)

جاگ جانے پر پورا اعتماد ہو اور اگر اعتماد نہ ہو تو سونے سے پہلے ہی پڑھ لینی چاہئیں) اور جاڑوں میں ظہر کی نماز اول وقت پڑھنا اور مغرب کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھنا مستحب ہے اور جن نمازوں کے اول میں عین ہے (مثلاً عصر اور عشا) ان کو ابر کے دن اول وقت پڑھنا اور ان کے سوا اور نمازوں کو ایسے دن مؤخر کرنا مستحب ہے (مثلاً فجر۔ ظہر۔ مغرب) اور جس وقت آفتاب نکلتا ہو یا جس وقت عین سر پر ہو یا جس وقت غروب ہوتا ہو ان تینوں وقتوں میں نماز اور تلاوت کا سجدہ اور جنازہ کی نماز پڑھنی مکروہ ہے مگر ہاں اسی دن کی عصر کی نماز (آفتاب کے غروب ہوتے وقت جائز ہے۔ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں ہے ہاں قضا نماز پڑھنا اور تلاوت کا سجدہ کرنا اور جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے اور صبح صادق ہونے کے بعد سوائے فجر کی سنتوں کے اور نفل پڑھنا یا مغرب کی نماز سے پہلے اور (جمعہ وغیرہ کا) خطبہ پڑھتے وقت نفل پڑھنا درست نہیں ہے اور دو وقت کی نماز کو کسی عذر سے (مثلاً سفر یا بارش وغیرہ کے سبب سے) ایک وقت میں ادا کرنا منع ہے **ف** اسکی وجہ یہ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ واللذی لا الہ غیرہ ما صلی علیہ الصلوۃ والسلام صلوۃ قط الا لوقتہا الا صلوتین جمع بین الظہر والعصر بعرفۃ وبین المغرب والعشاء بجمع یعنی قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیشہ وقت ہی پہ نماز پڑھی ہے سوائے ان دو نمازوں کے کہ ظہر اور عصر کو عرفات میں جمع کیا اور مغرب اور عشا کو مزدلفہ میں۔ باقی جہاں حضور انور سے ایسا وارد ہے کہ اس سے کسی بیماری وغیرہ عذر کے باعث دو نمازوں میں جمع کرنیکا جواز معلوم ہوتا ہے تو وہ جمع صوری پہ محمول ہے اس طرح کہ پہلی نماز کو اخیر وقت پڑھا اور دوسری کو اول وقت اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ سفر اور بارش کے عذر سے ظہر اور عصر مغرب اور عشا کو جمع کر لینا جائز ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے تبوک کے سفر میں ظہر اور عصر مغرب اور عشا جمع کیا تھا اور ہماری دلیل وہی روایت ہے جو ہم نے ابھی بیان کی ہے۔ فتح و عینی۔

باب الاذان

اذان کے مسئلے

ف لغت میں اذان کے معنی آگاہ کرنیکے ہیں اور شرع میں اس خاص طریقے پر آگاہ کرنیکو کہتے ہیں اور چونکہ اذان اپنا وقت ہونے پہ موقوف ہوتی ہے کیونکہ وقت میں ایک طرح کی سببیت ہے اور سبب مقدم ہوتا ہے اسلیے مصنف نے اوقات کو مقدم اور اذان کو مؤخر کیا ہے۔ مسکین ترجمہ فرض نمازوں کے لیے

اذان دینا سنت ہی بلا ترجیع اور بغیر لحن کے ف بعض نے اذان کو واجب کہا ہے مگر صحیح یہ ہی کہ اذان سنت مؤکدہ ہی اور یہ دونون قول قریب ہی قریب ہین کیونکہ سنت مؤکدہ اور واجب دونون کے ترک پر گناہ برابر ہوتا ہے اور اذان اُن فرائض کے لیے مسنون ہی جو اپنے اپنے وقت پر مسجدون مین ادا کیے جائین اور گھرون مین ادا کرنے پر اذان مسنون نہین ہی اور ترجیع یہ ہے کہ اول شہادتین کو دو بار آہستہ کہہ کے پھر دو بار بلند آواز سے کہے اس طرح کہنا امام صاحبؒ کے نزدیک مسنون نہین امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مسنون ہی انکی دلیل ابو محذورہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے انسے اسطرح اذان کہلائی تھی اور ہماری دلیل عبد اللہ بن زید کی حدیث اور بلالؓ کی اذان ہی کہ وہ آنحضرتؐ کی سامنے آپکے وصال تک سفر اور حضر ہر حالت مین بلا ترجیع اذان کہتے رہے باقی حضور انورؐ کا ابو محذورہ سے اسطرح اذان کہلانے کی تعلیم مقصود تھی جسکو وہ ترجیع سمجھ گئے - فتح وغیرہ ترجمہ اور صبح کی اذان مین حَیَّ عَلَی الفلاح کے بعد موذن الصلوٰۃ خیر من النوم زیادہ کرے اور تکبیر مثل اذان کے ہے اور اسمین حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ زیادہ کرے اور اذان کے کلمات ٹھیر ٹھیر کے کہے اور تکبیر کے جلدی جلدی اور دونون مین منھ قبلہ رخ رکھے اور انہین بات نکرے اور حی علی الصلوٰۃ داہنی طرف منھ کر کے کہے اور حی علی الفلاح بائین طرف منھ کر کے اور اذان کے منارے مین گھوم کر اذان کہے (تاکہ اسکے روشندان مین سے لوگون کو اذان کی آواز پہنچ جائے) اور اپنی دو انگلیان دونون کانون مین رکھ لے اور تثویب کرے ف تثویب اسے کہتے ہین کہ موذن اذان کہہ کر نمازیون کو مستعد کرنے کے لیے تکبیر تک الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتا رہے اسمین ائمہ کا اختلاف ہے امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ تثویب سے منع کرتے ہین انکی دلیل وہ ہی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جب آپ حج کو تشریف لے گئے تو مکہ مین آپ کو ایک موذن ملا اور اُس نے آپ کو نماز کی خبر کی آپ نے اُسے جھڑکا اور یہ فرمایا کہ کیا تیری اذان ہمارے لیے کافی نہین ہے اور متقدمین کے نزدیک بھی یہ مکروہ ہی یہی قول جمہور کا ہی چنانچہ امام نووی نے شرح المذہب مین حضرت علیؓ سے روایت کی ہی کہ آپ نے عشا کے وقت ایک موذن کو تثویب کرتے دیکھ کے یہ فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو ابن عمرؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہی پس اس بنا پر تثویب بدعت ہی اس سے منع کر دینا چاہیے - فتح وغیرہ ترجمہ اور اذان و تکبیر کے درمیان بیٹھ جائے (یعنی اذان کہہ کے ٹھیر جائے تاکہ پابندی سے آنیوالے لوگ آکر سنتین وغیرہ پڑھ لیا کرین) سوائے مغرب کے (کہ اسکی اذان کے بعد تین آیتین چھوٹی یا ایک آیت بڑی پڑھنے کی مقدار ٹھیرے

اور قضا نماز کے لیے اذان اور تکبیر دونون کہے اور اگر کئی نمازین قضا ہوگئی ہین تو پہلی نماز کے لیے اذان اور تکبیر دونون کہے اور باقی نمازون کے لیے اذان کہنے مین اختیار ہے (فقط تکبیر کہہ لے) اور (نماز کے) وقت سے پہلے اذان نہ دیجائے اور اگر وقت سے پہلے دیدی ہو تو وقت پر دوبارہ دیجائے ناپاک آدمی کی اذان اور تکبیر دونون مکروہ ہین اور بے وضو کی تکبیر اور عورت اور فاسق اور بیٹھے ہوے اور نشہ والے کی اذان بھی مکروہ ہی مگر غلام اور حرامی بچے اور اندھے اور دہقانی کی اذان مکروہ نہین ہی اور مسافر کو اذان و تکبیر دونونکا چھوڑ دینا مکروہ ہی ہان جو شخص شہر کے اندر اپنے گھر مین نماز پڑھے اسکے لیے مکروہ نہین ہی اور اذان و تکبیر ان دونون (یعنی مسافر اور گھر مین نماز پڑھنے والے) کے لیے مستحب ہین عورتون کے لیے مستحب نہین ہین -

باب شروط الصلوٰۃ

نماز کی شرطون کا بیان

ف شروط شرط کی جمع ہی اسکے معنی علامت کے ہین اور اصطلاح مین شرط اُسے کہتے ہین جسپر کوئی چیز موقوف ہو اُسکا جز نہ ہو - ع **ترجمہ** اور وہ یہ ہین - نمازی کا بدن نجاست حکمی اور حقیقی سے اور اس کا کپڑا اور جگہ (نجاست حقیقی سے) پاک ہونا اور بدن عورت کا ڈھانکنا اور مرد کا بدن عورت ناف کے نیچے سے گھٹنون کے نیچے تک ہی اور آزاد عورت کا سارا بدن عورت ہی سوا ے چہرے اور دونون ہتھیلیون اور دونون پاؤن کے اور عورت کی چوتھائی پنڈلی کھلنے سے نماز نہین ہوتی اور یہی حکم (سر کے) بالون اور پیٹ اور ران اور عورت غلیظہ کا ہی **ف** یعنی ان عضوون مین سے اگر کوئی عضو چوتھائی نماز مین کھل جائے نماز نہ ہوگی اور عورت غلیظہ سے مراد پیشاب یا پائخانہ کی جگہ ہی - اور جو بال سر کے نیچے لٹکے ہوے ہون وہ بھی بالاجماع ان ہی بالونکے حکم مین ہین جو سر پر ہون مسکین **ترجمہ** اور لونڈی مثل مرد کے ہی (اس بارے مین کہ اسکا بدن بھی ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنون کے نیچے تک عورت ہے) اور لونڈی کی پیٹھ اور پیٹ بھی عورت ہی اور اگر نمازی کو ایسا کپڑا ملا کہ جو چوتھائی پاک ہی (اور باقی ناپاک) اور اس نے ننگے بدن نماز پڑھ لی تو اسکی نماز درست نہ ہوگی **ف** نماز نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ چوتھائی کپڑے کا پاک ہونا سارے کپڑے کے پاک ہونے کے حکم مین ہے جیساکہ احرام مین ہوتا ہے یعنی **ترجمہ** اور اگر چوتھائی کپڑے سے کم پاک ہے تو نمازی کو اختیار ہے (چاہے اُسے پہن کر پڑھے اور چاہے ننگے پڑھ لے) اور اگر کپڑا نہ ہو تو نماز بیٹھ کر پڑھے اور رکوع سجدے اشارے سے کرے اور یہ کھڑے ہوکر

مع رکوع اور سجدون کے پڑھنے سے بہتر ہے اور نیت بلا فصل کے ہونی چاہیے **ف** یعنی نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کوئی ایسا فعل نہ ہو جو اتصال کو مانع ہو مثلاً کھانا پینا اور جو اس اتصال کو مانع نہ ہو مثلاً وضو کرنا اور جماعت مین ملنے کے لیے چلنا تو اسمین کوئی حرج نہین ہے ع **ترجمہ** اور نیت مین شرط یہ ہے کہ نمازی اپنے دل مین یہ بات جان لے کہ مین فلان نماز پڑھتا ہون (باقی زبان سے کہنا ضروری نہین ہے) اور نفلون اور سنتون اور تراویح کے لیے مطلق نماز کی نیت کر لینی کافی ہے۔ اور فرضون کے لیے (خواہ کسی وقت کے ہون دل مین) اس فرض کا تعین کرنا شرط ہے مثلاً (یہ کہے کہ) عصر کے فرض (یا ظہر کے فرض اور اگر اس طرح نیت کرے کہ فرض ہذا الوقت پڑھتا ہون تب بھی جائز ہے) اور مقتدی یہ بھی نیت کرے کہ مین امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہون اور جنازہ کی نماز مین یہ نیت کرے کہ نماز اللہ کے لیے ہے اور دعا اس میت کے لیے اور قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی نماز کی شرط ہے پھر مکہ والے کو خاص کعبہ کی عمارت کی طرف منہ کرنا فرض ہے اور دون کو کعبہ کی سمت کی طرف منہ کر لینا کافی ہے اور اگر کسی کو (دشمن یا چور یا درندہ کا) ڈر ہو (جس سے وہ قبلہ کی طرف منہ نہ کر سکے) تو اس سے جس طرف ہو سکے منہ کر کے نماز پڑھ لے اور جسے قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو تو وہ اٹکل کرے اور اگر اٹکل مین غلطی ہو جائے تو نماز دوبارہ نہ پڑھے اور اگر غلطی کا ہونا عین نماز مین معلوم ہو جائے تو وہ نماز ہی مین قبلہ کی طرف پھر جائے اور اگر (اندھیری رات مین) بہت سے آدمی امام کے پیچھے کھڑے تھے اور ہر ایک نے قبلہ رخ کو جدی طرف اٹکل کیا اور اپنے امام کا حال انھین معلوم نہوا کہ اسکا منہ کس طرف ہے) تو ان سب کی نماز ہو جائے گی **ف** اور اگر کسی کو امام کا حال معلوم تھا اور پھر اسنے اس کے خلاف جانب منہ کیے رکھا تو اسکی نماز نہ ہوگی۔ فتح

باب صفۃ الصلوٰۃ

نماز کی صفت کا بیان

ف مصنفؒ نے شرطون کو بیان کرنے کے بعد اب مشروط کو بیان کرنا شروع کیا ہے اور نماز کی صفت سے اس کے فرائض و واجبات اور اس کے ادا کرنے کا طریق بیان کرنا مراد ہے **ترجمہ** نماز مین فرض یہ چیزین ہین تکبیر تحریمہ (یعنی اللہ اکبر کہنا) کھڑا ہونا۔ قرآن پڑھنا۔ رکوع۔ و سجدہ کرنا اور اخیر مین التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا۔ اور نماز سے اپنے فعل سے باہر آنا **ف** یعنی ایسے فعل کے ذریعہ سے نکلنا جو نماز کے منافی ہو

اگرچہ وہ مکروہ تحریمی ہو اور صحیح یہ ہے کہ یہ بالاتفاق فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔ ط ترجمہ اور نماز میں واجبات
یہ ہیں۔ الحمد پڑھنا۔ الحمد کے ساتھ ایک سورۃ (یا ایک آیۃ بڑی یا تین آیتیں چھوٹی) ملانا پہلی دونوں رکعتوں
کو قرآن پڑھنے کے لیے معین کرنا۔ جو فعل ایک رکعت میں) مکرر ہیں انمیں ترتیب کا لحاظ رکھنا۔ کل ارکان
کو درستی کے ساتھ ادا کرنا۔ پہلا قعدہ کرنا۔ التحیات پڑھنا (آخر نماز میں) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا۔ وتروں
میں دعاء قنوت پڑھنا۔ دونوں عیدوں کی نماز میں تکبیریں کہنا۔ جن نمازوں میں آہستہ یا پکار کر پڑھا جاتا
ہے ان میں آہستہ یا پکار کے پڑھنا ف یہ سب امور نماز میں واجب ہیں انمیں سے ایک کے ترک ہونے پر
خواہ عمداً ہو یا سہواً ہو سجدۂ سہو کرنا یا دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر کسی نے نہ سجدہ سہو کیا اور نہ دوبارہ
نماز پڑھی تو وہ گنہگار رفاسق ہوگا اور ایک رکعت میں مکرر فعل یہ ہیں جیسے دو سجدے پس اگر کسی نے دوسرا
سجدہ چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ ناقص ہو جائے گی ہاں غیر
مکرر فعل میں مثلاً رکوع اور قیام میں ترتیب فرض ہے اسکے چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی فتح وغیرہ ترجمہ
اور نماز میں سنتیں یہ ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے لیے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا۔ انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔ امام کو پکار
کے اللہ اکبر کہنا۔ سبحانک اللھم آخر تک پڑھنا۔ اعوذ باللہ پڑھنا۔ بسم اللہ پڑھنا۔ آہستہ سے۔ آمین کہنا
دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اور ناف سے نیچے رکھنا۔ رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ رکوع سے سر اٹھانا
رکوع میں تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہنا رکوع میں اپنے دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑنا۔
انگلیوں کو کھلی رکھنا۔ سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ سجدہ میں تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی
کہنا۔ دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کو سجدہ کے وقت زمین پر رکھنا (التحیات میں) بائیں پیر کو بچھانا
اور داہنے کو کھڑا کرنا۔ رکوع سجدہ کے درمیان (سیدھا) کھڑا ہونا۔ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ دعا مانگنا۔ اور نماز کے آداب (یعنی مستحبات) یہ ہیں کہ سجدے کی جگہ پر نظر رکھنا
جمائی کے وقت (حتی الوسع) منھ بند رکھنا۔ اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھوں کو آستینوں سے نکالنا حتی الوسع کھانسی
کو روکنا۔ تکبیر میں مؤذن کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہنے کے وقت کھڑے ہو جانا جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ
کہے امام کو نماز شروع کر دینا ف یعنی پہلی ہی مرتبہ کہنے کے وقت نماز شروع کر دینا اور اگر امام نے اتنی تاخیر کی کہ مؤذن
نے تکبیر پوری کر دی تو بالاجماع اسمیں بھی کوئی حرج نہیں ہے یہی قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے ع

فصل

اور جب نماز شروع کرنیکا ارادہ ہو تو اللہ اکبر کہے اور دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر تک اٹھائے اور اگر

کسی نے (اللہ اکبر کے عوض) سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کے ساتھ یا فارسی مین (خدا بزرگ ہست) کہنے کیساتھ نماز شروع کیا تو نماز درست ہوجائے گی جیسا کہ اگر کوئی عربی مین قرآن پڑھ سکے اور فارسی مین پڑھ دے یا ذبح کرتے وقت بسم اللہ کے عوض فارسی مین بنام خدا کہدے ہان اگر اللہم اغفرلی سے نماز کو شروع کیا تو نماز درست نہوگی اور اپنے دائین ہاتھ کو ناف سے نیچے بائین پر رکھ کر آہستہ سے سبحانک اللہم شروع کردے **ف** یعنی داہنے ہاتھ کی ہتیلی کو بائین ہاتھ کی ہتیلی پر رکھے اور بعض ائمہ کا قول یہ ہے کہ پہنچے پر رکھے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بائین ہاتھ کے پہنچے کو چھنگلی اور انگوٹھے سے پکڑے اور یہی مختار مذہب ہے اور یہ مردون کے لیے ہے اور عورت ہاتھ مونڈھون تک اُٹھا کے سینہ پر باندھ لے عینی وغیرہ ترجمہ اور قرآن پڑھنے کے لیے اعوذ باللہ بھی آہستہ کہے (اور چونکہ اعوذ باللہ کہنا قرآن پڑھنے کے تابع ہی) تو اس لیے اس کو مسبوق تو کہے اور مقتدی نہ کہے **ف** مقتدی وہ ہے کہ جس نے امام کے ساتھ نماز شروع کی ہو چونکہ یہ امام کے تابع ہونے کی وجہ سے قرآن نہین پڑھتا اس لیے اسے اعوذ باللہ پڑھنے کی ضرورت نہین ہی اور مسبوق وہ ہے جسے امام کے ساتھ ایک یا دو رکعت یا زیادہ نہ ملی ہو پیچھے آکے ملا ہو پس چونکہ جو رکعت اس کو رہ گئی ہے اسمین یہ قرآن پڑھے گا اس لیے اسکو اعوذ باللہ پڑھنا چاہیے فتح وغیرہ ترجمہ اور عیدین کی تکبیر کے بعد اعوذ باللہ پڑھے (کیونکہ پہلی رکعت مین قرآن تکبیرون کے بعد ہی پڑھا جاتا ہی) اور ہر رکعت مین آہستہ سے بسم اللہ پڑھے اور بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہی ایک سورت کو دوسری سورت سے جدی کرنے کے لیے نازل کی گئی ہی نہ یہ الحمد کی آیت ہی اور نہ کسی اور سورة کی **ف** بسم اللہ کے بارے مین امام شافعی رحمہ اللہ کا قول یہ ہی کہ یہ الحمد کی آیت ہی اور اسیطرح اور سورتون کی بھی کیونکہ اس کے قرآنون مین لکھے جانے پر سب کا اجماع ہی باوجودیکہ غیر قرآن مین نہ لکھنے کا تاکیدی حکم ہی اور یہ اعلیٰ درجہ کی دلیلون مین سے ہی اور ہماری دلیل ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک سورت کا دوسری سورت سے جدا ہونا اس وقت تک معلوم نہین ہوا جب تک آپ پر آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل نہ ہوئی۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اس کے علاوہ الحمد کے تقسیم کی حدیث ہے کیونکہ اسمین یہ ہی اذا قال العبد الحمد للہ رب العالمین یقول اللہ حمدنی عبدی یعنی جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد کی ہی پس اگر بسم اللہ الحمد کی آیت ہوتی تو اسی سے شروع کرنا اولی ہوتا باقی

بسم اللہ کا اور سورتون کی آیت نہ ہونا تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہی کہ ان سورۃ من القرآن
ثلثون آیۃ شفعت لرجل حتی غفر لہ وھی تبارک الذی بیدہ الملک یعنی قرآن شریف مین ایک سورت
تیس ۳۰ آیتون کی ہی وہ اپنے پڑھنے والے کے لیے ایسی سفارش کریگی کہ اسکی مغفرت ہوجائیگی اور وہ سورت
تبارک الذی بیدہ الملک ہی اور اسپر سبکا اجماع ہے کہ اس سورت کی بسم اللہ کے علاوہ تیس ۳۰ آیتین
ہین فتح ترجمہ اور (بسم اللہ کے بعد) الحمد اور ایک سورۃ یا تین آیتین پڑھے اور (الحمد کے بعد) امام اور
مقتدی آہستہ سے آمین کہین اور بغیر مد کے اللہ اکبر کہے (یعنی اللہ کے الف کو نہ بڑھائے کیونکہ یہ ہمزہ استفہام
کا ہوجاتا ہی اور یہ ناجائز ہی) اور رکوع کرے اور (رکوع مین) اپنے دونون ہاتھون کو دونون زانون پر
رکھے اور انگلیان کھلی رکھے اور کمر کو برابر رکھے اور سر سرین کے برابر کردے اور اس حالت مین تین
دفعہ سبحان ربی العظیم کہہ کے سر اٹھائے اگر امام ہے تو فقط سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا
لک الحمد (یا ربنا ولک الحمد یا اللھم ربنا لک الحمد یا اللھم ربنا ولک الحمد) کہے اور اکیلا پڑھنے
والا دونون کہے پھر اللہ اکبر کہے اور دونون زانو زمین پر رکھے پھر دونون ہاتھ پھر منہ کو ہتیلیون کے
درمیان رکھے اور اٹھنے مین اسکا الٹا کرے (یعنی جب سجدے سے اٹھے تو اول سر اٹھائے پھر دونون
ہاتھ پھر دونون زانو) اور ناک اور ماتھے سے سجدہ کرے اور اگر ناک ہی سے یا ماتھے ہی سے یا پگڑی
کے پیچ ہی سے سجدہ کیا تو یہ مکروہ ہے اور سجدے مین دونون کوکھین دونون بازوون سے اور پیٹ کو
دونون رانون سے علیحدہ رکھے اور پیرون کو قبلہ کی طرف کرے اور (ہر) سجدے مین تین دفعہ سبحان
ربی الاعلےٰ کہے اور عورت سجدے مین نیچی رہے اور اپنے پیٹ کو رانون سے ملائے رکھے پھر
اللہ اکبر کہتا ہوا اپنا سر اٹھائے اور اطمینان سے بیٹھ جائے پھر اللہ اکبر کہہ کر (دوسرا) سجدہ اطمینان سے
کرے اور (دوسری رکعت مین) کھڑے ہونے کے لیے بدون کسی چیز پر سہارا لینے اور بدون بیٹھنے کے
اللہ اکبر کہے اور دوسری رکعت مثل پہلی رکعت کے ہے ہان اتنا فرق ہے کہ دوسری رکعت مین سبحانک
اللھم اور اعوذ باللہ نہ پڑھے اور نہ اللہ اکبر کہنے مین ہاتھ اٹھائے سوائے فقعس صمعج کے ف یعنی سوا
ان آٹھ موقعون کے جن کے اول کے حرفون کا مجموعہ فقعس صمعج ہے ف سے افتتاح نماز مراد ہے یعنی
شروع نماز مین اللہ اکبر کہنے کے وقت ہاتھ اٹھانا اور ق سے وترون مین قنوت کے وقت
اور ع سے عیدین کی تکبیرون مین اور س سے استلام یعنی حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت

اور ص سے کوہ صفا پر تکبیر کہنے کے وقت اور م سے کوہ مروہ پر تکبیر کہنے کے وقت اور دوسرے ع سے عرفات مین اور ج سے جمرون پر کنکریان مارنے کے وقت ہاتھ اٹھانا مراد ہی۔ عینی **ترجمہ** پھر جب دوسری رکعت کی دونون سجدے کرچکے تو بایان پیر بچھاکر اسپر بیٹھ جائے اور داہنا پیر کھڑا رکھے اور اُسکی انگلیان قبلہ ہی کیطرف رہین اور دونون ہاتھ دونون رانون پر رکھے اور انگلیان کھلی رکھے اور عورت اپنے دونون پیر داہنی طرف نکالدے اور چوتڑون پر بیٹھے۔ اور وہ التحیات پڑھے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی **ف** ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ التحیات مروی ہے **ف** اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ [1] **ترجمہ** اور (فرضون مین) پہلی دو رکعتون کے بعد اور رکعتون مین فقط الحمد پڑھے۔ **ف** اور چاہے الحمد بھی نہ پڑھے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان مین الحمد پڑھنا واجب ہے یہانتک کہ اُسکے ترک سے سجدہ سہو کرنا واجب ہوجاتا ہے اور صحیح مفتی بہ پہلا ہی قول ہے اور اگر ان مین کسی نے تین دفعہ سبحان اللہ کہہ لیا یا اتنی دیر خاموش کھڑا رہا تب بھی نماز ہوجائے گی۔ سطاوع **ترجمہ** اور دوسرا قعدہ مثل پہلے قعدے کے ہے اسمین التحیات پڑھے پھر درود پڑھے اور اس کے بعد ایسی دعا پڑھے جسکے الفاظ قرآن یا حدیث کے الفاظ کے مشابہ ہون نہ کہ ایسے کہ جیسے آدمیون سے باتین کرتے ہین پھر امام کے ساتھ داہنے بائین سلام پھیر دے جیسے پہلی دفعہ اس کے ساتھ اللہ اکبر کہا تھا اور دونون طرف سلام پھیرنے مین دونون طرف کے مقتدیون اور کراماً کاتبین کو سلام کرنے کی نیت کرے۔ اور جس طرف امام ہو خواہ داہنے یا بائین یا امام کے پیچھے ہی ہو تو دونون سلامون مین امام کی بھی نیت کرے اور امام دونون سلامون مین بھی نیت کرے (کہ مین اس طرف کے مقتدیون اور فرشتون کو سلام کرتا ہون) اور فجر کی نماز مین اور مغرب اور عشا کی پہلی دونون رکعتون مین قرات پکار کے پڑھے اگرچہ قضا ہی پڑھتا ہو اور جمعہ اور دونون عیدون کی نماز مین بھی اور باقی نمازون مین آہستہ پڑھے جیسے دن کی نفلین پڑھنے والا پڑھتا ہے اور جو شخص ایسی نماز پڑھے جس مین قرات آواز سے پڑھی جاتی ہے تو اُس کو اختیار ہے (چاہے پکار کے پڑھے چاہے آہستہ) جیسے رات کی نفلین پڑھنے والا ہے (کہ اسکو بھی اختیار ہے) اور اگر کسی نے عشا کی پہلی دونون رکعتون مین سورت چھوڑ دی تو وہ اخیر کی دونون رکعتون مین الحمد کے ساتھ پکار کے سورۃ پڑھے اور اگر ان مین

[1] سب زبانی اور بدنی اور مالی عبادتین اللہ کے لیے ہین اے اللہ کے نبی تجھپر سلام اور خدا کی رحمت اور اسکی برکت نازل ہو سلام ہمپر اور خدا کے نیکبخت بندون پر ہم گواہی دیتے ہین کہ کوئی معبود نہین سواے اللہ کے اور گواہی دیتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہین ۱۲ عبد الرزاق

الحمد للہ چھوڑ دی ہو تو الحمد کو دوبارہ نہ پڑھے اور فرض ایک آیہ کا پڑھنا ہے **ف** لغت میں آیۃ کے معنی
علامت کے ہیں اور عرف میں قرآن کے ایک حصہ کو کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے کیونکہ
اللہ تعالیٰ کا قول فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ مطلق ہو اور کلام الٰہی پر احادیث سے زیادتی کرنی درست
نہیں ہو اور آیہ سے کم پڑھنا بیشک فاسد ہو اور صاحبین تین چھوٹی آیتیں فرماتے ہیں ان کی دلیل
یہ ہے کہ اس سے کم پڑھنے والے کو پڑھنے والا نہیں کہا جا سکتا برابر ہے کہ الحمد کی تین آیتیں ہوں یا اور
کسی صورت کی یا ایک آیہ بڑی ہو اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں الحمد پڑھنا فرض ہے اور
امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ الحمد پڑھنا اور اسکے ساتھ ایک سورۃ پڑھنا فرض ہے ترجمہ اور سفر میں مسنون
قراءت الحمد اور ایک سورۃ کا پڑھنا ہو خواہ کوئی سورۃ پڑھ لے اور حضر میں (یعنی مکان پر رہنے کی حالت
میں) اگر فجر یا ظہر کی نماز ہو تو طوال مفصل (یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ تک کی
سورتوں میں سے کوئی سورۃ پڑھنی) مسنون ہو اور اگر عصر یا عشا کی نماز ہو تو اوساط مفصل (یعنی سورۂ
وَالسماء ذات البروج سے سورۂ لم یکن تک کی سورتوں میں سے کوئی سورۃ اور مغرب میں قصار مفصل
(یعنی لم یکن سے والناس تک کی سورتوں میں سے کوئی سورۃ پڑھنی) مسنون ہو اور فقط فجر کی پہلی
رکعت میں (دوسری رکعت سے) بڑی سورۃ پڑھی جائے (اور دوسری کو پہلی سے تین آیۃ کی مقدار بڑھانی
بالاجماع مکروہ تنزیہی ہے) اور قرآن کی کوئی سورۃ کسی نماز کے لیے مخصوص نہیں ہے اور مقتدی الحمد اور سورۃ
نہ پڑھے بلکہ سنے اور چپ رہے **ف** کیونکہ اللہ فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا
اور اکثر مفسرین اسی پر ہیں کہ یہ خطاب مقتدیوں کو ہے اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مقتدی
سری نماز میں پڑھے اور جہری میں نہ پڑھے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سب میں پڑھے کیونکہ
آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب اور ہمارے ائمہ اور مشائخ سے
مشہور یہ ہو کہ امام کے پیچھے الحمد یا سورۃ پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور اسکی دلیل گذشتہ آیۃ اور اس بارے میں
صحابہ کا تشدد ہے مستخلص میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ الحمد کے پڑھنے کی دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ یہ
ایک رکن ہے لہذا اسمیں امام مقتدی دونوں برابر ہیں اور ہمارا جواب آنحضرت علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے
کہ من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی سے پڑھنا حکماً ثابت ہو اور
اسی پر صحابہ کا اجماع ہے دوسرے حضور انور نے فرمایا کہ من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ یعنی

[illegible]

جسنے امام کے پیچھے پڑھا اُسنے فطرت سلیمہ کے خلاف کیا اور اُسکے موافق اور بہت سی حدیثین ہین فتح عینی
ت اگرچہ امام آیۃ ترغیب وترہیب کی پڑھے (یعنی وہ آیتین جن مین جنت کا بیان ہو یا وہ آیتین جنمین دوزخ کا بیان ہو) یا خطبہ پڑھے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے ف اس درود سے خطبہ مین درود بھیجنا مراد ہی اور بعض فقہار کہتے ہین کہ جب خطیب آیۃ[۵] یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا پڑھے تو سننے والا اپنے دل ہی دل مین آنحضرت پر درود بھیجے۔ط ت اور (امام سے) دور والا شخص (خطبہ اور نماز کے احکام مین) مثل پاس والے کے ہے۔

باب الامامۃ

امامت کا بیان

ف امام ہونے کے لیے چند شرطین ہین اور وہ یہ کہ امام بالغ ہو۔ مسلمان ہو۔ عاقل ہو۔ مرد ہو۔ بقدر ضرورت قرآن شریف کی سورتین حفظ ہون اور تندرست ہو اُسے کوئی عذر نہ ہو۔ع ت جماعت (کیساتھ نماز پڑھنا) سنت مؤکدہ ہی اور امامت کے لیے سب سے زیادہ لائق وہ ہی جو (نماز کے احکام مین) سب سے زیادہ جاننے والا ہو اور (اگر اس مین سب برابر ہون تو) پھر وہ کہ جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو اور (اگر اس مین بھی سب برابر ہین تو) پھر وہ کہ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اور (اگر اس مین بھی سب برابر ہین تو) پھر وہ کہ جو عمر مین سب سے زیادہ ہو ت یہ مذہب امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہے اور امام ابویوسفؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک قاری عالم پر مقدم ہے یہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہین کہ یؤم[۹۲] القوم اقرءھم لکتاب اللہ تعالی الی اخرہ اور طرفینؒ کی دلیل آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ ارشاد ہی کہ مروا[۹۳] ابا بکر فلیصل بالناس باوجودیکہ وہان ابوبکر صدیقؓ سے قرآن اچھا پڑھنے والے صحابہ موجود تھے چنانچہ مروی ہے کہ اقرءکم ابی یعنی تم مین سب سے اچھا پڑھنے والے ابی بن کعبؓ ہین پس اس صورت مین ابوبکرؓ کے امام ہونیکی وجہ ان کا سب سے بڑا عالم ہونا ہی ہے اور حدیث مین قاری کے مقدم ہونے کی یہ وجہ ہی کہ اس زمانے مین قرآن کو سب مع احکام کے سیکھتے تھے حتی کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے سورۂ بقر بارہ[۱۲] برس مین حفظ کی تھی بخلاف موجودہ زمانے کے کہ اکثر قاری جاہل ہی ہوتے ہین دوسرے یہ کہ قراءت پر نماز کا صرف ایک رکن موقوف ہے اور باقی سب ارکان علم ہی پر موقوف ہین فتح وغیرہ ت غلام۔ دیہقانی۔ فاسق۔ بدعتی۔ اندھے اور حرامی کا امام ہونا مکروہ ہی ف غلام اور دیہقانی مین تو وجہ یہ ہے

کہ یہ دونون اپنے اپنے کامون مین مشغول ہونے کے باعث اکثر جاہل ہی رہا کرتے ہین اور دہقانی عام ہی خواہ عربی یا عجمی ہو اور فاسق مین کراہت کی یہ وجہ ہی کہ اس سے لوگون کو نفرت ہوتی ہے اور بدعتی سے ایسی بدعت کا مرتکب مراد ہی کہ جس کی وجہ سے اُسکو کافر نہ کہا جاتا ہو مثلاً کوئی دیدار خدا کا منکر ہو بخلاف اس بدعت کے جسکی وجہ سے اُسکو کافر کہا جا سکے مثلاً کوئی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر ہو یا معراج کا یا معجزہ کا منکر ہو تو ایسے کو امام بنانا درست نہین ہی اور رافضی و جہمی اور قدری کا یہی حکم ہی ع طت اور نماز مین (مقدار سنت سے) بڑی سورۃ پڑھنی اور صرف عورتون کو جماعت کرنی مکروہ تحریمی ہی اور اگر وہ جماعت کرین تو جو عورت نماز پڑھائے وہ صف کے بیچ مین کھڑی ہو مثل ننگون (کی جماعت) کے (کہ انکا امام بھی بیچ مین کھڑا ہوتا ہی آگے نہین بڑھتا) - اگر فقط ایک مقتدی ہو تو وہ امام کے دہنی طرف کھڑا ہووے اور اگر دو (یا زیادہ) ہین تو وہ امام کے پیچھے کھڑے ہون اور اول صف مردون کی ہو پھر لڑکون کی پھر ہیجڑاون کی پھر عورتون کی اور اگر رکوع سجدے والی نماز مین مرد کے برابر ایک ہی جگہ بدون کسی آڑ کے کوئی ایسی عورت کھڑی ہو جائے کہ امام نے اپنی نماز کی نیت کرنے کے ساتھ اسکی نماز کی بھی نیت کر لی ہو تو اس صورت مین اس برابر والے مرد کی نماز جاتی رہیگی - اور اگر امام نے عورت کے امام ہونے کی نیت نہین کی تھی تو عورت کی نماز نہ ہوگی اور مرد کی ہو جائے گی اور جنازہ کی نماز مین یہ حکم نہین ہی اور جماعت مین عورتین شامل نہ ہوا کرین اور مرد کو عورت یا لڑکے کا مقتدی ہونا (خواہ کوئی نماز ہو) اور پاک کو کسی عذر والے کا اور پڑھے ہوئے کو ان پڑھ کا (یعنی جسے الحمد اور ایک سورۃ بھی یاد نہ ہو) اور کپڑے پہنے ہوے کو ننگے کا اور اشارہ سے نماز نہ پڑھنے والے کو اشارہ سے پڑھنے والے کا اور فرض پڑھنے والے کو نفل پڑھنے والے کا یا ایسے شخص کا جو اور وقت کے فرض پڑھتا ہو مقتدی ہونا درست نہین ہی (کیونکہ امام کا حال مقتدی سے افضل اور عمدہ ہونا چاہیے اور ان مذکورہ صورتون مین بالعکس ہے) ہان وضو سے نماز پڑھنے والے کو تیمم سے پڑھنے والے کا مقتدی ہونا اور دھونے والے کو مسح کرنیوالے کا اور کھڑے ہو کر پڑھنے والے کو بیٹھکر پڑھنے والے کا اور کبڑے کا مقتدی ہونا اور اشارہ سے پڑھنے والے کو اپنے جیسے کا مقتدی ہونا اور نفل پڑھنے والے کا فرض پڑھنے والیکا مقتدی ہونا درست ہی اور اگر کسی کو (نماز کے بعد) معلوم ہوا کہ میرا امام بے وضو تھا تو نماز پھر پڑھے اور اگر ایک ان پڑھ اور ایک پڑھا ہوا کسی ان پڑھ کے پیچھے نماز پڑھین یا پڑھا ہوا اخیر کی دو رکعتون مین ان پڑھ کو

خلیفہ کردے تو ان دونوں صورتوں میں) سب کی نماز جاتی رہیگی **ف** نماز جاتی رہنے کی وجہ یہ ہے کہ
پڑھتے ہوئے کے ہوتے ان پڑھ کو امام بنانا درست نہیں ہے اور یہی وجہ خلیفہ کر دینے کی صورت میں
ہے اور اخیر کی دو رکعتوں کی قید سے مبالغہ مقصود ہے یعنی باوجودیکہ ان میں قرارت ضروری نہیں
ہے لیکن جب ان میں بھی خلیفہ کردینے سے نماز جاتی رہی تو پہلی رکعتیں جن میں قرارت فرض
ہے خلیفہ کردینے سے بدرجۂ اَولیٰ نماز نہ ہوگی۔

باب الحدث فی الصلوٰۃ

نماز میں وضو ٹوٹنے کا بیان

ترجمہ جس کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے وہ وضو کرکے باقی نماز پڑھے اور اگر امام تھا یعنے اگر امام کا وضو
ٹوٹا ہے تو وہ ایک مقتدی کو اپنی جگہ کھڑا کردے **ف** یعنی مقتدیوں میں سے ایک ایسے آدمی کو کھینچکر
جو امامت کے لائق ہو اپنی جگہ کردے یہانتک کہ اگر کسی نے عورت کو اپنا قائم مقام کردیا تو سب مقتدیوں
کی نماز جاتی رہے گی اگرچہ مقتدی عورتیں ہی ہوں اور یہ امام جھکا ہوا اپنی ناک پر ہاتھ رکھے پیچھے ہٹ جائے
مقتدی کوئی اور شبہ نہ کریں بلکہ یہ سمجھیں کہ اس کی نکسیر پھوٹ گئی ہو اور یہ زبان سے کہہ کر خلیفہ نہ کرے
بلکہ اشارہ کردے اگر زبان سے کچھ کہدیا تو سب کی نماز جاتی رہیگی عینی وفتح **ترجمہ** جیسا کہ اگر امام قرارت
سے بند ہو جائے (یعنی ایسا بھول کہ کچھ بھی نہ پڑھ سکے تو وہ اپنا قائم مقام ایک مقتدی کو کردیتا ہے)
اگر کوئی اس خیال سے کہ میرا وضو ٹوٹ گیا ہے مسجد سے باہر آگیا یا کوئی (نماز میں) دیوانہ ہوگیا یا اس
حالت میں کسی کو انزال ہوگیا یا بیہوش ہوگیا تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر التحیات ختم کرنے کے بعد
وضو ٹوٹا ہے تو وہ وضو کرکے سلام پھیر دے اور اگر التحیات کے بعد قصداً وضو توڑا یا بات کی تو نماز
پوری ہوگئی (کیونکہ نماز سے باہر آنے میں اپنے فعل سے آنا جو فرض تھا وہ ادا ہوگیا) اگر کوئی تیمم سے نماز
پڑھ رہا تھا اور نماز کی حالت میں اُسے پانی ملگیا یا (موزے پر) مسح کرنے کی مدت پوری ہوگئی یا تھوڑے
حرکت سے ایک موزہ نکال لیا یا جو شخص الحمد اور سورہ نہ پڑھ سکتا تھا اُسے پڑھنا آگیا یا ننگا نماز پڑھ رہا تھا
اُسے کپڑا ملگیا یا اشارے سے پڑھنے والا رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہوگیا یا نماز پڑھتے ہوئے کوئی قضا
نماز یاد آگئی یا امام نے اپنا وضو ٹوٹنے پر کسی ان پڑھ کو اپنی جگہ کردیا یا فجر کی نماز میں سورج نکل آیا یا
جمعہ کی نماز پڑھتے ہوئے عصر کا وقت ہوگیا یا زخم اچھا ہونے کی وجہ سے پٹی کھل کے گر پڑی یا معذور کا

عذر جاتا رہا تو ان سب صورتوں میں ان لوگوں کی نماز جاتی رہیگی **ف** پہلی صورت میں اتنا پانی ملنا ضروری ہے کہ جو اسکے وضو وغیرہ کے لیے کافی ہو اور دوسری صورت میں مسح والا امام ہو خواہ مقیم ہو یا مسافر ہو اور تیسری صورت میں تھوڑی حرکت کی قید اس لیے ہے کہ اگر زیادہ حرکت سے موزہ نکالا جسے عمل کثیر کہتے ہیں تو پھر اسی سے بالاتفاق نماز جاتی رہتی ہو اس وقت پیر کے دھونے پر نماز موقوف نہیں رہتی اور چوتھی صورت میں یہ ہو کہ اتنا قرآن یاد ہو جائے جس سے نماز ادا ہو جائے خواہ فقط سننے سے یا یاد کرنے سے اور پانچویں صورت میں اتنا کپڑا مل جائے کہ جو نماز کے لیے کافی ہو اور ساتویں صورت میں خواہ نماز اسی کے ذمہ ہو یا اُس کے امام کے ذمہ اور وقت میں گنجایش اور یہ صاحب ترتیب ہو اور ان سب صورتوں میں نماز کا باطل ہونا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہو اور صاحبینؒ کے نزدیک نماز پوری ہو جاتی ہے اور اس اختلاف کی اصل وجہ یہ ہو کہ امام صاحبؒ کے نزدیک نمازی کو اپنے عمل کے ساتھ نماز سے باہر آنا فرض ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک فرض نہیں ہے اور فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے۔ طرح ترجمہ نماز میں مسبوق کو خلیفہ کر دینا جائز ہے (مسبوق وہ ہو جو امام کے ساتھ پہلی رکعت سے شامل نہ ہوا ہو) اور جب یہ مسبوق امام کی نماز پوری کرے تو پھر آپ بغیر سلام پھیرے اُٹھ جائے اور مدرک کو اپنی جگہ امام کر دے (مدرک وہ ہو جو شروع نماز سے شریک ہو گیا ہو) یہ مدرک مقتدیوں کے سلام پھروا دے اور اگر اس مسبوق نے (نماز میں التحیات کے بعد) نماز کے منافی کوئی فعل کیا (مثلاً کھلکھلا کے ہنسا یا بات کی یا مسجد سے باہر آگیا) تو اُسکی نماز جاتی رہے گی مقتدیوں کی نہیں جائے گی (کیونکہ اب یہ امام نہیں ہے بلکہ وہ مدرک امام ہے لہذا اس کا فعل اسی کے ذمہ رہے گا) جیسا کہ اگر مسبوق کا امام اپنی نماز پوری کرنے کے قریب کھلکھلا کے ہنسا تو اس صورت میں بھی مسبوق ہی کی نماز جاتی رہتی ہے نہ کہ امام کے مسجد سے باہر آنے اور باتیں کرنے سے **ف** مسبوق کی نماز کا جاتا رہنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہی جسکی وجہ یہ ہو کہ امام کی طرف سے یہ فعل مفسد نماز مسبوق کی بیچ میں ہوا ہے اگرچہ امام کی نماز پوری ہونے کو ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک اسکی نماز نہیں جاتی اور امام کے مسجد سے باہر آنے اور باتیں کرنے کی صورت میں مسبوق کی نماز نہ باطل ہونیکی یہ وجہ ہو کہ ان دونوں صورتوں میں امام کی نماز پوری ہو گئی کیونکہ وہ اپنے فعل سے نماز سے باہر آیا اور کوئی رکن اسکے ذمہ نہیں رہا اس وجہ سے مسبوق کی نماز بھی باطل نہ ہوئی کیونکہ اسکی نماز کے بیچ میں کوئی مفسد نماز

پیش نہین آیا **ت** اگر کسی کا رکوع یا سجدے مین وضو ٹوٹ گیا تو وضو کرکے باقی نماز پڑھ لے اور اس رکوع اور سجدے کو بھی پھر سے کرے اور اگر کسی کو رکوع مین یا سجدے مین کوئی (رہا ہوا) سجدہ یاد آگیا اور وہ فوراً سجدے مین چلا گیا تو اب اس رکوع یا سجدے کو (جسے چھوڑ کر سجدے مین چلا گیا تھا) دوبارہ نہ کرے اگر افضل یہی ہے کہ انھین دوبارہ کرلے) اور اگر صرف ایک ہی مقتدی ہو تو خلیفہ ہونے کیلئے بدون امام کی نیت کے وہ خود ہی معین ہو جاتا ہے۔

باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا

اُن امور کا بیان جو نماز کو فاسد کرتے اور جو نماز مین مکروہ ہین

ت اگر کوئی نماز مین بات کرے (برابر ہے کہ بھول سے ہو یا خطا سے ہو یا قصداً ہو) یا ایسی دعا مانگے جو ہم لوگون کے کلام کے مشابہ ہو یا باریک آواز سے روئے یا آہ آہ کرے یا دکھ درد کے سبب چلا کر روئے یا بلا عذر (یعنی بغیر ضرورت کے) کھانسے یا کسی کے چھینکنے پر یرحمک اللہ سے جواب دے یا اپنے امام کے سوا اور کسی کو لقمہ دیدے یا (نماز مین تعجب خیز بات سُنکر) لا الٰہ الا اللہ سے جواب دے یا کسی کو سلام کرے یا سلام کا جواب دے یا مثلاً ظہر کی ایک رکعت پڑھنے کے بعد عصر کی نماز کی یا نفلی نماز کی نیت کرکے اللہ اکبر کہے یا (سامنے قرآن شریف رکھا ہوا تھا اُس) مین دیکھکر پڑھے یا کچھ کھاے یا پی لے تو ان سب صورتون مین نماز جاتی رہیگی (یہ پندرہ چیزین نماز کو فاسد کر دینے والی ہین) ہان اگر کوئی نماز مین بہشت یا دوزخ کا ذکر ہونے پر آواز سے رویا یا لکھا ہوا دیکھ کر اُسکے معنے سمجھ لیے یا اپنے دانتون مین کچھ لگا ہوا کھا لیا یا اُسکے سجدے کی جگہ پر کوئی گزر گیا تو (ان چارون صورتون مین) اس کی نماز نہین جائے گی اگرچہ گزرنے والا گنہگار ہوگا اور نماز مین اپنے کپڑے یا بدن سے کھیلنا یا سجدہ کرنے کے لیے ایک دفعہ سے زیادہ کنکریون کو ہٹانا۔ اُنگلیان چٹخانا۔ کوکھ پر ہاتھ رکھنا۔ داہنے یا بائین طرف دیکھنا۔ کتے کی طرح بیٹھنا۔ سجدے مین دونون کلائیان زمین پر رکھنا۔ ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔ بلا عذر۔ پالتی مار کے بیٹھنا۔ بالون کا جوڑا باندھنا۔ نیچے کپڑے کو اوپر کرنا۔ کپڑے کو بدون باندھے یا آنچل مارے لٹکائے رکھنا۔ جمائی لینا۔ آنکھین بند کرنا۔ فقط امام کا مسجد کی محراب مین کھڑا ہونا یا اس کا چبوترے پر کھڑا ہونا اور اس کا عکس (یعنے فقط امام نیچے کھڑا ہوا اور سب مقتدی چبوترے پر ہون) اور ایسا کپڑا پہننا جس مین تصویرین ہون اور نمازی کے سر پر یا سامنے یا برابر مین کسی تصویر کا

ہونا اور آیتون یا تسبیحون کو نماز مین انگلیون پر گننا مکروہ ہی ہان اگر امام محراب سے باہر کھڑا ہوا ور محراب مین سجدہ کرے یا چھوٹی تصویر ہو یا سر کٹی ہوئی ہو (یا بے جان کی تصویر ہو یعنے کوئی بیل بوٹا ہو) توان کا نماز مین ہونا مکروہ نہین ہے علیٰ ہذا القیاس (نماز مین تھوڑے سے عمل سے) سانپ ورنچھو کو مار دینا اور ایسے شخص کی پشت کی طرف نماز پڑھنا جو بیٹھا باتین کرتا ہو یا قرآن شریف کی طرف یا لٹکی ہوئی تلوار کی طرف یا شمع یا چراغ کی طرف کو یا ایسے بچھونے پر کہ جسمین تصویرین ہون بشرطیکہ سجدہ تصویرون پر نہ ہو نماز پڑھنا مکروہ نہین ہی **فصل** پاخانہ پھرنے (یا پیشاب کرنے کے وقت قبلہ کیطرف منھ اور پیٹھ کرنا اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا مکروہ (تحریمی) ہے **ف** پاخانہ پھرنے یا پیشاب کرنے کیوقت قبلہ کی طرف منھ یا پیٹھ کرنے کی کراہیت عام رہے کہ خواہ مکانون مین ہو یا جنگل مین) ہو کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروھا اور مسجدون کو مقفل نہ کرنے کی یہ وجہ ہے کہ مقفل کرنے مین نماز سے روکنے کی مشابہت ہوجاتی ہے مگر اس زمانہ مین زیادہ چوریان ہونے کی وجہ سے مکروہ نہین ہے اور اسی پر فتویٰ ہی ع **ت** اور مسجد کی چھت پر بھی صحبت کرنا اور پیشاب و پاخانہ پھرنا مکروہ ہے (کیونکہ چھت بھی مسجد کے حکم مین ہے) نہ کہ ایسے مکان پر پیشاب وغیرہ کرنا جس مین مسجد بنی ہوئی ہوا ور مسجد کو چونے اور سونے کے پانی سے منقش کرنا بھی مکروہ نہین ہے۔

باب الوتر والنوافل

وتر اور نوافل کا بیان

ف لغت مین وتر کے معنے خواہ واؤ کے زبر سے ہو یا زیر سے طاق کے ہین اور نوافل نافلہ کی جمع ہے جس کے لغوی معنے زیادہ کے ہین اور شرع مین اس عبادت کو کہتے ہین جو فرائض۔ واجبات اور سنن سے زائد ہو۔ مسکین و فتح **ت** وتر واجب ہے اور وہ ایک سلام کے ساتھ تین رکعتین ہین **ف** وتر واجب ہی یعنے اعتقاداً یہان تک کہ اس کا منکر کافر نہین ہوتا اور عملاً فرض ہی اور سبباً سنت ہی کیونکہ اس کا ثبوت سنت سے ہے اور صاحبینؒ اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہی کہ واجب نہین ہے بلکہ سب سنتون سے زیادہ مؤکد ہی اور امام ابوحنیفہؒ کی دلیل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہی کہ ان اللہ زادکم صلوٰۃ الا وھی الوتر فصلوھا بین العشاء الی طلوع الفجر ایک اور

حدیث مین ہی کہ وتر ہر مسلمان پر حق واجب ہی یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے
مستخلص وغیرہ **ترجمہ** اور تیسری رکعت مین رکوع سے پہلے ہمیشہ (ہاتھ اُٹھاکے) اللہ اکبر کہکر دعا قنوت
پڑہے **ف** کیونکہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام وتر کی ہمیشہ تین رکعت
پڑھتے تھے پہلی مین سبح اسم ربک الاعلی دوسری مین قل یا ایھا الکفرون تیسری مین
قل ھو اللہ احد اور رکوع سے پہلے دعا قنوت پڑھتے الی آخر الحدیث اور امام شافعیؒ کو نزدیک
رکوع کے بعد دعاء قنوت پڑھے اور وہ بھی اخیر رمضان شریف کے وتر مین اور انکے نزدیک فجر کی
نماز مین قنوت پڑھے فتح وغیرہ **ترجمہ** اور وتر کی ہر رکعت مین الحمد اور سورۃ پڑھے اور وتر کے سوا اور
کسی نماز مین دعا قنوت نہ پڑھے اور وتر مین امام کے پیچھے مقتدی بھی دعا قنوت پڑھے اور فجر مین اگر
امام پڑھنے لگے تو یہ نہ پڑھے **ف** دعا قنوت یہ ہے اللّٰھمّ انّا نستعینک ونستغفرک ونؤمن بک
ونتوکّل علیک ونثنی علیک الخیر ونشکرک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک
اللّٰھمّ ایّاک نعبد ولک نصلّی ونسجد والیک نسعٰی ونحفد ونرجو رحمتک ونخشی عذابک
انّ عذابک بالکفّار ملحق اور بعض حدیثون مین یہ دعا قنوت بھی آئی ہی اللّٰھمّ اھدنی فیمن
ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولّنی فیمن تولّیت وبارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما
قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک انہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت
تبارکت ربنا وتعالیت استغفرک واتوب الیک وصلی اللہ علی النبی **ت** فجر کی نماز
سے پہلے اور ظہر - مغرب اور عشا کی نماز کے بعد دو رکعت سنت ہین اور ظہر اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ
کے بعد چار رکعت سُنت ہین اور عصر اور عشا سے پہلے اور عشا کے بعد چار رکعت پڑھنی مستحب ہین اور
مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھنی مستحب ہین (مستحب اُسے کہتے ہین کہ جسکے ترک کرنے سے آدمی گنہگار نہین ہو)
دن کو نفل نماز ایک سلام سے چار رکعت سے زیادہ پڑھنا اور رات کو ایک سلام سے آٹھ رکعت
نفل سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہی اور دن کو اور رات کو (ایک سلام سے) چار چار ہی رکعت پڑھنی افضل ہین
اور نماز مین دیر تک کھڑے رہنا بہت سجدے کرنیسے بہتر ہے **ف** اسکی وجہ یہ ہو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسّلام نے فرمایا افضل الصلوٰۃ طول القنوت یعنی افضل نماز وہ ہی جس مین قیام زیادہ ہوا سکے
علاوہ قیام زیادہ ہونیسے قراءۃ زیادہ ہوتی ہی اور کثرۃ سجود سے تسبیح زیادہ ہوتی ہی اور تسبیح قراءۃ

...تیری ہی نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے ہیں اور خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کا امید وار اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں یقیناً تیرا عذاب...

افضل ہی لہذا زیادہ قرارت سے دو رکعت پڑھنا تھوڑی تھوڑی قرارت سی بہت سی رکعت پڑھنے سے بہتر ہی لیکن یہ حکم نفلی نماز اور وہ بھی اکیلے پڑھنے والے کے لیے ہے ورنہ جماعت مین اسقدر قرارت کرنا جس سے لوگ اکتا جائین مکروہ ہی یعنی وغیرہ ترجمہ فرض نماز کی دو رکعتون مین اور نفل اور وتر کی سب رکعتون مین قراءۃ کرنا (یعنی قرآن پڑھنا) فرض ہے اور نفلی نماز قصداً شروع کرنے سے لازم ہو جاتی ہی اگرچہ آفتاب غروب ہونے یا طلوع ہونیکے وقت شروع کی ہو ف امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہی کہ شروع کرنے سے لازم نہین ہوتی کیونکہ وہ اصل ہی مین لازم نہین تھی اور ہماری دلیل یہ ہی کہ ادا شدہ فعل قربت ہو چکا ہی پس اسکو بطلان سے بچانیکے لیے پورا کرنا لازم ہی کیونکہ اللہ فرماتا ہی و لا تبطلوا اعمالکم (یعنی تم اپنے اعمال کو باطل مت کرو) اور شروع کرنیکے بعد نہ کرنا بھی عمل کا باطل کرنا ہی۔ سنن ابو داؤد و ترمذی مین روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ نے نفلی روزہ توڑ دیا تھا جسپر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت کی کہ دوسرے دن اسکی قضا کر لینا اور آیندہ ایسا نہ کرنا۔ فتح وغیرہ ترجمہ اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور پہلے قعدہ کے بعد یا اس سے پہلے نیت توڑ دی یا چارون رکعت مین کچھ نہ پڑھا یا فقط پہلی دونون مین پڑھا یا فقط پچھلی دونون مین پڑھا یا پہلی دونون اور پچھلی ایک مین پڑھا یا پچھلی دونون اور پہلی دونون مین سے ایک مین پڑھا تو ان سب صورتون مین دو رکعت قضا کرے اور اگر پہلی دونون مین سے ایک مین پڑھا یا پہلی دونون مین سے ایک مین اور پچھلی دونون مین سے بھی ایک مین پڑھا تو ان دونون صورتون مین چار رکعت قضا کرے اور ایک (فرض) نماز پڑھکے پھر اسی جیسی دوسری نماز نہ پڑھے ف یہ مضمون ایک حدیث کا ہی اور اسکا ظاہری مطلب بالاجماع مراد نہین ہے کیونکہ ظہر اور عصر اپنی اپنی سنتون کے بعد برابر پڑھی جاتی ہی لہذا اس حدیث کو خاص معنے پر حمل کرنا واجب ہے پس اسکے یہ معنے ہین کہ قراءۃ مین فرض نماز کو مثل نفل کے اور نفل کو مثل نفل کے نہ کرے بلکہ نفل کی سب رکعتون مین قراءۃ کرے اور فرضون مین فقط پہلی دو مین اور بعض کا قول یہ ہی کہ اس سے مسجدون مین دوسری جماعت کرلینے سے منع کرنا مراد ہی یا یہ کہ وسوسے سے فاسد ہونے کے وہم پر دوبارہ پڑھنے سے منع کرنا مراد ہی۔ فتح وغیرہ ترجمہ اور نفل نماز باوجود کھڑے ہوکر پڑھ سکنے کے بیٹھ کر پڑھنی درست ہی خواہ ابتدا ہی سے بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہوکر شروع کرنے کے بعد باقی بیٹھ کر پڑھے اور سوار آدمی نفل نماز شہر سے باہر اپنی سواری پر بیٹھے اشارہ سے پڑھ لے اور منہ اس طرف رکھے جس طرف اسکی سواری جاتی ہو اور اگر سواری پہ نماز پڑھ رہا تھا

اور پھر نیچے اُتر آیا تو وہ نماز پوری کر لے اور اگر نیچے پڑھہ رہا تھا تو اُسکو سواری پر پوری نکرے بلکہ نئے سرے سے پڑھے

فصل فی التراویح

فصل تراویح کے بیان مین

ف تراویح ترویحہ کی جمع ہے ترویحہ شرع مین خاص چار رکعتون کا نام ہی جو راحت سے ماخوذ ہے اور ان کا یہ نام ہونیکی وجہ یہ ہی کہ چار رکعتون کے بعد لوگ آرام لیا کرتے ہین ترجمہ رمضان (شریف) مین عشاء کی نماز کے بعد وتر ون سے پہلے دس سلامون سے بیس رکعتین جماعت سے پڑھنی مسنون ہین اور وترون کے بعد بھی درست ہین ف تراویح جماعت سے پڑھنی علی سبیل الکفایہ مسنون ہین یعنے اگر مسجد کے سب نمازیون نے نہ پڑھین تو سب گنہگار ہون گے اور اگر بعض نے نہ پڑھین تو یہ فقط تارک فضیلت ہونگے اور یہ سنت مردون اور عورتون سب کے لیے ہے بعض رافضی کہتے ہین کہ مردون کے لیے سنت ہے عورتون کے لیے نہین ہی اور بعض کا قول یہ ہی کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے اور ہمارے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی کیونکہ آپنے فرمایا تھا ان اللہ فرض علیکم صیامہ وسن لکم قیامہ یعنے اللہ عز وجل نے رمضان شریف کے روزے تم پر فرض کر دیے ہین اور اسکی تراویح سنت کر دی ہے) مگر ہان تراویح کو عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کہنے مین کوئی حرج نہین ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت نہین پڑھین بلکہ آٹھ پڑھی ہین اور آپنے ہمیشہ بھی نہین پڑھین جماعت سے ہمیشہ نہ پڑھنے کا آپنے یہ عذر بیان کیا تھا کہ مجھے اسکے فرض ہونیکا خوف ہی اور آپکے بعد عمرؓ نے بیس پڑھی ہین اور اسپر سب صحابہ نے آپکی موافقت کی ہی۔ فتح ترجمہ اور رمضان بھر مین ایک قرآن ختم کرنا اور چار چار رکعت کے بعد بقدر چار رکعت کے بیٹھنا مسنون ہی اور وتر صرف رمضان (شریف) مین جماعت سے پڑھے جاتے ہین

باب ادراک الفریضہ

فرض نماز مین شامل ہونیکا بیان

ت اگر کوئی شخص ظہر (کے فرضون) کی ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ تکبیر ہو گئی تو وہ دو رکعت پڑھ کر امام کے ساتھ شامل ہو جاوے ف اور اگر ایک رکعت بھی نہین پڑھی تھی یعنے ابھی سجدہ مین نہین گیا تھا تو نیت توڑ کے امام کے شامل ہو جاوے یہی صحیح ہی۔ ط ترجمہ اور اگر وہ تین رکعت پڑھ چکا تھا تو اپنی چار رکعت پوری کر لے اور پھر چار رکعت نفل کی نیت کر کے امام کے ساتھ شامل ہو جاوے اور اگر کوئی فجر یا مغرب کی

ایک رکعت پڑھ چکا تھا اور پھر تکبیر ہوگئی تو وہ نیت توڑ دے اور امام کے ساتھ شامل ہوجائے **ف** اور اگر
اُسکی ایک رکعت پڑھ کے دوسری مین کھڑا ہوگیا تھا اور ابھی اس کا سجدہ نہین کیا تھا تب بھی نیت توڑ دے
اور اگر اس کا سجدہ کرلیا تھا تو اب اپنی ہی نماز پوری کرلے امام کے ساتھ شامل نہوا اور اگر امام کے ساتھ شامل ہوگیا
تو مغرب مین ایک رکعت اور ملا کر چار پوری کر دے کیونکہ تین رکعت نفل نہین ہو۔ ط **ترجمہ** جب مسجد مین
اذان ہوگئی ہو اُسمین سے بغیر نماز پڑھے نکلنا مکروہ ہے اور اگر یہ نماز پڑھ چکا ہو تو پھر اسکو نکلنا مکروہ نہین ہے
ہان ظہر اور عشا مین اگر تکبیر شروع ہوگئی (تو باوجود نماز پڑھ چکنے کے بھی مسجد سے نکلنا مکروہ ہے) اور اگر کسی کو
یہ اندیشہ ہو کہ اگر وہ فجر کی سنتین پڑھے تو فجر کی دونون رکعتین نہ ملین گی تو وہ سنتون کو چھوڑ دے اور امام کے
ساتھ (یعنے جماعت مین) شامل ہوجاوے ورنہ نہین **ف** یعنے اگر دونون رکعتون کے جانیکا اندیشہ نہو
بلکہ دوسری رکعت ملجانیکی اُمید ہو تو وہ سنتین پڑھے کیونکہ اس صورت مین دونون فضیلتون کو جمع
کرلینا ممکن ہے۔ط ملخصًا **ت** اور فجر کی سنتین بغیر فرضون کے قضا نکی جائین **ف** یعنی اگر فجر کی فقط
سنتین قضا ہوگئی ہون فرض قضا نہوے ہون تو سنتون کو قضا نپڑھے ہان اگر فرض وسنت دونون
قضا ہوگئے ہون تو اسوقت فرض کے ساتھ سنتین بھی پڑھ لے امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر کسی کی
فقط سنتین قضا ہوجائین تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اُن کو زوال سے پہلے پہلے پڑھ لے۔ فتح وغیرہ
ترجمہ ظہر سے پہلے کی چار سنتین اگر رہ جائین تو اُن کو ظہر ہی کے وقت مین بعد کی دو رکعت سُنت سے
پہلے پڑھ لے (اسی پہ فتویٰ ہے) اور ظہر کی ایک رکعت ملنے سے ظہر جماعت سے پڑھنی شمار نہین ہوگی
بلکہ جماعت کا ثواب اُسکو ملجائیگا **ف** یعنی اگر کسی نے یہ کہا ہو کہ اگر مین ظہر جماعت سے پڑھون تو میرا
غلام آزاد ہے اور پھر اُسے ظہر کی ایک رکعت ملی تو اُس کا غلام آزاد نہ ہوگا کیونکہ اُسکی نماز جماعت سے نہین
ہوئی۔ فتح ملخصًا۔ **ترجمہ** اگر وقت کے جاتے رہنے کا خوف نہو تو فرضون سے پہلے نفل پڑھے ورنہ نہ پڑھے
ف یعنی اگر وقت کے جاتے رہنے کا خوف ہو تو نفل نہ پڑھے بلکہ ایسے وقت فرض فوت ہونے کی وجہ
سے نفل پڑھنا حرام ہے۔ بعض علماء نے ان نفلون سے سنتین مراد لی ہین اور بعض نفلون ہی کو کہتے ہین۔ط
ترجمہ اگر کسی نے امام کو رکوع مین پایا اور یہ اللہ اکبر کہکر اتنا کھڑا رہا کہ اس نے رکوع سے اسر اُٹھالیا تو اسے
یہ رکعت نہین ملی۔ (یعنی اس کی یہ رکعت نہین ہوئی) اور اگر کوئی مقتدی (امام سے پہلے) رکوع مین چلا
گیا تھا پھر اسمین امام بھی اس سے مل گیا تو اس کا رکوع درست ہوگیا **ف** یعنی مقتدی اتنا پڑھنے کے بعد کہ جن

گیا ہو جو اُس کی قراءۃ کو کافی ہو ورنہ رکوع درست نہ ہوگا اور امام سے پہلے رکوع میں جانا مکروہ تحریمی ہے۔

باب قضاء الفوائت

فوت شدہ نمازوں کو قضا کرنیکا بیان

ف جاننا چاہیے کہ مامور بہ یعنے جسکے کرنے کا بندے کو حکم کیا گیا ہی دو قسم کا ہی ایک ادا یعنے عین واجب حوالہ کر دینا دوسرا قضا یعنے اپنے پاس سے اس واجب کی مثل حوالہ کر دینا مصنف نے ادا کو بیان کر کے اب قضا کا بیان شروع کیا ہے۔ فتح ترجمہ قضا نماز اور وقتی نماز میں اور خود قضا نمازوں میں بھی ترتیب (کا لحاظ رکھنا) واجب ہی کہ پہلی کو پہلے پڑھے اور دوسری کو بعد میں (آور تنگ وقت ہونے اور بھول نے اور چھے نمازیں (فوت) ہو جانے سے یہ ترتیب ساقط ہو جاتی ہی اور پھر (پڑھتے پڑھتے) ان کے کم ہو جانے سے ترتیب نہیں لوٹتی پس اگر کسی نے باوجود اپنے ذمہ قضا نماز یاد ہونے کے اگرچہ وہ وتر ہی ہوں (وقتیہ) فرض پڑھ لیے تو اس کے یہ فرض موقوفاً فاسد ہوں گے ف یعنے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جس کے یہ معنے ہیں کہ اگر پھر اُسنے اور پانچ وقت کی نمازیں ادا کر لیں تو اُسکی یہ سب نمازیں درست ہو گئیں اور صاحبینؒ کے نزدیک بالکل ہی فاسد ہو جاتی ہے مسکین

باب سجود السہو

سہو کے سجدوں کا بیان

ترجمہ (نماز میں) واجب کے ترک ہو نیسے ایک سلام کے بعد دو سجدے مع التحیات اور سلام کے واجب ہو جاتے ہیں اگرچہ ترک واجب مکرر ہو (یعنے اگر چند دفعہ سہو ہونے سے کئی ترک واجب ہو جائیں تب بھی دو ہی سجدے کافی ہیں اور سجدۂ سہو امام کے سہو سے واجب ہوتا ہی نہ کہ مقتدی کے سہو سے (بلکہ مقتدی کا سہو ساقط ہو جاتا ہی پس اگر کوئی پہلا قعدہ بھول گیا اور ابھی (تیسری رکعت میں سیدھا کھڑا نہیں ہوا بلکہ) بیٹھنے کی طرف زیادہ نزدیک ہی تو وہ بیٹھ جاوے ورنہ نہ بیٹھے (یعنے اگر کھڑا ہونیکو ہو گیا ہی تو پھر کھڑا ہی ہو جاوے) اور سجدہ سہو کا کرلے ف بیٹھنے کی طرف نزدیک ہونیکے یہ معنے ہیں کہ نیچے کا نصف بدن زمین سے اُٹھ گیا ہو اور گھٹنے زمین پہ ہوں اور بعض کا قول یہ ہی کہ اگر نیچے کا نصف بدن سیدھا نہیں ہوا تو وہ بیٹھنے کی طرف نزدیک ہی اور اگر کھڑا ہو گیا ہی تو کھڑے ہونیکی طرف اور اوپر کے نصف بدن کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ فتح ترجمہ اگر کوئی قعدہ اخیرہ بھول کر پانچویں رکعت میں کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کے

سجدہ مین نہ گیا ہو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کا کرلے اور اگر سجدے مین چلا گیا تو سجدے سے سر اُٹھاتے ہی اُس کے
فرض باطل ہو گئے اور یہ نماز نفل ہو گئی اب یہ اسمین چھٹی رکعت اور ملائے **ف** بعض کہتے ہین یہ رکعت
ملانا مستحب ہے اور بعض کہتے ہین واجب ہے اگرچہ ایسی صورت عصر ہی مین ہو اور فجر مین چوتھی رکعت ملا لے
اور اگر مغرب ہے تو خود ہی چار رکعت ہو جائینگی اور ملانے کی ضرورت نہین ہے۔ ط **ترجمہ** اگر کوئی چوتھی رکعت
مین بیٹھ گیا تھا (یعنے قعدہ اخیرہ کرلیا تھا) پھر کھڑا ہو گیا اور ابھی پانچوین رکعت کا سجدہ نہین کیا) تو
بیٹھ جائے اور سلام پھیر دے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو اُسکے فرض پورے ہو گئے اب پاس
چھٹی رکعت کو اور ملالے تاکہ یہ دو رکعت (علیحدہ) نفل ہو جاوین اور سجدہ سہو کا کرے اور اگر نفلون مین
دو رکعت کے بعد سجدہ سہو کرلیا تو اب اُنپر اور دو رکعتین بنا نہ کرے (کیونکہ سہو کا سجدہ نماز کے آخر مین کیا جانا چاہیے
اور بنا کرنے پر بیچ مین ہو جائیگا) اور اگر امام کے ذمہ سجدہ سہو کا تھا اور اُسنے سلام پھیرا اُسوقت ایک شخص
آکر اُس کا مقتدی ہو گیا پس اگر اس امام نے سجدہ سہو کا کرلیا تو اسکا مقتدی ہونا درست ہو گیا ورنہ نہین ہوا
ف اسکی وجہ یہ ہے کہ سجدہ کرنے کی صورت مین تو اسکا مقتدی ہونا نماز کے اندر ہو جاتا ہے بخلاف اس
صورت کے کہ اسنے سجدہ نہ کیا اور وہ سلام نماز سے خارج ہونیکے لیے رکھا کیونکہ نماز سے خارج ہونیکے بعد
مقتدی ہونا درست نہین ہے **ترجمہ** اور سجدہ سہو (اگر ذمہ ہو تو) کرلے اگرچہ سلام نماز تمام کرنیکے لیے پھیرا ہے
اور اگر کسی کو (نماز مین) اول ہی دفعہ شک ہوا ہو (یعنے یہ یاد نہ رہا) کہ کے رکعت ہوئی ہین تو وہ نماز
نئے سرے سے پڑھے اور اگر بہت دفعہ ہو چکا تو اٹکل کرلے اور اگر کسی طرف بھی دل نہ جمے (یعنے نہ کمی پر
نہ زیادتی پر) تو کمتر رکعتین اختیار کرے **ف** مثلاً یہ شک ہوا کہ تین پڑھی ہین یا چار تو تین ہی پڑھی سمجھی
جائے اور چوتھی اور پڑھ لے **ترجمہ** اگر کوئی (مثلاً) ظہر کے فرضون مین دو رکعت پر بیٹھا تھا پھر اُسے یہ
خیال بندھ گیا کہ مین چارون رکعت پڑھ چکا ہون چنانچہ اُسنے سلام پھیر دیا پھر معلوم ہوا کہ دو ہی
رکعت پڑھی ہین تو وہ (دو رکعت اور ملا کر) نماز پوری کرلے اور سجدہ سہو کا کرے **ف** یہ حکم اُسوقت ہے کہ اُسنے
سلام پھیرنیکے بعد کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو جو نماز کے خلاف اور مفسد نماز ہو اور اگر ایسا ہو گیا ہے تو نماز دوبارہ پڑھے

باب صلوٰۃ المریض

بیمار کی نماز کا بیان

ترجمہ جسکو نماز مین کھڑا ہونا دشوار ہو یا بیماری زیادہ ہونیکا خوف ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے رکوع اور سجدہ

کرے اور اگر رکوع اور سجدہ کرنا بھی دشوار ہو تو اشارے سے پڑھے اور رکوع کی بہ نسبت سجدہ مین سر زیادہ
جھکالے اور منھ کے آگے کوئی اونچی چیز ایسی نہ رہے کہ اُسپر سجدہ کرے اور اگر رکھ لی اور سجدہ مین سر کو رکوع
سے زیادہ جھکاتا ہی تو درست ہی ورنہ درست نہین ہی **ف** یعنی اگر کسی نے سجدہ کے لیے اپنے آگے ایسا
اونچا تکیہ وغیرہ رکھ لیا جسمین رکوع اور سجدہ کے لیے سر برابر ہی جھکتا ہے تو یہ درست نہین ہی **ع** **ترجمہ**
اور اگر بیٹھنا بھی دشوار ہو تو وہ چت لیٹ کر یا کروٹ سے لیٹ کر نماز اشارہ سے پڑھے اور اگر اتنی بھی
طاقت نہو تو نماز ملتوی کر دیجائے (اور تندرست ہونیکے بعد پڑھے) اور آنکھون بو دل او بھوون کے اشارے سے نہ
پڑھے اور اگر کوئی ایسا مرض ہو کہ) مریض کھڑا ہو سکتا ہی اور رکوع سجدہ نہین کر سکتا تو وہ بیٹھ کر اشارے سے
پڑھے اور اگر کوئی نماز پڑھنے مین بیمار ہو گیا تو باقی نماز اسی طرح ہو سکے پوری کرے اور اگر کوئی بیٹھا ہوا رکوع
سجدون سے نماز پڑھ رہا تھا کہ نماز ہی مین تندرست ہو گیا تو وہ بنا کرے (یعنے باقی نماز کھڑا ہو کر ادا کرے)
اور اگر رکوع سجدے اشارے سے کر رہا تھا تو بنا نہ کرے (بلکہ نئے سرے سے پڑھے اور اگر نفل
پڑھنے والا (پڑھتے پڑھتے) تھک جائے تو اُسے کسی چیز پر سہارا لے لینا جائز ہے **ف** کیونکہ یہ عذر ہی کہ اگر
کوئی چیز سہارا لینے کو نہ ملے تو بیٹھ جائے اور بلا عذر سہارا لینا مکروہ ہی۔ ط ع **ترجمہ** اگر کوئی (چلتی) کشتی مین
بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھے تو درست ہے **ف** بلا عذر سے یہ مراد ہی کہ اگرچہ وہ کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہو ورکشتی کے
کا عذر رتے آنا چکر آنا وغیرہ ہی اور نماز شروع کرنے وقت اسکو قبلہ رخ ہونا لازم ہی اور بعد مین جب کشتی پھر
وہ اپنا منھ قبلہ کی طرف کرلے کیونکہ کشتی اسکے حق مین مثل مکان کے ہی اور کشتی مین اشارے سے نماز پڑھنا
بالاتفاق جائز نہین ہی۔ ط ع **ترجمہ** اگر کوئی شخص پانچ نماز ون (یا اس سے کم) تک بیہوش یا دیوانہ رہے
(اور پھر اچھا ہو جائے) تو ان نماز ون کو قضا کرے اور اگر اس سے زیادہ نمازین ہو جائین تو قضا نکرے

باب سجدۃ التلاوۃ

(قرآن کی تلاوت کے سجدہ کا بیان)

ف یہان مصنف کے تلاوۃ کا لفظ ذکر کرنے مین اس طرف اشارہ ہے کہ اگر کسی نے ایسی آیۃ کو لکھا یا اُس کے
ہجے کیے اور روان نہین پڑھا تو اسپر سجدہ واجب نہین ہوتا اور اسکے ادا ہونیکی شرطین وہی ہین جو نماز
کی شرطین سوائے تحریمہ اور نیت تعیین کے اور اسکا سبب بالاجماع تلاوۃ ہے اسی وجہ سے تلاوۃ
کی طرف اسکو منسوب کیا جاتا ہی اور سامعین کے حق مین تلاوۃ کا سُننا شرط ہی اور یہی صحیح ہی اور ہمارے
نزدیک واجب ہی اور امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک سنت موکدہ ہے انکی دلیل یہ ہی کہ آنحضرت علیہ السلام

نے سجدہ کی آیۃ پڑھی اور سجدہ نہین کیا تھا جسکے جواب مین ہم کہہ سکتے ہین کہ حضور انور نے اسوقت سجدہ
نہ کیا ہوگا باقی اسمین واجب نہ ہونیکی کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ فی الفور سجدہ واجب نہین ہے اور ہماری
دلیل یہ ہے کہ سب آیتین اسکے واجب ہی ہونے پر دلالت کرتی ہین کیونکہ کل آیتین تین قسم کی ہین ایک
قسم تو وہ ہی جسمین سجدہ کرنیکا صریح امر ہے اور امر وجوب کے لیے ہے دوسری قسم وہ ہی جسمین انبیاء کا فعل نقل
ہوا ہے اور انبیاء کا اقتدا واجب ہی تیسری قسم وہ ہی جسمین کفّار کی سرتابی بیان کی گئی ہی اور انکی مخالفت
کرنی واجب ہی۔ عینی **ترجمہ** یہ سجدہ چودہ آیتون (مین سے کوئی ایک آیۃ پڑھنے) سے اس شخص پر واجب
ہوتا ہی کہ جو پڑھے اگرچہ وہ امام ہو یا جو سنے اگرچہ اس کا ارادہ سُننے کا نہ ہو یا جو مقتدی ہوا اور اسکا امام سجدہ
کی آیۃ پڑھے) ہان مقتدی کے خود سجدہ کی آیۃ پڑھنے سے اسپر سجدہ واجب نہین ہوتا **ف** یعنے اگر
کوئی مقتدی سجدہ کی آیۃ پڑھ لے تو نہ اُسپر سجدہ واجب ہوتا ہی نہ اسکے امام پر نہ نماز مین اور نہ نماز کے
بعد اور امام محمدؒ کا قول ہی کہ نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کر لین۔ ط د مسکین **ترجمہ** اُن آیتون مین سے ایک آیۃ
سورہ حج کے پہلے سجدہ کی ہی اور ایک سورہ ص مین ہی **ف** ہمارے نزدیک سورۂ حج کا پہلا سجدہ واجب ہے
اور امام شافعیؒ کے نزدیک دوسرا سجدہ اور انکے نزدیک سورہ ص مین سجدہ نہین ہی اور یہ سجدہ ان چودہ سورتون
مین ہین۔ سورۂ اعراف۔ سورۂ رعد۔ نحل۔ بنی اسرائیل۔ مریم۔ سورۂ حج۔ فرقان۔ نمل۔ الٓم تنزیل۔ حٰمٓ سجدہ
ص۔ نجم۔ اذا السماء انشقت۔ اقرأ۔ **ترجمہ** اگر کوئی نماز مین اپنے امام کے سوا اور کسی سے سجدہ کی آیۃ سُنے تو وہ
نماز کے بعد سجدہ کر لے اور اگر نماز ہی مین سجدہ کر لیا تو نماز کے بعد پھر سجدہ کرے کیونکہ وہ سجدہ ناقص تھا)
نماز دوبارہ نہ پڑھے اور اگر کسی نے امام سے سجدہ کی آیۃ سُنی اور امام کے سجدہ کرنیسے پہلے اسکا مقتدی ہو گیا
امام کے ساتھ سجدہ کر لے اور اگر امام کے سجدہ کرنیکے بعد اسکا اقتدا کیا ہی تو نہ کرے اور اگر اس امام کا اقتدا نہین
کیا تو خود سجدہ کرے (کیونکہ سجدہ کا سبب اُسکے حق مین ہو گیا ہی) اور جو سجدہ نماز مین (اپنے یا اپنے امام کے)
سجدہ کی آیۃ پڑھنے سے واجب ہوا ہو وہ نماز کے باہر (کر لینے سے) ادا نہین ہوتا اور اگر کسی نے نماز کے باہر
سجدہ کی آیۃ پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر وہی آیۃ نماز مین پڑھی تو اب دوسرا سجدہ کرے اور اگر پہلے سجدہ نہین
کیا تھا تو اُسے ایک سجدہ کر لینا کافی ہی جیسا کہ اگر کوئی ایک جگہ پر سجدہ کی آیۃ کئی مرتبہ پڑھے (دو جگہ نہ پڑھے
کیونکہ سجدہ کی آیۃ کو کئی مرتبہ مختلف جگہ پڑھنے پر ایک سجدہ کر لینا کافی نہین ہوتا) (اور اس سجدہ کی
کیفیت یہ ہی کہ نماز کی شرائط کے ساتھ بغیر ہاتھ اُٹھائے اللہ اکبر کہکر سجدہ کرے اور پھر اللہ اکبر کہکر سر اُٹھائے

اور نہ التحیات پڑھے اور نہ سلام پھیرے اور ساری سورۃ پڑھنا اور اُسمین سے فقط سجدہ کی آیۃ چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اس کا عکس مکروہ نہین ہے (یعنے یہ کہ فقط سجدہ کی آیۃ پڑھے اور اور آیتین نہ پڑھے)۔

باب صلوٰۃ المسافر

مسافر کی نماز کا بیان

ترجمہ جو شخص درمیانی چال سے تین روز کا سفر کرنے (یعنی تین منزل طے کرنے) کے ارادے سے روانہ ہو کر اپنے شہر کی آبادی کے باہر نکل جائے خواہ سفر خشکی کا ہو یا دریا کا ہو یا پہاڑ کا ہو وہ چار فرضون کو دُو پڑھے **ف** یعنے چار فرضون مین قصر کرے باقی مثلاً مغرب اور فجر مین نہ کرے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مسافر پر فرض دو ہی رکعت ہین کیونکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین فرضت الصلوٰۃ رکعتین رکعتین فاقرت صلوٰۃ السفر وزیدت فی صلوٰۃ الحضر یعنے نماز کی دو ہی رکعت فرض ہوئی تھین بعد مین سفر کی نماز تو اتنی ہی رہی اور حضر کی نماز بڑھادی گئی ۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک قصر کرنا لازم نہین ہے بلکہ یہ آسانی کے لیے ہے اور تین روز سے کم کے سفر مین جو تقریباً چھتیس ۳۶ کوس کا ہوتا ہے اس سے کم مین نماز قصر نہ کیجائے اسلیے مصنف نے یہ قید پہلے ہی لگادی ہے۔ فتح و عینی **ترجمہ** اگر کسی مسافر نے پوری نماز پڑھ لی (یعنے چار رکعت مین قصر نہین کیا) اور وہ دوسری رکعت پر بقدر تشہد بیٹھا تھا تو اسکی نماز درست ہو گئی اور اگر نہین بیٹھا تھا تو درست نہین ہوئی (کیونکہ فرض پورے کرنیسے پہلے وہ نفلو نمین مشغول ہو گیا ہے یہ قصر کا حکم اسوقت تک (رہے) کہ مسافر اپنے شہر مین داخل ہو یا کسی شہر یا گاؤن مین پندرہ روز ٹھیرنے کی نیت کرلے سوائے مکہ معظمہ اور منا کے (کہ ان دونو مین پندرہ روز ٹھیرنیکی نیت کر لینے سے بھی مقیم نہ ہوگا اور ان دونون کو ذکر کرنا مثال کے طور پر ہے) اور اگر پندرہ روز سے کم ٹھیرنیکی نیت کی یا کچھ نیت نہین کی اور آج کل آج کل کہتے ہوے برس گذر گئے یا اسلامی لشکر نے دارالحرب مین پندرہ روز ٹھیرنیکی نیت کرلی تو یہ اور وہ نماز قصر ہی پڑھین **ف** یعنی اسوقت کہ جب یہ ٹھیرنے کی نیت کرلین جسکی وجہ یہ ہے کہ یہ اس نیت کے کرنے سے مقیم نہین ہوجاتے کیونکہ یہ مین سے ہین کہ اگر پہنچ پائی تو ٹھیر جائین گے اور اگر شکست کھائی تو بھاگ جائین گے اس لیے وہ جگہ ان کے حق مین دار اقامت نہین ہوتی مستخلص **ترجمہ** اور اگر اسلامی لشکر نے (دارالحرب مین) کسی شہر کا محاصرہ کرلیا یا دارالاسلام مین شہر سے باہر باغیون کا محاصرہ کرلیا تو ان دونون صورتون مین بھی یہ پندرہ روز ٹھیرنیکی نیت

کر لینے سے مقیم نہین ہوتے (لہذا قصر نماز پڑھین) بخلاف خیمہ مین رہنے والونکے **ف** اس موقع پر متن مین اخبیہ کا لفظ ہے جو خباء کی جمع ہی اور خباء اونی خیمہ کو کہتے ہین اور خیمہ مین رہنے والون سے مراد خانہ بدوش لوگ ہین جیسے بنجارے اور کنجر وغیرہ جنکی گذران ہی جنگلون مین ہوتی ہی اسلیے انکا وطن وہی ان کی جھونپڑی یا خیمہ ٹھیر گیا ہی اس قسم کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہین مسافر نہین ہوتے۔ فتح **ترجمہ** اگر مسافر نماز کے وقت مین کسی مقیم کی اقتدا کرے تو یہ اقتدا درست ہی اور یہ پوری نماز پڑھے اور وقت کے بعد درست نہین ہو **ف** اقتدا کے معنے مقتدی ہونے یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے ہین مسئلہ کی صورت یہ ہی کہ ایک مقیم مثلاً ظہر کی نماز ظہر کے وقت پڑھتا تھا یا پڑھنا چاہتا تھا کہ کوئی مسافر اس کا مقتدی ہو گیا تو اُسکی یہ اقتدا درست ہی اور وہ امام کے تابع ہونیکی وجہ سے نماز پوری پڑھے اور اگر وہ ظہر کی نماز بیوقت پڑھ رہا تھا تو اسکی اقتدا درست نہین ہی **ترجمہ** اور اگر مقیم مسافر کا اقتدا کرے تو دونون صورتون مین درست ہے **ف** یعنی وقت پر بھی اور وقت کے بعد بھی پس جب مسافر امام سلام پھیرے تو مقیم بغیر قراءۃ کے اپنی نماز پوری کر لے اور امام کے لیے مستحب ہے کہ وہ مقتدیون سے یہ کہدے کہ تم اپنی نماز پوری کر لو کیونکہ مین مسافر ہون ع **ترجمہ** وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہی سفر سے باطل نہین ہوتا **ف** یعنی اگر کسی نے اپنا اصلی وطن چھوڑ کر اور کسی شہر مین رہنا اختیار کر لیا تو اب وہ پہلا شہر اس کا وطن نہین رہا اگر مسافرت مین وہان پہنچے اور پندرہ روز وہان رہنے کی نیت نہ ہو تو یہ مسافر ہی لیکن اسمین یہ شرط ہی کہ اس وطن اصلی مین اسکے گھر کے آدمی بھی نہ رہتے ہون اور اگر وہ رہتے ہون گے تو وہ وطن رہیگا اور یہ وطن فقط وہان سے سفر کرنے سے باطل نہین ہوتا **ترجمہ** اور وطن اقامت دوسرے وطن اقامت سے اور سفر سے اور وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے **ف** وطن اقامت وہ ہی جہان آدمی پندرہ روز یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت کر لے پس وہ اسے چھوڑ کر دوسرا وطن اقامت اختیار کر لے تو پھر یہ وطن اقامت نہین رہتا اور اگر اس سے سفر کیا جائے یا اصلی وطن چلا جائے تب بھی یہ جاتا رہتا ہی ع وط **ترجمہ** اور سفر و حضر کی فوت شدہ نمازین دو اور چار رکعت قضا پڑھی جائین (یعنے سفر کی دو اور حضر کی چار رکعت قضا پڑھی جائین) اور اس بارے مین معتبر آخر وقت ہے **ف** یعنی مقیم اور مسافر ہونے مین نماز کے اخیر وقت کا اعتبار ہے مثلاً عصر کے اخیر وقت اگر مسافر ہو تو دو رکعت پڑھے اور اگر مسافر عصر کے اخیر وقت اپنے شہر مین داخل ہو گیا ہی تو وہ چار رکعت

پڑھے۔ ط ترجمہ اور (نماز قصر پڑھنے وغیرہ احکام مین) گنہگار مثل بے گناہون کے ہے ف یعنی اگر کوئی رہزنی وغیرہ کرنے کے ارادہ سے سفر کرے تو اُسکو بھی قصر نماز پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے کیونکہ اصل سفر مین کوئی نافرمانی نہین ہی یہ ہمارے نزدیک ہی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہی کہ گنہگار کے لیے یہ رعایت اور رخصت نہین ہی مستخلص و فتح ملخصاً ترجمہ اور مسافر و مقیم ہونیکی نیت کرنے مین اصل کا اعتبار کیا جاتا ہی نہ کہ (اس کے) تابع کا یعنی غلام عورت اور خادم کا ف یعنی یہ تینون تابع ہوتے ہین اسلیے مقیم و مسافر ہونیمین انکی نیت کا اعتبار نہین ہوتا بلکہ شوہر۔ آقا۔ حاکم کی نیت کا اعتبار ہوتا ہی کیونکہ وہ اصل ہین فتح

باب صلوٰۃ الجمعۃ

جمعہ کی نماز کا بیان

ف جمعہ اجتماع سے مشتق ہی اس روز لوگون کے جمع ہونے کی وجہ سے اس کا نام جمعہ رکھا گیا ہے یا اس وجہ سے کہ تمام اولاد آدم اسی روز جمع کی جائینگی یا اس وجہ سے کہ آدم علیہ السلام حضرت حوّا سے زمین پر اسی روز ملے تھے۔ فتح ترجمہ جمعہ (کی نماز) ادا ہونے کی یہ (چھ) شرطین ہین (۱) شہر کا ہونا ف پس گانون مین جمعہ جائز نہین ہی اور نہ جنگل مین کیونکہ علی رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ لا جمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع یعنے جمعہ تشریق۔ عید الفطر۔ اور عید الاضحی سوائے شہر جامع کے اور جگہ نہین ہی۔ ط و ع ترجمہ اور شہر وہ جگہ ہی جہان حاکم اور قاضی ہو جو احکام (شرعیہ) جاری کرتا اور (لوگون پر) حدود قائم کرتا ہو یا شہر کی عیدگاہ ہو (یعنی اسمین بھی جمعہ ہونا جائز ہی) اور منا شہر ہی عرفات شہر نہین ہی ف پس منا مین جمعہ جائز ہی جبکہ حاکم حجاز یا بادشاہ امام ہو نہ کہ حاکم موسم کے ہونے پر کیونکہ وہ فقط امور حج کا ہی حاکم ہوتا ہے اور عرفات کے شہر نہ ہونے کی وجہ یہ ہی کہ وہ ایک علٰحدہ میدان ہے مکہ کے میدان مین داخل نہین ہی ع و ط ترجمہ ایک شہر مین چند جگہ جمعہ ہونا جائز ہی (۲) بادشاہ یا اُس کے نائب کا ہونا (۳) ظہر کا وقت ہونا پس اسکے نکلنے سے جمعہ باطل ہوجائیگا (۴) نماز سے پہلے خطبہ کا ہونا اور مسنون یہ ہی کہ امام باوضو کھڑا ہوکر دو خطبہ پڑھے اور دونون کے بیچ مین تھوڑی سی دیر بیٹھے (یعنے اسقدر کہ ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر آجائے) اور خطبہ مین (فقط) الحمد للہ یا لا الٰہ الا اللہ یا سبحان اللہ (خطبہ کی نیت سے) کہنا کافی ہوسکتا ہی (۵) جماعت کا ہونا اور وہ امام کے سوا تین آدمی ہین ف یعنی جماعت امام کے سوا کم از کم تین آدمی کو کہتے ہین اور یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور امام

ابو یوسفؒ کے نزدیک امام کے سوا دو آدمی اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہی کہ امام کے سوا چالیس آدمی آزاد مقیم ہونے چاہئیں ع وسکین ترجمہ پس اگر امام کے سجدے میں جانے سے پہلے سب مقتدی بھاگ جائیں تو (امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک) جمعہ باطل ہو جائیگا اور صاحبینؒ کا قول یہ ہی کہ باطل نہ ہوگا) (۶) اذن عام ہونا (کہ جو چاہے چلا آئے) اور جمعہ کے واجب ہونے کی یہ شرطیں ہیں (۱) مقیم ہونا (پس مسافر پر واجب نہیں) (۲) مرد ہونا (پس عورت پر نہیں ہی) (۳) تندرست ہونا (پس مریض پر نہیں ہی) (۴) آزاد ہونا (پس غلام پر بالاتفاق واجب نہیں ہی) (۵) بینائی کا ہونا (پس اندھے پر واجب نہیں ہی) (۶) دونوں پیروں کا سالم ہونا (پس لنگڑے اور اپاہج پر واجب نہیں ہی) اور جس پر جمعہ واجب نہوا اور وہ جمعہ پڑھ لے تو اُسوقت کا فرض ادا ہو جائیگا ف یعنے ظہر کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ جمعہ کی نماز اس کا بدلہ ہو جائیگی کیونکہ جمعہ واجب نہ ہونا محض تخفیف کی وجہ سے تھا اور جب اسنے اُس مشقت کو برداشت کر لیا تو وہ درست ہو گیا جیسا کہ مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہی اور جب وہ رکھلے تو روزہ ہو جاتا ہی ع وسکین ترجمہ اور مسافر غلام اور مریض کو جمعہ کی نماز میں امام ہونا جائز ہے اور اگر یہ مقتدی ہوں تو ان سے جماعت ہو جاتی ہی ف یعنے اگر امام کے پیچھے فقط ایک مسافر اور ایک غلام اور ایک مریض ہو تو جمعہ کی نماز جائز ہو جائیگی اسمیں امام شافعیؒ کا خلاف ہی ع وط ترجمہ اور جسے کوئی عذر نہو اگر وہ جمعہ (کی نماز) سے ظہر (کی نماز) پڑھ لے تو یہ مکروہ (تحریمی) ہی پھر اگر وہ (ظہر پڑھ کر) جمعہ پڑھنے کے لیے جائے تو اُسکی ظہر (کی نماز) باطل ہو جائیگی اور معذور اور قیدی کو شہر میں (جمعہ کے دن) ظہر جماعت سے پڑھنا مکروہ (تحریمی) ہی اور جو شخص التحیات میں یا سہو کے سجدوں میں جمعہ میں شریک ہو گیا تو وہ جمعہ کی نماز پوری کرے اور جب امام (خطبہ پڑھنے کے لیے اپنے حجرے سے) چل پڑے تو اُسوقت نہ کوئی نماز پڑھنا درست ہی اور نہ بات چیت کرنا اور پہلی ہی اذان پر جمعہ کی نماز کو جانا اور خرید و فروخت ترک کرنا واجب ہو جاتا ہی اور جب امام (خطبہ پڑھنے کے لیے) منبر پر بیٹھے تو اُسکے سامنے (کھڑے ہو کر) اذان دیجائے اور (خطبہ ختم ہونیکے بعد تکبیر کہی جائے)۔

باب صلوٰۃ العیدین

دونوں عیدوں کی نماز کا بیان

ترجمہ عید کی نماز (جمعہ کی شرطوں کے ساتھ) اس شخص پر واجب ہوتی ہی جسپر جمعہ کی نماز واجب ہو جاتی ہے سوائے خطبہ کے (کہ یہ عید میں شرط نہیں ہی اور جمعہ میں شرط ہی) اور (عید الفطر میں عیدگاہ جانے کے پہلے

کچھ کھا لینا۔ غسل کرنا۔ مسواک کرنا۔ خوشبو لگانا اور جو کپڑے اپنے کو میسر ہون اُن مین سب سے اچھے کپڑے پہننا اور صدقہ فطر (یعنے فطرہ) دینا مستحب ہے پھر عیدگاہ جائے راستہ مین آواز سے تکبیر نہ کہے (بلکہ آہستہ آہستہ کہے) اور نہ عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھے **ف** عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا مطلقاً مکروہ ہی امام کے حق مین بھی اور مقتدیون کے حق مین بھی اور عیدگاہ مین بھی اور مسجدون وغیرہ مین بھی اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہی کہ امام کے حق مین مکروہ ہی مقتدیون کے حق مین مکروہ نہین ہی مسکین و مستخلص **ترجمہ** عید کی نماز کا وقت آفتاب کے (ایک نیزہ یا دو نیزہ) اونچا ہونے (کی مقدار) سے لیکر دن ڈھلنے تک ہے اور امام دو رکعت پڑھائے۔ سبحانک اللھم (تکبیرات) زوائد سے پہلے پڑھے اور زوائد ہر رکعت مین تین تین تکبیرین ہین اور دونون رکعتون کی قراتون کو ملا دیوے **ف** اسکی صورت یہ ہے کہ اول اللہ اکبر کہکر نیت باندھے اور سبحانک اللھم پڑھے پھر تین دفعہ زائد تکبیرین کہے انکے بعد قرارت شروع کرے اور جب دوسری رکعت مین کھڑا ہووے تو پہلے قرارت کرے اس صورت مین دونون قراتین ملجاوینگی اور اسکے بعد تین دفعہ زائد تکبیرین کہکر پھر رکوع کی تکبیر کہے ع **ترجمہ** (اور ان زائد تکبیرون مین دونون ہاتھ کانون تک) اُٹھائے اور نماز کے بعد (امام) دو خطبے پڑھے اور اسمین صدقہ فطر کے احکام بیان کرے اور اگر کسی کو امام کے ساتھ عید کی نماز نہ ملے تو پھر قضا نہ پڑھی جاوے اور کسی عذر سے (مثلاً بارش وغیرہ کے سبب سے) فقط کل تک کی تاخیر کیجائے **ف** یعنے عید کی نماز مین فقط ایک روز کی تاخیر جائز ہی کہ اگر اول روز نہ پڑھی گئی تو دوسرے روز پڑھ لین باقی تیسرے روز پڑھنا جائز نہین ہی اور یہ ہمارے نزدیک ہی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک تیسرے روز تک بھی تاخیر کرنی جائز ہے ع **ترجمہ** اور یہی (مذکورہ) احکام عید الاضحے کے ہین لیکن اُسمین کھانا نماز کے بعد کھائے اور (نماز کو جاتے ہوئے) راستہ مین تکبیر پکار کے کہے اور خطبہ مین قربانی (کے احکام) اور تکبیرات تشریق کو بیان کرے اور اُسکی نماز مین کسی عذر کی وجہ سے تین روز تک کی تاخیر کیجائے (یعنے بقرعید کی نماز کسی عذر کے باعث بارھوین تاریخ تک پڑھ لینی جائز ہی) اور عرفہ کرنا کوئی چیز نہین ہی **ف** عرفہ کرنیکی صورت یہ ہی کہ عرفہ کے روز لوگ جمع ہون اور جس طرح حاجی لوگ عرفات جاکر دعا وغیرہ کرتے ہین یہ بھی ان کی نقل اتارنیکے لیے احرام باندھ کر لبیک کہتے ہوئے ایک جگہ اکٹھے ہوکر دعا وغیرہ کرین اس کا شریعت مین کہین کچھ ثبوت نہین ہی ع **ترجمہ** اور عرفہ کے دن کی فجر کی نماز کے بعد سے آٹھ (وقت کی) نمازون تک (یعنے ان مین سے ہر نماز کے بعد ایک دفعہ الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد کہنا سنت ہی مگر اسکو جو مقیم ہو اور

شہر مین فرض نماز مستحب جماعت سے (یعنی مردون کی جماعت سے) پڑھے اور اقتدا کرنے کے سبب سے عورت
اور مسافر پر بھی واجب ہو جاتی ہو **ف** مصنف کے یہان واجب کہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ تکبیر
تشریق جیسے ہی واجب ہی ہی اور یہی زیادہ صحیح بھی ہی اور مسنون اسکو اسوجہ سے کہدیا گیا ہے کہ اس کا
ثبوت سُنت سے ہوا ہی اور اسکے شروع کرنے مین صحابہ مین اختلاف ہی تو جوان صحابہ مثلاً ابن عباسؓ
اور ابن عمرؓ کا قول یہ ہی کہ بقرعید کے دن ظہر کی نماز کے بعد سے شروع کی جائے امام شافعی علیہ الرحمۃ نے
اسی کو لیا ہی اور بڑی عمر کے صحابہ مثلاً حضرت عمر حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم یہ فرماتے تھے کہ
عرفہ کے دن کی فجر کی نماز کے بعد سے شروع کیجائے یہی ہمارا مذہب ہے اور اسکے ختم ہونے مین بھی اختلاف
ہی ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ بقرعید کے روز عصر کی نماز کے بعد ختم کردیجائے اور یہ آٹھ نمازین ہوئی ہین
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے شروع کرنے اور ختم کرنے مین حضرت ابن مسعود ہی کے قول کو لیا ہی اور علی
رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہی کہ ایام تشریق کے آخر دن یعنی تیرھوین تاریخ کو عصر کی نماز کے بعد ختم کیجائے
اور یہ تئیس نمازین ہوئی ہین امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے اسی کو لیا ہی ع‌ح -

باب صلوٰۃ الکسوف

سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا بیان

ف کسوف سورج گہن کو کہتے ہین اور خسوف چاند گہن کو اور کبھی کسوف کا استعمال دونون مین ہوجاتا ہے
اور بعض کا قول یہ ہی کہ جب کم گہن ہو تو کسوف ہی اور جب پورا گہن ہو تو خسوف ہی ع **ترجمہ** جب
سورج گہن ہو تو جمعہ کا امام نفل کی طرح دو رکعت پڑھائے قراءۃ پکار کر اور خطبہ نہ پڑھے **ف** نفل کیطرح
کہنے سے یہ مراد ہی کہ جیسے نفلون مین اذان و تکبیر نہین ہوتی اور ہر رکعت مین ایک ہی رکوع ہوتا ہے
اور اوقات مکروہہ مین انکا پڑھنا جائز نہین ہی پس یہ نماز بھی ایسی ہی ہی - فتح ملخصاً **ترجمہ** پھر نماز
کے بعد اتنی دیر دعا مانگے کہ سورج گہن سے کھل جائے اور اگر جمعہ کا امام موجود نہو تو سب اکیلے اکیلے پڑھین
جیسے چاند گہن - اندھیری آندھی اور ہالن وغیرہ کے خوف کے وقت پڑھتے ہین **ف** پہنے جیسے
چاند گہن مین اکیلے اکیلے پڑھی جاتی ہی کیونکہ چاند گہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کئی مرتبہ
ہوا ہی اور یہ کہین منقول نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے لیے لوگون کو جمع کیا تھا دوسرے یہ کہ رات کو
سونے کے بعد سب کا جمع ہونا نا ممکن بھی ہی اور یہ فتنہ فساد کا بھی سبب ہو جاتا ہی اسلیے مشروع نہین ہی بلکہ

ہر شخص علیحدہ علیحدہ عجز وانکساری کرے اور ایسی ہی ہے اور نمازین ہاتھ نہ اٹھائیں - فتح

باب صلوٰۃ الاستسقاء

(بارش مانگنے کی نماز کا بیان)

ترجمہ استسقاء کے لیے نماز ہی مگر جماعت سے نہیں ہے اور دعا مانگنا اور استغفار پڑھنا ہی نہ کہ چادر کو الٹ پلٹ کرنا اور اسمین ذمی (یعنی کافر) کو نہ آنے دین اور فقط تین روز (پڑھے) جائین ف امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس نماز مین جماعت مسنون نہین ہی امام ابو یوسفؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے اسکو دریافت کیا تھا - آپنے فرمایا کہ یہ نماز جماعت سے نہین ہی ہان اسمین دعا مانگنا اور استغفار کرنا ہی اور اگر لوگ اکیلے اکیلے پڑھلین تو کوئی حرج نہین ہی اس سے اس جماعت کے سنت یا مستحب ہونیکی نفی ہوتی ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک عید کی طرح دو رکعت جماعت سے پڑھین اور چادر کو اس طرح لوٹائین کہ ایک مونڈھے کی دوسرے پر اور نیچے کی اوپر ہو جائے - عینی وغیرہ -

باب صلوٰۃ الخوف

(خوف کے وقت کی نماز کا بیان)

ترجمہ اگر دشمن یا کسی درندے کا خوف زیادہ ہو تو امام لوگون کی دو جماعتین کرلے اور ایک جماعت کو دشمن (یا درندے) کے سامنے کھڑا کردے اور دوسری جماعت کو اگر مسافر ہے تو ایک رکعت اور اگر مقیم ہی تو دو رکعت پڑھائے پھر یہ جماعت (جنے امام کے ساتھ ایک رکعت یا دو رکعتین پڑھ لی ہین) دشمن کے سامنے چلی جائے اور وہ جماعت آئے اور جتنی نماز رہ گئی ہو امام اس جماعت کو پڑھا کر سلام پھیر دے اور امام کے سلام پھیرنیکے بعد یہ جماعت دشمن کے مقابلہ مین چلی جائے اور پہلی جماعت اگر بدون قرأت کے اپنی نماز پوری کرے (کیونکہ یہ لوگ شروع سے امام کے ساتھ تھے) اور سلام پھیرنیکے بعد یہ دشمن کے مقابلے مین چلے جائین پھر دوسری جماعت آئے اور یہ قرأت کے ساتھ اپنی باقی نماز پوری کرین ف کیونکہ یہ مسبوق ہین اور مسبوق سے جو رکعتین پہلے ہو لیتی ہین انمین قرأت کرنا فرض ہوتا ہی بخلاف پہلی جماعت کے کہ وہ شروع سے امام کے ساتھ تھی اور ایک جماعت بیچ مین شامل نہین ہی لہذا یہ جماعت لاحق کے حکم مین ہی اور لاحق پر قرأت نہین ہوتی - فتح ترجمہ اور مغرب کی نماز مین امام پہلی جماعت کو دو رکعت پڑھائے اور دوسری کو ایک رکعت اگر اس کا الٹا کیا تو سب کی نماز جاتی رہیگی اور جو شخص (نماز مین) لڑنے لگا اسکی نماز باطل ہو جائیگی اور اگر خوف بہت زیادہ ہو تو سب تنہا اپنی سواری پر سوار ہوئے اکیلا اکیلا جس طرف ہوسکے اسی طرف منھ کر کے نماز اشارون سے پڑھلین اور بدون دشمن کے موجود ہوئے یہ خوف کی نماز جائز نہین ہی -

باب الجنائز

جنازون کا بیان

ف جنائز جنازے کی جمع ہی اور جنازہ جیم کے زبر سے مردہ کو کہتے ہین اور جیم کے زیر سے اُس تختہ کو جسپر مردے کو لٹاتے ہین ۱۲ ترجمہ جب آدمی مرنے لگے تو اُسے داہنی کروٹ پر قبلہ رخ کرکے لٹا دیا جائے (اور اگر اسے اس طرح لیٹنا دشوار ہو تو اُسے ویسی ہی چھوڑ دیا جائے) اور اُسکے روبرو کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ) پڑھا جائے اور جب مر جائے تو اُسکے دونون جبڑے باندھ دیے جائین اور آنکھین بند کردی جائین اور اُسے ایسے تختہ پر لٹایا جائے جسے طاق مرتبہ (یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات مرتبہ) دھونی دی گئی ہو اور اُس کے بدن عورت (یعنی ناف سے گھٹنون تک) کو ڈھک کے اُسے ننگا کردیا جائے ف یعنی سب کپڑے اُتار لیے جائین تاکہ نہلانے مین صفائی اچھی طرح ہو جائے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہی کہ کرتہ پہنے نہلایا جائے کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مع کرتے کے غسل دیا گیا تھا اور ہم زندگی کی حالت کا اعتبار کرتے ہین اور یہ روایت جو امام موصوف نے اپنی حجت ٹھہرائی ہے آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے عینی ترجمہ اور بغیر کلی اور بے ناک مین پانی ڈالے اسکو وضو کرائین اور اسکے بعد اسپر وہ پانی ڈالین جو بیری کے پتے یا اُشنان ڈال کر جوش دیا گیا ہو اور اگر ایسا پانی نہ ہو تو پھر خالص پانی کافی ہو اور اس کا سر اور داڑھی گلخیرو کے پانی سے دھوئین اور بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا دھوئین کہ پانی بدن کے اُس حصہ تک پہونچ جائے جو تختہ سے لگا ہوا ہی پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اتنا ہی دھوئین پھر اُسے سہارا دیکر بٹھلائین اور اُسکے پیٹ کو بہت نرمی سے سوتین اور جو کچھ پیٹ مین سے نکلے اُسکو دھو ڈالین اور دوبارہ غسل نہ دین اور ایک کپڑے سے بدن کو پونچھ دین اور سر اور داڑھی کو حنوط لگادین اور سجدہ کی جگہون پر کافور ملین ف حنوط ح کے زبر سے ایک مرکب عطر کا نام ہی جو خاص مردون کے لیے ہی عورتون کو لگانا جائز نہین ہے اور سجدے کی جگہون سے وہ اعضا مراد ہین جو سجدہ مین زمین سے لگے رہتے ہین مثلاً پیشانی۔ ناک دونون ہاتھ۔ دونون گھٹنے۔ دونون پیر ۱۲ مسکین مع ترجمہ اور (سر کے) اور داڑھی مین کنگھی نہ کرین اور نہ ناخن اور بال کترین اور مرد کا مسنون کفن ازار، قمیص اور لفافہ ہو اور کفن کفایہ ازار اور لفافہ ہے ف مردے کے بالون مین کنگھی نہ کیے جانے اور ناخن اور بال نہ کترے جانے کی یہ وجہ ہے کہ یہ افعال زینت کے لیے ہوتے ہین اور مردے مین اسکی ضرورت نہین ہی اور کفن مین ازار اندر کی چادر کو کہتے ہین

ہین جو پیشانی کے بالون سے لیکر پیرون تک ہوتی ہو آور قمیص کفنی کو کہتے ہین جو گردن سے لیکر
گھٹنون تک ہوتی ہو اور لفافہ پوٹ کی چادر کو کہتے ہین اور کفنی مین گریبان۔ آستینین اور کلیین
نہین ہوتین اور کفن کفایہ سے مراد یہ ہو کہ اگر کفن کم ہو تو دو چادرین کافی ہین اور اسسے کم کرنا جائز
نہین ہو مستخلص دینی ترجمہ اور کفن مردے کے اول بائین طرف سے لپیٹا جائے اور پھر داہنی طرف سے
ف کفن پہنانے کی صورت یہ ہو کہ اول پوٹ کی چادر بچھا دیجائے اور اسکے اوپر اندر کی چادر
اور اُسپر میّت کو لٹا دیا جائے پھر کفنی پہنا کر اندر کی چادر کو بائین طرف سے لپیٹین اور پھر داہنی طرف سے
اور اس چادر کو ایک دہجی وغیرہ سے باندھ دیا جائے اور پھر پوٹ کی چادر کو اسیطرح کرین مسکین ترجمہ
اگر کفن کے اُڑنے کا اور مردے کے کھلنے کا اندیشہ ہو تو اُسمین گرہ دیدین اور کفن ضروری ہو کہ جو کچھ میسر ہو
آور عورت کا مسنون کفن یہ ہو کفنی۔ اندر کی چادر۔ دامنی۔ پوٹ کی چادر۔ اور ایک اور کپڑا جو
عورت کی چھاتیون پر لپیٹا جاتا ہو ف اس کپڑے سینہ بند کہتے ہین یہ سینہ سے ناف تک ہوتا ہو اور
بعض کہتے ہین گھٹنون نیچے تک ہوتا ہو ع ترجمہ اور عورت کا کفن کفایہ دونون چادرین اور
دامنی ہے آور عورت کو (کفنانے وقت) اول کفنی پہنائین پھر اُس کے سر کے بالون کی دو لٹین کرکے
کفنی کے اوپر سینہ پر ڈالدین اور کفنی کے اوپر پوٹ کی چادر کے نیچے پہنائین اور کفن کے کپڑونکو پہنانے سے
پہلے طاق مرتبہ خوشبو مین بسائین ف سینہ بند کے باندھنے مین فقہا کا اختلاف ہو بعض کہتے ہین
چادرون کے اوپر باندھین تاکہ کفن نہ اُڑے اور بعض کا قول یہ ہو کہ اندر کی چادر کے اوپر اور پوٹ
کی چادر کے نیچے باندھنا مناسب ہے **فصل** جنازے کی نماز پڑھانے مین سب سے بہتر بادشاہ ہو اور یہ نماز
فرض کفایہ ہو ف فرض کفایہ کے یہ معنی ہین کہ تھوڑے سے آدمیون کے پڑھ لینے پر سب کے ذمہ سے ساقط
ہوجاتی ہو ورنہ سب گنہگار ہوتے ہین۔ ط ترجمہ اور جنازے کی نماز مین مردے کا مسلمان ہونا اور پاک ہونا
شرط ہو اسی وجہ سے کافر کے جنازے کی نماز درست نہین ہو اور نہ مسلمان کے جنازے کی اُسکو غسل دینے سے
پہلے درست ہو) اور بادشاہ کے بعد (جنازے کی نماز کے لیے) قاضی ہو اگر موجود ہو پھر محلہ کا امام پھر
مردے کا ولی آور ولی کو اختیار ہو کہ وہ اور کسی کو (نماز پڑھانے کی) اجازت دیدے اگر ولی اور
بادشاہ کے سوا اور کسی نے نماز پڑھادی تو ولی (اگر چاہے) دوبارہ پڑھ لے اور سواے ولی کے اور کوئی
(دوبارہ) نہ پڑھے۔ آور اگر کوئی مردہ بلا نماز کے دفن کر دیا گیا تو جبتک اُس کا بدن نہ پھٹا ہو اُس کی

قبر پر (جنازے کی) نماز پڑھ لی جائے۔ ف امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ ایسے آدمی کی قبر پر تین روز تک نماز پڑھ لی جائے اور صحیح یہ ہے کہ یہ تعیین لازمی نہیں ہے کیونکہ مردے کا حال موسم کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے گرمی میں اور کیفیت ہوتی ہے جاڑے میں اور اسیطرح زمین کی نرمی و سختی سے بھی بہت فرق پڑجاتا ہے لہذا اسمیں ایک عقلمند ذی رائے ہوشیار آدمی کی رائے کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ واجب بقدر امکان ادا کرنا چاہیے۔ ع و مسکین ترجمہ اور جنازے کی نماز چار دفعہ اللہ اکبر کہتا ہے پہلی دفعہ کے بعد سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھے اور دوسری دفعہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور تیسری دفعہ کے بعد (میت کے واسطے) دعا اور چوتھی دفعہ کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دے پھر اگر امام پانچویں دفعہ اللہ اکبر کہے تو مقتدی اُسکی پیروی نہ کرے ف نماز جنازے کی دعا یہ ہے اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان ترجمہ اور لڑکے کے لیے استغفار نہ پڑھا جائے (یعنی یہ مذکورہ دعا نہ پڑھی جائے) بلکہ اس کے عوض یہ دعا پڑھے اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا وذخرا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا اور اگر لڑکی یا عورت ہے تو دونوں ضمائر میں ہ کی جگہ ھا اور شافعا اور مشفعا کی جگہ شافعۃ اور مشفعۃ پڑھے) اور مسبوق (یعنی جس کے شامل ہونے سے پہلے کوئی تکبیر ہو چکی ہو) امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب وہ تکبیر کہے اُس کے ساتھ ہو جائے اور جو پہلے سے موجود تھا وہ انتظار نہ کرے ف یعنے اگر کوئی شخص پہلے سے موجود تھا مگر اُسنے امام کے ساتھ پہلی تکبیر نہیں کہی تو وہ امام کی تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ خود تکبیر کہکر دوسری تکبیر میں امام کے ساتھ ہو جائے اور مسبوق سے جو تکبیر رہ جائے وہ نماز کے بعد جنازہ اُٹھنے سے پہلے کہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ آتے ہی کہے اور اسی پر فتوی ہے۔ مسکین ترجمہ اور امام مرد اور عورت کے سینہ کے مقابلے میں کھڑا ہو اور یہ نماز سوار ہو کر اور مسجد میں نہ پڑھیں ف جنازے کی نماز بلا ضرورت مسجد میں پڑھنی مکروہ تحریمی ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں نجاست گر جانے کا اندیشہ ہے دوسرے مسجد نماز پنجگانہ کے لیے ہے نہ نماز جنازہ کے لیے۔ اور بعض مکروہ تنزیہی کہتے ہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے مسکین ترجمہ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد اُسکی کچھ آواز نکلی تھی (یعنے اُسکے زندہ پیدا ہونے کی علامت معلوم ہو گئی تھی) تو اسپر نماز پڑھی جائے ورنہ نہ پڑھی جائے جیسے وہ لڑکا جو اپنے باپ یا ماں کے ساتھ دار الحرب سے (

اگر قیدخانہ مین مرجائے (اور اُسکے مان باپ کافر ہون کیونکہ اس صورت مین انکے تابع ہونے کی وجہ سے کافر شمار کیا جائے گا) ہان اگر اسکے مان باپ مین سے کوئی ایک مسلمان ہوجائے یا وہ خود مسلمان ہوجائے (اور سمجھدار ہو) یا اسکے ساتھ اُسکی مان یا باپ قید نہ ہوئے ہون (توان صورتون مین اُسکو مسلمان قرار دیکر اُسکی نماز پڑھی جائیگی) اور اگر (کسی کافر کا) ولی مسلمان ہو تو وہ کافر کی لاش کو غسل دے اور کفنا کر دفن کردے **ف** یہان غسل سے مراد یہ ہو کہ اسکو اس طرح دھوئے جیسے ناپاک کپڑے کو دھوتے ہین اور طریقۂ سُنّت نہ برتے نہ اسپر نماز پڑھے بلکہ اُسے کپڑے مین لپیٹ کر گاڑدے ع۔ ترجمہ اور جنازے کے چارون پائے پکڑکر یعنی اُسے چار آدمی اُٹھاکر) جلدی جلدی لے چلین مگر دوڑین نہین اور نہ (قبرستان مین) جنازہ رکھے جانے سے پہلے بیٹھین اور نہ اُس سے آگے چلین اور (جنازہ اُٹھانے والون مین ہر ایک کو چاہیے کہ) پہلے اُس کا سرہانا اپنے داہنے کندھے پر رکھے پھر اُسکے پائینتی رکھے اور اسکے بعد سرہانا اپنے بائین کندھے پر رکھے پھر پائینتی رکھے اور (قبر کھود کر) لحد بنائی جائے اور مردے کو (قبر مین) قبلہ کی طرف سے اُتارا جائے اور اُتارنیوالا یہ کہے بسم اللّٰہ وعلی ملۃ رسول اللّٰہ اور (قبر مین رکھ کر) مُنہ قبلہ کی طرف کردیا جائے اور کفن کے بند کھول دیے جائین اور کچّی اینٹون یا بانسون سے لحد کا مُنہ بند کیا جائے پکی اینٹون یا تختون سے نہ کیا جائے (ہان اگر زمین نرم ہو تو تختون وغیرہ سے کرنا جائز ہی) اور عورت کی قبر پر (دفن کرتے وقت) پردہ کردیا جائے اور مرد کی قبر پر نہ کیا جائے پھر مٹی ویدی جائے اور قبر اونچی (اونٹ کے کوہان کی صورت بنائی جائے چوکور (چبوترے کی صورت) نہ بنائی جائے اور نہ پختہ کی بنائین اور دفن کرنے کے بعد) مردے کو قبر سے نہ نکالا جائے ہان اگر زمین غصب کی ہوئی ہو **ف** یعنی زبردستی سے چھینی ہوئی ہو چونکہ اسمین حق العباد ہو لہٰذا اسمین سے اگر زمین کا مالک نکلوانا چاہے تو نکال لیجائے ورنہ اس کے کہنے سے قبر ہموار کردیجائے اور اُس سے زراعت وغیرہ کا فائدہ اُٹھایا جائے۔ ط و ع

باب الشہید

شہید کے احکام کا بیان

ترجمہ شہید وہ ہی جسے دار الحرب کے کسی کافر نے یا باغیون نے یا ڈاکوؤن نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ مین سے نعش ملی ہو اور اسپر زخم ہو یا اُسکو کسی مسلمان نے ظلماً مار ڈالا ہو اور اُسکے عوض خونبہا واجب نہ ہوئی ہو بلکہ قصاص واجب ہو (یعنی دانستہ مارا ہو) تو ایسے آدمی کو کفن دیا جائے اور بلا غسل دیے

اُسکے جنازے کی نماز پڑھی جائے اور اُسکو مع اسکے خون آلودہ کپڑونکے دفن کردیا جائے ہان جو کپڑا کفن کی قسم نہ ہو وہ اُتار لیا جائے اور اگر اُسکے بدن پر کفن سے زیادہ کپڑا ہو تو وہ اُتار لیا جائے اور اگر کم ہو تو زیادہ کرکے کفن پورا کردیا جائے۔ اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں یا لڑکپن میں مارا گیا یا اُسکے شہید ہونے مین اتنی دیر ہوگئی کہ اُسنے کچھ کھایا یا پیا یا سو گیا یا علاج کرایا یا اُسپر ایک نماز کا وقت گذر گیا اور وہ ہوش مین ہے یا لڑائی کی جگہ سے اُسکو جیتا ہوا اُٹھا لے گئے یا اُسنے کچھ وصیت کی یا شہر مین مارا گیا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ ہتھیار سے ظلماً مرا ہے یا کسی حد شرعی سے مر گیا یا قصاص مین (یعنی خون کرنے کے عوض مین) مارا گیا تو ان سب صورتون مین غسل دیا جائے اور ایسے شخص کو غسل نہ دیا جائے جو باغی ہونے یا ڈاکہ ڈالنے کی وجہ سے مارا گیا ہو اور اُس کے جنازے کی نماز بھی نہ پڑھی جائے۔

باب الصلوٰۃ فی الکعبہ

کعبہ مین نماز پڑھنے کا بیان

ترجمہ کعبے کے اندر اور اوپر (نماز) فرض اور نفل دونون درست ہین اگر کوئی شخص کعبہ مین (جماعت سے نماز پڑھتا ہوا) اپنی پیٹھ اپنے امام کی پیٹھ کی طرف کرے تو اسکی نماز ہو جائیگی اور اگر اُس نے اُس کے منھ کی طرف پیٹھ کرلی تو اُسکی نماز نہ ہوگی اور اگر (مسجد الحرام مین) کعبہ کے گرداگرد مقتدیون نے حلقہ باندھ لیا (یعنی اس طرح کھڑے ہوکر نماز پڑھی) تو اُس شخص کی نماز درست ہو جائیگی جو اپنے امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہو بشرطیکہ امام کی طرف نہ ہو ف اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص امام کی طرف ہوکر امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہو جائے گا تو اُسکے حق مین امام سے آگے بڑھنا لازم آئیگا اس لیے اسکی نماز نہین ہوگی باقی جو اور لوگ کعبہ کے تین طرف ہین اگر وہ امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہو جائین تو اُن کے حق مین یہ لازم نہین آتا۔

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کا بیان

ف مصنف نے نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے تاکہ اس کا اقتدا ہو جائے جو قرآن شریف کی آیتون مین اللہ عزوجل نے ذکر کیا ہے اور یہ ارکان اسلام مین سے تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد سب احکام سے زیادہ اسی کی تاکید ہے اور زکوٰۃ سنہ ہجری مین روزون کے فرض ہونے سے پہلے فرض ہوئی تھی نقت مین

زکوٰۃ کے معنے بڑھنے کے ہین اور شریعت مین یہ ہین جو مصنف نے بیان کیے ہین۔ عینی و فتح ملخصاً ترجمہ (شریعت مین) محض اللہ کی خوشنودی کے لیے بغیر کسی عوض کے مسلمان فقیر کو مال کا مالک کر دینے کو زکوٰۃ کہتے ہین وہ مسلمان نہ ہاشمی ہو نہ اُسکا آزاد کردہ ہو بشرطیکہ اس مال سے مالک کی منفعت ہر صورت سے علیٰحدہ ہو جائے **ف** ہاشمی وہ ہین جو بنی ہاشم کی طرف منسوب ہین اور وہ علی۔ عباس۔ عقیل۔ جعفر۔ حارث بن عبدالمطلب کی اولاد ہین ع ترجمہ اور زکوٰۃ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ مال کا مالک عاقل۔ بالغ۔ مسلمان۔ آزاد ہو (اس اعتبار سے دیوانے۔ لڑکے۔ کافر اور غلام پر زکوٰۃ واجب نہین ہوگی) اور وہ مقدار نصاب مال کا مالک ہو اور اس مال پر برس روز گذر گیا ہو اور قرض اور حاجت اصلی سے زائد اور بڑھنے والا ہو اگرچہ اس کا بڑھنا تقدیراً ہی ہو **ف** لغت مین نصاب کے معنے اصل کے ہین اور شریعت مین مال۔ اسباب اور جانورون کی اُس مقدار کا نام ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے چنانچہ آگے اسکی تفصیل آئے گی اور تقدیراً بڑھنے کے یہ معنے ہین کہ آدمی اُسے بڑھا سکتا ہو جیسے سونا اور چاندی تو وہ مالک کے یا اُسکے نائب کے قبضہ مین جس سے وہ تجارت کر سکتا ہو ع ترجمہ اور زکوٰۃ ادا کرنے کی شرطین دو ہین ایک نیت جو دینے یا مقدار واجب کو مال سے علیحدہ کر دینے کے وقت ہو (یعنی نیت ہو کہ یہ مال مین زکوٰۃ مین سے دیتا یا علیحدہ کرتا ہون) دوسری یہ کہ کل مال کو صدقہ کر دینا ہے (پس کل مال صدقہ کر دینے سے زکوٰۃ ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے)

باب صدقۃ السوائم

چرنے والے جانورون کی زکوٰۃ کا بیان

ترجمہ سوائم وہ جانور ہین جو سال بھر مین زیادہ تر (یعنی چھ مہینے سے زیادہ) چرنے پر گذارہ کرتے ہون پس اگر چھ مہینے سے کم یا چھ ہی مہینے جنگل مین چرا تو اُنمین زکوٰۃ نہین ہے کیونکہ وہ سائمہ نہین ہین) اور پچیس ۲۵ (سوائم) اونٹون مین (زکوٰۃ کا) ایک بنت مخاض ہے (بنت مخاض وہ بوتہ ہے جس پر ایک سال گذر کر دوسرا سال لگ گیا ہو) اور اس سے کم مین ہر پانچ اونٹون پر ایک بکری ہے اور چھتیس ۳۶ سے چھیالیس ۴۶ تک) مین ایک بنت لبون ہے (بنت لبون وہ بوتہ ہے جو دو برس کا ہو کر تیسرے مین لگ گیا ہو) اور چھیالیس ۴۶ (سے ساٹھ تک) مین ایک حقہ ہے (حقہ وہ بوتہ ہے جسے چوتھا برس لگ گیا ہو) اور اکسٹھ (سے پچھتر ۷۵ تک) مین ایک جذعہ (یعنی وہ بوتہ جسے پانچوان برس لگ گیا ہو

اور چھہتر مین نوّے تک دو بنت لبون ہین اور اکیانوّے مین ایک سو بیس تک دو حقّے ہین
پھر آگے ہر پانچ پر ایک ایک بکری ہی ایک سو چوالیس تک اور ایک سو پینتالیس مین دو حقّے اور
ایک بنت مخاض ہی اور ڈیڑھ سو مین تین حقّے ہین پھر ہر پانچ پر ایک بکری ہی ایک سو چوہتر تک
اور ایک سو پچہتر مین تین حقّے اور ایک بنت مخاض ہی ایک سو پچاسی تک) اور ایک سو چھیاسی
مین تین حقّے اور ایک بنت لبون ہے ایک سو پچانوے تک) اور ایک سو چھیانوے مین چار
حقّے ہین دو سو تک پھر جب دو سو سے زیادہ ہون تو نئے سرے سے حساب شروع کیا جاوے
جیسا کہ ڈیڑھ سو کے بعد کیا جاتا ہے اور زکوٰۃ کے حکم مین بختی اونٹ مثل عربی اونٹون کے ہین۔

فصل فی البقر

گائے بیلون اور بھینسون کی زکوٰۃ کا بیان

ف بقر کے معنے چیرنے پھاڑنے کے ہین چونکہ بیلونکے ذریعہ کاشتکار زمین کو پھاڑتے ہین اسلیے یہ نام رکھدیا گیا ہی
یہ لفظ نر اور مادہ دونون پر بولا جاتا ہی۔ فتح ترجمہ تیس گائے بیلو مین (زکوٰۃ کا) ایک بچھڑا ہی برس روز کا یا
ایک بچھیا (برس روز کی) اور چالیس مین ایک بچھڑا ہی ایسا جو دو برس کا ہو کر تیسرے برس مین لگ گیا ہو یا ایسی ہی
بچھیا ور اس سے زیادہ پر اسی حساب سے ساٹھ تک ف اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے تین روایتین ہین اول یہ کہ چالیس سے
زیادہ پر زکوٰۃ اسی حساب سے ساٹھ تک لیجاے مثلاً اکتالیس مین دو برس کا ایک بچھڑا اور اسکی قیمت کا چالیسوان حصّہ ہے
اور بیالیس مین ایک ویسا ہی بچھڑا اور ایک اُس کا بیسوان حصّہ ہی بس آگے اسی طرح حساب کر لیا جائے
یہی روایت متن مین مذکور ہی اور یہی امام صاحب سے ظاہر روایت ہی دوسری روایت یہ ہی امام حسن نے
امام موصوف سے نقل کیا ہی کہ چالیس سے زیادہ مین زکوٰۃ کچھ نہین ہی یہانتک کہ پچاس ہو جائین بس
پچاس مین دو برس کا ایک بچھڑا اور اُسکی قیمت کا چوتھائی حصّہ ہے یا برس روز کے بچھڑے کی
قیمت کا تہائی حصّہ اور آگے اسی حساب سے تیسری روایت یہ ہی کہ چالیس سے زیادہ مین کچھ نہین ہے
یہان تک کہ ساٹھ ہو جائین یہ روایت امام صاحب سے اسد بن عمرو نے نقل کی ہی اور صاحبین کا قول
بھی یہی ہی اور اسبیجابی نے ذکر کیا ہی کہ فتوی صاحبین کے قول پر ہے اور مصنف نے پہلی روایت کو
پسند کیا ہی۔ فتح ترجمہ بس ساٹھ مین برس برس روز کے دو بچھڑے ہین اور ستر مین ایک بچھڑا دو
برس کا اور ایک برس روز کا اور اسّی مین دو ہین دو دو برس کے خلاصہ کلام یہ ہی کہ مقدار زکوٰۃ

ہر دہائی پر ایک برس روز کے بچھڑے سے دو برس کے بچھڑے کی طرف بدلتی جائیگی ف لہذا ہر دہائی پر یہ دیکھنا چاہیے کہ اسمین کے تیس ہین اور کے چالیس ہین پس ہر تیس پر ایک برس روز کا بچھڑا ہو اور ہر چالیس پر دو برس کا مثلاً ایک سو دس گائے یا بیل ہین تو انمین دو بچھڑے دو دو برس کے اور ایک برس روز کا ہی اور اگر ایک سو بیس ہین تو انمین چار بچھڑے برس برس روز کے یا تین دو دو برس کے ہین اور آگے اسیطرح حساب کر لیا جائے۔ عینی ترجمہ اور زکوۃ کے بارے مین بھینس مثل گائے کے ہے۔

فصل فی الغنم

بھیڑ بکریونکی زکوۃ کی تفصیل

ف غنم کا لفظ بھیڑ بکری دونون کو شامل ہی ان کو غنم اس لیے کہتے ہین کہ ان کے پاس اپنی جان بچانے کا کوئی معتدبہ آلہ نہین ہی گویا یہ ہر طالب کے لیے مثل غنیمت کے ہین۔ فتح ترجمہ چالیس بکریون مین زکوۃ کی ایک بکری ہی اور ایک سو بیس مین دو بکریان ہین اور دو سو ایک مین تین بکریان ہین اور چار سو مین چار بکریان ہین اور آگے پھر ہر سیکڑے پر ایک بکری ہی اور بھیڑ مثل بکری کے ہی اور انکی زکوۃ مین ثنی (یعنی برس روز کا بکرا دو دانت کا) لینا چاہیے نہ کہ جذع جو برس روز سے کم کا ہوتا ہی گھوڑون خچرون۔ گدھون اور بھیڑون کے بچون یعنی برون اور بچھڑون اور کام کے مویشی اور گھر پر کھانے والے جانورون پر کچھ زکوۃ واجب نہین ہی اور نہ اس مقدار مین جو معاف ہے اور نہ ان جانورون مین جو زکوۃ واجب ہونیکے بعد ہلاک ہو گئے ہون۔ ف گھوڑون۔ گدھون اور خچرون مین زکوۃ اس صورت مین نہین ہی کہ جب وہ سوداگری کے لیے نہ ہون ورنہ انمین بے مثل اور مال سوداگری کے زکوۃ دینی ہوگی اور بھیڑ۔ اونٹ اور گائے کے بچون سے وہ بچے مراد ہین کہ انمین بڑے جانور نہون اور مقدار معاف سے مراد یہ ہی کہ مثلاً کسی کے پاس تینتیس گائے ہین تو اسکے ذمہ تیس کی زکوۃ واجب ہے اور دو کی نہین ہی باقی اس سے کم و بیش کو بھی اس سے قیاس کر لینا چاہیے اور چونکہ مال کے جاتے رہنے سے واجب زکوۃ بھی ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہی اسیلیے اگر جانورون پر زکوۃ واجب ہونے کے بعد وہ جاتے رہین تو زکوۃ ساقط ہو جائیگی ترجمہ اور اگر زکوۃ مین برس روز کا بچہ دینا واجب ہوا اور ایسا بچہ مالک کے پاس نہین ہو تو اس سے اچھا زکوۃ وصول کرنے والے کو دیدے اور برس روز کے بچہ سے جتنی قیمت اسکی زیادہ ہو اس سے پھیر لے یا اس سے کم قیمت کا اور جتنی کمی ہے اسقدر قیمت دیدے یا

فقط قیمت ہی دیدے ف یعنی جو جانور اسپر دینا واجب ہوا ہی اُسکی قیمت دیدے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہی کہ غیر منصوص کا دینا جائز نہین ہی اور یہ احکام گائے۔ بیل۔ اونٹون غیرہ مین یکسان ہین مسکین ترجمہ اور (زکوٰۃ مین) اوسط درجہ کا جانور لیا جائے (نہ سب سے بڑھیا ہو نہ سب سے گھٹیا ہو) اور اگر جنس نصاب سے (سال کے اندر ہی اندر) نصاب مین کچھ زیادہ ہوجائے تو وہ بھی نصاب مین ملا لیا جائے ف مثلاً کسی کے پاس بیس۲۰ اونٹ تھے اور سال کے اندر ہی پچیس۲۵ ہوگئے تو چونکہ جنس نصاب سے نصاب مین ترقی ہوگئی ہی لہذا ان سب کی زکوٰۃ دینی چاہیے گویا پچیس پر برس روز پورا ہوگیا ہی اور یہی حکم گائے بھینس اور بکریون کا ہی ترجمہ اور اگر خراج۔ یا عشر یا زکوٰۃ باغیون نے وصول کرلی تو پھر یہ (تینون) دوبارہ نہ لیے جائین اور اگر کوئی صاحب نصاب چند سالون کی یا چند نصابوں کی زکوٰۃ پیشگی دیدے تو یہ بھی درست ہی۔

باب زکوٰۃ المال

(نقد) مال کی زکوٰۃ کا بیان

ترجمہ دو۲۰۰سو درم مین (جسکے کل چھپن روپے ہوتے ہین) اور بیس دینار مین (جو ساڑھے سات تولے اور چھ ماشہ سونا ہوتا ہی) چالیسوان حصہ (زکوٰۃ کا) واجب ہوتا ہی برابر ہی کہ انکی ڈلیان ہون یا زیور ہو یا برتن ہون پھر ہر پانچوین حصہ مین اسی حساب سے (واجب) ہی ف یعنی اگر دو۲۰۰سو درم پر انکا پانچوان حصہ چالیس۴۰ درم بڑھ گئے یا بیس دینار پر چار دینار زیادہ ہوگئے تو انمین سے بھی زکوٰۃ کا چالیسوان حصہ دینا ہوگا۔ع ترجمہ اور چاندی اور سونے کی زکوٰۃ ادا کرنے اور اُسکے واجب ہونے مین (باعتبار نصاب کے) ان دونون کا وزن معتبر ہی نہ کہ انکی قیمت مثلاً اگر چاندی سونے کے برتنون کی قیمت زیور وغیرہ کی قیمت سے بڑھ گئی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ وزن کا اعتبار ہوگا) اور درمون مین وزن سبعہ معتبر ہے اور وہ یہ ہی کہ دس درم (وزن مین) سات مثقال بھر کے ہون اور جس (زیور وغیرہ) مین چاندی غالب ہو وہ چاندی (ہی) کے حکم مین ہے نہ کہ اُس کا عکس ف عکس سے مراد یہ ہی کہ اگر کسی زیور یا روپے مین تانبا وغیرہ غالب ہو تو وہ نرے تانبے کے حکم مین نہوگا بلکہ اسباب کے حکم مین رہیگا۔ط ترجمہ اور اگر تجارت کا اسباب (یعنے اُسکی قیمت) چاندی یا سونے کے نصاب کو پہونچ جائے تو اُسمین بھی زکوٰۃ واجب ہے ف یعنی اگر کوئی سوختہ یا کپڑے یا برتنوں یا ڈنگرون کی تجارت کرتا ہی تو انکی مالیت دیکھنی چاہیے اگر یہ

مالیت مین دو سو درم چاندی یا بیس دینار سونے کے برابر ہین توانمین چالیسوان حصّہ زکوٰۃ کا واجب ہے
ترجمہ اگر سال کے دونون سرون پر پوری نصاب ہو تو درمیان سال مین نصاب کا کم ہوجانا زکوٰۃ
واجب ہونے کو مُضر نہین ہے (یعنی پوری زکوٰۃ واجب ہوگی) اور اسباب (تجارت) کی قیمت نقد چاندی
سونے مین ملا لیجائے اور قیمت ہی کے اعتبار سے سُونے کو چاندی مین ملا لیا جائے **ف** یعنی اگر ایک شخص کے
پاس کچھ سونا اور تجارت کا اسباب ہے یا کچھ چاندی اور تجارتی اسباب ہے اور ہر ایک اس قدر نہین ہے
کہ اسمین زکوٰۃ واجب ہو ہان دونون کو ملانے سے نصاب زکوٰۃ پورا ہوجاتا ہے تو تجارت کے اسباب
کی قیمت اُس سُونے یا چاندی مین ملا کر زکوٰۃ دیجائے ایسا ہی اگر کسی کے پاس سونا اور چاندی اس قدر
ہو کہ ان مین علیحدہ علیحدہ مین زکوٰۃ نہین آتی تو اُس سُونے کی قیمت چاندی مین ملا لیجائے۔ حاشیہ

باب العاشر

زکوٰۃ وصول کرنے والے کا بیان

ترجمہ عاشر وہ شخص ہے جسکو سوداگرون سے زکوٰۃ وصول کرنیکے لیے بادشاہ مقرر کرے پس اگر کوئی سوداگر
(عاشر سے) کہے کہ (میرے اس مال پر) ابھی پورا برس روز نہین گذرا یا میرے ذمہ قرض ہے یا مین نے زکوٰۃ
دوسرے عاشر کو دیدی ہے (اور اس سال مین دوسرا عاشر ہے بھی) اور ان باتون پر قسم کھائے تو اسکو
سچا سمجھ لیا جائے گا (یعنے اب اس سے زکوٰۃ نہ لیجائیگی) ہان اگر چرنے والے جانورون کی زکوٰۃ وہ آپ
دیدینے کو کہے تو اسمین اس کا قول معتبر نہ ہوگا **ف** یعنے یہ کہے کہ مین نے ان جانورونکی زکوٰۃ
خود فقیرونکو دیدی ہے تو اس بارے مین اسکا کہنا معتبر نہ ہوگا اگرچہ قسم کھائے بلکہ اس سے دوبارہ
زکوٰۃ لیجائیگی اور باقی سب صورتون مین اسکو سچا سمجھا جائے گا۔ ط ع **ترجمہ** اور جس صورت
مین مسلمان کے قول کا اعتبار کیا جائے اسمین ذمّی کا بھی اعتبار کیا جائے نہ کہ حربی کا ہان اس کی
اُمّ ولد مین **ف** ذمی اُس کافر کو کہتے ہین جو بادشاہ کی اجازت سے دارالاسلام مین رہنے لگا ہو
اور حربی وہ کافر ہے جو دارالحرب سے فقط تجارت وغیرہ کرنے کی غرض سے دارالاسلام مین آیا ہوا اور اُم ولد
مین اس کا اعتبار کرنے سے یہ مُراد ہے کہ اگر وہ اپنی لونڈی (باندی) کو اپنی بیوی بتلائے تو اُس کا اعتبار
کرلیا جائے **ترجمہ** اور عاشر ہم (مسلمانون) سے (زکوٰۃ مین) چالیسوان حصّہ لیوے اور ذمّی سے
بیسوان حصّہ اور حربی سے دسوان حصّہ بشرطیکہ نصاب پورا ہوا اور دارالحرب والے مسلمان سوداگرون

سے لیتے ہون (ورنہ نہ لیوے) اور ایک سال مین بدون دار الحرب سے دوبارہ آئے زکوٰۃ دو دفعہ نہ لیجائے ہان اگر دار الحرب چلا گیا تھا اور پھر آیا تو اُس سے دوبارہ لیجائے اور عاشر شراب کا دسوان حصہ لے اور سور کا نہ لے اور نہ اُسکا جو اُسکے گھر مین رکھا ہوا ہو اور نہ بضاعت کے مال کا اور نہ مضاربت کے مال کا اور نہ ماذون غلام کی کمائی کا **ف** یعنی اگر کوئی سوداگر ایسا ہو کہ اُسکے گھر مین تجارت کا مال اتنا ہو جسپر زکوٰۃ واجب ہو تو عاشر اس مال کی زکوٰۃ نہ لے بلکہ جو اُسکے پاس ہے اُسی کی لے اور بضاعت اُس مال کو کہتے ہین جو کسی سے تجارت کرنے کے لیے لیا جائے اور منافع کل اصل مالک کا ہو پس چونکہ یہ اصل مین مالک نہین ہوتا اور نہ زکوٰۃ ادا کرنے مین اسکا نائب ہوتا ہو اس لیے اسمین زکوٰۃ نہین ہو۔ بضاعت اور مضاربت مین فقط اتنا فرق ہو کہ مضاربت مین منافع دونون مین تقسیم ہوتا ہو اور ماذون غلام اُسکو کہتے ہین جسے آقا نے تجارت کرنے کی اجازت دے رکھی ہو **ع ترجمہ** اگر کسی سوداگر سے خارجیون نے زکوٰۃ لے لی تو اُس سے عاشر دوبارہ لے۔

باب الرکاز

رکاز (کی زکوٰۃ) کا بیان

ف رکاز ان چیزون کو کہتے ہین جو زمین سے نکلین خواہ وہ زمین مین قدرتی ہون یا دفینہ ہون قدرتی کا نام معدن اور کان ہو اور دفینہ کا نام کنز اور خزانہ ہے **ع ترجمہ** اگر کسی کو عشری یا خراجی زمین مین سے چاندی یا سونے یا لوہے وغیرہ (مثلاً تانبے اور سیسے) کی کان ملے تو اسمین تو (زکوٰۃ کا) پانچوان حصہ لیا جائے اور اگر یہ کان پانیوالے کے گھر یا اُسکے زمین سے نکلے تو اُسمین سے کچھ نہ لیا جائے اور ایسا ہی پانچوان حصہ مدفون خزانہ مین سے لیا جائے اور یہ باقی چار حصے اُسکے ہین جسکو یہ زمین بادشاہ نے یہ ملک فتح کرنیکے وقت دی ہو اور پارے مین سے بھی پانچوان حصہ لیا جائے دار الحرب کے دفینہ اور کان مین پانچوان حصہ نہین ہے اور نہ فیروزے موتی اور عنبر مین ہے۔

باب العشر

(زمین کی پیداوار مین سے) دسوان حصہ لینے کا بیان

ترجمہ عشری زمین کے شہد مین اور بارانی اور نہری زمین کی پیداوار مین سے بلا شرط نصاب اور بلا شرط بقا دسوان حصہ (زکوٰۃ مین) دینا واجب ہے سوائے لکڑی نرسل اور گھاس کے کہ اُنمین نہین ہے **ف** بلا شرط نصاب سے یہ مراد ہو کہ اسمین مقدار نصاب کی کچھ شرط نہین ہے

بلکہ تھوڑی ہو یا بہت ہو دونون کا یکسان حکم ہے اور بلا شرط بقا سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز سال بھر رہتی ہو
یا نہ رہتی ہو یہ بھی شرط نہین ہے **ترجمہ** اور چاہی زمین مین بیسوان حصہ واجب ہے برابر ہے کہ اسمین
چرس سے پانی دیا جائے یا ہرٹ سے اور مزدوری کا خرچ مجرا نہ دیا جائے **ف** یعنی یہ نہ کیا جائے
کہ بیلون اور کمیرون کا خرچ نکال کر جو بچے اُسمین سے بیسوان حصہ لیا جائے بلکہ کل پیداوار کا
بیسوان لیا جائے طرح **ترجمہ** اور تغلبی کی عشری زمین (کی پیداوار) مین سے پانچوان حصہ لیا جائے
اگرچہ وہ مسلمان ہوگیا ہو یا اس سے اسکی زمین کسی مسلمان یا ذمی نے خرید لی ہو **ف** تغلبی ایک فرقہ
کا نام ہے جو بنی تغلب کی طرف منسوب ہے یہ لوگ روم کے قریب نصارٰی عرب مین سے ہین اُنکے
ذمہ زکوٰۃ کا پانچوان حصہ واجب ہونے پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے یعنی **ترجمہ** اگر عشری زمین مسلمان
کے پاس سے کسی ذمی نے خرید لی تو اسپر خراج لازم ہے اور اگر خراجی زمین ذمی سے کسی مسلمان نے
لے لی شفعہ کی ذریعہ سے یا بیع ٹوٹ جانے کی وجہ سے تو اُسمین عشر لازم ہے اور اگر کسی مسلمان نے اپنے
گھر کو باغ بنا لیا تو اُسپر شاہی محصول اُسکے پانی کے لحاظ سے بدلتا رہیگا **ف** یعنی اگر اُس باغ مین عشری
پانی آتا ہے تو اسکی پیداوار زمین سے دسوان حصہ لیا جائیگا اور اگر خراجی پانی آتا ہے تو خراج دینا ہوگا۔
اور اگر کبھی اس سے اور کبھی اُس سے دیا ہے تو مسلمان کے مناسب عشر یعنی دسوان حصہ ہے مسکین
ترجمہ بخلاف ذمی کے (کہ اگر وہ گھر کو باغ بنا لے تو اُسکو دونون صورتون مین خراج ہی دینا ہوگا) اور
ذمی کا گھر آزاد ہے ایسا اسمین کوئی چیز واجب نہین ہے جیسے رال اور نفط کے چشمے جو عشری زمین مین
ہون (کہ اسمین بھی کوئی چیز واجب نہین ہوتی) اور اگر یہ دونون خراجی زمین مین ہون تو انمین خراج واجب ہے

باب المصرف

(زکوٰۃ کے مصرف کا بیان)

ف مصرف (رکے زیر سے) زکوٰۃ صرف کرنیکی جگہ یعنے اسکا بیان کہ زکوٰۃ کا پیسہ کس کس کو دینا چاہیے
اور وہ آٹھ قسمین ہین جو آیۃ انما الصدقات للفقراء الی آخرہ مین مذکور ہین اور مؤلفۃ القلوب انمین سے
ساقط ہوگئے ہین اس لیے اب سات قسمین باقی ہین **ترجمہ** مستحق زکوٰۃ فقیر ہے اور مسکین ہے اور مسکین کی حالت
فقیر سے بھی ابتر ہوتی ہے کیونکہ فقیر وہ ہے جسکے پاس کار روائی کے لائق مال ہو اور مسکین وہ ہے
جسکے پاس کچھ نہ ہو اور عامل (یعنی جو بادشاہ کی طرف سے زکوٰۃ کے وصول کرنے پر ہو) اور مکاتب

اور قرضدار اور جو (بسبب تنگدستی کے) غازیون کے ساتھ جانیسے رہ گیا ہو اور مسافر کہ جس کے پاس نہ ہو اگرچہ اُسکے وطن مین اسکا سب کچھ ہو) پس (زکوٰۃ کا مال) خواہ ان سب کو دیا جائے خواہ ایک ہی قسم کے لوگون کو (یعنی فقیرون ہی کو یا مسکینون ہی کو وغیرہ وغیرہ) اور ذمی کو نہ دیا جائے (اگرچہ وہ فقیر وغیرہ کچھ ہی ہو) اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقون کا مال اسکو دینا جائز ہے اور زکوٰۃ کے روپیہ سے مسجد بنانا۔ مُردے کو کفن دینا۔ مُردے کا قرض ادا کرنا۔ آزاد کرنے کے لیے غلام خریدنا انکو دینا جن سے پیدا ہوا ہے اگرچہ وہ بہت (اوپر کے ہون یا اپنی اولاد کو دینا۔ اگرچہ وہ بہت نیچے کی (مثلاً پوتا۔ پڑپوتا وغیرہ) ہو۔ اپنی بیوی کو دینا اور عورت کا اپنے شوہر کو دینا اپنے غلام یا مکاتب یا مدبر یا اپنی ام ولد کو دینا یا اپنے ایسے غلام کو جس کا کچھ حصہ (مثلاً آدھا یا تہائی آزاد کیا ہو یا ایسے دولتمند کو دینا جو (مقدار) نصاب کا مالک ہو یا اُسکے غلام یا اُسکے لڑکے کو یا بنی ہاشم یا بنی ہاشم کے غلام لونڈیون کو دینا درست نہین ہے **ف** بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہونیکی وجہ یہ ہے کہ بخاری شریف مین یہ حدیث ہے نحن اہل بیت لا تحل لنا الصدقۃ یعنی ہم اہل بیت ہین ہمین صدقہ لینا درست نہین ہے اور بنی ہاشم سے مراد علیؓ عباسؓ۔ جعفرؓ عقیل اور حارث بن عبدالمطلب کی اولاد ہے اور بعض فقہا کا قول یہ ہے کہ اب چونکہ ذوی القربے کا حصہ ان سے موقوف ہو گیا تو اس سبب سے انکو زکوٰۃ کا مال دیدینا جائز ہے۔ فتح ملخصاً **ترجمہ** اگر کسی کو یہ خیال کر کے زکوٰۃ دی کہ اسکو دینا درست ہے پھر معلوم ہوا کہ وہ غنی ہے یا ہاشمی ہے یا کافر ہے یا اسکا (یعنی زکوٰۃ دینے والیکا) باپ ہے یا اُسکا بیٹا ہے تو یہ زکوٰۃ درست ہو گئی اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ اسکا غلام مکاتب تھا تو درست نہین ہوئی (لہذا دوبارہ زکوٰۃ دے) اور فقیر کو غنی کر دینا مکروہ ہے **ف** یعنی ایک آدمی کو مثلاً دو سو درم زکوٰۃ کے دینے مکروہ ہین کیونکہ دو سو درم مقدار نصاب زکوٰۃ ہے اور اسکے مالک کو شریعت مین غنی کہتے ہین اور اگر اس قدر کسی کو دیدیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی مسکین **ترجمہ** اور اس قدر دینا مستحب ہے کہ (اس روز) اسکو کسی سے سوال کرنے کی حاجت نہ رہے اور زکوٰۃ کا مال ایک شہر سے دوسرے شہر مین لیجانا مکروہ ہے بشرطیکہ دوسرے شہر مین اسکا کوئی رشتہ دار نہ ہو اور نہ اس شہر سے زیادہ وہان کوئی محتاج ہو **ف** یعنی اگر دوسرے شہر مین کوئی اپنے رشتہ دارون کے لیے بھیجے یا یہان کی نسبت دوسرے شہر مین زکوٰۃ کے مال کے زیادہ مستحق ہین تو انکو بھیجنا بلا کراہت درست ہے **ترجمہ** اور جسکے پاس ایک دن کی خوراک ہو اُسے سوال کرنا درست نہین ہے۔

باب صدقۃ الفطر

صدقۂ فطر کا بیان

ترجمہ فطرہ اس شخص پر واجب ہی جو آزاد اور مسلمان ہوا ور اپنے گھر اور اپنے کپڑون اپنا اسباب اپنے گھوڑے اپنے ہتھیار اور اپنے لونڈی غلامون کے علاوہ نصاب کا مالک ہو ایسا شخص اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے جو مالدار نہ ہو اور اپنے اُن لونڈی غلامون کی طرف سے جو خدمت کے لیے ہون اور اپنے مدبر اور اپنی ام ولد کی طرف سے دیوے (اور اگر نابالغ اور مالدار ہو تو اُسکی طرف سے دینا واجب نہین ہی اور) نہ اپنی بیوی کی طرف سے اور نہ اپنی بالغ اولاد اور مکاتب اور ساجھے کے ایک یا کئی غلامون کی طرف سے دینا واجب ہی اگر کوئی غلام چاکر بیچا گیا تو اسکا فطرہ ملتوی رہیگا **ف** یعنی اگر خریدار نے لے لیا تو اُسکو دینا لازم ہوگا اور اگر واپس کر دیا تو پھر مالک کو دینا پڑیگا **ع** ترجمہ اور فطرے کی مقدار یہ ہی کہ اگر گیہون یا گیہون کا آٹا یا ستو یا کشمش ہی تو نصف صاع دے اور اگر چھوہارے یا جو ہین تو ایک صاع اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہی (اور رطل تخمیناً آدھ سیر کا) اور یہ فطرہ عید کے دن کی صبح کو واجب ہوجاتا ہی پس اگر کوئی صبح ہونے سے پہلے مرگیا یا صبح ہونے کے بعد کوئی کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا تو اسپر فطرہ واجب نہ ہوگا اور اگر یہ فطرہ کوئی عید کے دن کی صبح ہونے سے پہلے (یا رمضان سے پہلے) دیدے یا عید کے دن کے بعد دے تو بھی درست ہے۔

کتاب الصوم

روزہ کا بیان

ف مناسب یہ تھا کہ روزے کا بیان نماز کے بعد ہوتا کیونکہ یہ دونون عبادت بدنیہ ہین مگر مصنف نے قرآن مجید کا اقتدا کرنے کے لیے نماز کے بعد زکوۃ کو ذکر کردیا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ اسکے علاوہ حدیث مین آیا ہی کہ اسلام کے پانچ رکن ہین اور اسمین روزے کا ذکر زکوۃ کے بعد ہی اور یہ چوتھا رکن ہی اور روزہ ہجرت سے ڈیڑھ سال کے بعد شعبان کی دسوین کو قبلہ کعبہ کی طرف ہوجانے کے بعد فرض ہوا ہی۔ فتح ملخصاً **ترجمہ** روزہ (شرع مین) اُسے کہتے ہین کہ جو روزہ رکھنے کا اہل ہو (یعنی مرد مسلمان اور عورت حیض و نفاس سے پاک ہو) وہ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے۔ پینے اور صحبت کرنے سے رُکا رہی اور رمضان کے روزے جو فرض ہین اور نذر معین کے روزے جو واجب ہین اور نفلی روزے رات سے لیکر دوپہر ہونیسے پہلے پہلے نیت کر لینا اور مطلق نیت

کر لینا اور نفلی روزے کی نیت کر لینے سے درست ہو جاتے ہین **ف** نذر معین سے مراد یہ ہے مثلاً کوئی کہے کہ مین اللہ کے واسطے رجب کی چاندرات یا اُس جمعرات کا روزہ رکھون گا تو اُس دن کا روزہ واجب ہو جاتا ہے اور مطلق نیت سے یہ مراد ہی کہ فرض یا واجب یا نفل کا نام نہ لے صرف روزہ کی نیت کر لے **ترجمہ** اور ان تینون قسمون کے سوا اور روزے (مثلاً قضاء رمضان کفارے اور نذر غیر معین کے روزے) بدون روزے کی تعین اور رات سے نیت کیے بغیر درست نہین ہوتے اور رمضان چاند دیکھنے اور شعبان کے تیس۳۰ دن ہو جانے سے شروع ہو جاتا ہی اور جس دن رمضان کے شروع ہونے مین شک ہو یعنی شعبان کی تیسوین تاریخ تو شک کے دن روزہ نہ رکھا جائے ہان اُس روز نفلی روزہ رکھنا جائز ہے اور اگر کسی نے رمضان کا یا عید کا چاند دیکھ لیا اور لوگون نے اُس کے کہنے کا اعتبار نہ کیا تو وہ خود روزہ رکھے اور اگر نہ رکھا تو صرف ایک روزہ قضا رکھے (اس کا کفارہ اسپر لازم نہین ہی) اور آسمان مین ابر وغیرہ ہونے کے وقت رمضان کا چاند ہونے کی ایک عادل آدمی کی گواہی قبول کر لی جائیگی خواہ وہ غلام ہو یا عورت ہو اور عادل وہ ہی جو گناہون کی نسبت نیکیان زیادہ کرتا ہو اور عید کا چاند ہونے مین (کم از کم) دو آزاد مرد اور دو آزاد عورتون کی گواہی ہونی ضروری ہو اور اگر آسمان مین ابر وغیرہ نہین ہی تو پھر رمضان اور عید دونون مین بہت بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہوگا **ف** یعنی اتنے آدمی ہون کہ ان کے کہنے کا سب یقین کر لین اور جھوٹ بولنے کا شبہ نہ رہے اس کے لیے فقہا نے پچاس آدمی مقرر کیے ہین ۱۲ع **ترجمہ** اور (چاند دیکھنے اور اسکی گواہی قبول ہونے مین) عید الضحےٰ مثل عید الفطر کے ہے اور مطلعون کے مختلف ہونے کا اعتبار نہین ہے **ف** یعنے جب ایک شہر والون نے چاند دیکھ لیا تو یہ دیکھنا دوسرے شہر والون پر بھی مطلقاً لازم ہوگا برابر ہی کہ ان دونون شہرون کے درمیان فاصلہ ہو یا نہ ہو اور اسی پر فتوی ہے اور بعض علما کا قول یہ ہے کہ مطلعون کا اختلاف معتبر ہے اس قول کے موافق ہر شہر اور ہر ملک مین اسی کے مطلع کا حکم ہوگا عینی ملخصاً۔

باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ

اُن چیزون کا بیان جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہی اور جن سے نہین ٹوٹتا

ترجمہ اگر روزہ دار نے بھولے سے کچھ کھا لیا یا پی لیا یا صحبت کر لی یا سوتے ہوئے نہانے کی حاجت ہو گئی یا کسی کو (شہوت سے) دیکھنے کے باعث انزال ہو گیا یا (روزے مین) تیل لگا لیا یا پچھنے سینگیان لگوائین

یا سُرمہ لگا لیا یا پیار لے لیا اور اُس سے انزال نہیں ہوا یا اُسکے حلق میں غبار پڑ گیا یا مکھی پڑ گئی اور اسے اپنا روزے سے ہونا یاد ہو یا اُسکے دانتوں میں کچھ لگا ہوا تھا وہ کھا لیا یا قے ہوتی ہوتی خود ہی اُلٹی حلق میں چلی گئی تو اُس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر کسی نے قصداً قے نگل لی یا قصداً قے کی یا کنکر یا لوہے کا ٹکڑا نگل لیا تو ان صورتوں میں اس روزے کی فقط قضا کرے (یعنی اس کے بدلے ایک روزہ رکھے) اور اگر مرد نے صحبت کر لی یا عورت سے صحبت کی گئی یا قصداً غذا کھا لی یا پی یا دوا پی تو ان صورتوں میں اس روزے کی قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے **ف** یعنی اگر وسعت ہے تو ایک غلام آزاد کرے اگر اتنی وسعت نہیں ہے تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے اور اگر اتنی طاقت نہیں ہے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ہر مسکین **ترجمہ** اور شرمگاہ کے سوا اور کسی عضو میں صحبت کرنے سے انزال ہونے پر کفارہ لازم نہیں ہوتا اور نہ رمضان (شریف) کے سوا اور کوئی روزہ توڑنے پر اور اگر حقنہ کرایا یا ناک میں یا کان میں دوا ڈلوائی یا پیٹ کے یا کھوپڑی کے زخم پر کوئی دوا لگوائی اور وہ دوا پیٹ میں یا دماغ میں پہونچ گئی تو ان صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ذکر کے سوراخ میں کوئی دوا ڈالی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور بلا عذر کسی چیز کا چکھنا اور چبانا یا علک کو چبانا مکروہ ہے **ف** علک ایک قسم کا گوند ہوتا ہے اور عذر سے مراد یہ ہے کہ مثلاً روزہ دار کے درد ہوا اور اُس گوند کے چبانے سے آرام ہوتا ہو یا چبا کر کسی بچے کو ضروری دینا ہو تو ایسی صورتوں میں مکروہ نہیں ہے **ترجمہ** سُرمہ لگانا اور مونچھوں پر تیل ملنا اور مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے اور پیار لینا بھی مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ صحبت کر بیٹھنے اور انزال ہو جانے کا (خوف نہ ہو) اور اگر یہ خوف ہو تو مکروہ ہے **فصل** اگر کسی (بیمار) کو روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو اُسکو اور مسافر کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور اگر مسافر کو کچھ زیادہ تکلیف نہ ہوتی ہو تو اُسکو روزہ رکھنا مستحب ہے پھر یہ مسافر اور بیمار اگر اسی سفر یا اسی بیماری میں مر جائیں تو ان دونوں پر ان روزوں کی قضا نہیں ہے اور اگر یہ دونوں اپنے وارثوں کو وصیت کر جائیں تو ہر روزے کے عوض ایک فطرے کی برابر صدقہ دیوے **ف** اس بارے میں میت کا وصیت کر جانا شرط ہے اگر وصیت نہیں کی تو پھر روزے کا بدلہ دینا وارث پر لازم نہیں ہے اور اگر کسی نے تبرعاً ایسا کر دیا تو جائز ہے اور میت کی طرف سے روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا درست نہیں ہے **ترجمہ** اور جب وہ دونوں روزے رکھنے پر قادر ہو جائیں (یعنی مسافر مقیم ہو جائے اور بیمار اچھا ہو جائے) تو بہ دن لگاتار رکھنے کی

شرط کے قضا رکھ لیں اور اگر انھون نے یہ قضا روزے ابھی نہین رکھے تھے کہ دوسرا رمضان آگیا تو اُن کو چاہیے کہ اس موجودہ رمضان کے روزے پہلے رکھین اور قضا کے روزے بعد مین اور حاملہ عورت اور دودھ پلانیوالی کو اگر اپنی جان کا یا بچہ کو تکلیف ہونے کا اندیشہ ہو تو جائز ہے کہ یہ روزہ نہ رکھین اور اسی طرح بوڑھے فانی کو بھی اجازت ہے اور صرف یہ بوڑھا اپنے روزون کا) فدیہ دیدے **ف** بوڑھا فانی اُسے کہتے ہین جسکی بڑھاپے سے قوت فنا ہو گئی ہو اور وہ روزہ نہ رکھ سکتا ہو اور نہ اسکی آیندہ کو توقع ہو بس اسکے فدیہ دینے سے روزے ادا ہو جائین گے اور حاملہ اور دودھ پلانیوالی کے فدیہ دینے سے ادا نہین ہونگے لہذا یہ دونون قضا رکھین ع ترجمہ اور نفلی روزہ بے عذر توڑ ڈالنا ایک روایت کی روسے درست ہے پھر اسکی قضا رکھے (اور فتوی اسپر ہے کہ بے عذر نہ توڑے) اور اگر رمضان کے دنون مین) کوئی لڑکا بالغ ہو گیا یا کوئی کافر مسلمان ہو گیا تو جتنا دن رہ گیا ہے اسمین اپنے کو کھانے پینے وغیرہ یعنی جن سے روزہ ٹوٹتا ہے اُن سے) روکے رکھے اور اس دن کے بدلہ مین اور روزہ نہ رکھے اور اگر اس باقی دن کا روزہ نہ رکھا تب بھی قضا نہین ہے کیونکہ اس دن کا روزہ اسپر واجب نہین ہے اگر کوئی مسافر روزہ نہ رکھنے کا قصد کرکے چل دیا تھا اور پھر واپس آگیا اور روزے کی نیت کے وقت مین اُسنے روزہ کی نیت کر لی تو اُسکا روزہ ہو گیا برابر ہے کہ فرضی ہو یا نفلی ہو) اگر روزہ دار کو بیہوشی ہو جائے تو وہ سوائے اُس دن کے روزے کی قضا کے جس کی رات کو بیہوشی ہوئی ہے اور سب دنون کے روزون کی قضا لے۔ **ف** یعنی اگر رمضان شریف مین کوئی چند روز بیہوش رہا تو وہ سب روزون کی قضا کرے کیونکہ روزون کی نیت نہین پائی گئی ہان اس دن کے روزے کی قضا نہ کرے کہ جس دن وہ بیہوش ہوا ہے یا جسکی رات کو بیہوش ہوا ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اس روزے کی نیت اُسنے ضرور کی ہو گی اور اگر یہ یقینًا معلوم ہو جائے کہ اس نے اس روزے کی بھی نیت نہین کی تھی تو اسکی بھی قضا کرے طوع ترجمہ اور ایسے جنون پر بھی روزے قضا کیے جائین جو ممتد نہ ہو یعنی جو رمضان بھر نہ رہا ہو بلکہ کبھی ہو گیا کبھی جاتا رہا اور اگر سارے رمضان رہا تو اُس کی قضا نہین ہے) اور اگر کوئی بلا روزے اور افطار کی نیت کے کھانے پینے وغیرہ سے باز رہا تو وہ قضا رکھے **ف** یعنی اگر کسی نے رمضان کے سارے مہینے دن کو نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ایسا کوئی کام کیا جس سے روزہ جاتا رہے حالانکہ اس نے روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی نیت نہین کی تو اسپر قضا واجب ہے۔

ترجمہ اگر (رمضان میں) مسافر روزہ کو اپنے گھر آگیا یا حیض والی عورت پاک ہوگئی یا یہ خیال کرکے سحری کھائی کہ ابھی رات ہے اور صبح صادق ہوگئی تھی یا شام خیال کرکے روزہ کھول لیا اور ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا تھا تو ان چاروں صورتوں میں باقی دن بھر اپنے کو (کھانے پینے وغیرہ سے) روکے رہیں اور اُسکی قضا رکھیں انپر کفارہ نہیں ہے جیسا کہ اگر کسی نے بھولے سے کھانیکے بعد پھر قصداً کھا لیا یا سوتی ہوئی عورت یا دیوانی عورت سے صحبت کرلی گئی (اور وہ دیوانی رمضان ہی میں اچھی ہوگئی) تو ان تینوں پر بھی قضا لازم ہے کفارہ نہیں ہے **فصل** جو شخص بقرعید کے دن روزہ رکھنے کی منت مان لے تو وہ بقرعید کے دن روزہ نہ رکھے اسکے عوض اور دن روزہ رکھے اور اگر باوجود اس منت کے اُسنے قسم کی نیت کرلی تو قسم کا بھی کفارہ دے **ف** یعنی منت کے روزے کی قضا کرے اور قسم کا کفارہ دے اور مصنف نے اس کہنے سے کہ وہ بقرعید کے دن روزہ نہ رکھے یہ مُراد ہے کہ معصیت سے بچنے کے لیے اس دن روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور اس کا عوض کہنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اُسکی یہ منت صحیح ہوگئی ہے کیونکہ باطل چیز کا بدلہ نہیں ہوا کرتا اور یہی حکم ان دنوں کے روزوں کی منت مان لینے کا ہے جن میں روزہ رکھنا منع ہے جیسے عید الفطر کا دن اور ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں تیرھویں تاریخیں جنکو ایام تشریق کہتے ہیں عینی وغیرہ ترجمہ اور اگر کسی نے یہ منت مانی کہ اُس سال کے روزے رکھوں گا تو اُن دنوں میں روزہ نہ رکھے جنمیں روزہ رکھنا منع ہے اور وہ دو دن عید کے اور تین دن تشریق کے ہیں ان پانچوں روزوں کی پھر قضا کرے اور اگر ان دنوں میں سے کسی دن کا روزہ رکھ لیا تھا پھر توڑ ڈالا تو اس روزے کی قضا (واجب) نہیں ہے۔

باب الاعتکاف

اعتکاف کا بیان

ترجمہ روزے سے ہو کر مسجد میں رہنا اس نیت سے کہ میں نے اعتکاف کیا ہے سُنت ہے اور اسکا نام اعتکاف ہے اور نفلی اعتکاف کی مدت کم از کم ایک ساعت ہے **ف** یہ مذہب امام محمد رحمہ اللہ کا ہے اور امام صاحب کے نزدیک ایک دن ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک دن کا زیادہ حصہ اور مسجد سے مراد وہ ہے جہاں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہے طائع ترجمہ اور عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے اور اعتکاف کرنیوالا بدون حاجت شرعیہ یا حاجت طبعیہ کے مسجد سے نہ نکلے حاجت شرعیہ ہو مثلاً جمعہ

(اور عیدین کی یا جنازہ) کی نماز کو جانا اور حاجت طبعیہ یہ ہی مثلاً بول و براز کی حاجت (یا اور کوئی ایسی ضرورت) پس اگر بلا عذر یہ ایک ساعت بھی مسجد سے نکلا تو (امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک) اس کا اعتکاف جاتا رہا) بلکہ اگر عذر سے نکلا تھا اور بلا عذر اسکے باہر ٹھیر رہا تب بھی جاتا رہیگا) اور اسکو مسجد مین کھانا۔ پینا۔ سونا اور (زبانی) خرید و فروخت کرنا جائز ہی اور مبیع کو مسجد مین لانا اور چپ رہنا اور اچھی باتون کے سوا فضول باتین کرنا مکروہ ہی اور معتکف کو صحبت کرنا اور اسکے لوازم (یعنی پیار لینا اور گلے چمٹانا وغیرہ) حرام ہی اور صحبت کرنے سے اعتکاف باطل ہوجاتا ہے اور چند روز کے اعتکاف کی نذر ماننے سے اُن روزون کی راتون کا اعتکاف بھی اسپر لازم ہوجاتا ہی اور اگر کسی نے دو روز (کے اعتکاف) کی نذر کی تو اُسپر دو راتین بھی لازم ہون گی۔

کتاب الحج

حج کا بیان

ف عبادت کی تین قسمین ہین ایک محض بدنیہ جیسے نماز دوسری محض مالیہ جیسے زکوٰۃ اور ایک ان دونون سے مرکب پس جب مصنف نے پہلی دونون قسمون کو بیان کردیا تو اب اس تیسری قسم کا بیان شروع کیا ہی اور یہ اسلام کے پانچ رکنون مین سے پانچوان رکن ہی لغت مین حج کے معنے قصد کے ہین اور شرع مین یہ ہین جو مصنف نے بیان کیے ہین ع و مسکین **ترجمہ** خاص وقت مین (یعنی حج کے مہینون مین) خاص طریقہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کرنے کا نام حج ہی جو عمر بھر مین ایک دفعہ ان شرطون کے موجود ہونے پر فوراً فرض ہوجاتا ہی اور وہ شرطین یہ ہین کہ آدمی عاقل۔ بالغ۔ آزاد۔ تندرست مسلمان ہو اور اپنے رہنے کے مکان (اور پہننے کے کپڑے) وغیرہ ضروریات کے علاوہ سواری پر جانے اور راستہ مین کھانے پینے کا خرچ اُٹھانے اور اپنے جانے آنے اور اپنے بال بچون کا خرچ اُٹھانے کا مقدور رکھتا ہو اور راستہ امن کا ہو اور عورت کے لیے اتنا ہونا اور ضروری ہی کہ اگر اسکے گھر سے خانہ کعبہ مدت کے سفر کے (یعنی تین منزل یا اس سے زیادہ) فاصلہ پر ہے تو اُسکے ساتھ اس کا کوئی محرم (یعنی باپ یا بیٹا) یا شوہر ضرور ہونا چاہیے۔ پس اگر کسی (نابالغ) لڑکے یا غلام نے احرام باندھا تھا پھر وہ لڑکا بالغ ہوگیا یا غلام آزاد ہوگیا اور وہ حج اُسنے پورا کرلیا تو اُسکے کرنے سے فرض حج اُنکے ذمہ سے ادا نہوگا (کیونکہ انمین سے ہر واحد کا احرام نفلی حج کیلیے بندھا تھا اُس سے فرضی حج ادا نہین ہوسکتا) اور احرام کی مقامین (یعنی وہ جگہین جہان سے احرام باندھتے ہین اور بلا احرام کے وہان سے گذر جانا جائز نہین ہے) یہ پانچ ہین ذوالحلیفہ ذات عرق۔ جحفہ۔ قرن۔ یلملم (انمین سے) ہر ایک جگہ ان لوگون کیلیے میقات ہی جو وہان رہتے ہین یا جو وہان ہوکر گذرتے ہین **ف** ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے چھ میل ہی اور مکہ معظمہ سے دس منزل اور یہ مدینہ والون کی میقات ہی یا جو یہان سے

ہوکر گذرین آور ذاتِ عرق اہلِ عراق کی میقات ہی یہ مکہ سے تین منزل کے فاصلے پر ہے اور جحفہ اہل شام مصر اور اہلِ مغرب کی میقات ہے اور یہ رابغ کے قریب ہے آج کل اسی کو رابغ کہتے ہین اور قرن اہل نجد کی میقات ہے یہ مکہ سے پچاس میل ہے اور یلملم اہل یمن کی میقات ہے یہ مکہ سے سات میل ہے۔ ط ع **ترجمہ** اور ان میقاتون پر پہونچنے سے پہلے بھی احرام باندھنا جائز ہے اور گذر کر باندھنا جائز نہین ہے اور ان میقاتون مین رہنے والون کی میقات حِل ہے **ف** یعنی خواہ احرام حج کا باندھین خواہ عمرہ کا دونون کے احرام باندھنے کی جگہ حِل ہے یعنی وہ جگہ جو ان میقاتون اور حرم کے درمیان مین ہے اور حرم مکہ کی چارون طرف کی زمین کو کہتے ہین جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر نشانات لگتے چلے آئے ہین۔ فتح وغیرہ **ترجمہ** اور مکہ کے رہنے والون کی میقات اگر حج کا احرام باندھین تو حرم ہے اور عمرہ کا باندھین تو حل ہے۔

باب الاحرام

احرام باندھنے کا بیان

ف جب مصنف نے وہ میقاتین ذکر کردین جنسے انسان کو بلا احرام باندھے گذرنا جائز نہین ہے تو اب اس کے بعد احرام کا ذکر کرنا مناسب ہوگیا احرام شریعت مین مخصوص حرمات کے التزام کرنیکا نام ہے مگر بغیر نیت کے اور زبان سے کہے شرعًا متحقق نہین ہوتا پس حج کے لیے احرام بعینہ ایسا ہے جیسے نماز کی تکبیر تحریمہ ہے یہ حج مین ایسا ہی فرض ہے جیسا وقوفِ عرفات اور طواف زیارت فرض ہین اسکو احرام اسلیے کہتے ہین کہ اس سے مباح چیزین حرام ہوجاتی ہین۔ مستخلص و فتح **ترجمہ** جب تم احرام باندھنا چاہو تو پہلے وضو کرو اور غسل کرلو تو اور بھی اچھا اور افضل ہے اور نیا تہمد باندھو اور نئی چادر اوڑھو یا اگر نئے نہ ہو تو دُھلے ہوے سہی) اور بدن پر) خوشبو لگاؤ اور اسکے بعد) دو رکعت پڑھو اور پھر اس طرح کہو اللّٰھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی اور اپنی نماز یعنے اُن مذکورہ دو رکعت کے) بعد حج کی نیت کرکے تلبیہ کہے اور تلبیہ یہ ہے لبیک اللّٰھم لبیک لاشریک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک اور ان الفاظ مین اگر چاہو تو اُنکے مناسب اور بڑھادو اور کم نہ کرو کیونکہ آنحضرت علیہ السلام سے یہی منقول ہے لہذا اس سے کم کرنا مکروہ تحریمی ہے پس جب تم نے حج کی نیت سے تلبیہ کہہ لیا تو تم محرم ہوگئے تمھارا احرام بندھ گیا اب تم فحش باتین کرنے۔ فسق و فجور کرنے۔ لڑائی جھگڑا کرنے شکار مارنے

[illegible]

اور اُسکی طرف اشارہ کرنے اور اُسکے بتلانے سے پرہیز کرو اور کُرتہ۔ پاجامہ نہ پہنو عمامہ نہ باندھو ٹوپی
نہ اوڑھو قبا اور موزے بھی نہ پہنو ہان اگر جوتے میسر نہون تو موزون کو ٹخنون کے نیچے سے کاٹ
دکر جُوتے کی شکل بنا کر پہن لو اور ورس یا زعفران یا کسم کا رنگا ہوا کپڑا مت پہنو ہان اگر ان مین کا
رنگین دُھلا ہوا ہو رنگ کی بُو اُس مین سے نہ آتی ہو تو اُس کا پہننا اوڑھنا جائز ہے **ف**
ورس شکل تلون کے درخت کے ایک بوٹی ہے۔ جو یمن کے سوا اور کہین نہین ہوتی وہین بوئی
جاتی ہے اور بیس برس تک خراب نہین ہوتی۔ قاموس **ترجمہ** سر اور مُنھ ڈھکو نہ اُن کو خطمی سے
دھو نہ خوشبو لگاؤ نہ سر منڈواؤ نہ بال اور ناخن کترو ہان نہانے حمام کرنے۔ مکان یا کجاوہ کے سایہ
مین آرام لینے اور ہمیانی کمر سے باندھنے مین کوئی حرج نہین ہے اور زیادہ تر بلند آواز سے تلبیہ اُسوقت
کہو کہ جب کہین اونچائی پر چڑھو یا نیچان مین اُترو یا سامنے سے سوار آتے ہون اور صبح کے وقت بھی
اور مکہ معظمہ پہونچکر سب سے پہلے مسجد حرام مین جاؤ اور خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ اکبر اور
لا الہ الا اللہ کہو **ف** یعنی بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہر
بڑی چیز سے بڑا ہے اسمین یہ اشارہ ہے کہ کعبہ کی عزت و حرمت اللہ کی طرف سے اس کی دی ہوئی ہے اسکی
ذاتی نہین ہے۔ مسکین **ترجمہ** پھر حجر اسود کی طرف متوجہ ہو اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے بے دھکم
دھکا کے اُسکو بوسہ دو یعنی دھکے کے ہو کر کسی کو ایذا پہونچنے کی نوبت نہ آجائے اور پھر ایک سنت کے
ادا کرنے مین ترک واجب کے مرتکب ہو جاؤ اور اپنی چادر کے دونون کنارے دونون بغلون کے نیچے سے
نکال کر دونون کندھون پر ڈال کے خانہ کعبہ کے گرد حطیم کو شامل کر کے سات پھیرے پھرو اور اپنی داہنی
طرف سے اُس جگہ سے شروع کرو جو کعبہ کے دروازے کے متصل ہے **ف** جاننا چاہیے کہ ان پھیرون
ہی کا نام طواف ہے اور طواف حطیم کے پیچھے سے اسلیے ہوتا ہے کہ حطیم بیت اللہ مین داخل ہے اسکا نام بھی
اسیوجہ سے ہے کہ حطیم کے معنے ٹوٹنے کے ہین اور اتنا بیت اللہ مین سے ٹوٹ گیا ہے یہ حطیم بیت اللہ سے
باہر شام کی جانب میزاب رحمت کے نیچے ہے اور یہ سارا بیت اللہ کا ٹکڑا نہین ہے بلکہ وہ فقط
چھ ہاتھ کی مقدار ہے جو نصف دائرہ کی شکل مین گھرا ہوا ہے باقی بیت اللہ سے خارج ہے عینی و فتح **ترجمہ**
فقط پہلے تین پھیرون مین جھپٹ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے چلو اور باقی کے چار دن مین آہستہ چلو
اور جب حجر اسود کے پاس سے گذرو اگر ہو سکے تو ہر دفعہ اُسکو بوسہ دو اور اسی پر طواف ختم کر دو اور ختم ہی پر

مقام ابراہیم مین دو رکعت بھی پڑھو یا مسجد حرام مین جہان آسانی سے ہو سکے اور یہ طواف مکہ مین آنے کا ہے
(اسی لیے اس کا نام طواف قدوم ہی) اور یہ اُنکے لیے ہی جو مکہ مین نہین رہتے (کیونکہ یہ آنیکا ہی اور وہ کہین سے
آتے نہین وہین رہتے ہین) پھر صفا (کی پہاڑی) پر چڑھو اور اُسپر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کر کے تکبیر
و تہلیل (یعنی اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ) کہو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجو اور اپنی مراد
پوری ہونے کی اللہ سے دعا مانگو پھر صفا سے اُتر کر مروہ (کی پہاڑی) پر چڑھو اور دونون خضر میلون کے درمیان
دوڑ کر چلو اور اُسپر بھی ویسا ہی کرو جیسا صفا پر کیا تھا اسیطرح ان دونون کے درمیان سات پھیرے کرو
شروع صفا سے کرو اور ختم مروہ پر (اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صفا سے مروہ تک جانا ایک پھیرا ہوتا اور مروہ
سے صفا پر آنا دوسرا پھیرا) اسکے بعد احرام باندھے ہوئے مکہ مین رہو اور جب موقع ملے بیت اللہ کا طواف
کرتے رہو پھر ترویہ کے روز سے ایکروز پہلے (یعنی ساتوین ذی الحجہ کو کیونکہ آٹھوین کو یوم الترویہ کہتے ہین) امام
خطبہ پڑھے جسمین (لوگون کو) افعال حج کی تعلیم کرے (یعنی منا کو جانے وہان نماز ادا کرنے عرفات مین ٹھیرنے
اور وہان سے لوٹنے کے مسائل بیان کرے) پھر ترویہ کے دن منا کو جاؤ (منا حرم کا ایک گاؤن ہے جو
مکہ سے ساڑھے تین میل ہے وہان رات کو رہنا سنت ہے) پھر عرفہ کے دن صبح کی نماز کے بعد منا سے عرفات کو
جاؤ (عرفات عرفہ کی جمع ہے اور یہ ایک جگہ کا نام ہے جو منا سے اوپر کو مکہ سے بارہ میل کے فاصلے پر
ہے وہان حاجی ٹھیرتے ہین۔ طو مسکین ترجمہ) وہان امام خطبہ پڑھے (اور وہانکے رہنے رمی جمار کرنے
قربانی حجامت اور طواف زیارت وغیرہ کے ضروری مسائل بیان کرے) اور زوال کے بعد (یعنی ظہر کیوقت
مین) ایک اذان اور دو تکبیرون سے ظہر اور عصر دونون کی نماز پڑھادے اسمین امام کا اور ساتھ احرام کا ہونا شرط ہے
یعنی یہان ظہر اور عصر کو جمع کرنا اس شرط سے جائز ہے کہ جماعت ہو اور محرم پڑھائے اگر اکیلا آدمی ہی یا امام
محرم نہین ہی تو جمع جائز نہین) پھر موقف جاکر جبل (رحمت) کے قریب کھڑے ہون اور عرفات (کا سارا
میدان) موقف ہی (یعنی حاجیون کے کھڑے ہونے کے لائق ہی) سوائے بطن عرفہ کے (یہ عرفات کے مقابلے
مین موقف سے بائین طرف ایک میدان ہے) وہان کھڑے تحمید تکبیر تہلیل و تلبیہ کہتے رہو اور درود
پڑھتے اور اپنے لیے دُعا مانگتے رہو پھر غروب کے بعد مزدلفہ جاؤ اور جبل قزح کے قریب اُترو (مزدلفہ منا
اور عرفات کے درمیان ایک گاؤن ہے) اور امام لوگون کو عشا کے وقت ایک اذان اور ایک تکبیر سے
مغرب اور عشا دونون نمازین پڑھادے مغرب کی نماز راستہ مین پڑھنی درست نہین اور اور عرفات

مین پھر (دسوین تاریخ) صبح کی نماز اندھیرے مین پڑھے۔ تکبیر۔ تہلیل۔ اور درود پڑھتے رہین اور تلبیہ کہتے
اور دعا مانگتے رہین اور مزدلفہ سارا کھڑے ہونے کی جگہ ہے سوا بطن محسر کے (یہ ایک جگہ ہے مزدلفہ سے
بائین طرف) پھر خوب روشنی ہونے کے بعد (یعنے آفتاب طلوع ہونے سے کچھ پہلے) منا کو روانہ ہو جاؤ
اور بطن وادی مین کھڑے ہو کر جمرۂ عقبہ پر ایسی سات کنکریان مارین جو انگلیون سے ماری جا سکین
اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہین اور لبیک کہنا پہلی ہی کنکری کے مارنے پر موقوف کر دین پھر قربانی کر کے
سر منڈوالین یا بال کترو الین اور منڈوانا مستحب ہے یہ افعال کرنے کے بعد سوائے عورتون
(سے صحبت کرنے) کے اور سب چیزین تمھارے لیے حلال ہو جائین گی (یعنے وہ کہ جو احرام کی حالتین
حرام تھین) پھر قربانی کے دن (یعنے دسوین ذی الحجہ کو) یا گیارھوین یا بارھوین کو مکہ جاؤ۔ اور طواف رکن
کے سات پھیرے بلا رمل اور سعی کے کرو اگر یہ دونون فعل تم پہلے (طواف قدوم مین) کر چکے
ہو ورنہ دونون اب کیے جائین (رمل اکڑ کر چلنے کو کہتے ہین) اور سعی سے صفا مروہ کے درمیان
دوڑنا مراد ہے اور ان افعال کے بعد اب عورتون سے صحبت کرنی درست ہو جائیگی اور یہ طواف
رکن قربانی کے دنون سے موخر کرنا (یعنی قربانی کے دنون کے بعد کرنا) مکروہ ہی پھر (مکہ سے) منا جاؤ
اور قربانی کے دوسرے روز دن ڈہلنے کے بعد تینون جمرون پر سات سات کنکریان مارو اور شروع
اس جمرے سے کرو جو مسجد (خیف) کے پاس ہے پھر اسکے پاس کے پھر جمرۂ عقبہ پر اور جب کنکری
کے بعد دوسری کنکری ماری ہو تو پہلی کے بعد توقف کرنا چاہیے (یعنی سورۂ بقرہ پڑھنے کی مقدار)
اور اس عرصہ مین تکبیر۔ تحمید وغیرہ پڑھین اور دعا کرتے رہین پھر اگلے (یعنی بارھوین تاریخ) ایسا ہی
کرین اور اسکے بعد بھی اگر ٹھیرنا ہو (یعنے تیرھوین ذی الحجہ کو بھی اگر منا مین ٹھیرین) تو ایسا ہی
کرین) اور اگر چوتھے روز دن ڈہلنے سے پہلے رمی کر دی تو بھی درست ہے (یعنی امام صاحب کے
نزدیک یہ رمی درست ہو جائے گی صاحبین کے نزدیک نہین۔ رمی کنکریان مارنے کو کہتے ہین) اور
جس رمی کے بعد رمی ہو (جیسے پہلے دونون جمرون کے رمی) تو اسکو پیادہ کھڑے ہو کر کرین ورنہ سوار ہو کر
(یعنی اگر اس کے بعد رمی نہ ہو جیسے قربانی کے دن جمرۂ عقبہ کی رمی تو اس کو سوار ہو کر کرین) اور اپنا
اسباب پہلے ہی سے مکہ بھیج دینا اور خود رمی کرنے کے لیے منا مین رہ جانا مکروہ ہے پھر منا سے
(جمرون کو رمی کرنے کے بعد) محصب جاؤ (اور یہ ایک پتھریلی زمین مکہ ہی کے قریب ہے اسی کا نام حصبا ہے)

اور بطحا بھی ہے پھر محصب سے مکہ جاکر) طوافِ صدر (یعنے طوافِ رخصت) کے سات پھیرے پھرد
اور یہ طوافِ صدر سواے مکہ والون کے اور سب پر واجب ہی **ف** مکہ والون پر واجب نہونے
کی یہ وجہ ہیکہ یہ طواف طواف صدر ہی اور صدر کے معنے رجوع اور رخصت کے ہین اور چونکہ مکہ کے رہنے والے اپنے وطن کو
رخصت نہین ہوتے اس لیے یہ ان پر واجب نہین ہے ہان مستحب ہے۔ط وع **ترجمہ** اور اس طواف
صدر کے بعد آب زمزم پیو اور ملتزم کو لپٹو **ف** ملتزم خانہ کعبہ کے دروازے اور حجراسود کے درمیان
مین ایک جگہ ہے اور لپٹنے سے یہ مراد ہے کہ اپنا چہرہ اور سینہ روتے ہوے اسپر لگاؤ **ترجمہ** اور خانہ کعبہ
کے پردون کو پکڑو اور اُس کی دیوارون سے چمٹ کر روؤ اور پھر اُلٹے پیرون اُسکی جدائی پر حسرت سے
ہوتے ہوئے مسجد حرام سے نکل آؤ **فصل** جو شخص (میقات سے احرام باندھنے کے بعد) مکہ مین نہ گیا اور
وقوفِ عرفات کرلیا (یعنے عرفات مین ٹھیر چکا) تو طوافِ قدوم اس کے ذمہ نہین رہا اور جو شخص نوین ذی الحجہ
کے زوال سے لیکر دسوین کی فجر تک ایک ساعت بھی عرفات مین ٹھیر گیا تو اُسکا حج پورا ہوگیا اگرچہ اُسے
یہ معلوم بھی نہو کہ (جہان مین ٹھیرا ہون) یہ عرفات ہی یا وہ سوتا رہا ہو یا بیہوش پڑا رہا ہو اور اگر اس کے
بیہوش ہونے کے سبب سے اس کے ساتھی نے اسکی طرف سے (بغیر اسکی اجازت کے) احرام باندھ لیا تو بھی
اس کا حج ہوجائیگا اور عورت (حج کے کل افعال و احکام مین) مثل مرد کے ہے صرف اتنا فرق ہی کہ عورت اپنا
چہرہ کھولے رکھے سر نہ کھولے اور نہ آواز سے لبیک کہے (کیونکہ اُس کی آواز عورت ہی) اور نہ (طواف مین)
رمل کرے اور نہ (اخضر) میلون کے درمیان دوڑے نہ سر منڈوائے ہان قدرے بال کترے
اور سیا ہوا کپڑا پہنے۔اگر کسی نے بدنہ (یعنے قربانی کے جانور) کے گلے مین قلادہ ڈالدیا خواہ وہ بدنہ نفلی
ہو یا منت کا ہو یا شکار مارنے کے بدلے کا ہو یا اور طرح کا ہو (مثلاً تمتع یا قران کا ہو) اور وہ اُس کے
ساتھ حج کا ارادہ کرکے خود بھی چل دیا تو اس کا احرام بندھ گیا **ف** یعنی فقط اس عمل سے بدون
لبیک کہے وہ محرم ہوگیا امام شافعیؒ اس کے مخالف ہین اور قلادہ اُسکو کہتے ہین جو درخت کی چھال
یا پرانے جوتون وغیرہ کا ایک گلا وہ سا بناکر ہدیہ کے گلے مین فقط اس لیے ڈال دیتے ہین کہ یہ
قربانی کا جانور ہونے کی علامت رہے بس یہ لبیک کہنے کے قائم مقام ہوجاتا ہی کیونکہ لبیک کہنے
سے حج کرنے کا پختہ ارادہ ظاہر کردینا مقصود ہوتا ہے اور یہ مطلب اس سے بھی حاصل ہوجاتا ہے
اور اگر ایک بدنہ مین چند آدمی شریک تھے اور ان مین سے ایک نے اوروں کی اجازت سے

اس کے قلادہ ڈال دیا تو وہ سب محرم ہو جائیں گے اگر سب ساتھ ہون عینی و فتح ترجمہ اور اگر اُس نے بدنہ (قلادہ ڈال کے) پہلے بھیج دیا تھا پھر آپ گیا تو جب تک یہ اُس سے مل نہ جائے گا محرم نہ ہوگا بخلاف متعہ (یعنی تمتع) کے بدنہ کے (کہ اس سے بدون ملنے کے بھی محرم ہو جائے گا) اور اگر کسی نے بدنہ پر جھول ڈال دی یا اشعار کر دیا (یعنے قربانی کے اونٹ کے کوہان مین دائین جانب زخم لگا دیا) یا بکری کے گلے مین قلادہ باندھ دیا تو اس سے وہ محرم نہ ہوگا اور بدنے (شریعت مین) اونٹ اور گائے ہوتے ہین (یعنے ان ہی کا بدنہ ہونا معتبر ہے بکری بدنہ نہین ہوسکتی)

باب القران

قران کا بیان

ف حج کے افعال کی تین قسمین ہین۔ قران۔ تمتع۔ افراد ایک احرام سے حج اور عمرے دونون کو ادا کرنے کو قران کہتے ہین اور ایک سفر اور دو احرام سے حج اور عمرے کے ادا کرنیکو تمتع کہتے ہین اور فقط حج کرنے کو افراد کہتے ہین ترجمہ قران سب سے افضل ہے اور اس سے دوم درجہ مین تمتع ہے اور سویم درجہ مین افراد ہے (اور چہارم درجہ مین فقط عمرہ کرنا ہے) **ف** مطلب یہ ہوا کہ فقط عمرہ کرنے سے افراد یعنے حج کرنا افضل ہے اور فقط حج کرنے سے تمتع کرنا اور تمتع کرنے سے قران کرنا۔ اور وجہ اس افضلیت کی یہ ہے کہ ثواب کی کمی زیادتی اکثر مشقت و محنت کی کمی زیادتی پر موقوف ہوتی ہے پس چونکہ قران مین تمتع کی طرح دو عمل ادا کرنے کے علاوہ احرام بہت دنون تک رہنے کے باعث مشقت زیادہ اُٹھانی پڑتی ہے اس لیے یہ سب سے افضل ہے اور تمتع مین اگرچہ عمل تو دو ہوتے ہین مگر پہلے احرام کے بعد چونکہ آدمی حلال ہو جاتا ہے اس لیے اس مین اتنی مشقت نہین رہتی اس وجہ سے یہ دوسرے درجہ مین ہے اور افراد کے تیسرے درجہ مین ہونے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس مین صرف حج ہی ہوتا ہے ترجمہ اور قران اسے کہتے ہین کہ میقات سے حج اور عمرے دونون کا (اکٹھا) احرام باندھے اور احرام دو رکعتون کے بعد) یون کہے اللّٰهم انی ارید الحج والعمرة فیسرهما لی وتقبلهما منی اور پھر مکہ پہونچکر عمرے کے لیے طواف اور سعی کرے پھر حج کرے یعنے حج کے سب افعال اس ترتیب سے ادا کرے) جس کا بیان ابھی ہو چکا ہے پس اگر قارن نے حج اور عمرے دونون کے لیے دو طواف اور دو سعی کین تو جائز ہے مگر گنہگار ہوگا کیونکہ اُس نے عمرے کی سعی مین تاخیر کی اور حج کا طواف

پہلے کرلیا ہے لیکن اسکی وجہ سے کچھ اس پر لازم نہو گا) اور جب یہ قربانی کے دن (یعنے دسوین تاریخ جمرۂ عقبہ پر رمی کر چکے تو ایک بکری یا بدنہ یا بدنہ کے ساتوین حصہ پر قربانی کرے (یہ قربانی دم قران کہلاتی ہے جو اس کے ادا ہونے کے شکر یہ مین واجب ہے) اور جس سے یہ نہو سکے (یعنے جسمین قربانی کی مقدور نہ ہو) وہ تین روزے رکھے جن مین تیسرا روزہ عرفہ کے دن ہو یعنی ساتوین آٹھوین اور نوین کے روزے رکھے اور سات روزے اور اُس وقت رکھے کہ جب حج سے فارغ ہو جائے اگرچہ ابھی مکہ ہی مین ہو اور عام ہے کہ وہان ٹھیرنے کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو) پس اگر اس نے (وہ تین روزے جو عرفہ کے دن ختم ہو جاتے دسوین تاریخ تک نہ رکھے تو اب اس پر قربانی کرنا لازم ہو گیا (یعنے دسوین تاریخ کے بعد روزے رکھنے سے کچھ نہین ہو سکتا پس اگر یہ اب بھی قربانی نہ کر سکا تو احرام سے حلال ہو جائے اور اُسکے ذمہ دو قربانیان ہین - ط ترجمہ اور اگر قران کرنے والا مکہ مین نہین گیا (کہ وہان حج سے پہلے عمرہ کر لیتا) یا مکہ مین گیا مگر عمرے کا اکثر طواف نہین کیا) اور وقوفِ عرفات کرلیا تو اس پر عمرے کے چھوڑنے کا دم دینا (یعنے قربانی کرنا) اور حج کے بعد) عمرے کی قضا کرنا واجب ہے۔

باب التمتع

تمتع کا بیان

ف تمتع متاع یا متعہ سے ماخوذ ہے جسکے معنے انتفاع یا نفع کے ہین اور شرع مین اسکے یہ معنے ہین جو مصنف نے ذکر کیے ہین - عینی ترجمہ تمتع کی صورت یہ ہے کہ میقات سے عمرے کا احرام باندھ کر اسی کے لیے طواف اور (صفا مروہ کے درمیان) سعی کرکے سر منڈ والے یا بال کتر والے اور عمرے (احرام) سے حلال ہو جائے (یہ اُس صورت مین ہو کہ جب اپنے ساتھ تمتع کی ہدی نہ لے گیا ہو اور اگر ہدی لے گیا تھا تو وہ حج سے فارغ ہوے بغیر حلال نہین ہو گا) اور طواف کے پہلے ہی پھیرے کے بعد سے لبیک کہنا موقوف کردے اور اسکے بعد ذی الحجہ کی آٹھوین تاریخ حج کے لیے حرم سے احرام باندھے (اور آٹھوین سے پہلے احرام باندھ لینا اور افضل ہے) اور حج کرکے قربانی کردے (یہ قربانی کرنا اس پر واجب ہے کیونکہ یہ متمتع ہے) اور اگر قربانی کرنے کی مقدور نہو تو اس کا حکم پہلے مذکور ہو چکا ہے ف یعنی قران کے باب مین اور وہ یہ ہے کہ تین روزے تو حج مین رکھ لے جو عرفہ کے دن ختم ہو جائین اور سات روزے اُسوقت کہ جب حج کے افعال سے فارغ ہو - ط ترجمہ اور اگر اُس نے شوال مین

(یا حج کے مہینون مین سے اور کسی مہینے مین) تین روزے رکھے تو یہان (تمتع کے) تین روزون کے بدلے مین کافی نہین ہون گے (کیونکہ وہ وجود سبب کے پہلے ہی ادا ہوجائین گے ہان اگر عمرے کا احرام باندھنے کے بعد (اور اس کا) طواف کرنے سے پہلے رکھ لیے تو کافی ہوجائین گے (کیونکہ سبب کا وجود ہوگیا ہے) پس اگر کوئی (تمتع کرنے والا) ہدی (یعنے قربانی کا جانور) اپنے ساتھ لے جانا چاہے تو وہ احرام باندھکر ہدی کو ہانکتا ہوا لے جائے (اور یہ اس کو کھینچے ہوئے لے جانے سے افضل ہے اور توشہ دان یا جوتی اُسکے گلے مین لٹکاوے اور اشعار نکرے اور عمرہ کر چکنے کے بعد حلال نہوجاوے اور آٹھوین تاریخ (ذی الحجہ) حج کا احرام باندھے اور اس سے پہلے باندھلینا اور زیادہ مستحب ہے پھر جب دسوین تاریخ سر منڈوا چکے تو اب اپنے دونون احرامون سے حلال ہوگیا اور خاص مکہ و اُس کے قریب کے باشندون کے لیے نہ تمتع ہے اور نہ قران ہے پس اگر تمتع کرنے والا عمرہ کرکے اپنے گھر چلا آیا اور یہ ہدی نہین لے گیا تھا تو اس کا تمتع باطل ہوگیا ف کیونکہ تمتع سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ دو سفرون مین سے ایک کو ساقط کرنے کا فائدہ اُٹھاوے اور حج اور عمرے کے لیے دو سفر نکرے بلکہ ایک ہی سفر سے فائدہ اُٹھاے لیکن جب اُس نے دونون کے لیے علیحدہ علیحدہ سفر ذمہ لے لیا تو وہ مقصود ہی جاتا رہا اور یہ حکم اس صورت مین ہے کہ جب اپنے گھر آکر سر بھی منڈوا لیا ہو اور اگر گھر آگیا تھا اور اسی سال سر منڈوانے سے پہلے حج جا کیا تو وہ متمتع ہی ہے۔ فتح ملخصًا ترجمہ اور اگر وہ ہدی لے گیا تھا تو اُس کا تمتع باطل نہین ہوا کیونکہ جبتک اُسکی طرف سے وہ ہدی ذبح نہ ہوگی یہ محرم ہی رہیگا) اور اگر کسی نے حج کے مہینون کے پہلے (عمرے کا) احرام باندھکر عمرے کے لیے چار پھیرون سے کم طواف کیا اور حج کے مہینون مین اسکو پورا کر لیا (پھر عمرے سے فارغ ہونے کے بعد حج کا احرام باندھکر حج کر لیا تو اُس کا تمتع ادا ہوگیا اور اگر اس کے برعکس کیا تو تمتع نہین ہوا اور حج کے مہینے یہ ہین شوال۔ ذیقعدہ اور عشرۂ ذی الحجہ (یعنی ذی الحجہ کے دس روز) اور حج کا احرام ان مہینون سے پہلے باندھنے سے بندھ جاتا ہے مگر مکروہ (تحریمی) ہے اگر کسی کوفی نے (یا آفاقی وغیرہ) نے ان مہینون مین عمرہ کیا اور وہ مکہ مین یا بصرہ مین ٹھہر گیا اور (پھر اسی سال) حج کیا تو اس کا تمتع درست ہوجائیگا (کیونکہ اس کا سفر ایک ہی ہوا ہے) اور اگر وہ عمرے کو فاسد کرکے (مکہ مین) رہ پڑا تھا پھر اس فاسد شدہ عمرے کی قضا کی اور

(اسی سال) حج کیا تو یہ تمتع نہین ہوگا (کیونکہ عمرہ فاسد ہونے سے سفر ختم ہوچکا تھا اب اسکا یہ صحیح عمرہ جسکو یہ قضا سمجھ رہا ہے مکیہ ہوگیا اور مکہ والے تمتع نہین کرسکتے) ہان اگر یہ (عمرہ فاسد کرکے) اپنے گھر چلا گیا ہو اور پھر آکر حج کے مہینون مین عمرہ کرکے جب ہی حج کرلیا ہو تو یہ بالاتفاق متمتع ہوجائیگا اور حج اور عمرے مین سے جونسے کو یہ فاسد کردے تو جسقدر رہ گیا ہو اُسکو پورا کرے اور اس کے عوض اسپر قربانی کرنی لازم نہین ہے اگر کسی نے تمتع کیا اور بقرعید کے دن قربانی کردی تو یہ قربانی تمتع کے دم کی طرف سے کافی نہ ہوگی (کیونکہ اس کا دم قربانی کے سوا ہے) اگر عورت کو احرام باندھتے وقت حیض آگیا تو وہ طواف کے سوا حج کے سب افعال ادا کرلے اور اگر طواف صدر (یعنی رخصت کا طواف) کرنیکے وقت آئے تو اس طواف کو چھوڑ دے جیسے وہ شخص جو مکہ مین رہنے لگے (یعنی اگر کوئی شخص حج کرکے مکے مین رہنے لگے تو یہ طواف صدر اُسپر لازم نہین رہتا۔

باب الجنایات

جنایتون کا بیان

ف جنایات جنایت کی جمع ہے لغت مین اُس فعل کو کہتے ہین جو شرعاً حرام ہوا اور فقہار کی اصطلاح مین اس کا اطلاق اُن قصورون پر کیا جاتا ہی جو احرام اور حج کے افعال مین نفوس و اعضا میں پیش آتے ہیں ع

ترجمہ اگر محرم نے کسی (پورے) عضو کو (مثلاً سر یا ران یا پنڈلی وغیرہ کو) خوشبو لگالی تو اسپر ایک بکری (کی قربانی کرنی) واجب ہے اور اگر ایک عضو سے کم کو لگائی ہے تو صدقہ دے اور اگر اس نے اپنے سر کو مہندی لگالی یا زیتون کا تیل لگالیا یا سلا ہوا کپڑا پہن لیا یا دن بھر اپنا سر چھپائے (یعنی ڈھکے) رہا تو ان سب صورتون مین ایک بکری) قربانی کرے ورنہ صدقہ دے اور اگر اُس نے اپنا چوتھائی سر منڈوا دیا یا چوتھائی داڑھی منڈوا دی تب بھی ایک بکری قربانی کرے (کیونکہ یہ اعضا کے چوتھائی بولنے سے کل مراد لیے جاتے ہین) ورنہ صدقہ دے جیسا کہ سر مونڈنے والا صدقہ دیتا ہے (برابر ہے کہ جس کا سر مُنڈا ہے وہ محرم ہو یا نہ ہو) اور اگر اُس نے اپنی گردن کے بال یا دونون بغلون کے یا ایک بغل کے یا پچھنے لگنے کی جگہ کے مُنڈوا دیے تب بھی اُس کے ذمہ ایک بکری ہے اور ایک مونچھ کے مُنڈوانے مین جو کچھ ایک عادل آدمی کہے وہی صدقہ کردے اور اگر محرم نے حلال آدمی کی مونچھ مونڈ ڈالی یا اُس کے ناخن کتر دیے تو ایک آدمی کی خوراک کھانا دے

اور اگر محرم نے اپنے دونون ہاتھ اور دونون پیرون کے یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخن ایک مجلس مین (یعنے ایک جگہ بیٹھے ہوے) کاٹ ڈالے تو اُسپر ایک بکری کی قربانی واجب ہے اور اگر ایک مجلس مین پانچ سے کم کاٹے ہین تو صدقہ دیدے جیسا کہ پانچ ناخن متفرق کاٹنے والا (ہر ناخن کے بدلے) صدقہ دیدیتا ہے اور ٹوٹا ہوا ناخن علیحدہ کر دینے مین (محرم پر کچھ واجب) نہین (ہوتا) اگر محرم نے کسی عذر کے سبب خوشبو لگائی یا (سلا ہوا کپڑا) پہنا یا سر منڈوایا (یا ڈاڑھی منڈوائی) تو وہ ایک بکری ذبح کرے یا چھ مسکینون کو تین صاع (گیہون) صدقہ دے یا تین روزے رکھے

فصل اگر کوئی محرم شہوت سے کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے جسکے سبب اُسکو انزال ہو جائے (یعنے منی نکل آئے) تو اُسپر کچھ واجب نہین ہوتا ہان اگر پیار لیلیا یا شہوت سے (اُسکو) چھوا یا وقوف عرفات سے پہلے فرج مین یا دبر مین صحبت کرکے اپنے حج کو فاسد کردیا تو اسپر ایک بکری واجب ہے اور اس حج کو (اُسکے باقی افعال کرکے) پورا کرلے اور (آئندہ سال) اس کی قضا کرے اور قضا کرنے مین ان دونون (مرد و عورت) کا جدا ہونا ضروری نہین ہے (بلکہ مستحب ہے) اور اگر وقوف عرفات کے بعد صحبت کرلی ہے تو اُسپر ایک بدنہ (ذبح کرنا) واجب ہے (بدنہ کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے) اور اب حج فاسد نہین ہوگا یا اگر محرم نے سر منڈوانے کے بعد صحبت کرلی یا عمرے مین اکثر طواف کرنے (یعنے چار پھیرے پھرنے) سے پہلے صحبت کرلی تو تب بھی ایک بکری واجب ہوگی اور یہ عمرہ فاسد ہو جائے گا اب یہ باقی عمرہ ادا کرکے بعد مین اسکی قضا کرلے اور اگر اکثر طواف کے بعد صحبت کی ہے تو تب بھی ایک بکری واجب ہے ہان اس صورت مین یہ عمرہ فاسد نہین (کیونکہ اکثر طواف ادا ہو چکا ہے وللاکثر حکم الکل) اور حج اور عمرے مین بھول کر صحبت کرنیوالا مثل قصدًا کرنے والے کے ہے (یعنی جو حکم قصدًا کرنے والے کا ہے وہی بھول کر کرنے والے کا ہے) یا اگر محرم نے طواف رکن بے وضو کر لیا تب بھی اس پر بکری واجب ہے اور اگر حالت ناپاکی مین کیا ہے تو بدنہ واجب ہے اور (اس صورت مین) اس طواف کو دوبارہ کرے اور اگر طواف قدوم وطواف رخصت بے وضو کرلیا ہے تو صدقہ دے اور اگر طواف رکن (یعنی طواف زیارت) مین اقل پھیرے (یعنی تین یا اس سے کم) چھوڑ دے تو اسپر بھی ایک بکری واجب ہے اور اگر اکثر طواف چھوڑ دیا ہے تو یہ ہمیشہ محرم ہی رہیگا (یہانتک کہ یہ طواف کرلے) اور اگر اپنے

گھر چلا آیا یا اُسی احرام سے اسکو لوٹ جانا واجب ہے) اور اگر طواف رخصت کا اکثر حصہ چھوڑ دیا یا
ناپاکی کی حالت مین کر لیا تو اسپر بھی ایک بکری واجب ہی اور اس کا کم حصہ (یعنی تین پھیرے یا دو
یا ایک) چھوڑنے سے صدقہ واجب ہوتا ہے یا اگر طواف رکن بے وضو کر لیا اور ایام تشریق کے آخر
مین (یعنی تیرھوین ذی الحجہ کو) طواف رخصت وضو سے کیا تب بھی (بالاتفاق) ایک بکری واجب
ہے اور اگر طواف رکن ناپاکی کی حالت مین کر لیا اور تیرھوین ذی الحجہ کو طواف صدر با وضو کیا)
تو اسپر دو بکریان واجب ہین یا اگر عمرے کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی بے وضو کرلی اور
ان کو دوبارہ نہ کیا بلکہ اپنے گھر چلا آیا تو اسپر ایک بکری واجب ہے یا اگر کسی نے صفا مروہ کے
درمیان کی سعی چھوڑ دی یا عرفات سے امام سے پہلے چلا آیا یا مزدلفہ مین وقوف نہین کیا یا
سب جمرون کی رمی چھوڑ دی یا ایک دن کی رمی چھوڑ دی یا سر منڈانے مین اتنی تاخیر کی کہ قربانی
کے دن گذر گئے یا اتنی ہی) طواف رکن مین تاخیر کردی یا حل مین (یعنی حرم کے باہر) سر منڈوا لیا تو
ان سب صورتون مین (امام صاحب کے نزدیک) اسپر ایک بکری واجب ہی اور اگر قارن (یعنی قران کرنے
والے) نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا تو اسپر دو بکریان واجب ہین (ایک ترتیب چھوڑنے
کی اور دوسری دم قران) **فصل** اگر محرم نے شکار مار لیا یا ایسے شخص کو بتلایا کہ اُسنے مار لیا تو اس
محرم پر (دونون صورتون مین اس شکار کا) بدلہ (دینا) واجب ہی اور بدلہ یہ ہے کہ جہان وہ شکار
مارا ہے یا جو جگہ وہان سے قریب ہو وہان کے نرخ کے مطابق دو عادل آدمی جو کچھ اس شکار کی
قیمت ٹھیرا دین اس قیمت کا یہ قربانی کا ایک جانور (یعنی اونٹ یا گائے یا بکری) خرید کر اسکو
ذبح کردے اور اگر اتنی قیمت نہین ہے کہ اس کا کوئی جانور آجائے تو اس قیمت کا غلہ خرید کر
فطرے کی طرح اُسے صدقہ کر دے (یعنی اگر گیہون ہین تو ہر مسکین کو نصف صاع دے اور اگر
جو وغیرہ ہین تو ایک صاع دے) یا ہر مسکین کے حصے کے عوض (اگر چاہے تو) ایک
ایک روزہ رکھے اور اگر اس حساب سے مسکینون کو دینے کے بعد نصف صاع سے
کم بچ جائے تو اسکو (بھی) خیرات کردے یا اُسکے بدلے مین) ایک روزہ رکھ لے (اس
نصف صاع سے کم ہونے سے روزے مین کوئی فرق نہین آسکتا) اگر محرم نے شکار کو زخمی کر دیا
یا اس کا کوئی عضو کاٹ ڈالا یا اُسکے بال اُکھاڑ لیے تو اس سے اُسکی قیمت مین جو کمی ہو جائے وہی

نقصان کا ضامن ہے اور پرندے کے پر اُکھاڑنے اور شکار کے پیر ہاتھ کاٹ ڈالنے اس کا دودھ دوہنے اُس کا بیضہ توڑ دینے اور اس توڑنے پر مردہ بچہ نکل آنے سے ہر چیز کی پوری قیمت واجب ہوتی ہے (یعنے پیر ہاتھ کاٹنے میں شکار کی قیمت دودھ دوہنے میں دودھ کی قیمت انڈا توڑنے میں انڈے کی قیمت اور بچہ نکل آنے پر بچہ کی قیمت لازم ہے) اور کوے چیل بھیڑیے سانپ بچھو چوہے کٹکھنے کتے مچھر چیونٹی پسو چچڑی اور کچھوے کے مارنے میں کچھ نہیں ہے ہاں جوں اور ٹڈی کے مارنے میں جو جی میں آئے صدقہ کردے (مثلاً ایک مٹھی اناج یا ایک کھجور وغیرہ دیدے) اور درندے کو مار ڈالنے کی صورت میں اُس کی قیمت ایک بکری کی قیمت سے نہ بڑھائی جائے اور اگر اس نے محرم پر حملہ کیا تو اُسکے مار ڈالنے میں کچھ نہیں ہے بخلاف مضطر (محرم) کے (یعنے جو بھوک کی بیتابی میں کوئی شکار مارے تو اُس پر اس کا بدلہ واجب ہے) اور محرم کو بکری گائے اونٹ مرغی اور گھر کی بطخ کو ذبح کرنا جائز ہے (کیونکہ یہ جانور شکار نہیں ہیں) اگر محرم پالتو کبوتر اور پلے ہوئے ہرن کو ذبح کردے تو اس کا بدلہ اُس پر واجب ہے (کیونکہ وہ اصل میں خلقی شکار ہی ہیں) اگر محرم کسی شکار کو ذبح کردے تو وہ شکار حرام ہوجاتا ہے اور اُسکے کھانے سے بھی اس کا تاوان بھرے گا نہ کہ دوسرا محرم (یعنے اگر اور محرم اس میں سے کھالیں گے تو انپر تاوان نہیں آئیگا) اور محرم کو اس شکار کا گوشت حلال ہے جو کسی حلال آدمی نے کیا ہو بشرطیکہ اس محرم نے یہ شکار اُسکو بتلایا نہ ہو اور نہ شکار کرنے کو کہا ہو۔ اگر حلال آدمی حرم کا شکار ذبح کردے تو (پھر اپنے پاس سے) اس کی قیمت خیرات کرے اور اسکے روزہ رکھنے سے (اس میں) کچھ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شکار لیے حرم میں چلا گیا تو اُس کو وہیں چھوڑ دینا چاہیے (کیونکہ اب وہ صید حرم ہوگیا) اور اگر وہاں لے جاکر بیچ ڈالا تھا تو بیع کو واپس کرلے اگر وہ شکار موجود ہو (کیونکہ وہ بیع فاسد ہے) اور اگر وہ مرگیا ہے تو اس بیچنے والے پر اس کا تاوان بھرنا واجب ہے (یعنے اسکی قیمت کو صدقہ کردے) اگر کسی نے احرام باندھا اور اُس کے گھر میں یا اسکے پنجرے میں شکار ہے تو اسپر اس کا چھوڑ دینا لازم نہیں ہے (برابر ہے کہ پنجرا اُسکے ہاتھ میں ہو یا اُس کے اسباب میں ہو)۔ اگر کسی نے احرام باندھنے سے پہلے کوئی شکار پکڑ لیا تھا پھر احرام باندھ لیا اور دوسرے شخص نے وہ شکار اُسکے ہاتھ سے چھڑوا دیا (تو) امام ابو حنیفہ

کے نزدیک) یہ چھڑانے والا اس (کی قیمت) کا ضامن ہوگا **ف** کیونکہ یہ شخص حلال ہونے
کی حالت میں پکڑنے سے اسکا ایسا مالک ہوگیا تھا کہ احرام باندھنے سے اسکی ملک نہیں جاسکتی
اور اس چھڑانے والے نے اسکو تلف کردیا ہے تو اب یہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور صاحبینؒ
کا قول یہ ہی کہ وہ ضامن نہوگا کیونکہ وہ آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہے۔ فتح **ترجمہ** اگر محرم نے
کوئی شکار پکڑ لیا تھا اور ایک اور شخص نے اس کو چھڑوا دیا تو یہ چھڑوا دینے والا اس کا ضامن نہ ہوگا
اور اگر اسکو دوسرے محرم نے مار ڈالا تو دونوں پر اس کا بدلہ دینا آئیگا اور پھر پکڑنے والا
(اپنے حصے کے دام) مارنے والے سے وصول کرے۔ اگر محرم نے حرم کی گھاس کاٹ لی (خواہ
گیلی تھی یا سوکھی) یا ایسا درخت کاٹ لیا تھا جو کسی کی ملک نہ تھا اور اس **قسم** کا تھا کہ لوگ
اس کو بوتے نہیں ہیں تو یہ اس کی قیمت کا دیندار ہوگا (اس قیمت کو صدقہ کردے اور اپنے
روزے رکھنے کو کچھ دخل نہیں ہی) ہاں اگر (حرم کا درخت) سوکھ گیا ہو (اس سے نفع اٹھانا جائز
ہی اس کا تاوان نہیں ہی) اور حرم کی گھاس چرانا اور کاٹنا سب حرام ہے سوائے اذخر کے **ف**
اذخر ہمزہ کے زیر اور خے سے ایک خوشبودار سفید رنگ کی گھاس کا نام ہے مکہ معظمہ میں ہوتی ہی
ضرورت کے وقت اسکا کاٹنا اور چرانا جائز ہے۔ طو ع **ترجمہ** اور جس خطا سے فقط حج
کرنے والے پر ایک بکری ذبح کرنی واجب ہوتی ہی اسی خطا سے قارن (قران کرنیوالے) پر دو بکریاں
واجب ہونگی (ایک حج کی دوسری عمرے کی) ہاں اگر قارن بے احرام باندھے میقات (احرام)
سے گذر جائے (تو اس صورت میں اسپر بھی ایک ہی بکری واجب ہوتی ہی) اگر دو محرموں نے (ملکر)
ایک شکار مارا تو دونوں کو پورا پورا بدلہ دینا آئیگا اور اگر دو غیر محرموں نے مار ڈالا تو دونوں ملکر ایک ہی
بدلہ دینگے **ف** اسکی وجہ یہ ہی کہ یہ بدلہ اصل حرم کی عظمت وحرمت کا لحاظ نہ رکھنے کی سزا ہے اور چونکہ
حرم ایک ہی ہے لہذا سزا بھی ایک ہے ہاں پہلے صورت میں اس کی سزا ہے کہ احرام کی حالت
میں ممنوع امر کیا ہے اور چونکہ وہ دو سے سرزد ہوا ہے لہذا سزا دونوں کو ملے گی۔ عینی **ترجمہ** اگر
محرم شکار کو بیچے یا خریدے تو اس کی یہ خرید و فروخت باطل ہے اگر کوئی حرم سے ہرنی پکڑ لایا
تھا پھر وہ بیا گئی (اس کے بچہ) اسکے بعد بچہ اور ہرنی دونوں مرگئے تو یہ دونوں کا ضامن ہوگا (یعنی دونوں
کی قیمت دینی آئے گی) ہاں اگر وہ ہرنی کا تاوان دے چکا تھا اس کے بعد وہ بیائی پھر دونوں

مر گئے تو اب بچے کے تاوان کا دینا ر نہیں ہوگا (کیونکہ اس صورت مین وہ حل کا شکار ہی)۔

باب مجاوزۃ الوقت بغیر احرام

میقات سے بدون احرام باندھے گذر جانیکا بیان

ترجمہ جو شخص میقات سے بدون احرام باندھے آگے بڑھ گیا تھا مگر پھر احرام باندھ کر لبیک کہتا ہوا میقات پر) لوٹ آیا یا بدون احرام کے جا کر پھر عمرے کا احرام باندھ لیا اسکے بعد عمرے کو فاسد کر کے (نئے سرے سے میقات سے احرام باندھکر) اسکو قضا کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے ذمہ سے وہ) جانور ذبح کرنا جاتا رہا (جو دونون شکلون مین اسپر واجب ہوا تھا) اگر کوئی کوفہ (وغیرہ) کا رہنے والا اپنے کسی کام سے بستان بنی عامر مین آئے تو اسکو مکہ مین بے احرام باندھے جانا جائز ہے اور (اگر یہ حج کرنا چاہے تو) اُسکی میقات وہی بستان ہی ف بستان بنی عامر ایک گاؤن کا نام ہی جو حرم کے باہر میقاتون کے اندر ہی آجکل یہ نخلہ محمود کے نام سے مشہور ہے اور مکہ معظمہ سے چوبیس۲۴ میل ہے ع درفتح ترجمہ اور جو شخص بے احرام باندھے مکہ مین داخل ہو گیا اور اس نے اسی سال وہ حج کیا جو بحیثیت مسلمان ہونے کے اسپر واجب ہوا تھا تو حج اس حج کیطرف سے کافی ہو جائیگا جو اسپر مکہ مین بے احرام باندھے داخل ہونے کے سبب سے لازم ہوا تھا (یہ قانون شرعی ہی کہ مکہ مین بے احرام باندھے چلے جانے سے حج یا عمرہ کرنا لازم ہو جاتا ہے) اور اگر وہ سال گذر گیا تو اب یہ حج اس کی طرف سے کافی نہ ہوگا (یعنے اب ایک کے کرنے سے دونون ادا نہ ہون گے)۔

باب اضافۃ الاحرام الی الاحرام

ایک احرام پر دوسرا احرام باندھ لینے کا بیان

ترجمہ اگر کوئی مکہ کا رہنے والا (عمرے کا احرام باندھنے کے بعد) عمرے کے طواف کا ایک پھیرا کر کے پھر حج کا احرام باندھ لے تو اُسپر واجب ہی کہ) حج کو چھوڑ دے (کیونکہ یہ قران کی صورت ہو گئی اور مکہ والون کو قران درست نہین ہی) اور (آیندہ سال) اسپر ایک حج ایک عمرہ اور وہ حج چھوڑنے کی وجہ سے ایک بکرا قربانی کر دینا واجب ہی اور اگر اُسنے ان دونون کے افعال پورے کر دیے تو دونون درست ہو جائین گے اور اسپر ایک دم واجب ہوگا (دم سے بکری کی قربانی کرنا مراد ہے آیندہ کے لیے یاد رکھنا چاہیے) اگر کسی نے حج کا احرام باندھا تھا اور پھر ذی الحجہ کی

دسویں کو دوسرے حج کا احرام باندھ لیا پس اگر یہ پہلے (حج کو ختم کرنے) میں سر منڈا چکا تھا تو یہ دوسرا حج کرنا اسپر لازم ہوگیا اور اسپر (بالاتفاق) دم نہیں ہے اور اگر پہلے کے لیے سر نہیں منڈوایا تھا تو اسپر یہ دوسرا حج لازم اور ایک دم واجب ہوگیا برابر ہے کہ (دوسرے احرام میں) بال کترواے ہوں یا نہ کتروائے ہوں ف یہاں کترانے سے مراد بالوں کا دور کرنا ہے یہ اس لیے کہدیا ہی تاکہ یہ عورتوں کو بھی شامل ہو جائے کیونکہ اس مسئلہ میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں کہ بال دور کرنے سے وہ دم ساقط نہیں ہوتا وجہ دم واجب ہونے کی یہ ہی کہ حج اور عمرے دونوں کے احراموں کو جمع کرنا بدعت ہی۔ عینی ترجمہ اگر کسی کو عمرے (کے افعال میں) سے فقط بال کتروانے رہ گئے تھے کہ اسنے دوسرے عمرے کا احرام باندھ لیا تو دو عمرے جمع کرنے کیوجہ سے اسپر دم لازم ہو جائیگا۔ اگر کسی نے حج کا احرام باندھا تھا اور اسکو پورا کرنے سے پہلے عمرے کا احرام باندھ لیا پھر (یعنی مکہ میں داخل ہونے سے پہلے) وقوف عرفات کیا تو اس وقوف سے) اس نے اپنا عمرہ چھوڑ دیا اور اگر عرفات کی طرف فقط گیا ہی) ہی تو ابھی) عمرہ نہیں چھوڑا (یہانتک کہ وہاں وقوف کرے)۔ اگر کسی نے حج کا طواف (قدوم) کر کے عمرے کا احرام باندھ لیا اور دونوں کے افعال پورے کر دیے تو اسپر ایک دم واجب ہوگا اور مستحب یہ ہے کہ اس عمرے کو چھوڑ ہی دے اگر کسی نے قربانی کے دن (ایام تشریق میں) عمرے کا احرام باندھ لیا تو وہ عمرہ اسپر لازم ہوگیا اور اس کا چھوڑ دینا مع دم دینے اور بعد میں قضا کرنے کے اسپر لازم ہو (چھوڑ دینے کی یہ وجہ ہے کہ ان ایام میں عمرہ کرنا مکروہ ہی مگر چونکہ شروع ہو چکا ہے اس لیے قضا کرنا لازم ہے) اور اگر اسکو پورا کر دیا تو وہ ادا ہو جائیگا اور اسپر ایک دم دینا واجب ہوگا۔ اگر کسی سے حج فوت ہوگیا تھا پھر اس نے عمرے کا یا حج کا احرام باندھ لیا تو یہ اس کو (بھی) چھوڑ دے ف یعنے جس کا ایسا احرام باندھا ہی کیونکہ جس کا حج فوت ہو جائے وہ عمرے کے افعال سے اس کے بدولت ہی حلال ہو جاتا ہی کہ اس حج کا احرام عمرے کا احرام ہو جائیگا اور دو حجوں کو یا دو عمروں کو جمع کرنا جائز نہیں ہے عینی۔

باب الاحصار

احصار کا بیان

ف لغت میں احصار کے معنے رکنے یا روکنے کے ہیں اور شرع میں وقوف عرفات اور طواف

رکنے کو کہتے ہین اور اسکی بہتر تعریف یہ ہی احصار اُسکو کہتے ہین کہ محرم اُن افعال کے پورا کرنے سے رک جائے یا روکدیا جائے جنکے لیے اُسنے احرام باندھا تھا۔ فتح **ت** جو شخص (حج یا عمرے سے کسی بیماری یا دشمن کے سبب رک جائے تو وہ ایک بکری بھیجدے جو اُسکی طرف سے (حرم مین) ذبح کیجائے اور اُسکے بعد وہ احرام کھولدے اور اگر وہ محرم قارن تھا (یعنی قرآن کرنے جا رہا تھا) تو دو بکریان بھیجے اور اُسکے حرم مین ذبح ہونے کی تعیین کردے (یہانتک کہ اس دم کا غیر حرم مین ذبح ہونا جائز نہین ہی) اور ذبح کرنے کے لیے قربانی ہی کا دن معین نہ کرے (کیونکہ اسکا اور وقتون مین بھی ذبح ہونا جائز ہی) اور فقط حج سے رک کر حلال ہونے والے کے ذمہ (خواہ وہ حج فرضی یا نفلی ہو) ایک حج اور ایک عمرہ ہی **ف** یہ اس صورت مین ہے کہ اس سال اس حج کی قضا نہ کی ہو اور اگر اُسنے قضا کر دی تھی تو اُسپر عمرہ واجب نہ ہوگا اور فقط حج سے رک کر حلال ہونے کے یہ معنی ہین کہ اُسنے حج ہی کا احرام باندھا تھا یعنی مفرد تھا۔ ط و ع **ت** اور فقط عمرے سے رک کر حلال ہونے والے کے ذمہ (فقط) ایک عمرہ ہی اور قارن (رکنے والے) کے ذمہ ایک حج اور دو عمرے ہین **ف** یعنی ایک حج اور ایک عمرہ تو اسلیئے کہ یہ اُن دونون کو صحیح طور سے شروع کر چکا تھا اب ان کی قضا ضروری ہے اور دوسرا عمرہ اسلیے کہ اُسنے اس سال اس حج کی قضا نہین کی۔ ع **ت** اگر محصر نے ہدی (یعنی اس رکاوٹ کی) بھیجدی تھی پھر وہ رکاوٹ جاتی رہی اور یہ اب بھی روانہ ہوکر ہدی کو پکڑ سکتا اور حج کر سکتا ہے تو یہ فوراً روانہ ہو جائے ورنہ نہ ہو (یعنی اگر ان دونون کی امید نہ ہو تو نہ جائے ہان حج یا عمرے کی قضا کر دے) اور عرفات مین ٹھیرنے کے بعد روکا جانا کوئی چیز نہین ہے (کیونکہ حج پورا ہو گیا یعنی اسکا اعلیٰ رکن ادا ہو گیا) اور جو شخص مکہ مین (یا حرم مین) دو رکنون سے روکا جائے (یعنی وقوفِ عرفات سے اور طواف رکن سے) تو وہ محصر ہی (یعنی وہ روکا ہوا کہلاتا ہے ورنہ نہین ہے۔

باب الفوات

حج نہ ملنے کا بیان

ت جس شخص کو عرفات مین نہ ٹھیرنے کے باعث حج نہ ملا ہو اُسے ایک عمرہ کر کے احرام کھولدینا چاہیئے اور آیندہ سال بلا دم کے اُسپر حج کرنا واجب ہے اور عمرہ فوت نہین ہو سکتا (کیونکہ اُسکے لیے

وقت کی تعیین نہین ہے اور اسپر اجماع ہی) اور عمرہ (فقط بیت اللہ کے) طواف اور (صفا مروہ کی)
سعی کرنیکا نام ہی اور یہ تمام سال مین ہوسکتا ہی (یعنی سارے سال مین جب کوئی چاہے کرلے)
ہان عرفہ کے دن۔ بقرعید کے دن اور ایام تشریق مین کرنا مکروہ ہے اور عمرہ سنت (مؤکدہ) ہی۔

باب الحج عن الغیر

دوسرے کی طرف سے حج کرنیکا بیان

ت (صرف) مالی عبادت (مثلاً زکوۃ اور کفارات وغیرہ) مین نیابت کافی ہوسکتی ہے برابر ہی کہ وہ خود کرسکتا ہو یا نہ کرسکتا ہو اور (صرف عبادات) بدنیہ (مثلاً نماز۔ روزہ اور اعتکاف وغیرہ) مین (کسی وقت) کافی نہین ہوسکتی ف یعنی برابر ہی کہ وہ خود کرسکتا ہو یا نہ کرسکتا ہو اسکی وجہ یہ ہی کہ عبادات مالیہ سے تو اصل مقصود محتاج کی حاجت روائی کرنا ہوتا ہی اور یہ نائب کے ذریعہ سے بھی ہوسکتا ہی اسمین خود کی کوئی حاجت نہین ہی بخلاف عبادات بدنیہ کے کہ اُنسے مقصود نفس کو مقہور اور زیر کرنا ہی اور یہ نائب کے کرنے سے پورا نہین ہوسکتا۔ فتح ت اور جو عبادت (مالی اور بدنی) دونون سے مرکب ہو (مثلاً) حج تو اسمین نیابت فقط اسوقت جایز ہی کہ جب وہ خود کرنے سے مجبور ہو (یعنی اگر وہ خود کرسکتا ہو تو پھر نیابت کافی نہین ہوسکتی) اور اسکے جواز مین وہ مجبوری شرط ہی جو ہمیشہ کی ہو یعنی وہ (اپنے) مرتے دم تک مجبور ہی رہے اور یہ شرط بھی فرض حج مین ہی نفلی حج مین نہین ہی۔ اگر کسی نے دو آدمیون کیطرف سے احرام باندھ لیا تو وہ کل خرچہ کا دیندار ہوگا اسلیئے کہ اُسنے اُن دونون کے خلاف کیا ہی اور یہ حج انکی طرف سے نہوگا بلکہ اسی کی طرف سے ہوگا) اور راستہ مین رُک جانے کا دم بھیجنے والے کے ذمہ ہی اور قران اور خطا قصور کا دم جانیوالے کے ذمہ (کیونکہ قصور اسی سے ہوا ہی) اور اگر یہ نائب راستہ مین مرجائے (یا اسکا کل خرچ چوری چلا جائے) تو جسکی طرف سے یہ حج کرنے جاتا تھا اسکے باقیماندہ ترکہ مین سے ایک تہائی مال لیکر اسکی طرف سے اسکے گھر سے (دوبارہ) حج کرایا جائے ف مثلاً ایک شخص اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کرکے مرگیا اور اُسکے وارثون نے اسکی وصیت کے مطابق اُسکی طرف سے نائب کرکے روانہ کردیا راستہ مین یہ نائب بھی مرگیا تو اب یہان سے حج نکرایا جائے جہان یہ نائب مرا ہی بلکہ وہان سے کرانا چاہیئے جہان وہ کرانے والا رہتا تھا اور اگر اسکا کہین گھر نہین تھا تو بس جہان وہ مرا ہے وہین سے (مسکین) ت اگر کسینے اپنے ماں باپ یعنی

دونون) کی طرف سے احرام باندھا تھا اور بعد مین ان مین سے ایک کیلیے معین کر دیا تو یہ درست ہو جائیگا۔

باب الهدی

ہدی کا بیان

ف ہدی اُس جانور کا نام ہی جو ثواب کی نیت سے حرم محترم بھیجا جائے۔ ط و ع **ت** کم سے کم ہدی ایک بکری ہی باقی اونٹ۔ گائے۔ اور بکری سب ہدی ہو سکتی ہی (برابر ہی کہ نر ہون یا مادہ ہون) اور جو جانور قربانی مین درست ہین وہی ہدی مین بھی درست ہین اور بکری (جنایات کے) ہر موقع پر جائز ہی سوائے طواف رکن کے جو ناپاکی کی حالت مین کر لیا ہو یا کسی نے عرفات مین ٹھیرنے کے بعد (اور سر منڈانے اور رخصت کر لینے سے پہلے) عورت سے صحبت کر لی ہو (ان دونون موقعون پر ایک بکری کا ذبح کرنا کافی نہ ہوگا بلکہ بدنہ واجب ہی) اور صرف نفل۔ تمتع اور قران کی ہدی مین سے کھانا جائز ہی اور کفارات ونذور کے دم اور احصار کی ہدی مین سے کھانا جایز نہین ہی اور صرف تمتع اور قران کی ہدی کا قربانی کے دن ذبح کرنا مخصوص ہی اور یہ خصوصیت کسی مین نہین ہی) اور یہ کل جانور حرم ہی مین ذبح کئے جائین اور اسمین یہ خصوصیت نہین ہی کہ انکا گوشت حرم ہی کے فقیرونکو دیا جائے اور ہدی کو عرفات لیجانا ضروری نہین ہی (ہان تمتع کی ہدی کو لیجانا اچھا ہی) اور اسکی جھول اور مہار کو (بھی) خیرات کر دے اور قصائی کی مزدوری اس (کے گوشت وغیرہ) مین سے نہ دے اور نہ بلا ضرورت اسپر سوار ہو نہ اسکا دودھ دوہے اور اسکے تھنون پر ٹھنڈا پانی چھڑکتا رہی **ف** یعنی اسلیئے کہ اسکا دودھ خشک ہو جائے کیونکہ دودھ ہدی کا جز ہی لہذا اس سے نفع اٹھانا جائز نہین ہے اور یہ حکم اس صورت مین ہی کہ جب ذبح کرنیکا وقت قریب ہو اور اگر ابھی دیر ہو اور ہدی کو اسکی اکڑاہٹ سے تکلیف ہوتی ہو تو دودھ دوہکر اُسکو خیرات کر دے اور یہ دوہنا اور اُسپر سوار نہ ہونا سب اُسکی تعظیم کی غرض سے ہی ع و مسکین **ت** اگر واجب ہدی مرنے لگے یا عیب دار ہو جائے تو اسکی جگہ دوسری ہدی کر دے اور وہ عیب دار اسی کی ہے اور اگر ہدی نفلی تھی (اور وہ عیب دار ہو گئی یا مرنے لگی) تو اسکو ذبح کر دے اور اسکے سم اُس کے خون مین رنگ دے اور ایک چھاپہ اسکے کوہان کی طرف بھی مار دے (جس سے ہر کوئی معلوم کر لے کہ یہ ہدی ہے) اور اس مین سے دولتمند نہ کھائے اور فقط نفل۔ تمتع اور قران ہی کے بدنکے گلے مین قلادہ ڈالا جائے۔

مسائل منثورہ

مسائل متفرقہ

ت اگر عرفات والے اس بات کی گواہی دین کہ حاجیون نے وقوفِ عرفات ایک دن پہلے کر لیا ہی تو انکی گواہی قبول کر لیجائیگی (اور ان کا وہ وقوف کافی نہ ہوگا بلکہ دوبارہ کرنا ہوگا) اور اگر ایک روز کے بعد گواہی دین تو قبول نہین ہوگی (کیونکہ اب قبول کرنے سے بہت بڑا حرج لازم آتا ہی) اگر کسی نے (قربانی سے) دوسرے روز (یا تیسرے یا چوتھے روز) پہلے جمرے کی رمی چھوڑ دی تو اب اسے اختیار ہی چاہے (دوسرے روز) سب جمرون پر رمی کرلے اور چاہے فقط پہلے ہی پر کرلے اگر کوئی (منت وغیرہ مان کے) اپنے ذمہ پا پیادہ حج کرنا واجب کرلے تو اُسے اسوقت تک سوار ہونا جائز نہین ہی کہ جبتک وہ طوافِ رکن (یعنی طواف زیارت) کرے (کیونکہ یہ طواف فرض ہے اسپر حج ختم ہوجاتا ہی) اگر کوئی شخص احرام بندھی ہوئی لونڈی خریدے (اور اُس سے صحبت کرنی چاہے) تو پہلے اُسے حلال کرلے (یعنی اسکے بال وغیرہ کتر دے) اور اسکے بعد اس سے صحبت کرے۔

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

ف ہمارے لیے ایسی کوئی عبادت نہین ہی جو آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک برابر جاری رہی ہو اور پھر جنت مین بھی جاری ہو سوائے نکاح اور ایمان کے اور تنہائی مین نفلین پڑھنے سے نکاح چند وجہ سے افضل ہے اول تو یہ کہ سنتین نوافل پر بالاجماع مقدم ہین اور نکاح سنت ہی دوسرے یہ کہ اسکے ترک پر وعید وارد ہے بخلاف نوافل کے تیسرے یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کبھی تنہا یعنی بے نکاح نہین رہے اگر بے نکاح رہنا افضل ہوتا تو آپ ضرور ایسا کرتے چوتھے یہ موجد اولاد کے حصول کا سبب ہی۔ فتح وسکین ت نکاح ایک معاملہ ہی جو عورت سے فائدہ حاصل کرنے کی ملکیت پر قصداً ہوا کرتا ہی ف فائدہ حاصل کرنے سے یہان صحبت کی حلت حاصل کرنا مراد ہے اور قصداً کی قید اسلئے لگا دی ہی کہ لونڈی کے خریدنے مین بھی اس سے صحبت کرنے کی حلت حاصل ہوجاتی ہی مگر چونکہ اصل مقصود خود اس لونڈی کی ملکیت ہوتی ہے اور صحبت کی حلت اسکے تابع ہونیکی وجہ سے ہوتی ہے اسلیے اسکی خرید کو نکاح نہین کہہ سکتے ت اور نکاح (متوسط حالت مین) سنت ہے اور غلبہ شہوت کے وقت واجب ہی (تاکہ زنا کا مرتکب نہو جائے) اور یہ (ایک کے) ایجاب اور (دوسرے کے) قبول سے بندھ جاتا ہے

نکاح

بشرطیکہ یہ دونون ماضی کے صیغہ سے ہون یا انمین سے ایک ماضی کے صیغہ سے ہو **ف** یعنی زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہو مثلاً مرد کہے مین نے تجھ سے نکاح کر لیا اور اسکے جواب مین عورت کہے کہ مین نے قبول کر لیا اس صورت مین دونون ماضی کے صیغہ سے ہین یا مثلاً عورت کہے کہ تو مجھ سے نکاح کر لے اور مرد جواب مین کہے کہ مین نے تجھ سے نکاح کر لیا تو اس صورت مین یہ قبول ہی ماضی کے صیغہ سے ہی اسا سے بھی نکاح بندھ جائیگا۔ عینی وغیرہ **ت** اور عقد نکاح لفظ نکاح اور لفظ تزویج اور ان لفظون سے ہوتا ہی جو اسی وقت چیز کے مالک کر دینے کے لیے وضع کئے گئے ہون (جیسے تملیک۔ صدقہ۔ خرید۔ فروخت وغیرہ اور اجارہ۔ اباحت وغیرہ کے الفاظ سے نہین ہوتا) جسوقت کہ نکاح دو آزاد مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتون کے سامنے بندھے یہ دونون (اسکے گواہ ہین اور دونون) عاقل بالغ اور مسلمان ہون اگرچہ فاسق ہون یا کسی کو تہمت لگانے مین سزا یافتہ ہون یا دونون اندھے ہون یا ان ہی میان بیوی کے بیٹے ہون (یعنی ایک اس مرد کا بیٹا ہو اور دوسرا اس عورت کا) اگر کوئی مسلمان کسی ذمی عورت سے دو ذمی گواہون کے روبرو نکاح کرلے تو وہ صحیح ہو جائیگا۔ اگر کسی نے دوسرے سے اپنی صغیر سن لڑکی کا نکاح کر دینے کو کہا تھا اسنے ایک آدمی کے روبرو نکاح کر دیا اور یہ لڑکی کا باپ وہان موجود تھا تو نکاح صحیح ہوگیا اور اگر موجود نتھا تو صحیح نہین ہوا **ف** اسکی وجہ یہ ہی کہ اب وہ آدمی اکیلا ہی گواہ رہگیا اور ایک گواہ سے نکاح نہین بندھتا ہان باپ کی موجودگی مین یہ سمجھ لیا جائیگا کہ اصل نکاح کرنیوالا تو باپ ہی ہی اور یہ دونون یعنی ایک وہ وکیل اور دوسرا یہ شخص گواہ ہین لہذا گواہی کا نصاب پورا ہی عینی وط

فصل فی المحرمات

ت اپنی مان اور بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہی اگرچہ کتنی ہی دور کی ہون (یعنی نانی یا پر نانی یا دادی یا پر دادی وغیرہ ہون یا نواسی یا پوتی یا پر پوتی وغیرہ ہون سب کا ایک ہی حکم ہی) اور اپنی بہن۔ بھانجی بھتیجی پھوپھی۔ خالہ۔ ساس اور اپنی بیوی کی بیٹی سے بشرطیکہ بیوی سے صحبت کر چکا ہو اور اپنی سوتیلی مان اور بہو سے نکاح کرنا حرام ہی اگرچہ یہ دونون کتنی ہی دور کی ہون (مثلاً سوتیلی مان نہو بلکہ سوتیلی دادی یا پر دادی وغیرہ ہو اور بہو کے بجائے پوتے یا پر پوتے وغیرہ کی بیوی ہو وہ بھی بہو ہی کے حکم مین ہی) اور یہ (مذکورہ) سب رشتے دودھ کے ناتے سے بھی حرام ہین (یعنی اگر یہ دودھ کے ناتے سے ہون تو وہان بھی یہی حکم ہے) اور دو بہنون کو نکاح مین جمع کرنا (یعنی دونون سے نکاح کر لینا) یا دونون کو

خرید کر دونون سے صحبت کرنا (بھی) حرام ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی (باندی) سے صحبت کرچکا تھا بعد
مین اُسکی بہن سے نکاح کر لیا تو اب جبتک کہ اپنی لونڈی کو بیچ نہ دے ان دونون مین سے ایک کیساتھ
بھی صحبت نہ کرے (ورنہ دو بہنون کا صحبت مین جمع کرنا لازم آئیگا اگرچہ ایک نکاحی ہے اور دوسری لونڈی
ہی) اگر کسی نے دو بہنون سے علیحدہ علیحدہ نکاح کیا اور یہ یاد نہین رہا کہ پہلے کس سے ہوا تھا تو اُسکو ان
دونون کو علیحدہ کر دیا جائے (یعنی قاضی اسکا نکاح ان دونون ہی سے توڑ دے) اور ان دونون کو
آدھا آدھا مہر ملنا چاہیئے **ف** نکاح توڑ دینے کی تو یہ وجہ ہے کہ انمین سے ایک کا نکاح یعنی پہلی کا یقیناً
نہین ہوا لیکن اسکے معین کرنیکی کوئی صورت نہین ہے لہذا دونون کو اسی حکم مین لے لیا جائیگا اور
در اصل یہی وجہ دونونکو مہر ملنے کی ہے کیونکہ یہ مسئلہ ہے کہ اگر صحبت سے پہلے عورت کو علیحدہ کر دیا جائے تو وہ
نصف مہر کی مستحق ہوتی ہے اور چونکہ یہان اس نصف کی مستحق کوئی معین نہین ہے لہذا دونون کو دیا جائیگا
ع ت اور ایک آدمی کو ایسی دو عورتون کو نکاح مین جمع کرنا حرام ہے کہ (انکا آپسمین ایسا رشتہ ہے کہ) اگر انمین
سے ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو اُسکو دوسری سے نکاح کرنا حرام ہو (مثلاً دونون پھوپھی بھتیجی تھین اب
اگر پھوپھی کو مرد خیال کرین تو اُسکو اپنی بھتیجی سے نکاح کرنا حرام ہے (اور اگر بھتیجی کو مرد سمجھین تو اُسکو اپنی
پھوپھی سے نکاح کرنا حرام ہے) زنا کرنا اور شہوت سے (فرج کو) ہاتھ لگانا یا دیکھنا (خواہ مرد کی طرف
سے ہو یا عورت کی طرف سے) دامادی کی حرمت کو ثابت کر دیتا ہے (یعنی جیسا اپنی ساس سے نکاح
حرام ہوتا ہے ویسا ہی اُس عورت کی مان سے بھی جس سے زنا کیا ہو یا شہوت سے دیکھا یا ہاتھ لگایا ہو)
اور اپنی طلاق دی ہوئی عورت جبتک عدت مین ہو اُسکی بہن سے نکاح کرنا اور اپنی لونڈی سے نکاح کرنا اور غلام
کو اپنی آقا بیوی سے نکاح کرنا اور آتش پرست اور بت پرست عورتون سے نکاح کرنا حرام ہے ہان کتابیہ سے (خواہ وہ
یہودن ہو یا نصرانی ہو) اور صابیہ سے (یہ ایک فرقہ ہے جو فرشتون کی تعظیم کرتا ہے) اور احرام بندھی ہوئی عورت سے
اگرچہ یہ بھی احرام باندھے ہوئے ہو اور دوسرے کی لونڈی سے اگرچہ وہ کتابیہ ہو اور لونڈی پر آزاد عورت سے نکاح
کرنا درست ہے اسکا عکس درست نہین (یعنی اگر آزاد عورت نکاح مین ہو تو اسپر لونڈی سے نکاح کرنا درست
نہین ہے اگرچہ وہ آزاد عورت طلاق کی عدت ہی مین ہو) اور آزاد آدمی کے لیے آزاد عورتون اور لونڈیون مین سے
فقط چار جائز ہین (یعنی چار عورتون سے زیادہ نکاح کرنا جائز نہین ہے خواہ وہ آزاد ہون یا لونڈی ہون
اسی پر ساری امت کا اجماع ہے) اور غلام کیلئے دو ہی جائز ہین اور جس عورت کو حمل زنا سے ہو اس سے

نکاح کرنا درست ہی لیکن اس سے صحبت نکرے یہانتک کہ وہ اپنا حمل جن لے ہان اگر وہ زانی ہی اس سے نکاح کرلے تو اُسکو صحبت کرنی بھی بالاتفاق جائز ہی نہ کہ اس عورت کا نکاح جسکا حمل حلال ہے ہو (یہانتک کہ وہ جن نہ لے) اور جس عورت سی بسبب لونڈی ہونیکے صحبت کی گئی ہو یا جس سے کسی نے زنا کر لیا ہو یا جو (اسیر) حرام عورت کیساتھ عقد مین آگئی ہو اس سے نکاح درست ہی **ف** حرام عورت کیساتھ عقد مین آنے کا یہ مطلب ہی کہ ایک شخص نے دو عورتون سے نکاح کیا تھا اور انمین سی ایک کسی رشتہ وغیرہ کے سبب اسپر حرام تھی تو اس صورت مین دوسری کا نکاح صحیح ہو جائیگا) ع **ت** اور مہر جسقدر ٹھیرا ہو وہ سب اسی اکیلی کا ہی نکاح متعہ اور نکاح موقت بالکل باطل ہی **ف** متعہ کی یہ صورت ہی کہ مرد کسی عورت سے کہے کہ مین تجھ سے اتنے روپیہ پر اسلیئے نکاح کرتا ہون کہ تجھ سے چند روز فائدہ اٹھاؤن اسمین نفع یا فائدے کا لفظ ذکر ہونا ضروری ہی متعہ کے معنی بھی فائدے ہی کے ہین یہ شروع اسلام مین جائز تھا مگر پھر قیامت[۱] تک کے لیے منسوخ ہو گیا اور نکاح میعادی[۲] یہ ہی کہ نکاح کی مدت معین کرکے گواہون کے روبرو نکاح کے وقت ذکر کر دیجائے یہ نکاح بھی جائز نہین ہی۔ طاوع **ت** اگر کسی عورت نے مرد پر (قاضی کے ہان) یہ دعوی کیا کہ اُسنے مجھ سے نکاح کر لیا ہی اور قاضی نے اسکے گواہ سنکر اسکے نکاح ہونے کا حکم دیدیا تو اب اس مرد کو اس عورت سے صحبت کرنا جائز ہے گو در اصل اس سے نکاح نہ ہوا ہو **ف** یعنی گو اس مرد کو یقین ہو کہ مین نے اس سے نکاح نہین کیا بعض کہتے ہین کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس مرد کو اس سے صحبت کرنی جائز ہے اور پہلا قول امام ابو یوسف رح کا بھی یہی ہی اور انکا آخری قول اور امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہی کہ اس سے صحبت کرنی اس مرد کے لیے حلال نہین ہی اور قاضی سے غلطی ہو گئی ہی کیونکہ گواہ بہتیرے جھوٹے ہوتے ہین اور امام صاحب کی دلیل یہ ہی کہ قاضی نے تو وہ حکم لگایا جو اُسکے اختیار مین تھا اور اسکے نزدیک گواہ بھی سچے ہین اگرچہ اللہ کے نزدیک سچے نہون کیونکہ حقیقت صدق تو اللہ کے سوا کوئی نہین جان سکتا اسپر مطلع ہونا قریب قریب محالات کے ہی اور قاضی اس گواہی پر حکم لگا دینے پر مامور ہی جو اسکے نزدیک سچی ہو لہذا اگر پہلے نکاح نہین تھا تو گویا اب ہو گیا یعنی قاضی کے اس حکم نے جدید نکاح کر دیا مگر اسمین یہ شرط ہی کہ وہ

[۱] بعض روایتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ متعہ تین مرتبہ حلال ہوا ہی لیکن تیسری دفعہ کی حلت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف یہ فرمادیا اب مین متعہ کو ایسا حرام کرتا ہون کہ قیامت تک اسکو کوئی حلال نکر سکیگا اسی پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہی ۱۲ [۲] یعنی نکاح موقت ۱۲

عورت جدید نکاح کردینے کے قابل ہو مثلاً دوسرے کی بیوی یا کسی عدت مین نہو یا اسکی محرم غیرہ نہو یعنی لمعفا

باب الاولیاء والاکفاء

باب عورتون کے ولیون اور کفوون کا بیان

ف اکفا کفو کی جمع ہو جو ہمسر اور نظیر کے معنی مین آتا ہو اور ایسے موقع پر اس سے برادری بھی مراد لیجاتی ہو **ت** آزاد عاقل بالغ عورت کا نکاح (اگر وہ) بلا ولی کے (کرلے تو) ہوجاتا ہو **ف** یعنی بلا اسکی اجازت اور بدون اسکی موجودگی کے اور یہان ولی سے عصبہ مراد ہو امام شافعی امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہ ہو کہ عورتون کے خود کرنے سے نکاح کبھی نہین ہوسکتا کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہو لا نکاح الا بولی وشاھدی عدل اور ہماری دلیل آنحضرت علیہ السلام کا یہ ارشاد ہو الایم احق بنفسہا من ولیہا اسکی صحت پر سب کا اتفاق ہو اور اس بارے مین امام شافعی وغیرہ کی حدیث صحیح نہین ہو عینی ملخصًا **ت** اور کنواری بالغ لڑکی کا نکاح زبردستی نہ کیا جائے (خواہ وہ نکاح کرنے والا یعنی ولی باپ ہو یا دادا ہو) پس اگر ولی نے ایسی لڑکی سے اجازت مانگی (کہ مین تیرا نکاح کرتا ہون) اور وہ خاموش ہو رہی یا ہنس پڑی یا رو پڑی یا ولی نے (بدون اسکی اجازت کے) اسکا نکاح کردیا اور جب اسے خبر ہوئی تو وہ خاموش ہو رہی تو یہ اسکے اجازت دیدینے مین داخل ہو اور اگر ایسی لڑکی سے ولی کے سوا کسی اور نے اجازت لی تو اس صورت مین اسکا زبان سے اجازت دینا (کہ ہان تم کردو مجھے منظور ہو) ضروری ہو جیسا کہ اس عورت کا بھی صریح اجازت دینا ضروری ہو جسکا کنوارہ پن زائل ہوچکا ہو اور جس لڑکی کا کنوارہ پن کودنے سے یا حیض آنے سے یا (اس خاص جگہ) زخم ہوجانے سے یا بالغ ہونیکے بعد بہت دنون تک شادی نہ ہونیکے سبب سے یا زنا کرانے سے جاتا رہا ہو تو وہ (حکمًا) کنواری ہی ہو اگر (نکاح ہونے کے بعد) میان بیوی مین چپ رہنے کے اندر اختلاف ہو (یعنی میان کہے کہ تو نکاح کی خبر سنکر چپ ہو رہی تھی اور وہ کہے مین چپ نہین ہوئی تھی مین نے انکار کردیا تھا) تو اس صورت مین عورت کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور ولی کو چھوٹے لڑکے لڑکی کے نکاح کردینے کا اختیار ہو (خواہ وہ بیاہی ہو یا بے بیاہی) اور ولی وراثت کی ترتیب پر عصبہ ہوتا ہو **ف** یعنی عصبون کے ولی ہونے مین وہی ترتیب ہو جو ان کے وارث ہونے مین ہو پس جو وراثت مین مقدم ہوتا ہو وہی نکاح کے ولی ہونے مین بھی مقدم ہوگا **ت** اور ان

سلہ اولیا ولی کی جمع ہو جس کے معنی اکثر والی وارث کے لیے جاتے ہین ۵ۓ خواہ وہ مان کی طرف کے رشتہ دارون مین سے کوئی ہو اور خواہ باپ کی طرف والون میں سے ہو ان کو زبانی اجازت لینی ضروری ہو ۱۲ ۵ۓ جب لڑکی بالغ ہوجاتی ہو تو اسکی شرمگاہ کے اندر ایک باریک سی جھلی ہوتی ہو یہان کنوارپن سے وہی جھلی مراد ہو ۱۲

دونون کو (یعنی نابالغ لڑکے اور لڑکی کو) بالغ ہونے کے بعد نکاح توڑ دینے کا اس صورت مین اختیار ہوگا
کہ جب باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا ہو بشرطیکہ (نکاح ٹوٹنے پر) قاضی بھی حکم لگا دے اگر نابالغ لڑکی
کا نکاح کر دیا تھا اور اُسے اپنے کنوارے پن مین نکاح کی خبر ہو گئی اور وہ بالغ ہونیکے وقت چپ ہی تو اب
اسکو نکاح توڑنے کا اختیار نہین رہیگا ہان ایسے لڑکے کو چپ ہونے سے اسکا اختیار نہین جاتا جبتک کہ
وہ اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دے گو یہ رضامندی دلالۃً ہی معلوم ہو اور نکاح ٹوٹنے سے پہلے جو ان دونون
مین سے مر جائیگا تو دوسرا اسکا وارث ہوگا (یعنی اسکو اسکا ترکہ ملیگا) اور غلام (اگرچہ مکاتب ہی ہو) اور نابالغ
لڑکا دیوانہ اور کافر مسلمان عورت کا نکاح کرنے مین ولی نہین ہو سکتا اور اگر ولی ہونیکے لیے کوئی عصبہ نہو تو
اسکی ولی اسکی ماں ہو پھر نانا پھر حقیقی بہن پھر علاتی بہن (یعنی جو فقط باپ مین شریک ہو) پھر اخیافی بہن
یا بھائی (یعنی جو فقط ماں مین شریک ہون) پھر اور ذوی الارحام (یعنی مثلاً پھوپھیاں پھر ماموں پھر
خالائین پھر ماموں کی اولاد اور علی ہذا القیاس) اور اگر یہ بھی نہ ہون تو پھر حاکم اور دور کے رشتہ کے ولی
کو اسوقت نکاح کر دینا جائز ہے کہ جب قریب کے رشتہ کا ولی تین دن (یا اس سے زیادہ) کے راستہ پر ہو اور
پھر اسکے آنے سے (اگر وہ رضامند نہ ہو تو) نکاح ٹوٹ نہین سکتا اسی پر فتویٰ ہے اور دیوانی عورت کا
ولی اسکا بیٹا ہوتا ہے باپ نہین ہوتا یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور امام محمدؒ کا قول اسکے
برعکس ہے اور بہتر یہ ہے کہ انہین سے ایک دوسرے کے کہنے سے کرے تا کہ بالاتفاق صحیح ہو جاوے فصل جو عورت
اپنے ولی کی بغیر اجازت کے (غیر کفو سے نکاح کرلے تو ولی (یعنی عصبہ اگر چاہے تو) دونو کو جدا کر دے جبتک
کہ انکے اولاد نہ ہوئی ہو اور اگر اولاد ہوگئی تو پھر ولی کو یہ اختیار نہین ہے) اور بعض ولیون کا رضامند ہو جانا سب
کے رضامند ہو جانیکے ہے اور اگر ولی مہر لیلے یا جہیز کا بندوبست کر دے یا شوہر کا تحفہ قبول کرلے تو یہ اسکی
رضامندی کا ثبوت ہے اور اگر وہ اس نکاح کی خبر سنکر چپ ہو رہا تو اس سے رضامندی ثابت نہین ہو سکتی
اور ایک دوسرے کا کفو چند امور مین اسکے برابر ہونے سے ہوتا ہے اول یہ کہ نسب مین دونون برابر
ہون پس قریش سب آپس مین کفو ہین اور انکے سوا عرب آپس مین کفو ہین دوسرے یہ کہ حر ہونے (یعنی آزاد
ہونے) اور مسلمان ہونے مین دونون برابر ہون اور جس کے فقط باپ دادا ہی حر اور مسلمان ہون وہ اسکا کفو ہے
جو کئی پشتون سے حر اور مسلمان چلا آتا ہو تیسرے دیانتداری اور روپیہ پیسہ اور پیشہ مین برابر ہون (اگر
دونون ہم پیشہ بھی ہون) اگر کسی عورت نے کفو سے اپنے مہر مثل سے کم پر اپنا نکاح کر لیا تو اب ولی

کو اختیار ہیکہ یا تو (قاضی کے ہان دعوی کرکے) انھین علحدہ کرادے اور یا وہ اس کا مہر مثل پورا کر دے اگر کوئی اپنے نابالغ لڑکے کی شادی غیر کفو مین کر دے اور مہر بہت تھوڑا سا (یا بہت سا) مقرر کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جائیگا باقی باپ اور دادا کے سوا اور کوئی ایسا کرنیکا مجاز نہین ہی **فصل** چچا کے بیٹے کو اختیار ہیکہ اپنے تائے کی بیٹی کا نکاح اپنے سے کرلے اور وکیل کو اپنی مؤکلہ عورت کا نکاح اپنے سے کرلینا جائز ہی بشرطیکہ اسنے وکیل اپنا نکاح ہی کر دینے کو کیا ہو۔ اور غلام۔ لونڈی کا نکاح اگر آقا کی بلا اجازت کے ہو گیا ہو تو اسکی اجازت پر موقوف رہیگا جیسا کہ فضولی کا نکاح موقوف رہتا ہی ف فضولی ف کے پیش سے لغت مین اسکو کہتے ہین جو فضول کامون مین پڑا ہوا ہو اور فقہا کی اصطلاح مین اسکو کہتے ہین جو نہ کسی کا وکیل ہو نہ قاصد ہو بلکہ آپ ہی اپنی طرف سے کسیکا کسی سے نکاح کر دے تو وہ بھی موقوفاً منعقد ہو جاتا ہی جس کے یہ معنی ہین کہ اگر وہ میان بیوی خبر ہونے پر مان گئے تو ہو گیا ورنہ خیر یہی قول امام مالک اہل مدینہ حسن۔ سعید بن المسیب اور ابراہیم نخعی کا ہی لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ فضولی کا نکاح بالکل بیکار ہی۔ عینی ملخصات اور عقد (نکاح) کا ایجاب غائب نکاح کرنیوالے کے ایجاب پر موقوف نہین رہتا ف اسکی صورت یہ ہیکہ ایک عورت نے دو گواہون کے روبرو کسی کی بابت یہ کہا کہ وہ مجھ سے نکاح کرلے اور وہ نکاح کرنیوالا غائب ہے اس مجلس مین نہین ہی اور نہ اسکی طرف سے اسکو اور کسی نے قبول کیا تو اس عورت کا ایجاب اُسکے آنے پر موقوف نہین رہیگا بلکہ اُسکے آنیکے بعد پھر نئے سرے سے ایجاب کرنا چاہیے۔ عینی ملخصات اگر کوئی (کسی کی طرف سے) ایک عورت سے نکاح کر دینے پر مامور (یعنی اسکا وکیل) ہو اور وہ (ایک عقد مین) دو عورتون سے کر دے تو یہ (اپنے مؤکل یا آمر کا) مخالف ہی نہ کہ لونڈی سے کر دینے والا (یعنی اگر وہ وکیل لونڈی سے نکاح کر دیگا تو مخالف نہین کہلائیگا۔

باب المہر

مہر کا بیان

ت نکاح بغیر مہر ذکر کیے درست ہو جاتا ہی اور کم سے کم مہر دس درم کا ہوتا ہی ف جو تخمیناً دو روپے دس آنے ہوتے ہین اور ائمہ مین سے ہر ایک نے مہر کی مقدار وہی ٹھیرائی ہی جو ایک عضو بیکار کرنے مین چوری کا نصاب ہی مثلاً امام مالکؒ کے نزدیک چوتھائی دینار اور تین درم ہین ابن شبرمہ پانچ درم کہتے ہین ابراہیم نخعی کے ہان کم از کم چالیس درم ہین امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا قول یہ ہی کہ جو چیز بیع مین قیمت ہو سکے وہ مہر ہو سکتی ہی اور ہماری دلیل یہ ہی جو جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ لا مہر اقل من عشرۃ دراہم یعنی مہر دس درم سے کم نہین ہوتا۔ اسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ عینی ملخصات اگر کسی نے

دس درم یا اس سے کم مہر ٹھیرا یا تو صحبت ہونیکے بعد اگر وہ لینا چاہیگی) یا دونون مین سے ایک کے مرجانے پر یا خلوت[۱]
صحیحہ ہونے پر اس عورت کو دس ہی درم ملین گے اور صحبت (یا خلوت صحیحہ) ہونے سے پہلے طلاق دیدینے سے
مہر نصف رہجاتا ہی اور اگر مہر ٹھیرایا نہین تھا یا اسکی نفی کردی تھی (یعنی یہ کہدیا تھا کہ مہر نہین دونگا تو اب اگر یہ
شوہر صحبت کرچکا یا مرگیا تو اس عورت کو مہر مثل ملیگا (یعنی جتنا اسکی بہنون پھوپھیون کا ہوتا ہوگا اتنا ہی اسکو
ملیگا) اور اگر (ایسے نکاح مین) صحبت اور خلوت) کرنے سے پہلے طلاق دیدی تو ایک متعہ ہی یعنی شوہر پر
عورت کو ایک جوڑا دینا واجب ہی) اور متعہ ایک کرتی - اوڑھنی اور چادر کو کہتے ہین اگر نکاح ہونیکے بعد کوئی
چیز ٹھیری یا مہر بڑھا دیا گیا تو (صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدینے پر اسکو نصف نہین کرینگے اور عورت کو
اپنا مہر کم کردینا جایز ہے اور شوہر کا اکیلی عورت کے پاس جانا بشرطیکہ نہ (دونون مین سے) کوئی بیمار
ہو نہ عورت حیض (و نفاس) سے ہو نہ کوئی احرام باندھے ہوئے ہو نہ کسی کو فرض روزہ ہو تو یہ مثل
صحبت کرنیکے ہی اگرچہ مرد کا ذکر کٹا ہوا یا وہ عنین یا خصی ہو اور اس خلوت کے بعد (طلاق دینے یا شوہر کے
مرجانے پر احتیاطًا) عدت واجب ہوتی ہی اور ہر طلاق والی عورت کو ایک جوڑا دینا مستحب ہے)
خواہ اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو) سوائے مفوضہ عورت کے بشرطیکہ اُسے صحبت کرنے سے پہلے
طلاق دیدی ہو ف یعنی مفوضہ کو جوڑا دینا مستحب نہین ہی بلکہ واجب ہی اور مفوضہ وہ عورت ہی جسنے اپنے
آپ کو شوہر کے سپرد کردیا ہو اور اسکا نکاح بدون ذکر کئے مہر کے ہوگیا ہو - ع ت اور (نکاح) شغار
مین اور (مہر ادا کرنیکے لیے) آزاد شوہر کے اس عورت نے خدمت کردینے اور اسکو قرآن پڑھا دینے مین
بھی مہر مثل واجب ہوتا ہے ف نکاح شغار اسے کہتے ہین کہ ایک آدمی اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح
دوسرے سے اس شرط پر کردے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس سے کردے اور مہر یہ دونون نکاح
بدلہ ہی ہوتا ہو تو یہ دونون نکاح درست ہوجائینگے اور انمین مہر مثل دینا واجب ہوگا اسیطرح اگر کسی آزاد آدمی نے اس
شرط پر نکاح کیا کہ مین مہر کے بدلے اتنے دنون بیوی کی خدمت کرونگا یا قرآن پڑھا دونگا تو ان دونون صورتون
مین بھی مہر مثل واجب ہوگا جس کی وجہ یہ ہی کہ جسکا اسوقت نام لیا گیا ہی وہ مال نہین ہی اور مہر مال ہونا ضروری
ہی - ع ت ہان اگر شوہر غلام ہو تو عورت کو اس سے خدمت لینی جائز ہی (یعنی اس صورت مین شوہر کی خدمت
ہی مہر ہوجائیگی) ایک عورت کا ایک ہزار روپیہ مہر تھا اور وہ اسنے (صحبت ہونے سے پہلے) وصول کرکے شوہر کو

[۱] خلوت صحیحہ اسے کہتے ہین کہ میاں بیوی ایک ایسے مکان مین ہون کہ جہان انکی اجازت بغیر اور کوئی نہ جاسکے اور نہ وہان کوئی ذی عقل بچہ ہو اور نہ ان مین

بخشدیا اسکے بعد صحبت (یا خلوت صحیحہ) ہونے سے پہلے اسے طلاق ملگئی تو اب شوہر پانسو روپیہ اس عورت سے پھیرلے (کیونکہ وہ ایک ہزار لے چکی ہے اور مستحق پانسو ہی کی تھی) ان اگر اسنے (پورا مہر یعنی) ایک ہزار نہین لیئے تھے یا پانسو ہی لیے تھے اور (پہلی صورت کے لحاظ سے) ایکہزار یا (دوسری صورت کے اعتبار سے) باقی شوہر کو بخشدے۔ یا مہر کا اسباب قبضہ کرنے سے پہلے یا بعد مین شوہر کو بخشدیا اور ان تینون صورتون مین صحبت ہونے سے پہلے اسکو طلاق ملگئی تو اب شوہر اس سے کچھ نہ لے ف تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ یہ ہے کہ ایکہزار مہر ٹھیرایا اور صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی اور عورت نے وہ ایکہزار ابھی وصول نہین کیئے تھے بلکہ اسی کو بخشدئے اس صورت مین قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ شوہر اس سے پانسو وصول کرلے چنانچہ اسمین امام زفر کا قول یہی ہے مگر ہمارے نزدیک استحسان یہ ہے کہ اب اس سے نہ لے اسلیے کہ اسکا مقصود حاصل ہوگیا ہے وہ یہ کہ صحبت کرنیسے پہلے طلاق دینے پر نصف مہر کا جو دینا ہوتا اس سے بچ گیا ہے بس یہی کافی ہے اور دوسرے مسئلہ مین عورت نے اپنے حق سے زیادہ نہین لیا دوسرے وہ حصول مقصود کی دلیل یہان بھی ہے اور تیسرا مسئلہ صاف ظاہر ہے مستخلص ملخصات اگر کسی نے ایکہزار مہر پر اس شرط سے نکاح کیا کہ مین اس عورت کو باہر نہین لیجاؤنگا یا اسپر دوسرا نکاح نہین کرونگا یا یہ شرط کی کہ اگر مین اس عورت کو اس شہر مین رکھونگا تو ہزار دونگا اور اگر باہر لیجاؤن گا تو دو ہزار دونگا اب اگر اسنے اس شرط کو پورا کردیا اور اسی شہر مین رکھا تو عورت ایک ہزار کی مستحق ہوگی اور اگر اسنے شرط پوری نہین کی (مثلاً اسے لیکر باہر چلا گیا) تو اسکو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر اس طرح نکاح کیا کہ دو غلام سامنے کرکے یہ کہا کہ مہر مین یہ غلام ہے یا یہ غلام ہے اور ان دونون کی قیمت مین بہت باقی ہے مثلاً ایک پانسو کا ہے دوسرا ہزار کا ہے) تو اس صورت مین مہر مثل دینے کا حکم کیا جائیگا اور اگر ایک گھوڑے یا گدھے پر نکاح کیا (یعنی مہر مین انکے دینے کا وعدہ کیا) تو اوسط درجہ (کا گھوڑا گدھا) یا اسکی قیمت واجب ہوگی اور اگر کپڑے یا شراب یا سور پر نکاح کیا (یعنی انمین سے کوئی چیز مہر ٹھیری) یا کہا کہ اس سرکہ پر نکاح کرتا ہون اور وہ سرکہ نہین تھا بلکہ شراب تھی یا کہا کہ اس غلام پر کرتا ہون اور وہ غلام نہین بلکہ آزاد تھا تو ان سب صورتون مین مہر مثل واجب ہے اور اگر کسی نے مہر مین دو غلام دیئے اور انمین ایک آزاد تھا تو اب اس عورت کا مہر یہی ایک غلام ہے اور نکاح فاسد مین مہر مثل صحبت کرنے سے واجب ہوتا ہے ف نکاح فاسد اسکو کہتے ہین کہ جسمین نکاح کی شرطون مین سے کوئی شرط جاتی رہے مثلاً گواہ نہ ہون باقی اسکی تفصیل آگے آئیگی - ط ت اور وہ بھی مقرر شدہ سے (یعنی جو میان بیوی

[illegible] کا مترجم

مین ٹھیر چکا ہو اس سے) نہ بڑھایا جائے اور اس نکاح (بچہ کا) نسب اور (عورت کے ذمہ) عدت ثابت ہو جاتی ہو اور مہر مثل عورت کے باپ کے خاندان کا معتبر ہوتا ہو یعنی بہنون اور پھوپھیون کا مہر مثل ہوتا ہو جب کہ یہ دونون عورتین عمر مین۔ خوبصورتی مین۔ مالداری مین۔ شہری ہونے مین ہمعصر اور عقلمند اور دینداری اور کنواری ہونے مین دونون برابر ہون پس اگر باپ کے خاندان مین کوئی ایسی عورت نہو (جو ان آٹھون امور مین اسکے برابر ہو) تو اسکا مہر اجنبی عورتون کے مہر کو دیکھ کر ٹھیرا دیا جائیگا اگر شوہر کیطرف سے عورت کا ولی مہر کا ضامن ہو جائے تو یہ جائز ہے اور پھر عورت کو اختیار رہیگا چاہے وہ مہر کا تقاضا شوہر پر کرے (کیونکہ اس سے نکاح ہوا ہی) اور چاہے ولی پر کرے کہ وہ ضامن ہو گیا ہی) اور (اگر مہر معجل ٹھیرا تھا تو) عورت کو مہر نہ ادا کرنے کی وجہ سے اتنا اختیار ہو کہ وہ اپنے ساتھ اسکو صحبت نکرنے دے یا اسکے سفر مین ہمراہ لیجانے سے نہ جائے اگرچہ وہ ایک دفعہ اس سے صحبت کر بھی چکا ہو اور اگر مہر کی مقدار مین میان بیوی کا جھگڑا ہو جائے (بیوی زیادہ کہے اور میان کم بتلائے) تو مہر مثل پر فیصلہ کیا جائیگا (یعنی دونون مین سے جو مہر مثل کی برابر کہیگا اسی کا کہنا معتبر ہوگا اور اس سے قسم بھی لیلی جائیگی) اور اگر اسکو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی ہے تو ایک جوڑا کپڑے دینے کا حکم دیا جائیگا (جو اس جیسی عورت کو ملتا ہوگا) اور اگر اصل مہر کے ٹھیرنے ہی مین اختلاف ہو (مثلاً عورت کہے ٹھیرا تھا اور مرد کہے نہین ٹھیرا تھا تو بالاجماع) مہر مثل واجب ہوگا اور اگر یہ (میان بیوی) دونون مرگئے اور انکے وارثون کا مہر کی مقدار مین جھگڑا ہوا تو شوہر کے وارثون کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر میان نے اپنی بیوی کو کوئی چیز بھیجی تھی اسکے بعد دونون مین جھگڑا ہو گیا بیوی کہتی ہے کہ وہ سوغات تھی اور میان کہتا ہے وہ مہر مین تھی تو ایسے موقع پر مع قسم کے مرد کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا بشرطیکہ وہ اسی وقت کھانے کی نہو (مثلاً گوشت روٹی اور وہ میوے نہون جو جلدی بگڑ جاتے ہین بلکہ وہ ایسی چیز ہے کہ اسی وقت کے کھانیکی نہین ہی مثلاً شہد ہے یا گھی ہے یا کوئی جانور وغیرہ ہو تو اسوقت شوہر کے کہنے کا اعتبار کرکے اور اس سے قسم لیکر مہر مین محسوب کر دیا جائیگا اور اگر ایسی چیز ہے کہ وہ اسی وقت کے کھانیکی ہو تو اس مین عورت کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا مگر قسم لیکر۔ ط و ع ت اور اگر کسی ذمی نے ذمیہ عورت سے ایک مردار جانور کے بدلہ مین یا بدون مہر کے نکاح کر لیا اور ایسا نکاح انکے نزدیک جائز تھا پھر اس عورت سے صحبت کی یا صحبت سی

پہلے طلاق دیدی یا مرگیا تو (دونون صورتون مین) اس عورت کو مہر کچھ نہین ملیگا اور دارالحرب مین اگر وہان کے باشندے ایسا کرین تو ان کا بھی (بالاتفاق) یہی حکم ہی اور کسی ذمی نے ذمیہ عورت سے معین شراب یا معین سور پر نکاح کیا (یعنی انمین سے کوئی چیز مہر مین دینی ٹھیری) اور اسپر قبضہ ہونے سے پہلے (میان بیوی) دونون مسلمان ہوگئے یا ایک مسلمان ہوگیا تو (امام صاحب کے نزدیک) وہ شراب اور سور اُس عورت کا ہی اور اگر شراب اور سور کو معین نہین کیا تھا تو عورت کو شراب کی قیمت ملیگی اور سور ہونیکی صورت مین مہر مثل ملیگا۔

باب نکاح الرقیق

غلام اور لونڈی وغیرہ کے نکاح کرنیکا بیان

ت غلام۔ لونڈی۔ مکاتب۔ مدبر اور ام ولد کا نکاح ان کے آقا کی اجازت بغیر نہین ہوسکتا پس اگر کسی غلام نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا تھا تو مہر ادا نہ ہونے کی صورت مین وہ غلام فروخت کردیا جائیگا اور مدبر اور مکاتب کما کر مہر ادا کرینگے یہ (مہر وصول کرنے) مین فروخت نہین کیے جائینگے اور آقا کا غلام سے یہ کہنا کہ تو اُسے رجعی طلاق دیدے نکاح موقوف کی اجازت ہی ف یعنی یہی غلام کا نکاح جو آقا کی اجازت پر موقوف تھا اسکی اجازت ہی کیونکہ رجعی طلاق نکاح کے بعد ہی ہوتی ہی گویا ایک غلام نے اپنے آقا کی اجازت بغیر نکاح کرلیا تھا اسے خبر ہوئی تو اُسنے یہ کہا کہ اسے رجعی طلاق دیدے اسوقت اس کا یہ کہنا نکاح کی اجازت ہوجائیگا ۔ع ت نہ کہ یہ کہنا کہ اسے طلاق دیدے یا اسے الگ کردے (یعنی یہ کہنا اجازت مین شمار نہین ہوگا) اور (آقا کا غلام کو) نکاح کی اجازت دینا نکاح فاسد کو بھی شامل ہوگا (یعنی اسمین بھی صحبت کے بعد مہر ادا کرنے مین اسکو فروخت کردیا جائیگا) اگر آقا نے خود ماذون غلام کا کسی عورت سے نکاح کردیا (اور غلام کے ذمہ قرض تھا) تو وہ نکاح صحیح ہوجائیگا اور وہ عورت اپنا مہر وصول کرنے مین مثل اور قرضخواہون کے ہوگی (اور غلام ماذون وہ ہی جسے آقا نے تجارت کرنیکی اجازت دے رکھی ہو) اگر کسی نے اپنی لونڈی کا نکاح کردیا ہی تو اُسپر یہ واجب نہین ہی کہ انکو رات کو علیحدہ بھی سلایا کرے بلکہ یہ لونڈی اپنے آقا ہی کی خدمت کرے اور جب اُسکے شوہر کا قابو چلے وہ اس سے صحبت کرجایا کرے اور آقا کو اپنے غلام لونڈی کا زبردستی نکاح کردینے کا اختیار ہوتا ہی ف اختیار ہونے سے یہ مراد ہی کہ اگر وہ انکی بلا رضامندی کردیگا تو وہ نکاح صحیح ہوجائیگا ۔ع ت اگر آقا نے اپنی لونڈی کا نکاح کردیا تھا اب اگر وہ) اپنی لونڈی کو (اسکے شوہر کے) صحبت کرنے سے پہلے قتل کردے تو (شوہر کے ذمہ سے) مہر جاتا رہیگا ہان اگر آزاد عورت صحبت ہونے سے پہلے خودکشی کرلے تو اسکا مہر نہین جائیگا اور

ف بلکہ اگر اس نے کھانا کپڑا نہ دیا گیا اور اس عورت نے قرض لیکر کھایا تو اس قرض کی ادائیگی مین بھی یہ فروخت کردیا جائیگا ۱۲ حاشیہ اصل از عینی

عزل کے بارے مین لونڈی کے آقا کی اجازت ہونی چاہئے ف عزل اُسکو کہتے ہین کہ صحبت کرتے وقت
انزال ہونے سے پہلے ذکر کو فرج سے نکال لے تاکہ انزال باہر ہو اور حمل نہ رہے ایسا کرنا جائز ہو مگر
مکروہ ہو اور اس بارے مین امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک لونڈی کے کہنے کا اعتبار نہین ہو بلکہ اسکے آقا
کی اجازت ہونی چاہیے کیونکہ حق اسی کا ہو لونڈی کا نہین ہو۔ ع وطات اگر لونڈی یا مکاتبہ (کا کسی
سے نکاح ہوگیا تھا اور پھر وہ) آزاد کردی گئی تو ان مین سے ہر ایک کو اختیار دیدیا جائیگا کہ نکاح
رکھے یا توڑ دے اور یہ اختیار اسی مجلس تک رہیگا جسمین ہر ایک کو اسکی خبر ہوئی ہو) اگرچہ اسکا شوہر
آزاد ہی ہو اور اگر لونڈی نے (آقا کی) بغیر اجازت کے نکاح کرلیا تھا پھر وہ آزاد ہوگئی تو اسکا نکاح بدون
اختیار کے قائم رہیگا پس اگر اسکا شوہر اسکے آزاد ہونے سے پہلے اس سے صحبت کرچکا ہو تو مہر آقا کو
ملیگا ورنہ مہر اس لونڈی کا ہوگا۔ اگر کسی نے اپنے بیٹے کی لونڈی یعنی باندی) سے صحبت کرلی تھی اسکے
بچہ ہوا تو اُسنے دعویٰ کیا (کہ یہ بچہ میرا ہی) تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوجائیگا اور یہ باندی اس کی
ام ولد ہوجائیگی اور اس باندی کی قیمت اسپر واجب ہوگی اسکا مہر واجب نہین ہوگا اور نہ اسکے بچہ کی
قیمت دینی واجب ہوگی اور اگر باپ نہو (اور دادا ایسا کربیٹھے) تو دادا کا دعویٰ مثل باپ ہی کے
دعوی کے ہو اور اگر بیٹا خود اپنی باندی کا نکاح اپنے باپ سے کردے اور پھر اسکے اولاد ہو تو یہ باندی
باپ کی ام ولد نہین ہوگی اور اس صورت مین باپ پر اسکا مہر واجب ہوگا اسکی قیمت واجب نہین ہوگی
اور اسکی اولاد (بلا قیمت) آزاد ہو۔ ایک آزاد عورت (غلام کے نکاح مین تھی اس) نے اپنے شوہر کے
آقا سے یہ کہا کہ تم اس کو ایکہزار روپیہ کے عوض میری طرف سے (یعنی میرے نائب ہوکر) آزاد کردو اُسنے
کردیا تو اب یہ نکاح ٹوٹ جائیگا اور اگر اسنے ایکہزار روپیہ کے عوض کا لفظ نہین کہا ہو تو نکاح نہین جائیگا
اور (اس صورت مین) اسکی ولاء آقا کو ملیگی ف پہلی صورت مین نکاح نہ رہنے کی یہ وجہ ہو کہ اسطرح
کہنے سے عورت اپنے شوہر کی مالک ہوجاتی ہو اور پھر وہ آزاد ہوجاتا ہی اور یہ قاعدہ ہو کہ اگر کوئی عورت
اپنے شوہر کی مالک ہوجائے تو ان دونون کا نکاح نہین رہتا اور دوسری صورت مین چونکہ اسنے
بدلہ یا عوض کا ذکر نہین کیا اسلیے وہ شوہر کی مالک نہ ہوئی اور نکاح بدستور رہا اور ولا اس مال کو کہتے
ہین جو کسی کے مرنے کے بعد اگر اسکا کوئی وارث قرابت دار نہو تو وہ اسکے آزاد کرنیوالے کو پہنچ جائے
پس چونکہ اس دوسری صورت مین آزاد کرنیوالا آقا ہی لہذا ولاء اسی کی ہو۔

باب نکاح الکافر

کافر کے نکاح کا بیان

ت اگر کوئی کافر بغیر گواہوں کے یا (دوسرے) کافر کی عدت میں نکاح کرلے اور یہ انکے دین میں جائز ہو پھر دونوں (میان بیوی) مسلمان ہوجائین تو انکو اسی نکاح پر رہنے دینگے (جدید نکاح کرنیکی ضرورت نہین ہی) ہان اگر وہ محرم ہو (یعنی اس کافر نے اپنی مان بہن وغیرہ سے نکاح کر رکھا ہو اور دونون مسلمان ہوجائین تو انکو جدا کردیا جائیگا (اگرچہ انکے مذہب مین ایسا کرنا جائز ہو) اور مرتد مرد اور عورت کا نکاح کسی سے نہ کیا جائے ف یعنی نہ مسلمان سے نہ کافر سے خواہ کافر مجوسی ہو ذمی ہو یا اور کوئی ہو کیونکہ نکاح کا دارمدار مذہب پر ہوتا ہی اور مرتدون کا کوئی مذہب نہین ہوتا اسلیے کہ مرتد کے معنی دین سے پھرے ہوئے کے ہین اور جس دین کو وہ اختیار کرتا ہی اسپر بھی قایم نہین رہا کرتا ع ت اولاد اپنے مان باپ مین سے دین مین بہتر کے تابع ہوتی ہے (مثلاً باپ مسلمان ہی اور مان کافر ہے تو انکی اولاد کو مسلمان تصور کیا جائیگا) اور مجوسی اہل کتاب سے بدتر ہین (یعنی اگر ایک بچہ کی مان مجوسن ہی اور باپ یہودی یا نصرانی ہی تو اس بچہ کو باپ کے لحاظ سے یہودی یا نصرانی تصور کیا جائیگا) اگر میان بیوی مین سے ایک مسلمان ہوجائے تو دوسرے سے بھی مسلمان ہونیکے لیے کہا جائے اگر وہ ہوجائے تو فبہا (دونون کا نکاح بدستور رہیگا) ورنہ دونونکو جدا کردیا جائے اور مرد کا مسلمان ہونے سے انکار کرنا طلاق ہی (یعنی اسکے انکار کرنے ہی سے عورت کو طلاق ہوجاتی ہی) عورت کا مسلمان ہونے سے انکار کرنا (بالاتفاق) طلاق نہین ہی (کیونکہ طلاق عورت کیطرف سے نہین ہوسکتی) اگر میان بیوی مین سے ایک دارالحرب مین مسلمان ہوجائے تو جبتک عورت تین دفعہ حیض سے نہ ہوے (یا تین مہینے نہ گذرجائینگے) وہ اپنے میان سے علیحدہ نہین ہوگی اور اگر کتابیہ عورت کا شوہر (یعنی یہودن یا نصرانن کا شوہر) مسلمان ہوجائے تو اسکا نکاح بدستور رہیگا اور دو ملکون کا مختلف ہونا (میان بیوی مین) جدائی کا سبب ہے نہ کہ قید مین آنا ف یعنی ہمارے نزدیک ایک آدمی کا دارالحرب سے مسلمان ہوکر دارالاسلام مین چلا آنا ان میان بیوی مین جدائی ہونیکا سبب ہے ہان اگر دونون مین سے ایک قید ہوکر مسلمانون کے ملک مین آگیا یا مسلمانون کے ملک سے قیدی ہوکر دارالحرب کو چلا گیا تو اس سے دونون مین جدائی نہ ہوگی جبتک ت اگر کوئی عورت دارالحرب سے ہجرت کرکے دارالاسلام مین آجائے اور اسے حمل نہو تو وہ بلا عدت گذارے نکاح کرلے (یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہی اور صاحبین کا قول یہ ہی کہ اسپر عدت لازم ہی) اور میان بیوی مین سے ایک کے مرتد ہوجانے سے نکاح اسی وقت

ٹوٹ جاتا ہی (یعنی جسوقت کوئی مرتد ہوا پس اگر عورت سے صحبت کرنیکے بعد شوہر مرتد ہو جائے تو اس عورت کو پورا مہر دینا لازم ہے اور اگر ابھی صحبت نہین کی تھی تو نصف مہر دینا لازم ہی اور اگر عورت مرتد ہوئی ہی تو پھر اسکے لیے کوئی چیز واجب نہین ہوتی (کیونکہ اب تو جدائی عورت ہی کی طرف سے ہوئی ہی) اور مسلمان ہونے سے انکار کرنا مرتد ہونیکی نظیر ہے (یعنی مہر کے واجب ہونے نہونے وغیرہ مین جو حکم مرتد کا ہی وہی اس منکر اسلام کا ہی) اگر میان بیوی دونون مرتد ہو گئے اور پھر ساتھ ہی دونون مسلمان ہو گئے تو انمین جدائی نہ ہوگی اور اگر آگے پیچھے مسلمان ہوئے ہین تو دونون مین جدائی ہو جائیگی۔

باب القسم

(یعنی بیویون کی) باری کا بیان

ت قسم ق کے زبر اور س کے جزم سے لغت مین حصے معین کرنے کو کہتے ہین اور ق کے زیر سے مطلق حصے کے معنی مین ہی اور شرع مین ق کے زبر سے اپنی بیویون مین برابری کرنے کو کہتے ہین یعنی کھلانے پہنانے اور مکان وغیرہ کے دینے مین اپنی جے بیویان ہون سب کو برابر سمجھے حتی کہ اگر شوہر کا کام رات کے کرنیکا ہو مثلاً وہ سپاہی وغیرہ ہو تو وہ دن کو بمنزلہ رات کے کرے اور یہ تقسیم واجب ہے عینی و فتح الملخصات باری کی حقدار ہونے مین کنواری مثل بیاہی کے ہے اور نئی مثل پرانی کے ہے اور مسلمان عورت مثل اہل کتاب کے ہی ف کنواری سے مراد وہ ہی جس کی اول ہی شادی ہوئی ہو اور بیاہی سے مراد وہ ہے جسکی دو بارہ شادی ہوئی ہو ت اور حرہ (یعنی آزاد عورت) کی باری لونڈی سے دگنی ہے اور مرد کو اختیار ہی کہ سفر مین جس بیوی کو چاہے اپنے ساتھ لیجائے ہان انمین قرعہ ڈال لینا مستحب ہی پھر جسکے نام قرعہ نکل آئے اسی کو لیجائے اور یہ سفر کے ایام اسکی باری مین شمار نہین کئے جائینگے اگر کسی عورت نے اپنی باری کو دوسری کو بخشدیا ہو تو پھر اسے واپس کر لینے کا اختیار ہی۔

کتاب الرضاع

(بچہ کو غیر عورت کا) دودھ پینے کا بیان

ت (شرع مین) رضاعت اسکو کہتے ہین کہ شیرخوار بچہ ایک خاص مدت مین (یعنی شیرخوارگی کی عمر مین تھوڑا یا بہت) کسی عورت کی چھاتی سے دودھ پئے اور اسکے سبب سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہین جو نسب کے سبب سے حرام ہوتے ہین اگرچہ ڈھائی برس کے اندر کم ہی پیا ہو لیکن رضاعی بھائی کی ماں اور اسکے بیٹے کی بہن حرام نہین ہوتین ف اسی طرح رضاعی بہن کی ماں بھی حرام نہین ہوتی اور نسبی بھائی کی ماں سے نکاح کرنا جائز نہین ہی کیونکہ اگر وہ اسکا حقیقی یا اخیافی بھائی ہی تو اسکی ماں اسکی حقیقی ماں ہی اور اگر علاتی

بھائی ہی تو اسکی مان اسکے باپ کی موطؤہ ہی یعنی) اس سے وہ صحبت کرچکا ہی اور یہ دونون قطعی حرام ہین علی ہذا القیاس نسبی بیٹے اور بیٹی کی بہن بھی حرام ہی کیونکہ اگر وہ اسکی حقیقی یا علاتی بہن ہی تو اسکی بیٹی ہی ہوگی اور اگر اخیافی ہی تو اسکی موطؤہ بیوی کی بیٹی ہی یہ دونون بھی حرام ہین اور رضاعت سے حرمت ثابت ہونے مین امام شافعیؒ کا دو باتون مین اختلاف ہی اول تو یہ کہ وہ اسمین پانچ گھونٹ پینا شرط ٹھیراتے ہین اگر شیر خوارگی کی عمر مین کوئی دو تین گھونٹ پی لے تو انکے نزدیک یہ حرمت ثابت نہین ہوگی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک گھونٹ سے بھی حرمت ثابت ہوجاتی ہی اور انکی دلیل یہ آیۃ ہی وامھاتکم اللاتی ارضعنکم (یعنی تمھاری وہ مائین بھی حرام ہین جنھون نے تم کو دودھ پلایا ہو) اس آیۃ مین حرمت کا دارمدار صرف دودھ پلانے پر ہی نہ پانچ چار گھونٹ ہونیکی شرط ہی اور نہ زیادہ ہونیکی قید ہی اور یہی حضرت ابن مسعود وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہ سے بھی مروی ہی دوسرا اخلاف رضاعت کی مدت مین ہی کہ کس عمر تک دودھ پینے سے یہ حرمت ثابت ہوجاتی ہی اسمین امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تیس مہینے ہین اور امام شافعیؒ کے نزدیک دو برس امام صاحب کی دلیل یہ آیت ہی۔ حملہ وفصالہ ثلثون شھرا (یعنی حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے ہین) اس آیۃ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ دونو نکی علٰحدہ علٰحدہ مدت تیس مہینے ہین مگر یہ ٹھیک نہین کیونکہ حمل دو برس تک نہین رہتا لہٰذا یہ تیس مہینے دودھ چھڑانے ہی کی مدت رہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ مدت دونون کے مجموعہ کی ہی مگر جب اسمین حمل کی اقل مدت مذکور ہی تو دودھ پلانے کی بھی مدت دو برس اقل ہی ہونی چاہیئے۔ اس مسئلہ مین صاحبین بھی امام شافعیؒ کے موافق ہین اور فتویٰ انھی کے قول پر ہی۔ یعنی وط اور دودھ پلانے والی کا وہ شوہر جس سے اسکے وہ دودھ ہوا ہو اس شیر خوار بچہ کا باپ ہی اور اسکا بیٹا بھائی ہی اسکی بیٹی بہن ہی اسکا بھائی چچا ہی اور اسکی بہن اسکی پھوپھی ہی اور اپنے رضاعی بھائی اور نسبی بھائی کی بہن سے نکاح کرنا درست ہوسکتا ہی ف مثلاً زید کی دو بیبیان ہین اور دونون کے دو لڑکے ہین اور ایک کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی بھی تو یہ لڑکی دوسری بی بی کے لڑکے کے لیے حلال ہی کیونکہ ان دونون مین کوئی قرابت نہین ہی اور یہ مثال دونون صورتون کے لیے ہوسکتی ہے اسلیے کہ جس بی بی کے ایک لڑکا ہی ہی اگر وہ اسکا حقیقی بیٹا ہی تو یہ لڑکی اسکے نسبی بھائی کی بہن ہی اور اگر رضاعی ہی تو وہ رضاعی بھائی کی بہن ہی ع ت اور جن دو بچون نے ایک چھاتی سے دودھ پیا ہو انمین سے ایک کا دوسرے سے نکاح کرنا

درست نہین ہی کیونکہ وہ دونون بہن بھائی ہین) اور نہ دودھ پلانیوالی کے ساتھ اور نہ اسکی اولاد کی اولاد کے ساتھ اور جو دودھ کھانے مین ملا ہوا ہو وہ اس حرمت کو ثابت نہین کرتا برابر ہی کہ کھانا غالب ہو یا دودھ غالب ہو یا دونون برابر ہون) ہان اگر پانی مین یا دوا مین یا بکری کے دودھ مین ملا ہوا ہو تو اسمین غالب کا اعتبار کیا جائیگا (یعنی ان چارون چیزون مین سے کسی مین اگر دودھ غالب ہوا اور وہ کسی نے پی لیا تو حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی ورنہ نہین) اور کنواری لڑکی کے اگر قریب البلوغ دودھ اُتر آئے تو اس) کا اور مری ہوئی عورت کا دودھ اس حرمت کو ثابت کرتا ہی لیکن اس دودھ کا حقنا اس حرمت کو ثابت نہین کرتا اور نہ مرد کا) اور نہ بکری کا دودھ ثابت کرتا ہی اگر کوئی عورت اپنی (شیر خوارہ) سوت[1] کو اپنا دودھ پلادے تو (اس مرد پر) یہ دونون[2] حرام ہوجائینگی اور اس بڑی سے اگر مرد نے صحبت نہین کی تھی تو اسکو مہر بھی نہین ملیگا (کیونکہ علیحدگی اسی کی طرف سے ہوئی ہی) اور چھوٹی کو نصف مہر ملیگا اور یہ نصف مہر مرد بڑی سے وصول کرلے اگر اُسنے جان بوجھ کر یہ نکاح کھویا ہو ورنہ کچھ نہ لے اور جس گواہی سے مال ثابت ہوتا ہی اُسی سے رضاعت بھی ثابت ہوجاتی ہی ۔

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان

ف لغت مین طلاق مطلقا قید کے اٹھا دینے کو کہتے ہین اور شرع مین یہ ہین جو مصنف نے ذکر کیے ہین اور مباح چیزون مین سب سے زیادہ بری چیز یہ طلاق ہی کیونکہ اسمین نکاح کا توڑ دینا ہوتا ہے حالانکہ نکاح کم از کم سنت ورنہ واجب ہے عینی وغیرہ ت طلاق اس قید کے اٹھا دینے کو کہتے ہین جو نکاح کے باعث شریعت سے ثابت ہوئی ہو ۔ عورت کو ایسے طہر مین ایک طلاق دینا جس مین اس سے صحبت نہ کی ہو اور پھر اُسے چھوڑ دینا یہانتک کہ اسکی عدت پوری ہوجائے اسکو احسن[3] طلاق کہتے ہین اور (متفرق تین) طہرون مین تین طلاقین دینے کا نام طلاق حسن اور طلاق سُنی ہی اور ایک طہر مین یک لفظ سے تین طلاقین دینے کو طلاق بدعی کہتے ہین ف مثلاً یہ کہدے کہ مین نے تین طلاقین دین یہ ایک لفظ سے تین طلاقین ہین اس نام سے معلوم ہوتا ہی کہ اس طرح طلاق دینا بدعت ہے مگر دینے سے ہوجاتی ہی اور طہر اُن دنون کو کہتے ہین جنمین عورت کو حیض نہ آتا ہو اور یاد رکھنا چاہئے کہ موطوءہ اس عورت کو کہتے ہین جس سے صحبت ہوچکی ہو اور غیر موطوءہ یا غیر مدخولہ وہ عورت ہی جس سے صحبت نہ ہوئی ہو ع وغیرہ ت اور غیر موطوءہ کو طلاق سُنی حالت حیض مین بھی ہوسکتی ہے (کیونکہ جب اس سے صحبت

[1] عربی نسخہ مین یہان ضرۃ کا لفظ ہی اسکے معنی سوت اور سوکن کے ہین ۱۲ مترجم [2] یعنی دودھ پلانیوالی بھی (جسنے دودھ پلایا) اور وہ بھی ۱۲ ت [3] احسن ...

نہین ہوئی تو طلاق کیلیے اسکا حیض بھی طہر کے حکم مین ہی) اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو (اور اُسکو طلاق دینے کی ضرورت ہو) تو شوہر اسکی طلاق کو مہینون پر منقسم کرے (یعنی سنی طلاق دینے کی صورت مین ہر طہر کے عوض ایک مہینہ سمجھ لے) اور صحبت کے بعد عورتون کو طلاق دینا جایز ہی اور موطوءہ کو حیض کی حالت مین طلاق دینا (وقت کے لحاظ سے) بدعت ہی لہذا اس سے رجعت کر لے (اور صحیح یہ ہی کہ اس بدعت کو ہٹانے کے لیے اس سے رجعت کر لینا واجب ہی) اور اسکو دوسرے طہر مین طلاق دے اگر کوئی اپنی موطوءہ سے یہ کہے کہ تجھ کو سنت کے موافق تین طلاقین ہین تو اس عورت پہ ہر طہر مین ایک طلاق پڑے گی (کیونکہ سنی طلاق ایک طہر مین ایک ہی ہوتی ہی) اور اگر وہ تینون طلاقین اسیوقت پڑ جانیکی نیت کرے یا ہر مہینے مین ایک طلاق پڑنے کی نیت کرلے تو یہ بھی درست ہے اور طلاق ایسے ہر شوہر کی پڑ جاتی ہی جو عاقل اور بالغ ہو اگر اس سے کسی نے زبردستی دلوادی ہو یا وہ نشہ مین ہو اور گونگے کی طلاق اُسکے اشارہ کر دینے سے پڑ جاتی ہی برابر ہی کہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو ہان لڑکے۔ دیوانے سوئے ہوئے اور اس آقا کی طلاق نہین پڑتی جو اپنے غلام کی بیوی کو دینے لگے اور طلاق (کی گنتی) کا اعتبار عورتون کے لحاظ سے ہی چنانچہ آزاد عورت کی (طلاقین) تین ہین اور لونڈی کی دو ہین (برابر ہی کہ اُنکے شوہر آزاد ہون یا غلام ہون طلاقین اسی حساب سے ہونگی۔

باب الطلاق الصریح

صریح طلاق یہ ہی مثلاً (کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ) تو طلاق والی ہے یا تو طلاق دی ہوئی ہے یا مین نے تجھ کو طلاق دیدی اور ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑتی ہی اگرچہ دینے والا ایک سے زیادہ کی یا بائن کرنیکی نیت کرے یا کچھ نیت نکرے ف اسکی وجہ یہ ہی کہ رجعی طلاق کے اللہ جل جلالہ نے رجعت کو ثابت کیا ہی چنانچہ فرمایا الطلاق مرتان فامساك بمعروف الآیۃ۔ اور نیت نکرنے کی صورت مین اسوجہ سے پڑ جاتی ہی کہ اُسکے معنی صاف ظاہر ہین لہذا حکم اس عین کلام ہی کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے۔ اور رجعی طلاق اُسکو کہتے ہین کہ اس سے نکاح فوراً نہین جاتا بلکہ شوہر چاہے تو عورت سے رجوع کر سکتا ہی اور بائن طلاق وہ ہی جس سے نکاح اسی وقت جاتا رہتا ہی عینی وغیرہ ت اور اگر یہ کہا کہ تو طلاق ہی یا طلاق پائی ہوئی طلاق ہے یا تو طلاق پائی ہوئی ہے اگر ان الفاظ سے اُسنے کچھ نیت نہین کی یا صرف ایک کی نیت کرلی یا دو کی کرلی تو فقط ایک طلاق رجعی پڑے گی اور اگر تین کی

نیت کرلی ہو تو تینوں پڑجائینگی اور اگر طلاق کو تمام عورت کی طرف منسوب کیا یا بدن کے ایسے عضو کی طرف منسوب کیا جس سے سارا بدن تعبیر کرتے ہوں مثلاً گردن۔ گلے۔ روح۔ بدن جسم۔ شرمگاہ۔ سر اور منہ کی طرف منسوب کیا (یعنی یوں کہا تیری گردن پر طلاق ہو یا تیرے گلے پر علی ہذا القیاس) یا اسکے غیر معین حصہ کیطرف منسوب کیا مثلاً یہ کہا کہ تیرے آدھے یا تیرے تہائی پر طلاق ہو تو اس سے اُسپر طلاق پڑجائے گی اور اگر ہاتھ یا پیر یا دبر کیطرف منسوب کیا (مثلاً یہ کہا تیرے ہاتھ پر طلاق ہو تیرے پیر پر طلاق ہے) تو اس سے طلاق نہیں پڑیگی اور آدھی طلاق یا تہائی طلاق دینے سے پوری طلاق پڑے گی اور اگر دو طلاقوں کے تین نصف کہے تو تین طلاقیں پڑجائیں گی اور اگر یہ کہا کہ ایک طلاق سے لیکر دو تک یا ایک سے دو تک کے درمیان میں تو ایک طلاق پڑے گی اور تین تک کہنے سے دو پڑینگی اور اگر کہا کہ تجھے ایک طلاق ہو دو میں تو ایک ہی ہو گی اگر اسنے (دو کی) نیت نہ کی ہو یا ضرب (رو حساب) کی نیت کرلی ہو اور اگر اس کہنے سے اسنے ایک اور دو کی نیت کی ہو تو تین طلاقیں ہوجائینگی اور اگر یہ کہا کہ تجھے دو طلاق ہیں دو میں تو دو ہی پڑینگی اگرچہ نیت ضرب کی کی ہو اور اگر یہ کہا کہ تجھے یہاں سے شام تک طلاق ہے تو اس سے ایک طلاق رجعی پڑیگی اور اگر یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے مکہ میں یا مکہ کے بیچ میں یا گھر میں تو اس سے ایک طلاق اسیوقت پڑجائے گی اور اگر کہا کہ جب تو مکہ میں جائے تو تجھے طلاق ہو تو یہ تعلیق ہے (جب وہ مکہ میں داخل ہوگی اسپر طلاق پڑجائے گی۔

فصل طلاق کو زمانے کی طرف منسوب کرنیکے بیان میں

اگر کوئی کہے کہ کل یا کل میں تجھے طلاق ہو تو صبح ہوتے ہی طلاق پڑجائیگی اور عصر کے وقت کی نیت کرلینی دوسرے لفظ میں درست ہوجائیگی (یعنی کل میں کہنے میں) اور اگر کہا کہ تجھے طلاق ہو آجکل یا کل آج تو اسمیں پہلے لفظ کا اعتبار کیا جائیگا (کیونکہ جب پہلا لفظ زبان سے نکلا تو اسکا حکم اسیوقت ثابت ہوگیا اب دوسرا لفظ بولنے سے اسکا حکم نہیں بدلیگا) اور اگر کہا کہ تجھے طلاق ہو پہلے اس کے کہ میں تجھسے نکاح کروں یا کہا تجھے کل طلاق ہوگئی تھی حالانکہ اس سے نکاح آج کیا ہو تو یہ کہنا لغو ہے (کیونکہ نکاح ہونے سے پہلے طلاق نہیں ہوسکتی) اور اگر نکاح کل سے پہلے ہوچکا تھا تو اب اسوقت طلاق پڑجائے گی اور اگر یوں کہا کہ تجھے طلاق ہو جبکہ میں تجھے طلاق نہ دوں یا کہا تجھے طلاق ہو جسوقت تک میں تجھے طلاق نہ دوں یا کہا جسوقت یا جبتک کہ میں تجھے طلاق نہ دوں اور خاموش ہوگیا تو فوراً طلاق

پڑجائیگی ف اسلیئے کہ اسنے طلاق کو ایسے زمانے کی طرف منسوب کیا ہو جو اسکے طلاق دینے سے خالی ہو
ان اسکے خاموش ہونیکے وقت طلاق کا وجود ہوا ہو لہذا اسی وقت اسکے اجرا کا حکم دیا جائیگا۔ ع
ت اگر یہ کہا کہ اگر مین تجھے طلاق دون تو تجھے طلاق ہو یا کہا جب مین تجھے طلاق نہ دون تو تجھے طلاق
ہو اس سے طلاق نہین پڑے گی (یعنی ان تینون طرح کہنے سے طلاق نہین ہوگی) یہانتک کہ ان میان
بیوی مین سے ایک مرجائے اور اگر یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے اسوقت مین کہ مین تجھے طلاق نہ دون تجھے
طلاق ہو تو اس پچھلے لفظ سے طلاق پڑجائیگی اور اگر کہا تجھے طلاق ہو جس روز مین تجھ سے نکاح کرون
اور رات کو اس سے نکاح کرلیا تو طلاق پڑجائیگی بخلاف اس (صورت) کے کہ کوئی (اپنی بیوی سے) کہے
کہ تیرا اختیار تیرے ہاتھون مین ہو جس روز زید آئے تو اس صورت مین عورت کو اختیار جب ہی ہوگا
کہ جب زید دن کو آئے) اگر یہ کہا کہ مجھ کو تیری طرف سے طلاق ہو تو یہ کہنا لغو ہوگا اگرچہ اسنے طلاق دینے
کی نیت کرلی ہو۔ اگر یہ کہا کہ مین تجھ سے بائن (الگ) ہون یا کہا مین تجھپر حرام ہون تو ان دونون صورتون
مین بائنہ طلاق پڑجائے گی۔ اگر یون کہا کہ تجھے طلاق ہو ایک طلاق سے یا نہین ہو یا کہا میرے مرنیکے
ساتھ تجھے طلاق ہو یا کہا تیرے مرنیکے ساتھ تجھے طلاق ہو تو یہ تینون صورتین لغو ہین (ان سے طلاق
نہین پڑے گی) اگر شوہر اپنی ساری بیوی کا یا آدھی تہائی کا مالک ہوجائے یا بیوی اپنے سارے
شوہر کی یا آدھے تہائی کی مالک ہوجائے تو نکاح ٹوٹ جائیگا اگر شوہر نے اپنی بیوی کو خرید لیا اور پھر
طلاق دی تو یہ طلاق نہین پڑے گی (کیونکہ نکاح تو خریدنے ہی سے ٹوٹ گیا تھا سو اب طلاق پڑنیکا کوئی
محل نہ رہا) اگر کسی نے اپنی منکوحہ (لونڈی) سے یون کہا کہ جب تیرا آقا تجھے آزاد کردے تو تجھے دو
طلاق ہین پھر اسکے آقا نے اسکو آزاد کردیا تو اس صورت مین شوہر کو رجعت کرلینی جائز ہو ف اسوجہ
سے کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہو تو وہ آزاد ہو اور آزاد عورت دو طلاق دینے سے قطعی حرام نہین ہوتی
ہان اگر یہ لونڈی رہتی تو بیشک دو طلاقون سے حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہوجاتی یعنی ت اگر لونڈی کا
آزاد ہونا یا اسکی دونون طلاقین کل کے ہونے پر معلق ہوگئین تو کل ہوجانے پر شوہر کو رجعت کرنیکا اختیار
نہین ہوگا اور ان دونون صورتون مین اسکی عدت (بالاجماع برائے احتیاط) تین حیض ہونگے اگر کوئی
اپنی بیوی کو تین انگلیان دکھا کر کہے کہ تجھ کو اتنی طلاقین ہین تو اسے تین طلاقین ہوجائین گی اور
اگر کسی نے یون کہا کہ تجھے بائن طلاق ہو یا بائنہ طلاق ہو یا سب سے زیادہ فاحش طلاق ہو یا شیطان

کی طلاق ہو یا بدعت کی طلاق ہو یا پہاڑ کی برابر طلاق ہو یا بہت ہی شدید طلاق ہو یا ایکہزار کی برابر طلاق ہو یا گھر بھر طلاق ہو یا شدید طلاق ہو یا لمبی یا چوڑی طلاق ہو تو ان سب لفاظ سے ایک بائن طلاق پڑیگی اگر اسنے تین طلاقون کی نیت نہ کی ہو اور اگر تین کی نیت کر لی تو تینون ہی پڑجاینگی۔

فصل فی الطلاق قبل الدخول

فصل صحبت کرنے سے پہلے طلاق دینے کا بیان

ت اگر شوہر (اپنی) غیر موطؤہ (بیوی) کو تین طلاقین (اکٹھی) دیدے تو تینون پڑجاینگی اور اگر الگ الگ دے (مثلاً کہے تجھے ایک طلاق ہو اور ایک ہی) تو وہ ایک ہی طلاق سے بائن ہوجائے گی یعنی نکاح سے نکل گئی) اور اگر شوہر کے طلاق زبان سے نکالنے اور طلاقون کی گنتی ذکر کرنے سے پہلے وہ عورت مرگئی تو یہ طلاق لغو ہوگی اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے ایک طلاق ہو اور ایک یا ایک ایک سے پہلے یا ایک کہ اسکے بعد ایک ہو تو (ان تینون صورتون مین) ایک طلاق (بائنہ پڑے گی (کیونکہ اسکے غیر موطؤہ ہونیکے باعث ایک طلاق پڑنے کے بعد وہ طلاق کا محل نہین رہتی) اور اگر یہ کہا کہ تجھے ایک طلاق ہو اور اگر یون کہا کہ تجھے ایک طلاق ہو بعد ایک کے یا یہ کہا تجھے ایک طلاق ہو کہ اس سے پہلے ایک اور ہو یا کہا ایک طلاق ہو مع ایک کے یا کہا ایک طلاق ہو اسکے ساتھ ایک اور ہو تو (ان چارون صورتون مین) دو طلاقین پڑینگی اور اگر یون کہا تھا کہ اگر تو گھر مین جائے تو تجھے ایک طلاق ہو اور ایک پھر وہ گھر مین چلی گئی تو (امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک) ایک طلاق پڑجاویگی اور اگر شرط کو بعد مین ذکر کرے تو دو پڑینگی (مثلاً یون کہے کہ تجھے طلاق ہو ایک اور ایک اگر تو گھر مین جائے)۔

باب الکنایات

کنایات اور اشارون سے طلاق ہونیکا بیان

ف کنایات کنایہ کی جمع ہو اور کنایہ اسکو کہتے ہین جس سے بدون نیت کے مطلب و مراد ظاہر نہ ہو اور یہان اس سے مقصود وہ ہو کہ جسمین احتمال طلاق کا ہو طلاق صریح مذکور نہ ہو۔ ط ع ت کنایات سے عورت پر طلاق نہین پڑتی ہان (طلاق دینے کی) نیت کر لینے سے یا کسی قرینہ کے سبب سے (مثلاً اسوقت طلاق کا ذکر ہو رہا ہو یا خاوند غصہ مین ہو) اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تو عدت مین بیٹھ جا یا اپنے رحم کو صاف کریا تو اکیلی ہو ان تینون صورتون مین اسپر رجعی طلاق پڑیگی اور ان (تین لفظون) کی سوا اور کنایات مین (ایک طلاق) بائن پڑیگی اگرچہ دو کی نیت کرلے ان (الفاظ) مین تین کی نیت کر لینی درست ہو اور کنایات (کے الفاظ) یہ بائیس ہین کہ تو بائن ہو۔ تو بتہ ہو۔ تو بتلہ ہو تو (مجھپر) حرام ہے۔ تو خالی ہو۔

تو بری[9] ہے۔ تیری ڈوری تیرے مونڈھے پر ہے۔ تو اپنے میکے چلی جا۔ مین[10] نے تجھے تیرے میکے کو بخشدیا۔
مین[11] نے تجھے چھوڑ دیا۔ مین[12] تجھ سے الگ ہوگیا۔ تجھے[13] اپنا اختیار ہے۔ تو آزاد[13] ہے اختیار کر۔ تو حرہ[14] ہے
گھونگھٹ[15] نکال۔ اوڑھنا[16] اوڑھ۔ پردہ[17] کر۔ دور[18] ہو۔ باہر[19] نکل چلی[20] جا۔ کھڑی[21] ہو جا خصم[22] ڈھونڈھ لے

اگر شوہر نے بیوی سے تین دفعہ اسطرح کہا۔ اعتدی۔ اعتدی۔ اعتدی۔ (اعتدی کے دو معنی ہین ایک یہ کہ تو عدت مین بیٹھ جا دوسرے یہ کہ تو حیض شمار کر) اور اسنے پہلی دفعہ کہنے سے طلاق کی نیت کی اور اسکے بعد دو دفعہ کہنے سے حیض کی نیت کی تو اسمین اسکے کہنے کا اعتبار کر لیا جائیگا کیونکہ اسنے اپنے کلام کی حقیقت کی نیت کی ہے یعنی اسکے یہ معنی حقیقی ہین) اور اگر اسنے اخیر کے دو دفعہ کہنے سے کچھ نیت نہین کی تو تین طلاقین ہوجائینگی اور اگر اپنی بیوی سے یون کہا کہ تو میری عورت نہین ہے یا کہا کہ مین تیرا شوہر نہین ہون اور اگر ان دونون جملون سے اسنے طلاق کی نیت کر لی ہے تو طلاق پڑجائیگی اور صریح (طلاق یعنی جسمین نیت کی ضرورت نہین ہوتی) صریح اور بائن (دونون طلاقون) سے ملجاتی ہے ف طلاقون کے ملنے کے یہ معنی ہین ایک طلاق دینے کے بعد دوسری دیجا سکتی ہے مثلاً کسی نے ایک دفعہ کہا کہ تجھے طلاق ہے تو اس سے طلاق پڑگئی پھر کہا تجھے طلاق ہے تو اب دوسری پڑگئی کیونکہ نکاح باقی تھا یہ مثال صریح طلاق سے صریح طلاق کے ملنے کی ہے یا پہلے یہ کہا کہ تو بائن ہے اس سے ایک طلاق ہوگئی پھر کہا تجھے ایک طلاق ہے تو اب دوسری ہوگئی اس مثال مین بائن سے صریح ملگئی ہے اور علی ہذا القیاس۔ ع ت اور بائن صریح سے ملجاتی ہے اور بائن سے نہین ملتی (یعنی ایک بائن طلاق دینے کے بعد دوسری بائن طلاق نہین دیجا سکتی کیونکہ نکاح تو ایک ہی سے جاتا رہتا ہے) ہان جب پہلی بائن طلاق معلق ہو ف یعنی کسی شرط پر موقوف ہو مثلاً یون کہا کہ اگر تو گھر مین جائے تو بائن ہے پھر کہا کہ تو بائن ہے پس اس بائن کہنے سے اسکو طلاق ہوگئی اب وہ عدت مین تھی کہ گھر مین چلی گئی تو اس سے اس پر دوسری طلاق بھی پڑجائے گی ع

باب تفویض الطلاق

(عورت یا اسکے وکیل کو طلاق سونپنے کا بیان)

ت اگر کوئی طلاق کی نیت کرکے اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تو اختیار کر لے اور اسنے وہین بیٹھے اختیار کر لیا تو اسے ایک طلاق بائنہ ہوجائیگی (اور اگر اسکی کچھ نیت نہین تھی تو طلاق نہین ہوگی) اور اس لفظ سے تین طلاقون کی نیت کر لینی درست نہین ہے اور اگر وہ خاوند کے اتنا کہنے سے کھڑی ہوگئی یا اور کسی کام مین لگ گئی تو وہ اختیار جاتا رہا اور (اس اختیار کے ثابت ہونے مین) میان بیوی مین سے ایک کے کلام مین نفس یا اختیار کا لفظ مذکور ہونا شرط ہے اگر ان مین کا دونون مین سے کسی نے کوئی لفظ نہ کہا تو عورت کو طلاق کا

[illegible]

اختیار نہ ہوگا) پس اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو اختیار کر اسنے جواب دیا کہ مین اپنے نفس کو اختیار کرونگی یا کہا
مین نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو (اس پر بائنہ) طلاق پڑجائیگی اور اگر عورت سے (تین دفعہ) کہا کہ اختیار کر
اختیار کر اختیار کر وہ بولی مین نے پہلے کو اختیار کیا یا بیچ کے کو اختیار کیا یا اخیر کے کو اختیار کیا یا یہ کہا کہ مین نے
ایک اختیار کیا تو (خاوند کی) بلا نیت کے اسپر تین طلاقین پڑجائینگی اور (اس عورت نے یہ جواب دیا کہ مین
نے اپنے نفس کو طلاق دے لی یا مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق سے اختیار کر لیا تو ایک طلاق سے بائن
ہوجائیگی اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ ایک طلاق کی بابت تیرا اختیار تیرے ہاتھ مین ہی یا کہا تو ایک طلاق کو
اختیار کرلے تو اُسنے یہ جواب دیا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اسپر ایک رجعی طلاق پڑجائے گی **ف**
اسکی وجہ یہ ہی کہ شوہر نے صریح طلاق کا لفظ بولا ہی اور صریح طلاق مین رجعت کا حکم ہی۔ فتح **فصل** اگر کسی نے
تین طلاقون کی نیت کرکے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تیرا اختیار تیرے ہاتھ ہی اُسنے جواب دیا کہ مین نے اپنے نفس
کو ایک ہی دفعہ اختیار کر لیا تو اُسپر تین طلاقین پڑجائینگی اور اگر اس عورت نے یہ جواب دیا کہ مین نے اپنے نفس کو
ایک طلاق دے لی یا کہا مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق سے اختیار کر لیا تو وہ ایک طلاق سے بائن
ہوجائیگی **ف** وجہ یہ ہی کہ اعتبار مرد کے سونپ دینے کا ہوتا ہی نہ کہ عورت کے طلاق دے لینے کا اور چونکہ مرد
نے بائن طلاق سونپی تھی لہذا وہی رہیگی۔ ع **ت** اور اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ آج اور کل کے بعد
(یعنی پرسون) تیرا اختیار تیرے ہاتھ ہے تو اس کہنے مین رات داخل نہ ہوگی (یعنی رات کے وقت
اسکو اختیار نہین رہیگا) اور اگر اُسنے اس روز کے اختیار کو رد کر دیا (کہ مین اپنے ہاتھ اختیار نہین رکھتی)
تو اس روز کا اختیار باطل ہوجائیگا اور کل کے بعد (یعنی پرسون) کا اختیار اسکو رہیگا اور اگر شوہر نے
یون کہا کہ آج کا اور کل کا تیرا اختیار تیرے ہاتھ ہی تو اسمین رات بھی داخل ہوگی (اور یہ اختیار اسوقت
سے لیکر کل غروب آفتاب تک رہیگا) اور اگر اس عورت نے اس روز کا اختیار پھیر دیا تو اسکو کل کا اختیار
بھی نہین رہیگا (کیونکہ یہ دونون روز کا اختیار امر واحد ہی) اور اگر اختیار دئے جانے کے بعد وہ عورت
دن بھر بیٹھی رہی کھڑی نہین ہوئی یا کھڑی تھی بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی اب تکیہ لگا لیا یا پہلے تکیہ لگائے ہوئے تھی
اب سیدھی بیٹھ گئی یا مشورہ کرنے کے لیے اپنے باپ کو بلایا یا گواہ کرنے کے لیے گواہون کو بلایا یا سواری
پر تھی وہ سواری کھڑی ہوگئی (یا اُسنے کھڑی کرلی) تو (ان سب صورتون مین) اسکا اختیار باقی رہیگا
اور اگر (اختیار دئے جانے کے بعد) سواری چلدی (یا اُسنے چلادی) تو اُسکو اختیار نہین رہیگا

اور کشتی مثل گھر کے ہی (یعنی اگر کشتی چلتی تو اسمین گھر کیطرح عورت کو اختیار رہتا ہی وہ مثل سواری کے نہین کہ چلنے سے اختیار نہ رہے) **فصل** اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپکو طلاق دے لے اور اُسنے (یہ کہتے وقت) کچھ نیت نہین کی یا ایک طلاق کی نیت کر لی تھی اور عورت نے طلاق دے لی (یعنی یہ کہدیا کہ ہان مین نے اپنے آپ کو ایک طلاق دے لی ہی) تو رجعی طلاق پڑیگی اور اگر عورت نے تین طلاقین دی ہین اور شوہر نے بھی تین کی نیت کی تھی تو تینون پڑجائینگی اور اگر عورت نے یہ جوابدیا کہ مین نے اپنے آپکو بائن طلاق دے لی ہی تب بھی رجعی طلاق پڑیگی اور اگر یہ کہا کہ مین نے اپنے آپکو اختیار کر لیا ہی تو طلاق نہین ہوگی اور مرد کو اس کہنے کے بعد پھرنے کا اختیار نہین رہتا (یعنی مرد اس اختیار سے پھر نہین سکتا) اور یہ اختیار عورت کو اسی مجلس تک رہتا ہی ہان اگر مرد (اختیار دیتے وقت) اتنی بات اور کہدے کہ جب تو چاہے (یعنی تو اپنے آپکو طلاق دے لے جب تو چاہے تو پھر اس مجلس سے اٹھنے کے بعد بھی اختیار رہیگا) اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو میری عورت کو طلاق دیدے تو یہ اجازت اسی مجلس تک منحصر نہین رہیگی ہان اگر اجازت دینے والے کا یہ ارادہ اور نیت ہو کہ جب تو چاہے (طلاق دیدے) تو اس صورت مین اس مجلس کے بعد اُسکو طلاق دینے کی اجازت نہین رہیگی۔ اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپکو تین طلاقین دے لے اور اُسنے ایک دے لی تو وہ ایک پڑجائیگی اور اگر شوہر نے ایک کو کہا تھا اور اُسنے تین دے لین تو وہ نہین پڑینگی (بلکہ اس صورت مین ایک بھی نہین پڑیگی) اور اگر بیوی سے یہ کہا تھا کہ تو اپنے آپکو تین طلاقین دے لے اگر تو چاہے اور اُسنے ایک دے لی یا شوہر نے یہ کہا تھا کہ تو اپنے آپکو ایک طلاق دے لے اگر تو چاہے اور اُسنے تین دے لین تو (ان دونون صورتون مین) طلاق نہین پڑیگی (نہ ایک نہ تین) اگر کسی نے اپنی بیوی کو بائن طلاق دے لینے کی اجازت دی تھی یا رجعی دے لینے کی اجازت دی تھی اور اُسنے الٹا کر دیا کہ بائن کی اجازت پر رجعی دے لی یا رجعی کی اجازت پر بائن) تو (دونون صورتون مین) وہی طلاق پڑیگی جسکی شوہر نے اجازت دی ہو۔ اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تجھے طلاق ہی اگر تو چاہے وہ بولی مین چاہتی ہون اگر تم چاہو شوہر نے طلاق کی نیت کرکے کہا مین تو چاہتا ہون یا عورت نے جواب مین ایک معدوم چیز کی بابت یہ کہا کہ ہان مین چاہتی ہون اگر فلان کام ایسے ہو جائے تو (ان دونون صورتون مین) عورت کا کہنا بیکار رہیگا (طلاق نہین پڑیگی) اور اگر عورت نے یہ کسی ایسی چیز کی بابت کہا تھا کہ جو پہلے ہو چکی تھی تو (رجعی) طلاق پڑجائیگی **ف** مثلاً یہ کہا تھا کہ مین اپنے آپکو طلاق دینا چاہتی ہون اگر

زید آگیا ہو اور زید آگیا تھا تو اس صورت مین رجعی طلاق پڑجائیگی۔ عینی ت اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تجھے طلاق ہی جسوقت تو چاہے یا جسوقت تک تو چاہے یا جب تو چاہے یا جبتک تو چاہے عورت نے اس اختیار کو جب ہی رد کر دیا (یعنی یہ کہدیا کہ بس مین نہین چاہتی) تو یہ رد نہین ہوگا اور نہ اس مجلس تک منحصر رہیگا (کیونکہ یہ الفاظ کل اوقات کو شامل ہین اسلیے اسکو اختیار رہوگا کہ جسوقت چاہے اپنے کو طلاق دے لے جیسا کہ جب اختیار ہوتا کہ جب وہ اسکی تصریح کر دیتا) ہان (ان الفاظ مین) وہ اپنے کو صرف ایک طلاق دیسکتی ہی اور اگر شوہر نے یون کہا تھا کہ تجھے طلاق ہی جتنی بار تو چاہے تو (اس صورت مین) وہ اپنے آپکو تین طلاقین الگ الگ دیسکتی ہی اکھٹی (ایک ہی دفعہ تینون) نہین دیسکتی اور اگر یہ عورت اسی اختیار سے دوسرے شوہر کے بعد بھی (اس پہلے شوہر کے اگر) طلاق دینے لگے تو وہ نہین پڑیگی اگر شوہر نے یہ کہا تھا کہ تجھے طلاق ہی جس جگہ تو چاہے یا جہان تو چاہے (تو اس کہنے سے) وہ طلاق نہین دیسکتی یہانتک کہ یہین بیٹھے طلاق دینی چاہیے اور اگر یہ کہا تھا کہ جس طرح تو چاہے (اور عورت نے چاہا) تو رجعی پڑجائیگی اور اگر عورت نے بائن چاہی یا تین چاہین اور شوہر کی بھی نیت یہی تھی تو وہی پڑجائیگی اور اگر شوہر نے یون کہا کہ تجھے طلاق ہی جسقدر تو چاہے یا جو تو چاہے تو اس صورت مین یہین بیٹھے جسقدر چاہے اپنے کو طلاقین دے لے (خواہ ایک خواہ دو خواہ تین) اور اگر عورت نے اس اختیار کو وہین بیٹھے رد کر دیا تو وہ رد ہو جائیگا (بعد مین اگر وہ چاہے گی تو اسکو اختیار نہ ہوگا) اگر شوہر نے یہ کہا کہ تین طلاقون مین سے تو جے چاہے اپنے آپکو دے لے تو اسکو تین طلاقون سے کم دے لینے کا اختیار ہوگا۔

باب تعلیق الطلاق

(طلاق کو کسی شرط پر معلق کرنیکے کا بیان)

ت طلاق کو معلق کرنا اسوقت ٹھیک ہوتا ہی کہ جب یہ تعلیق ملک (نکاح) مین ہو مثلاً اپنی منکوحہ سے یہ کہے کہ اگر تو فلانے سے ملیگی تو تجھے طلاق ہی یا یہ معلق کرنا ملک (نکاح) کے سبب کی طرف منسوب ہو مثلاً (اجنبیہ یعنی غیر عورت سے) کہا کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون تو تجھے طلاق ہی پس (ان دونون صورتون مین) شرط پوری ہونیکے بعد طلاق پڑجائے گی اور اگر کسی نے اجنبی عورت سے یہ کہا کہ اگر تو فلانے سے ملی تو تجھے طلاق ہی پھر اس سے خود ہی نکاح کر لیا اور وہ عورت اس شخص سے ملی تو اسے طلاق نہ ہوگی (کیونکہ یہ معلق کرنا ملک نکاح مین نہین پایا گیا اور نہ اسکی طرف منسوب کیا گیا) اور شرط (یعنی معلق کرنے کے الفاظ یہ ہین اگر۔ جب۔ جب کبھی۔ جو۔ جتنی بار۔ جسوقت۔ جسے دفعہ پس ان الفاظ مین اگر شرط پائی جائیگی

جائیگی (یعنی اگر شرط ان الفاظ سے ہوگی) تو قسم (یعنی معلق کرنے کی مدت) ختم ہو جائیگی (کیونکہ لغت کے لحاظ سے یہ الفاظ ہر دفعہ کے فعل کو شامل نہین ہوتے بلکہ ایک ہی دفعہ فعل کا وجود ہونے سے شرط ختم ہو جاتی ہی) سوائے ایک لفظ جتنی بار کے کیونکہ یہ عموم افعال کو (یعنی فعل کے ہر دفعہ ہونے کو) ایسا ہی مقتضی ہی جیسا جو کا لفظ عموم اسمار کو مقتضی ہوتا ہے (یعنی ہر ایک اسم کو شامل ہو جاتا ہی) پس اگر کوئی یون کہدے کہ مین جتنی بار عورت سے نکاح کرون اُسپر طلاق ہی تو یہ جب کبھی نکاح کریگا ہمیشہ طلاق پڑتی رہیگی اگرچہ دوسرے شوہر (یعنی حلالہ کرانے) کے بعد بھی نکاح کرے اور نکاح نہ رہنا اس معلق کرنے کو باطل نہین کرتا ف اسکی صورت یہ ہی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر مین گئی تو تجھے طلاق ہی یہ کہنے کے بعد اُسے بائن طلاق دیدی جس سے نکاح جاتا رہا اب اسکے نکاح جاتے رہنے سے اسکا پہلا معلق کرنا باطل نہین ہوا مثلاً اسی عورت سے اس مرد نے بائن طلاق کے بعد اور اسکے گھر مین جانے سے پہلے پھر نکاح کر لیا اسکے بعد وہ گھر مین گئی تو اسپر طلاق پڑ گئی کیونکہ ابھی شرط کا وجود نہین ہوا تھا وہ ابھی ویسی ہی باقی تھی اور نکاح جاتے رہنے سے مراد یہ ہی کہ ایک یا دو طلاقون سے جاتا رہا ہو اور اگر تین طلاقون سے گیا ہی تو پھر یہ معلق کرنا بھی باطل ہو جائیگا عینی ت پس اگر شرط ملک (نکاح) مین پوری ہو گئی تو طلاق پڑ جائیگی اور قسم پوری ہو جائیگی (یعنی شرط کا حکم پورا ہو جائیگا) اور اگر ملک (نکاح) مین شرط پوری نہ ہوگی تو طلاق نہین پڑیگی اور قسم پوری ہو جائیگی (کیونکہ شرط کا وقوع ہو گیا ہی) اگر شرط کے پورے ہونے مین میاں بیوی مین جھگڑا ہو (مثلاً مرد کہے ابھی شرط پوری نہین ہوئی یعنی تو گھر مین نہین گئی اور عورت کہے پوری ہو گئی یعنی مین گھر مین جا چکی ہون) تو اس مین میان کا اعتبار کیا جائیگا ہان اگر عورت (اپنے دعوے کو) گواہون سے ثابت کر دے تو پھر اسکے ہی کہنے پر عمل[1] کرینگے اور اگر شرط ایسی ہی کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم ہوتی ہی تو وہان عورت کے حق مین اسی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا مثلاً شوہر نے بیوی سے یون کہا تھا کہ اگر تجھے حیض آئے تو تجھے اور فلانی کو طلاق ہی یا یون کہا کہ اگر مجھ سے محبت رکھے تو تجھے اور فلانی کو طلاق ہی پھر اس عورت نے بیان کیا کہ مجھے حیض آگیا ہے یا (دوسری صورت مین) یہ کہا کہ مین تم سے محبت رکھتی ہون تو فقط اس عورت کو طلاق ہو جائے گی (اس دوسری کو نہین ہوگی) اور (اگر شوہر نے یہ کہا تھا کہ جب تجھے حیض آئے تجھ پر طلاق ہی پھر عورت نے اپنے خون آتا دیکھا تو صرف خون دیکھنے سے طلاق نہین پڑے گی ہان اگر وہ تین دن برابر آتا رہا[2] تو طلاق پہلے وقت سے

لے یعنی اسکے گواہ بھی گواہی کا اعتبار کرکے اسپر طلاق پڑجانیکا حکم دے دینگے ۱۲ مترجم سے تین روز سے پہلے یہ احتمال ہی کہ استحاضہ کا خون نہ ہو تین دن کے بعد حیض کے یقین پر حکم طلاق کا دیا جائیگا ۱۲ عینی

پڑے گی کہ جب سے اُسنے خون دیکھا ہوگا۔ اگر شوہر نے یہ کہا کہ اگر تجھے ایک حیض آئے تو تجھ پر طلاق ہے تو یہ طلاق اسوقت پڑے گی جب یہ (حیض سے) پاک ہوجائے گی (اسلیے کہ ایک حیض کہنے سے حیض کامل مراد ہوتا ہے اور بکمال ختم ہونے پر ہوتا ہے اور اس کا اختتام پاک ہونے پر ہے) اگر شوہر نے یہ کہا کہ اگر تیرے لڑکا پیدا ہوا تو تجھے ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی ہوئی تو دو طلاق اور (اتفاق سے) اسکے جوڑوان ہوئے اور یہ کسی کو معلوم نہین ہوا کہ ان مین پہلے کونسا ہوا ہے تو قاضی اسپر ایک طلاق پڑنے کا حکم دیگا اور اتقا اور احتیاط کی رو سے دو طلاقین سمجھی جائینگی اور (دوسرا بچہ ہونے سے) اسکی عدت پوری ہوجائیگی اور ملک (نکاح) دو شرطون مین سے پچھلی کے لیے شرط ہے ف مثلاً کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو زید اور عمرو سے بات کرے گی تو تجھ پر تین طلاقین ہین پھر اُسے ایک طلاق دیدی اور اسنے اپنی عدت پوری کرنے کے بعد زید سے بات کی پھر اُسی شخص نے اس سے نکاح کرلیا تو اب اسنے عمرو سے بات کی اس وقت اسپر وہ تینون طلاقین مع اس ایک کے پڑجائینگی کیونکہ یہان زید اور عمرو سے باتین کرنی دو شرطین ہین اور ان مین سے پچھلی شرط پوری ہونیکے وقت ملک نکاح موجود ہے اور اگر ایسا ہو کہ زید سے بات کرنے کے وقت تو نکاح مین ہو اور عمرو سے بات کرنے کے وقت نکاح مین نہو تو طلاق نہین پڑیگی عینی و مسکین ت تین طلاقین اسوقت دیدینا تین طلاقون کے معلق کرنے کو باطل کردیتا ہے (یعنی پہلے تو تین طلاقین کسی شرط پر معلق کردی تھین پھر تین طلاقین اسیوقت دیدین تو اس سے پہلی شرط باطل ہوجائیگی اگر کسی نے تین طلاقون کو یا آزاد کرنے کو صحبت کرنے پر معلق کردیا (مثلاً یہ کہا کہ اگر مین تجھ سے صحبت کرون تو تجھپر تین طلاقین ہین یا اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر مین تجھ سے صحبت کرون تو تو آزاد ہے پھر اُس سے صحبت کی) تو دخول کے) بعد زیادہ ٹھیرنے سے اُسے زنا کی خرچی دینی واجب نہ ہوگی اور اگر وہ معلق طلاق رجعی ہو تو اس سے زیادہ ٹھیرنے سے رجعت ثابت نہ ہوگی ان اگر صحبت کرتے ہوئے ایک دفعہ ذکر کو نکالکر پھر داخل کریگا تو رجعت ثابت ہوجائے گی۔ اگر شوہر بیوی سے کہے کہ اگر مین تیرے اوپر فلان عورت سے نکاح کرون تو اُسے طلاق ہے پھر اس منکوحہ کو بائن طلاق دیکر اسکی عدت مین اُس فلانی سے نکاح کرلیا تو اُسپر طلاق نہین پڑیگی ف اسکی وجہ یہ ہے کہ بائن طلاق کے بعد نکاح کا حکم نہین رہتا لہذا شرط پوری نہ ہوئی اگرچہ اسکی منکوحہ عدت مین تھی ہان اگر رجعی طلاق کی عدت مین ہوتی اور اسکا ارادہ رجعت کرنیکا ہوتا تو طلاق ہوجاتی۔ ط ع ت اگر مرد نے (بیوی سے) یون

کہا کہ تجھے طلاق ہے انشاء اللہ (یعنی انشاء اللہ کو) ملاکر (کہا) تو اس سے بھی طلاق نہیں پڑتی اگرچہ عورت اسکے انشاء اللہ کہنے سے پہلے ہی مرجائے اور اگر مرد نے یون کہا کہ تجھے تین طلاقین ہین مگر ایک تو (اس صورت مین) دو پڑجائینگی اور اگر یون کہا کہ تجھ پر تین طلاقین ہین مگر دو تو ایک پڑیگی اور (اگر تینون ہی کو مستثنے کرلیا یعنی یون کہا کہ تجھ پر) تین طلاقین ہین مگر تین تو تینون پڑجائینگی ۔

باب طلاق المریض

بیمار آدمی کے طلاق دینے کا بیان

ت اگر کسی نے اپنی (موت کی) بیماری مین اپنی بیوی کو رجعی طلاق دی یا بائن دی یا تین طلاقین دیدین اور یہ ابھی عدت مین تھی کہ وہ مرگیا تو یہ وارث ہوگی اور اگر عدت کے بعد مرے تو وارث نہ ہوگی اور اگر شوہر نے بیوی کے کہنے (اور طلاق مانگنے) سے اسکو بائن طلاق دیدی یا اسکو اختیار دیدیا تھا اور اسنے اپنے آپ کو اختیار کرلیا تو (ان دونون صورتون مین) وہ وارث نہ ہوگی (کیونکہ وہ اپنا حق کھونے پر رضامند ہوچکی ہے) اور اگر بیوی نے میان سے یہ کہا تھا کہ مجھے ایک رجعی طلاق دیدو اور اسنے (اکٹھی ہی) تین دیدین تو اب وہ وارث ہوگی (کیونکہ یہان اپنا حق کھونے پر اسکی رضامندی ظاہر نہین ہوئی اور رجعی طلاق سے نہ نکاح جاتا ہے نہ عورت میراث سے محروم ہوتی ہے) اور اگر میان نے بیوی کے کہنے سے اپنی بیماری مین اسکو بائن طلاق دیدی یا صحت کیحالت مین اسکو بائن کردینے اور عدت پوری ہوجانے پر دونون مین سے ایک نے دوسرے کی تصدیق کرلی تھی پھر میان نے اپنے ذمہ اس عورت کا قرض ہونے کا اقرار کرلیا یا اسکو کچھ روپیہ پیسہ دینے کی وصیت کردی تو اس قرضخواہ عورت کو وہ ملیگا جو وصیت اور ترکہ مین سے کم ہوگا (اگر وصیت کا روپیہ ترکہ کے روپیہ سے کم ہے تو وصیت پوری کردیجائیگی ورنہ ترکہ دیدیا جائیگا) اگر کوئی جنگ مین دوسرے کے مقابلہ مین لڑنے کے لیئے میدان مین اترا یا کوئی شخص قصاص مین مارے جانے یا سنگسار کیئے جانے کو بلایا گیا اور اسوقت اسنے (یا پہلے نے) اپنی بیوی کو بائن طلاق دیدی پس اگر یہ شوہر اس صورت سے مارا گیا یا وہ شخص میدان جنگ مین قتل کیا گیا تو یہ عورت وارث ہوگی ہان اگر وہ کہین گھر گیا تھا یا صف جنگ مین تھا اور اسنے اپنی بیوی کو بائن طلاق دیدی) تو یہ وارث نہین ہوگی ف اسکی وجہ یہ ہے کہ پہلی دونون صورتون مین تو مرنا یقینی تھا اور مرد عورت کو ترکہ دینے سے بھاگتا تھا اور بھاگنے والے کی بیوی وارث ہوتی ہے تو بخلاف اس صورت کے کہ اسمین مرجانا یقینی نہین ہے ع ت اور اگر بیمار نے اپنی بیوی کی طلاق کسی اجنبی آدمی کے کام پر معلق کردی یا ایک

وقت آنے پر معلق کی اور (یہ دونون باتین یعنی) شرط کا وجود اور معلق کرنا اسکی بیماری ہی مین ہون یا
اُسنے اپنے کسی کام پر معلق کرلی اور یہ تعلیق اور شرط بھی بیماری ہی مین ہون یا فقط شرط ہی کا وجود
بیماری مین یا اُس عورت ہی کے کسی کام پر معلق کردی جو اُسے لاچاری کرنا ہو (مثلاً یہ کہا کہ اگر تو کھائیگی یا پیے گی تو
تجھے بائن طلاق ہی) اور برابر ہی کہ یہ دونون باتین (یعنی تعلیق اور شرط دونون) بیماری کی حالت مین ہون یا فقط
شرط ہی ہو تو ان سب صورتون مین عورت وارث ہوگی اور انکے سوا اور صورتون مین وارث نہین ہوگی اگر
شوہر نے اپنی بیماری مین عورت کو بائن طلاق دیدی تھی پھر وہ اچھا ہوکر اسکے بعد مر گیا یا بائن طلاق دیدی
تھی اور وہ عورت مرتد ہوکر بعد مین مسلمان ہوگئی اور اب یہ مرا تو (دونون صورتون مین) یہ عورت وارث
نہین ہوگی اور اگر عورت (طلاق ملنے کے بعد) اپنے شوہر کے لڑکے سے گتھ گئی یا شوہر سے لعان کیا
یا شوہر نے اپنی بیماری مین اس سے ایلا کیا (ایلا اور لعان کی تفصیل آگے آئیگی) تو وہ ان سب صورتون
مین وارث ہوگی اور اگر ایلا صحت کی حالت مین کیا تھا اور اسکی مدت اس کی بیماری مین ختم ہوئی تو
یہ عورت وارث نہ ہوگی ف اسکی وجہ یہ ہی کہ ایلا بمنزلہ اس طلاق کے ہی جو کچھ زمانہ گذرنے پر معلق ہو
گویا اس شوہر نے یہ کہدیا ہی کہ جب چار مہینے گذر جائین تو تجھپر بائن طلاق ہے اور صحت کی حالت مین
طلاق معلق کردینے کی صورت مین عورت وارث نہین ہوتی امام زفر کا اسمین خلاف ہی ع

باب الرجعۃ
رجعت کرنے کا بیان

(رجعت پہلے نکاح کو عدت مین بدستور قائم رکھنے کا نام (شرع مین) رجعت ہی اور یہ رجعت عدت کے اندر
اس صورت مین درست ہوتی ہی کہ جب مرد نے تین طلاقین نہ دی ہون اور عورت اگرچہ رضامند نہ ہو
مگر جب اس سے یہ کہدیا کہ مین نے تجھ سے رجعت کرلی ہی یا اورون سے کہدیا کہ مین نے اپنی بیوی سے
رجعت کرلی ہی یا ایسے افعال کر بیٹھا جن سے حرمت دامادی ثابت ہوجاتی ہی (مثلاً صحبت کرلی یا پیار
لے لیا یا شہوت سے چھو لیا یا اُسکی شرمگاہ کو دیکھ لیا) تو ان تینون صورتون مین) رجعت ہوجائیگی کیونکہ
رجعت قول اور فعل دونون سے ہوتی ہی) اور اسپر دو گواہ کرلینے مستحب ہین۔ اگر شوہر نے عدت گذرنیکے
بعد (عورت سے) کہا کہ مین نے عدت مین تجھ سے رجعت کرلی تھی اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجعت
ہوجائے گی ورنہ نہین ہوگی جیسے اس صورت مین نہین ہوتی کہ شوہر نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھسے
رجعت کرلی ہی اُسنے جب ہی جواب مین کہا کہ میری تو عدت ختم ہوچکی ہی (تو اس صورت مین بالاتفاق

رجعت نہین ہوتی) اور لونڈی کے شوہر نے عدت کے بعد لونڈی سے کہا کہ مین نے عدت مین تجھ سے
رجعت کرلی تھی لیکن لونڈی نے اُسکو جھٹلایا اور اُسکے آقا نے اسکی تصدیق کی یا لونڈی نے (شوہر
کے رجعت کرتے وقت) کہا کہ میری عدت تو ختم ہو گئی ہی اور شوہر اور آقا دونون نے (اسکی عدت ختم ہونیکا)
انکار کیا تو (ان دونون مسئلون مین) لونڈی کا کہنا معتبر ہوگا (یعنی رجعت ثابت نہین ہوگی) اگر
مطلقہ عورت اخیر حیض سے (جو حرہ مین تیسرا ہوتا ہی اور لونڈی مین دوسرا) دسؔ روز کے بعد پاک ہو تو رجعت
کی مدت اُسیوقت ختم ہو جاتی ہی اگرچہ وہ نہائی نہ ہو اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی ہی تو رجعت
کی مدت ختم نہین ہوتی یہانتک کہ وہ نہا لے یا پاک ہونیکے بعد نماز کا ایک وقت گذرجائے یا وہ تیمم کرکے
نماز پڑھ لے اور اگر اُسنے غسل کرلیا اور ایک عضو سے کم دھونا بھول گئی تب بھی رجعت کی مدت ختم ہوگئی
اور اگر ایک عضو دھونا بھول گئی ہی تو ختم نہین ہوئی (کیونکہ ابھی غسل پورا نہین ہوا) اور اگر کسی نے اپنی
حاملہ عورت کو یا بچہ والی کو طلاق دیدی اور یہ کہا کہ مین نے اس سے صحبت نہین کی تو اُسے رجعت
کرنا جایز ہی (کیونکہ اس صورت مین اسکے کہنے کو عورت کا حاملہ ہونا یا بچہ وار ہونا صاف جھٹلاتا ہی)
اگر وہ عورت سے خلوت صحیحہ کرچکا تھا اور پھر یہ کہا مین نے اس سے صحبت نہین کی پھر اُسے طلاق
دیدی تو اب اس سے رجعت نہین کرسکتا اور اگر (خلوت کرنیکے بعد طلاق دیدی اور پھر) اس سے رجعت
کرلی اور رجعت کے بعد دو برس سے کم مین اسکے بچہ ہو گیا تو یہ رجعت درست ہو جایئگی (کیونکہ بچہ کے
دو برس سے کم مین پیدا ہونے پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ رجعت کے وقت حمل تھا اور شوہر کا یہ کہنا غلط
تھا کہ مین نے صحبت نہین کی اور عورت ایک طلاق سے بائن نہین ہوئی تھی) اگر کسی نے اپنی بیوی سے
یہ کہا کہ اگر تو جنے تو تجھپر طلاق ہی پھر وہ ایک لڑکا جنی اور اسکے بعد دوسرے حمل سے (یعنی پہلا بچہ جنے
سے چھ مہینے کے بعد) دوسرا بچہ جنی تو یہ رجعت ہی اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے یون کہا تھا کہ جب تو بچہ
جنے تجھپر طلاق ہی اور وہ علیحدہ علیحدہ) تین حملون سے تین بچے جنی تو دوسرا لڑکا (پہلی طلاق مین) اور
تیسرا لڑکا دوسری طلاق مین باعث) رجعت ہین ف کیونکہ شرط کے مطابق پہلا بچہ ہونیکے وقت طلاق
پڑگئی مگر دوسرے بچہ کا حمل اس سے رجعت ہونیکا باعث ہو گیا پھر دوسرا بچہ ہونے پر دوسری
طلاق پڑگئی اور تیسرا حمل اس سے رجعت ہونیکا باعث ہو گیا اور اسکے پیدا ہونے کے بعد طلاق مغلظہ
ہوگئی اب رجعت نہین ہوسکتی یعنی ت اور رجعی طلاق والی عورت اپنا بناؤ سنگھار رکھے (تاکہ

شاید اسکے شوہر کی طبیعت اسپر پھر آجائے) اور شوہر کے لیے مستحب یہ ہو کہ اسے بدون اطلاع کیے اس کے پاس نہ جایا کرے اور جب تک اس سے رجعت نہ کرلے اُسے سفر مین بھی نہ لے جائے اور رجعی طلاق صحبت کرنیکو حرام نہین کرتی رہان عدت کے بعد صحبت حرام ہو جاتی ہے ۞ **فصل** بائنہ طلاق والی عورت سے عدت مین اور عدت کے بعد اسکے شوہر کو نکاح کر لینا جائز ہے مگر اس عورت سے جو تین طلاقون سے بائن ہو بشرطیکہ آزاد (یعنی حُرہ) ہو یا لونڈی ہو کر دو طلاقون سے بائن ہو گئی ہو یہانتک کہ ایک دوسرا شخص صحیح نکاح کر کے اس سے صحبت کرلے (اسی کو حلالہ کہتے ہین) اگرچہ وہ قریب البلوغ ہی ہو اور اس کے طلاق دینے کے بعد اسکی عدت گزر جائے (تب یہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے گی) نہ کہ ملک[1] کے باعث صحبت کرنے کے سبب سے **ف** مثلاً شوہر کے اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاق دینے کے بعد اس لونڈی کا آقا اس سے صحبت کرلے تو یہ اپنے شوہر کے لیے حلال نہین ہو گی کیونکہ یہ حرمت تو دوسرے شوہر کے نکاح ہی سے ختم ہوتی ہے اور چونکہ آقا دوسرا شوہر نہین ہے اس لیے اس کے صحبت کرنے سے یہ حرمت بھی نہین جاتی یعنی **ت** اور حلال کرنے کی شرط پر نکاح کرنا مکروہ (تحریمی) ہے اگرچہ وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جاتی ہے (مثلاً عورت سے یون کہے کہ مین تجھ سے اس شرط پر نکاح کرتا ہون کہ تجھ کو پہلے شوہر کے لیے حلال کر دونگا) اور دوسرا شوہر پہلے شوہر کی تین طلاقون کو بالکل نیست و نابود کر دیتا ہے **ف** یعنی صحبت کرنے کے ذریعہ سے اور اگر اُسنے صحبت نہین کی تو پھر بالاتفاق نیست و نابود نہین کرتا اور نیست و نابود کا یہ مطلب ہے کہ اگر یہ عورت اس دوسرے شوہر کے طلاق دینے کے بعد پھر پہلے شوہر سے نکاح کرلے تو وہ پھر تین طلاقون کا مالک ہو جائیگا جیسا پہلے تھا یعنی **ت** اگر تین طلاق والی عورت اپنے پہلے شوہر اور دوسرے شوہر کی عدت کے گذرنے کو بیان کرے اور زمانہ بھی اتنا ہو کہ اسمین یہ دونون عدتین پوری ہو سکین تو شوہر کو اس کا اعتبار کر لینا جائز ہے اگر اس کا غالب گمان یہ ہو کہ سچ ہی کہتی ہے (اور اعتبار کر لینے سے مراد یہ ہے کہ اس صورت مین اس سے نکاح کر سکتا ہے)۔

باب الایلاء

ایلاء کا بیان

ف لغت مین ایلاء کے معنے قسم کھانے کے ہین اور شرع مین یہ ہین جو مصنف نے ذکر کیے ہین - **ع ت** چار مہینے یا اس سے زیادہ اپنی بیوی کے قریب نہ جانے (یعنی صحبت نہ کرنے) پر قسم کھا لینے کا نام ایلاء ہے مثلاً کوئی (اپنی بیوی سے) یون کہے کہ خدا کی قسم چار مہینے مین تیرے قریب نہ جاؤن گا یا

[1] مثلاً ایک لونڈی کسی کے نکاح مین تھی اسکے شوہر نے اُسے دو طلاقین دیدین جس سے اس شوہر کے لیے وہ حرام ہو گئی بعد اسکے اس لونڈی کے آقا نے اُس سے

خدا کی قسم میں تیرے قریب نہ جاؤنگا پس اگر یہ اسی (چار مہینے کی) مدت میں (جس کی قسم کھائی تھی) اس عورت سے صحبت کر بیٹھا تو (قسم کا) کفارہ دے اور ایلاء جاتا رہا اور اگر اس عرصہ میں اس نے صحبت نہ کی تو اس عورت پر ایک طلاق بائن پڑ جائیگی اور قسم (ذمہ سے) ساقط ہو جائے گی (یعنی اس کا کفارہ لازم نہ آئے گا) اگر چار مہینے کی قسم کھائی ہو اور اگر کسی نے ہمیشہ کی قسم کھائی (مثلاً یوں کہا خدا کی قسم میں کبھی تیرے قریب نہ جاؤنگا) تو وہ قسم بدستور رہتی ہے مثلاً اگر اس نے عورت سے دوبارہ اور سہ بارہ نکاح کر لیا اور بلا رجوع کیے دونوں مدتیں گذر گئیں تو اب وہ اخیر کی دو طلاقوں سے بائن ہو جائیگی ف یعنی اگر ہمیشہ کی قسم کھا کر دوسری مرتبہ اس سے نکاح کیا اور چار مہینے کے اندر اس سے صحبت کر لی تو اب کفارہ دے اور اگر اس عرصہ میں صحبت نہ کی تو یہ عورت اب دوسری طلاق سے اور بائنہ ہو گئی پھر اگر تیسری دفعہ اس سے نکاح کیا اور چار مہینے کے اندر اس سے صحبت کر لی تو پھر پہلی طرح قسم کا کفارہ دے اور اگر صحبت نہیں کی تو اب اس پر تیسری طلاق پڑ گئی ع ت پس اگر اس عورت سے دوسرے شوہر کے بعد نکاح کرے تو اب (اس سے چار مہینے صحبت نہ کرنے سے) اس پر طلاق نہ پڑے گی لیکن اب بھی اگر یہ صحبت کرے تو (قسم کا) کفارہ دے کیونکہ (کفارہ دینے کے حق میں وہ) قسم باقی تھی (اگرچہ طلاق پڑنے کے حق میں وہ باقی نہیں رہی) (اور چار مہینے سے کم) کی قسم کھانے میں ایلا نہیں ہوتا۔ اگر کسی نے اپنی بیوی سے یوں کہا کہ خدا کی قسم دو مہینے تک اور ان دو مہینے کے بعد اور دو مہینے تک میں تیرے قریب نہ جاؤنگا تو یہ ایلاء ہے (کیونکہ یہ چار مہینے ہو گئے اگرچہ ان کو دو دفعہ کر کے کہا گیا۔ اور اگر وہ یہ بات کہکر ایک دن (یا ایک ساعت) ٹھیر گیا پھر یہ کہا کہ خدا کی قسم پہلے دو مہینوں کے بعد اور دو مہینے میں تیرے قریب نہ جاؤنگا یا یہ کہا کہ خدا کی قسم میں ایک روز کم ایک سال بھر تیرے قریب نہ جاؤنگا یا بصرہ میں یہ کہا کہ خدا کی قسم اب میں مکہ میں نہ جاؤنگا اور اس کی بیوی مکہ ہی میں تھی تو ان تینوں صورتوں میں) یہ ایلاء نہ ہوگا۔ اگر شوہر نے عورت کے قریب جانے کو حج کرنے یا روزے رکھنے یا صدقہ دینے یا بردہ آزاد کرنے یا طلاق دینے پر معلق کر دیا (مثلاً یوں کہا اگر میں تیرے قریب جاؤں تو مجھ پر حج کرنا واجب ہے یا روزہ رکھنا یا صدقہ دینا یا آزاد کرنا واجب ہے، یا میں تیرے قریب جاؤں تو میری عورت پر طلاق ہے وہ عورت یہی ہو یا اور کوئی ہو) یا رجعی طلاق والی سے ایلاء کر لیا تو ان سب صورتوں میں (ایلاء ہو جائیگا اور یہ شخص ایلاء کرنیوالا ہے ہاں بائن طلاق والی

ف [illegible]

اور اجنبی عورت سے اس طرح کہنے پر ایلاء نہین ہوتا اور لونڈی (منکوحہ) کے ایلاء کی مدت دو مہینے ہین اگر ایلاء کرنیوالا اپنی بیماری کی وجہ سے یا اس عورت کے بیمار ہونے کے سبب سے (جس نے اس سے ایلاء کیا تھا) یا رحم کا مُنھ بند ہونے کے سبب سے یا اُسکی کم سنی کی وجہ سے یا درمیان مین زیادہ فاصلہ ہونے کے سبب سے اگر اس سے صحبت نہ کر سکے تو (ان سب صورتون مین) اس کے ایلاء سے رجوع کرنے کی یہ صورت ہے کہ زبان سے اتنا کہدے کہ مین نے اس سے رجوع کر لیا (اور ایلاء کو توڑ دیا) اور اگر وہ اس (ایلاء کی مدت مین صحبت کرنے پر قادر ہو گیا (یعنی صحبت کرنے مین جو موانع حائل تھے وہ جاتے رہے) تو اب اس کا رجوع کرنا صحبت ہی کرنے سے ہوگا (اور وہ زبان سے رجوع کرنا باطل ہو جائے گا) اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھپر حرام ہے پس اگر یہ اس نے حرام کرنے کی نیت سے کہا یا بے نیت کہا تو یہ ایلاء ہوا اور اگر ظہار کی نیت سے کہا تو ظہار ہوا اور اگر جھوٹ بولنے کے ارادہ سے کہا تو جھوٹ ہوگا اور اگر طلاق کی نیت کر لی تھی تو بائنہ طلاق ہو جائے گی اور اگر تین طلاقون کی نیت کی ہے تو تین طلاقین پڑ جائینگی اور مفتے بہ قول یہ ہے کہ جب کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھپر حرام ہے اور حرام (کا معنے) اس کے نزدیک طلاق ہے لیکن اسنے طلاق کی نیت نہین کی تو تب بھی طلاق پڑ جائیگی و عرف کے لحاظ سے اسکو نیت کرنیوالا ٹھیرا لیا جائے گا کیونکہ لوگ طلاق پر یہ جملہ بولتے ہین کہ تو مجھپر حرام ہے۔

باب الخلع

خلع کا بیان

ف مصنف نے جو خلع کی تعریف کی ہے یہ مطلق خلع کی برابر ہے کہ اسکے ساتھ مال ہو یا نہ ہو مگر ہان خلع کا لفظ ہونا ضروری ہے کیونکہ مال کے عوض طلاق دینے ہی کو خلع نہین کہتے بلکہ اس سے بائن طلاق پڑنے مین یہ خلع کے حکم مین ہے پس خلع کی صحیح تعریف یہ ہے کہ عورت سے کچھ لیکر خلع کے لفظ سے نکاح توڑ دیا جائے اور اسکی شرطین وہی ہین جو طلاق کی ہین کہ شوہر مکلف ہو اور عورت منکوحہ ہو یعنی و فتح ت خلع نکاح سے علیحدہ ہو جانے کا نام ہے اس سے (یعنی خلع کرنے سے) اور کچھ مال کے عوض طلاق دینے سے (ہمارے نزدیک) بائن طلاق پڑتی ہے اور عورت کے ذمہ وہ مال دینا لازم ہو جاتا ہے اور اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو پھر اُسے کچھ لینا مکروہ (تحریمی) ہے بلکہ حق یہ ہے کہ اسے ایسی حالت مین لینا حرام ہی ہے) ہان اگر عورت کی طرف سے زیادتی ہو اور خاوند کا کہنا نہ کرتی ہو تو اس سے لینا مکروہ نہین ہے اور جو چیز مہر ہو سکتی ہو وہی خلع کا بدل (یعنی عوض) بھی ہو سکتی ہے (مثلاً کم از کم

درہم یا اس سے زیادہ) پس اگر عورت سے شراب یا سور یا مردار پر خلع کر لیا یا ان چیزوں کے بدلے میں اسے طلاق دیدی تو خلع کی صورت میں اسپر بائن طلاق اور طلاق کی صورت میں رجعی طلاق اُس پر مفت پڑ جائیگی جیسا کہ عورت (اپنی خالی مٹھی بھینچکر) شوہر سے یہ کہدے کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اسپر تو مجھ سے خلع کرلے اور اسکے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا اور شوہر نے خلع کرلیا تو مفت طلاق پڑجاتی ہے ہان اگر عورت نے اور یہ کہدے کہ جو مال یا جو درہم (یعنی اسپر خلع کرلے جو مال یا جو درہم میرے ہاتھ میں ہیں) تو مال کہنے کی صورت میں عورت اپنا مہر شوہر کو واپس کردے (اگر وہ لے چکی ہے ورنہ نہیں) اور درہم کہنے کی صورت میں تین درہم اسکو دے۔

اگر کسی نے بیوی کے بھاگے ہوئے غلام پر اس شرط پر خلع کرلیا کہ وہ عورت اُسکی ذمہ دار نہیں ہے تو وہ ذمہ داری سے بری نہ ہوگی[له] اگر عورت نے شوہر سے یہ کہا کہ تم مجھے ایکہزار (روپیہ) کے عوض تین طلاقیں دیدو اسپر اُسنے ایک طلاق دیدی تو ہزار کی تہائی اُسے ملنی چاہیے اور (ایک ہی طلاق سے) وہ عورت بائنہ ہوجائیگی ہان اگر عورت یوں کہے کہ تین طلاقیں مجھے ایک ہزار روپیہ پر دیدو اور وہ ایک دیدے تو اس صورت میں رجعی طلاق مفت پڑیگی ف اسکی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں تو بدلہ کا لفظ تھا وہ عورت ایکہزار کے بدلہ میں تین طلاقیں لیتی تھی وہاں ایک ہزار کو تین پر بانٹ دیا گیا بخلاف اس دوسری صورت کے کہ یہاں پر کا لفظ ہے جو شرط کے معنی میں ہے گویا عورت نے ایکہزار روپیہ دینے میں تین طلاقیں لینی شرط ٹھہرا دی ہیں اور چونکہ اسکی شرط پوری نہیں ہوئی لہذا اسکے ذمہ کچھ نہیں آیا۔ ف اگر میاں نے بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپ کو ایکہزار روپیہ کے بدلہ میں یا ایک ہزار پر تین طلاقیں دے لے اور عورت نے ایک لے لی تو کوئی طلاق نہ پڑیگی (کیونکہ مرد تو عورت کی علیحدگی سے اسی شرط پر رضامند ہوا ہے کہ اُسے پورے ایک ہزار ملجائیں اور چونکہ ایک طلاق سے یہ شرط پوری نہیں ہوئی لہذا علیحدگی بھی نہیں ہوسکتی) اگر شوہر نے کہا کہ تجھے ایک ہزار کے بدلے طلاق ہے یا ایکہزار پر طلاق ہے اور عورت نے (وہیں بیٹھے) اس بات کو قبول کرلیا تو یہ ایکہزار اُسے دینا لازم ہوگا اور وہ بائنہ ہوجائیگی (اور اگر اُسنے قبول نہ کیا تو نہ اسپر طلاق پڑیگی نہ کچھ دینا لازم ہوگا) اگر کسی نے بیوی سے یوں کہا کہ تجھے طلاق ہے اور تجھ پر ایکہزار ہیں یا (آقا نے اپنے غلام سے) کہا کہ تو آزاد ہے اور تجھ پر ایک ہزار ہیں تو عورت پر طلاق مفت پڑ جائیگی اور غلام مفت آزاد ہوجائیگا اور خلع میں اختیار کی شرط کرلینی عورت کو درست ہے مرد کو درست نہیں ہے ف مثلاً میاں نے بیوی سے کہا کہ تجھے ایکہزار کے بدلہ میں طلاق ہے اس شرط پر کہ تجھے تین روز تک اختیار ہے عورت نے قبول کرلیا تو یہ معاملہ درست

[له] یعنی اس غلام کو پکڑ کر شوہر کے حوالہ کرنا اس عورت کے ذمہ ہوگا اگر یہ اسے پکڑ سکتی ہو ورنہ اسے اس غلام کی قیمت دینی پڑے گی ۱۲ ط

ہو جائیگا اور اگر میان نے یہ کہا کہ مجھے تین روز تک اختیار ہے تو یہ شرط درست نہ ہوگی اسی طرح خلع بھی
عورت کی طرف سے اختیار کی شرط پہ ہونا درست ہے مرد کی طرف سے نہین مستخلص ملخصات اگر کوئی اپنی
بیوی سے کہے کہ مین نے ایک ہزار کے بدلہ کل تجھے طلاق دی تھی مگر تو نے نہین مانی تھی اور عورت
کہتی ہے مین نے مان لی تھی تو اسمین شوہر کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا بخلاف بیع کے (مثلاً کوئی دوسرے
سے کہے کہ مین نے اپنا یہ غلام ایکہزار مین کل تیرے ہاتھ بیچدیا تھا مگر تو نے قبول نہین کیا تھا تو قبول کے
انکار مین اسکے کہنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا) خلع کرنا اور ایک کا دوسرے کو اپنے حق سے بری کردینا میان
بیوی کے ایسے ہر حق کو ساقط کردیتا ہے جو نکاح کے متعلق ہو دوسرے کے ذمہ ہو یہانتک کہ اگر شوہر نے مال کی
ایک معین مقدار پر خلع کرلیا یا مبارأۃ (یعنی آپسمین بری الذمہ ہونے کا معاملہ) کرلیا تو شوہر کو وہی ملیگا جو
عورت نے اس معاملہ مین دینا کرلیا ہو باقی ان مین سے ایک کا دوسرے کے ذمہ مہر وغیرہ کی بابت کوئی دعوے
نہ رہیگا برابر ہے کہ عورت مہر لے چکی ہو یا نہ لے چکی ہو صحبت ہونے سے پہلے یہ معاملہ ہوا ہو یا بعد مین ہوا ہو
اگر کسی نے اپنی نابالغ لڑکی کے مال کے بدلے اسکے شوہر سے خلع کرلیا تو یہ خلع اس لڑکی پر جائز نہ ہوگا
اور اس لڑکی پر طلاق پڑجائیگی اگر نابالغ لڑکی کے باپ نے ایک ہزار روپیہ پر خلع کیا اس شرط پر کہ ایکہزار
کا مین ضامن ہون تو لڑکی پر طلاق پڑجائیگی اور ایکہزار (روپیہ) اسکے باپ کے ذمہ واجب ہوگا۔

باب الظہار

ظہار کا بیان

ظہار (شرع مین) اپنی منکوحہ کو ایسی عورت سے تشبیہ دینے کو کہتے ہین جو اسپر ہمیشہ کو حرام ہو (مثلاً
مان۔بہن۔بیٹی۔پوتی وغیرہ) اگر شوہر نے اپنی بیوی سے یون کہدیا کہ تو مجھپر مثل میری مان کی پشت
کے ہے تو یہ ظہار ہوگیا اس سے) اس عورت سے صحبت کرنا یا صحبت کے لوازم مثلاً بوسہ لینا یا مساس
کرنا وغیرہ سب حرام ہوگئے یہان تک کہ یہ کہنے والا ظہار کا کفارہ دیدے پس اگر یہ کفارہ دینے سے
پہلے پھر صحبت کر بیٹھا تو اب (اسپر دوسرا کفارہ واجب نہین ہوتا) یہ اپنے اللہ سے بس استغفار ہی کرلے
اور قرآن شریف مین ظہار کرنے والون کے بارے مین) عود کرنے سے صحبت کرنے کا قصد کرنا مراد ہے
(نہ کہ صحبت کرنا تاکہ اسکے یہ معنے ہون کہ کفارہ دینے سے پہلے صحبت کرنا درست ہے)
اور اس مین پیٹ یا ران یا شرمگاہ کہنا پشت کہنے کے حکم مین ہے (یعنی چارون کا ایک حکم ہے
مثلاً کسی نے بیوی سے یون کہا کہ تیرا پیٹ یا ران یا شرمگاہ ایسی ہے جیسے میری مان کا پیٹ یا

ران یا شرمگاہ ہے تو ظہار ہو جائے گا) اور اسمین بہن، پھوپھی، رضاعی مان مثل سگی مان کے ہین (یعنی ان کی مشابہت سے بھی ظہار ہو کر حرمت ثابت ہو جائے گی) اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ تیرا سر یا تیری شرمگاہ یا تیرا منہ یا تیری گردن یا تیرا آدھا بدن یا تیرا تہائی بدن مجھ پر مثل میری مان کی پشت کے ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ جیسا یون کہے کہ تو مجھپر ایسی ہے (غرض یہ ہے کہ ان اعضاء کی مشابہت سے بھی ظہار ہو جاتا ہے) اگر بیوی سے یون کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی میری مان اور اس کہنے سے اسنے عزت اور بزرگی کی نیت کی یا ظہار کی نیت کی یا طلاق کی نیت کی تو جو نیت کرے گا وہی ہوگا اور اگر کچھ نیت نہین کی تو (شیخین کے نزدیک اس کا کہنا) لغو ہوگا اور اگر کسی نے ظہار یا طلاق کی نیت کر کے بیوی سے یون کہا کہ تو مجھپر مثل میری مان کے حرام ہے تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر طلاق یا ایلاء کی نیت کر کے بیوی سے یون کہا کہ تو مجھپر مثل میری مان کی پشت کے حرام ہے تو یہ (امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک) ظہار ہی ہوگا اور ظہار اپنی بیوی کے سوا کسی غیر عورت سے نہین ہو سکتا اگر کسی نے ایک عورت سے بغیر اسکی اجازت کے نکاح کر لیا تھا پھر اس سے ظہار کر لیا اسکے بعد اس عورت نے نکاح کی اجازت دی تو یہ ظہار بالکل بیکار ہو گیا اگر کسی نے اپنی چند بیویون سے یہ کہا کہ تم مجھپر مثل میری مان کی پشت کے ہو تو یہ ان سب سے ظہار ہو جائیگا اب یہ ہر ایک کیطرف سے ایک ایک کفارہ دے۔

فصل ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ (صحبت کرنے سے پہلے) ایک بردہ آزاد کر دے (خواہ مرد ہو یا عورت ہو یعنی غلام ہو یا لونڈی ہو بڑا ہو یا چھوٹا ہو مسلمان ہو یا کافر ہو) ہان ایسے کو آزاد کرنا کافی نہین ہو سکتا جو اندھا ہو یا جس کے دونون ہاتھ کٹے ہون یا ہاتھون کے دونون انگوٹھے یا دونون پیر کٹے ہون یا دیوانہ ہو یا مدبر ہو یا ام ولد ہو یا ایسا مکاتب جو اپنے بدل کتابت مین سے) کچھ ادا کر چکا ہو اور اگر اسنے ابھی کچھ ادا نہین کیا تھا یا کسی نے اپنے قرابت دار کو اس کفارہ کی نیت کر کے خرید لیا یا اپنا نصف غلام کفارہ مین آزاد کر دیا تھا اور پھر باقی نصف بھی کفارہ ہی مین آزاد کر دیا تو (تینون صورتون مین یہ آزاد کرنا درست (اور کافی) ہو جائے گا۔ اگر ظہار کرنیوالے نے کفارہ مین) آدھا غلام مشترک آزاد کر دیا اور باقی کا ضامن ہو گیا یا اپنا آدھا غلام (کفارہ مین) آزاد کر دیا تھا پھر اس عورت سے صحبت کر لی جس سے ظہار کیا تھا اور باقی غلام آزاد کیا تو (دونون صورتون مین) یہ کفارہ ادا نہ ہوگا (کیونکہ کفارہ جبھی ادا ہوتا ہے کہ صحبت سے پہلے پورے بردے کی آزادی ظہور مین آ جائے

اور یہ بات یہان دونون صورتون مین نہین ہے اور اگر کسی مین بردہ آزاد کرنیکی وسعت نہو تو وہ پے در پے
(یعنی لگاتار) دو مہینے کے روزے رکھے ان مین رمضان شریف نہ ہوا ور نہ ایسے دن ہون جن مین
روزہ رکھنا منع ہے (مثلاً ایام تشریق اور دونون عیدون کے دن) پس اگر ان دو مہینون کے اندر
رات کو یا دن کو بھول کر صحبت کر بیٹھا یا روزہ نہ رکھا (خواہ عذر سے یا بے عذر) تو پھر نئے سر سے
روزے رکھے اور غلام کو کفارے مین سواے روزے رکھنے کے اور کچھ جائز نہین ہے (خواہ وہ
مکاتب ہی ہو کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک نہین ہوتا جو کچھ اُس کے پاس رہتا ہے وہ سب آقا کا ہی
اگرچہ اس کا آقا اس کی طرف سے (ساٹھ مسکینون کو) کھانا کھلا دے یا غلام آزاد کر دے اور
اگر روزے رکھنے کی طاقت نہین ہے تو ساٹھ فقیرون کو فطرے کی طرح کھانا دیدے یا اس مقدار
کی قیمت تقسیم کر دے اور اگر ظہار کرنے والے نے اور کسی شخص کو کہدیا کہ وہ اسکی طرف سے اُسکے ظہار
کا کھانا دیدے اور اُس نے اس کا کہنا کر دیا تو درست ہو جائیگا اور کل کفارات اور فدیہ مین مباح کردینا
درست ہے نہ کہ صدقات اور عشر مین ف یعنی کفارہ خواہ ظہار کا ہو خواہ روزہ کا ہو خواہ قسم کا ہو خواہ
احرام مین شکار مارنے کا ہو سب مین اباحت درست ہی جسکے یہ معنے ہین کہ فقیرون کے روبرو کھانا رکھکر
یہ کہدے کہ کھالو علیٰ ہذا القیاس فدیہ مین برابر ہے کہ وہ شیخ فانی کے روزے کا یا حج مین جنایات ہونیکی
جزا کا ہو مگر صدقات اور عشر مین جائز نہین ہے کیونکہ ان مین مالک بنا دینا شرط ہے۔ طوع ف
اور (اباحت کے کھانے مین) یہ شرط ہے کہ ہر فقیر کو پیٹ بھر کے دو صبح یا دو شام یا ایک صبح اور ایک شام
کھلائے اور اگر ایک ہی فقیر کو دو مہینے کھلائے جائے تب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا اور ایک ہی فقیر کو
ایک ہی روز سارا کھانا دیدیا تو یہ درست نہ ہوگا ہان خاص اسی ایک دن اور ایک آدمی کے کھانے
مین شمار ہو جائے گا اور اگر کھانا کھلانے کے درمیان اُسی عورت سے صحبت کر لی تو کھانا نئے سر سے
کھلائے اور اگر دو ظہارون کے کفارے مین ساٹھ فقیرونکو کھانا دیا اس طرح کہ ہر فقیر کو ایک ایک صاع
گیہون دیدیا (یعنی ایک ایک کو دونا دونا دیا) تو اس سے فقط ایک ظہار کا کفارہ ادا ہوگا اور اگر
ایک کفارہ رمضان شریف کے روزے کا تھا اور دوسرا ظہار کا اور کھانا اسی صورت سے ایک ایک صاع تقسیم
کیا یا دو ظہارون کے کفارون مین دو غلام آزاد کر دیئے اور کچھ تعیین نہین کی (کہ اسکا کونسا ہی اُسکا
کونسا ہی) تو دونون ظہار کا کفارہ ہو جائیگا اور یہی حکم (دو ظہارون کے کفارے مین) روزے رکھنے

[illegible]

اور کھانا کھلانے کا ہو (یعنی اگر کسی نے چار مہینے کے روزے رکھ لیے اور کسی کفارے کی کچھ تعیین نہین کی
یا ایک سو بیس فقیرون کو کھانا کھلادیا اور کچھ تعیین نہین کی تو دونون کفارے پورے ہو جائین گے)
اور اگر کسی نے دو ظہارون کے کفارے مین ایک بردہ آزاد کیا یا دو مہینے کے روزے رکھ لیے تو یہ فقط
ایک ہی ظہار کا کفارہ ہوگا اور اگر ایک کفارہ ظہار کا تھا اور ایک قتل کا اور اُسنے ایک کفارہ بلا تعیین
ادا کیا تو اس صورت مین ایک بھی ادا نہ ہوگا (کیونکہ یہان دونون کفارے ایک جنس کے نہین ہین لہذا
یہان کفارہ دینے سے پہلے تعیین ہونی چاہیے اور جہان دونون ایک جنس کے ہون وہان دینے کے بعد کی نیت کافی ہو جاتی ہے)

باب اللعان

(لعان کا بیان)

ف لعان جس سے میان بیوی مین جدائی ہو جاتی ہے لعن سے مشتق ہے لغت مین اسکے معنی لعنت
کرنے دور کرنے اور دھتکارنے کے ہین اور شرع مین یہ ہین جو آگے مصنف نے ذکر کیے ہین **ع ت**
لعان (میان بیوی کی) چند گواہیون کو کہتے ہین جو چند قسمون سے مضبوط کی گئی ہون ان مین
لعنت کا لفظ بھی شامل ہو یہ گواہیان مرد کے حق مین قائم مقام تہمت لگانے کی سزا کے ہوتی ہین
اور عورت کے حق مین زنا کی سزا کے قائم مقام پس اگر شوہر نے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور یہ
دونون مسلمان پر گواہی دینے کے قابل ہین (یعنی آزاد عاقل اور مسلمان ہین) اور وہ عورت اس
شان کی ہو کہ اسکو تہمت لگانیوالے کو سزا ملتی ہو یا شوہر نے بیوی کے پیٹ سے بچہ ہونیکا انکار کردیا (یعنی اسکے بچے
کی بابت یہ کہدیا کہ یہ میرا نہین ہے) اور عورت نے اپنے شوہر کو اس تہمت کی سزا دلوانے کا دعوی کیا تو ایسی
صورت مین (دونون پر) لعان کرنا واجب ہے اب اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو اُسے قید کیا جائے یہانتک کہ
یا تو لعان کرے اور یا اپنے آپ کو جھوٹا بتلائے تو پھر اسپر تہمت لگانیکی حد جاری کی جائے اور اگر شوہر نے
لعان کردیا تو پھر عورت پر بھی لعان کرنا واجب ہے اگر عورت انکار کرے تو اُسکو بھی قید مین رکھا جائے تا کہ وہ لعان
کرے یا اپنے شوہر کے کہنے کی تصدیق کرے (کہ اسکا کہنا تہمت نہین ہے بلکہ مین ہی خطاوار ہون) اور آپ
زنا کی سزا اسپر پڑے اور اگر شوہر اس لائق نہ ہو کہ اسکی گواہی کا اعتبار کیا جائے (مثلاً کافر ہو یا غلام ہو
یا پہلا سزا یافتہ ہو) تو اُس کو تہمت لگانے کی سزا دیدی جائے اور اگر مرد گواہی دینے کے لائق ہو مگر
وہ عورت ایسی نہین ہے کہ اسپر تہمت لگانے والے کو سزا دیجائے تو پھر مرد پر حد واجب ہو نہ لعان (کیونکہ وہ
تہمت لگانے مین سچا ہے ان تعزیر وتنبیہ کیجائے) اور لعان کی صورت وہی ہے جو قرآن شریف نے بیان کی ہے

ف وہ یہ ہی کہ اول شوہر قاضی کے روبرو کھڑا ہوکر چار مرتبہ اسطرح کہے کہ مین خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون
کہ مین نے جو اس عورت کے زنا کرانے کو کہا ہی مین اسمین بیشک سچا ہون اور پانچوین مرتبہ کہے کہ اگر مین اس
بارے مین جھوٹا ہون تو مجھپر خدا کی لعنت ہو اسکے بعد چار ہی مرتبہ عورت اسطرح کہے کہ مین خدا کو حاضر ناظر
جان کر اس بات کی قسم کھاتی ہون کہ اس مرد نے جو مجھپر زنا کی تہمت لگائی ہی اسمین یہ بیشک جھوٹا ہی اور
پانچوین مرتبہ اسطرح کہے اگر یہ مرد اس بارے مین سچا ہو تو مجھپر خدا کا غضب نازل ہووے پس جب (میان
بیوی) دونون لعان کر چکین تو پھر ان کا حاکم کے جدا کر دینے سے نکاح ٹوٹ جائیگا اور اگر شوہر نے
بچہ کے ذریعہ سے تہمت لگائی تھی (کہ یہ بچہ میرا نہین ہے) تو حاکم اس بچہ کا مرد سے نسب توڑ کر اسکو اسکی
ماں کیساتھ کرے اور اگر (لعان کے بعد) شوہر اپنے آپکو جھوٹا بیان کرے تو اسکو حد قذف لگائی جاوے
(یعنی تہمت لگانیکی سزا دیجاوے) اور اسکو اس عورت سے نکاح کر لینا جائز ہی اور اسی طرح اگر کسی نے
غیر عورت پر تہمت لگائی تھی اس مین اسے سزا ہوئی یا کسی عورت نے زنا کیا تھا اور زنا کی اسے سزا
ملگئی تو ان دونون صورتون مین (مرد کو اس عورت سے نکاح کر لینا جائز ہی اور گونگے (شوہر) کے تہمت لگانے
اور حمل کا انکار کر دینے سے لعان لازم نہین ہوتا ف اسکی وجہ یہ ہی کہ قابل لعان تہمت زبان سے ہوتی ہی اور
گونگا زبان سے کچھ نہین کہسکتا اور یہی وجہ حمل کے انکار کرنے مین ہی کہ وہ بھی پوری تہمت نہین ہی کیونکہ
شاید حمل نہو کسی بیماری سے پیٹ پھول گیا ہووے اگر شوہر بیوی سے یہ کہے کہ تونے زنا کیا ہی اور یہ حمل
زنا ہی کا ہی تو اسپر دونون لعان کرین (کیونکہ صریح تہمت ہی) اور حاکم اس حمل کو اس مرد سے جدا نکرے
اگر کوئی شخص اپنے گھر مین بچہ پیدا ہونے پر (مبارکبادی دئے جانے کے وقت کہے کہ یہ بچہ میرا نہین
ہی یا جننے کے وقت کی کار آمد چیزین خریدتے وقت ایسا کہدے تو اسکا یہ کہنا معتبر ہوگا (یعنی یہ بچہ اسکا
نہین رہیگا (مگر لعان دونون صورتون مین کرنا ہوگا اور اس (مبارکبادی اور خریداری) کے بعد انکار
کرنے سے کچھ نہین ہوسکتا اگر جوڑوان بچے ہوئے اور شوہر نے پہلے بچہ کا انکار کیا (کہ یہ میرا نہین ہی) اور
دوسرے کا اقرار کیا تو اسکو تہمت لگانیکی سزا دیجائے اور اگر اسکے برعکس کیا (کہ پہلے کا اقرار اور دوسرے
کا انکار کیا) تو لعان کرے اور دونون صورتون مین یہ دونون بچے اسی کے شمار ہونگے ۔

باب العنین

نامرد کا بیان

ف (شرع مین) عنین اسکو کہتے ہین جو عورتون سے صحبت نہ کرسکے یا کنواریون سے نہ کرسکے اور

ویسیلون سے کرسکے۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو دیکھے کہ اسکا ذکر کٹا ہوا ہی (وہ صحبت نہین کرسکتا) تو انکو حاکم اسی وقت علیحدہ علیحدہ کردے (یعنی ان کا نکاح توڑ دے) اور اگر شوہر عنین یا خصی ہی تو اسے ایک برس روز کی مہلت دیجائے اگر برس مین اُسنے (ایک دفعہ) صحبت کرلی تو بہتر ورنہ اگر عورت درخواست کرے تو حاکم انکو علیحدہ علیحدہ کردے اب وہ عورت بائنہ ہوجائیگی (یعنی نکاح نہین رہیگا) اور اگر (برس ورا پورا ہونیکے بعد) مرد نے کہا کہ مین نے صحبت کرلی ہی اور عورت (اسکا انکار کرتی ہے اور عورتین دیکھنے والی) کہتی ہین کہ باکرہ ہی (اس سے ابھی صحبت نہین ہوئی) تو اس عورت کو (وہین بیٹھے رہنے تک) اختیار دیا جائیگا (کہ چاہے اس شوہر کے رہے چاہے نہ رہے) اور باکرہ نہین ہی (پہلے خاوند کرچکی ہی) تو شوہر سے قسم لیکر اسکے کہنے کا اعتبار کرلیا جائے اور اگر عورت نے اپنے عنین ہی شوہر کو پسند لیا تو اب اسکا حق (جدا ہونیکا) باطل ہوگیا اور میان بیوی مین سے ایک کو دوسرے کے عیب کیوجہ سے اختیار نہ دیا جائے ف یعنی خواہ کیسا ہی عیب ہو مثلاً دونون مین ایک دیوانہ ہوجاسے یا خون بگڑ جائے یا بدن پر سپید دھبے ہوجائین یا عورت کی شرمگاہ کے اوپر گوشت اُبھر آئے جسکو رتق کہتے ہین اسمین اس سے صحبت نہین ہوسکتی یا وہان ہڈی ہوجائے کہ وہ بھی صحبت کو مانع ہوتی ہی اور اسکو قرن کہتے ہین امام شافعیؒ کا اسمین خلاف ہی وہ فرماتے ہین کہ ان پانچ امراض مین دونونکو اختیار دیدیا جائے اور ہماری دلیل یہ ہی کہ نکاح سے مقصود صحبت ہوتی ہی اور یہ عیوب اُسکو بالکل فوت نہین کرتے ہان خلل انداز ہوتے ہین اور اس خلل کو اتنا دخل نہین دیا جاسکتا عینی

باب العدة

عدت کا بیان

ت عدت اس انتظار کا نام ہی جو عورت پر لازم ہوجاتا ہی حرہ (یعنی آزاد عورت) کی طلاق ملجانے یا نکاح فسخ ہوجانے کے بعد تین حیض ہین (اگر اسے حیض آتا ہو) یا تین مہینے ہین اگر حیض نہ آتا ہو (یعنی بچی ہو یا بڑھیا ہو) اور شوہر مرجانے کی عدت چار مہینے اور دس دن ہین اور لونڈی کی عدت اگر اسے حیض آتا ہو دو حیض ہین اور اگر حیض نہ آتا ہو تو حرہ کی عدت کا نصف ہی ف یعنی تین مہینون مین سے ڈیڑھ مہینہ اور چار مہینے دس دن مین سے دو مہینے پانچ دن مگر عدت مین یہ شرط ہے کہ جہان رہتے ہوے طلاق ملی یا شوہر مرا ہے وہین عدت گذارے اگر کہین مجبوراً جانا پڑ جائے تو دن کو جاکر رات کو ضرور اپنے گھر آجائے ورنہ عدت ٹوٹ جائیگی ت اور حاملہ عورت کی عدت (ہر حالت مین) بچہ جن لینا ہے۔ اگر کسی نے اپنے مرض الموت مین بیوی کو طلاق دیدی تھی پھر اسی عرصہ مین مرگیا جسکو شرع مین

مار گئے ہین) تو اس کی بیوی طلاق اور وفات کی عدتون مین سے جو بڑی ہو وہ پوری کرے (یعنی اگر تین حیض چار مہینے دس دن سے زیادہ دنون مین آتے ہین تو انکا انتظار کرے اور اگر کم مین آتے ہین تو چار مہینے دس دن عدت مین رہے) اور جو لونڈی رجعی طلاق کی عدت مین آزاد ہو بائن طلاق کی اور موت کی عدت مین آزاد نہ ہو تو وہ (عدت کے حکم مین) مثل حرہ کے ہے اور جس عورت کو عدت کے (تین مہینون کے بعد حیض آنے لگے تو اسکی عدت حیض ہی کے حساب سے ہوگی اور جس عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو یا جس سے شبہ مین صحبت کر لیگئی ہو ان دونونکی اور ام ولد کی عدت شوہر کے مرنے وغیرہ مین حیض ہی سے شمار کیجاتی ہے (مہینون کا اعتبار نہین ہوتا) اگر کسی نابالغ کے مرنیکے وقت اسکی عورت حاملہ ہو تو اسکی عدت حمل کا جن لینا ہے اور اگر اسکے مرنیکے بعد حاملہ ہوئی ہے تو اسکی عدت مہینون کے حساب سے ہے (یعنی وہی چار مہینے دس دن ہین) اور ان دونون صورتون مین یہ بچہ اس نابالغ کا شمار نہین کیا جائیگا۔ اگر کسی عورت کو حیض کیحالت مین طلاق دیجائے تو وہ حیض عدت مین شمار نہین ہوگا (بلکہ اُسکے علاوہ تین حیض ہونے چاہئین) اگر عدت والی عورت سے شبہ مین صحبت کر لی جائے تو اسپر دوسری عدت واجب ہے اور ان دونون عدتون مین تداخل ہو جائیگا (یعنی ایک دوسری مین آجائیگی) اور جو حیض اس صحبت کے بعد آئیگا وہ دونون عدتون مین شمار ہوگا ہان اگر پہلی عدت ختم ہو گئی ہے تو اب دوسری عدت پوری کرے اور عدت طلاق یا موت کے بعد سے شروع ہوتی ہے اور نکاح فاسد مین علٰحدگی کے بعد سے یا اسوقت سے شروع ہوتی ہے کہ جب مرد اس عورت سے صحبت نہ کرنیکا پختہ قصد کرے۔ اگر عورت دعوے کرے کہ میری عدت گذر چکی ہے اور شوہر اُسے جھوٹی بتائے تو اس صورت مین عورت سے قسم لیکر اسی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اگر کسی نے اپنی عدت مین بیٹھی جورو سے نکاح کر لیا اور صحبت کرنے سے پہلے اسے پھر طلاق دیدی تو اس عورت کو پورا مہر دینا اسپر واجب ہوگا اور عورت پر اب نئے سرے سے عدت کرنی لازم ہوگی۔ اگر کوئی ذمیہ عورت کو طلاق دیدے تو اسپر عدت واجب نہین **فصل** اگر عورت بالغ مسلمان ہو اگرچہ لونڈی ہو اور اسکو بائن طلاق ملجائے یا اُسکا شوہر مرجائے تو وہ عدت مین اسطرح سوگ کرے کہ نہ اپنا بناؤ سنگار کرے نہ خوشبو اور تیل لگائے نہ سرمہ لگائے ہان کسی عذر سے سرمہ اور تیل کا استعمال جائز ہے اور نہ مہندی لگائے نہ کسمی اور زعفرانی کپڑے پہنے اور اگر کوئی آزادی کی عدت مین ہو (مثلاً آقا نے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا ہو اور وہ اسکی عدت مین ہے) یا نکاح فاسد کی عدت مین ہو تو وہ سوگ نہ کرے اور عدت والی

عورت سے صراحۃً نکاح کرنیکو نہ کہا جائے (مثلاً کوئی یہ کہدے کہ میرا ارادہ تجھ سے نکاح کرنیکا ہی) ہان اشارہ کنایہ سے اسپر اپنے نکاح کا ارادہ ظاہر کردینا درست ہی اور جو عورت طلاق کی عدت مین ہو وہ گھر سے باہر نہ نکلے اور جو شوہر کے مرنے کی عدت مین ہو اسکو دن مین اور شروع رات مین نکلنا درست ہی (بشرطیکہ رات کا زیادہ حصہ اپنے گھر ہی مین گذارے) اور یہ دونون اسی گھر مین عدت گذارین جسمین عدت ان پر واجب ہوئی ہو (یعنی جس گھر مین طلاق یا شوہر کی موت ہوئی ہو) ہان اگر کوئی اسمین سے نکالدے یا وہ ڈھے جائے اگر کسی عورت کو سفر مین طلاق ملی یا اسکا شوہر مر گیا اور یہان سے یعنی اس عورت کے اور اسکے شہر کے درمیان تین منزل سے کم فاصلہ ہی تو یہ اپنے شہر چلی آئے اور اگر تین منزل کا فاصلہ ہی تو اب اسے اختیار ہی چاہی اپنے شہر چلی آئے اور چاہی جہان جا رہی ہی وہان چلی جائے برابر ہی کہ اسکے ساتھ کوئی ولی (محرم) ہو یا نہ ہو اور اگر کسی شہر مین تھی تو وہین عدت مین بیٹھ جائے اور عدت کے بعد) وہان سے کسی (اپنے) محرم کے ساتھ آئے۔

باب ثبوت النسب

نسب کا ثابت ہونیکا بیان

ت اگر کوئی یہ کہے کہ اگر مین فلانی عورت سے نکاح کرون تو اسپر طلاق ہی پھر اس سے نکاح کرلیا اور نکاح سے چھ مہینے کے بعد اس عورت کے اولاد ہوگئی تو یہ اولاد اسی کہنے والے کی ہوگی اور اس عورت کو پورا مہر دینا اسپر لازم ہوگا اور رجعی طلاق کی عدت والی عورت کی اولاد اُسکے شوہر کی ہوتی ہی اگرچہ وہ (طلاق ہونے سے) دو برس کے بعد جنے جب تک وہ عورت عدت گذرنیکا اقرار نکرے اور اس بچہ کا دو برس سے زیادہ مین ہونا (باعث) رجعت ہی اگر دو برس سے کم مین ہو تو رجعت نہین ہی اگر کوئی عورت بائن طلاق کی عدت مین تھی اور اسکے دو برس سے کم مین اولاد ہوگئی (اور اسنے ابھی عدت پوری ہونیکا اقرار نہین کیا) تو یہ اولاد اسکے شوہر کی ہوگی) اور اگر دو برس سے کم مین نہین ہوئی (بلکہ دو برس مین یا زیادہ مین ہوئی ہی) تو وہ اس شوہر کی نہ ہوگی ہان اگر وہ شوہر اسکا دعوی کرے اگر کوئی قریب البلوغ لڑکی طلاق کی عدت مین ہو اور نو مہینے سے کم مین اُسکے اولاد ہو جائے تو وہ اولاد اسکے شوہر کی ہوگی اور اگر نو مہینے سے زیادہ مین ہو تو اسکے شوہر کی نہ ہوگی (برابر ہے کہ طلاق رجعی ہو یا بائنہ ہو) جو عورت اپنے شوہر کے مرنے کی عدت مین ہو اور دو برس سے کم مین اُسکے اولاد ہو جائے یا جو عورت اپنی عدت پوری ہوجانیکا اقرار کرتی ہو اور اقرار کے وقت سے لیکر چھ مہینے

لہ [illegible] ۱۲

سے کم مین اُسکے اولاد ہو جائے تو اُن دونون کی اولاد اُنکے شوہر ونکی ہوگی اور چھ مہینے مین یا زیادہ مین ہوئی تو شوہر کی نہ ہوگی جو عورت (طلاق یا موت کی) عدت مین ہو اور اسکی اولاد کا اسکے شوہر نے (یا اسکے وارثون نے) انکار کر دیا ہو کہ یہ میری نہین ہی تو وہ اولاد دو مردون کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتونکی گواہی سے یا اصاف اسکا حمل ظاہر ہونے سے یا شوہر کے اس حمل کا اقرار کر لینے سے یا (شوہر کے مرنیکے بعد) وارثون کے اس عورت کی تصدیق کر لینے سے یہ اولاد اسی شوہر کی ہوگی اور منکوحہ عورت کا بچہ اسکے شوہر کا اسوقت ہوگا کہ جب چھ مہینے مین یا زیادہ مین ہو اگرچہ شوہر چپ رہے اور اگر وہ انکار کرے تو پھر ایک عورت کی گواہی اُس بچہ کی ولادت پر ہونیسے وہ بچہ اسکے شوہر کا قرار دیدیا جائیگا۔ اگر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور پھر میاں بیوی مین اختلاف ہو جائے عورت کہے کہ تیرا مجھسے نکاح ہوئے چھ مہینے ہوئے مین اور شوہر کہے ابھی چھ مہینے نہین ہوئے تو اس صورت مین عورت کے کہنے کا اعتبار کرینگے (اور اسکو قسم نہین دینگے اسی پر فتویٰ ہی) اور یہ لڑکا اسی شوہر کا شمار کیا جائیگا اگر شوہر نے بیوی کی طلاق اُسکے بچہ ہونے پر معلق کر دی (یعنی یہ کہدیا کہ اگر تیرے بچہ ہو تو تجھپر طلاق ہی) اور ایک عورت نے اُسکے بچہ پیدا ہونے پر گواہی دی تو اسکی گواہی قبول نہ ہوگی اور اسپر طلاق نہین پڑے گی ہان اگر شوہر اسکے حمل کا اقرار کرے تو بلا گواہ طلاق پڑجائیگی اور حمل رہنے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو برس ہین اور کم از کم چھ مہینے ہیں اگر کسی نے لونڈی نکاح کر کے اُسے طلاق دیدی پھر اُسکو خرید لیا اور خریدنیکے وقت سے لیکر چھ مہینے سے کم مین اسکے بچہ ہو گیا تو یہ بچہ اسی شخص کے سر پڑیگا اور اگر چھ مہینے سے کم مین نہین ہوا (بلکہ زیادہ مین ہوا) تو اسکے سر نہین پڑیگا۔ اگر کوئی اپنی لونڈی سے کہے کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہی تو وہ میرا ہی پھر ایک عورت نے اُسکے بچہ ہونیکی گواہی دی تو یہ لونڈی اُس شخص کی ام ولد ہو جائیگی۔ اگر کوئی شخص کسی لڑکے کو کہدے کہ یہ میرا بیٹا ہی اور بعد مین مر جائے پھر اس لڑکے کی ماں دعویٰ کرے کہ مین اسکی بیوی ہون اور یہ مجھ سے اسکا بیٹا ہی تو یہ (ماں پوت) دونون اس مرد کے وارث ہونگے اور اگر اس عورت کا حرہ ہونا کسی کو معلوم نہین اور میت کا وارث (یعنی بیٹا) یہ کہتا ہی کہ تو میرے باپ کی ام ولد ہی (نکاحی بیوی نہین ہی) تو اب اسے میراث نہین ملیگی۔

باب الحضانۃ

یعنی بچہ کی پرورش کرنیکا بیان

بچہ کی پرورش کرنیکے لیے سب سے زیادہ حقدار اسکی ماں ہے (نکاح ٹوٹ کر) جدائی ہونیسے پہلے بھی اور اسکے بعد بھی پھر (اگر ماں نہ ہو تو) نانی نانی نہ ہو تو دادی اگر یہ بھی نہ ہو تو سگی بہن یہ نہ ہو تو ماں شریک

بہن یہ نہ ہو تو باپ شریکی بہن اگر یہ بھی نہو تو پھر اسی (اسکی سوتیلی کی) ترتیب سے خالائین اگر خالائین بھی نہون تو اسی ترتیب سے پھوپھیان اور جو عورت بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو اسکا حق جاتا رہیگا ف یعنی جس سے اب اس عورت نے دوسرا نکاح کیا ہے وہ اس بچہ کا قریبی رشتہ دار نہین ہے تو اب اس بچہ کی پرورش کرنے مین اس عورت کا حق نہین رہا ت اور اگر ان مین جدائی ہوجائے تو اسکا حق پھر لوٹ آئیگا اور اگر (بچہ کی پرورش کرنے کے لیئے) یہ عورتین نہون تو پھر اُسکے حقدار علی الترتیب عصبی ہین (یعنی جتنا عصبہ کوئی قریب کا ہوگا اتنا ہی مقدم ہوگا) مان اور نانی بچہ کو پرورش کرنے کی حقدار اسوقت تک ہین کہ وہ اپنی ضروریات کو خود کرنے لگے اسکے لیے لڑکے کے حق مین اندازاً سات برس مقرر کردئیے گئے ہین (کہ جب وہ سات برس کا ہوجائے تو پھر اُنکی پرورش مین رکھنے کی ضرورت نہین ہے) اور لڑکی کی بابت یہ ہے کہ اُسکو حیض آنے لگے اور مان اور نانی کے سوا اورون کا حق (لڑکی کی پرورش مین) اسوقت تک ہے کہ اُسے شہوت ہونے لگے (مثلاً کم از کم نو برس کی ہوجائے اور اسی پر فتوی ہے) لونڈی اور ام ولد کا (اپنے پرورش کرنے مین) کوئی حق نہین ہے جبتک کہ یہ دونون آزاد نہ کردیجائین (کیونکہ یہ دونون اپنے آقا کی خدمت کے شغل کیوجہ سے اس کام کو انجام نہین دے سکتین) اور ذمی عورت اپنے مسلمان بچہ کی سب سے زیادہ حقدار ہے جبتک کہ اسے دین کی سمجھ نہ آئے (ذمیہ کا بچہ مسلمان اسطرح ہوسکتا ہے کہ اسکا شوہر مسلمان ہو) اور بچہ کو اس بارے مین کچھ اختیار نہین ہوتا اور طلاق دی ہوئی عورت اپنی اولاد کو سفر مین نہ لیجائے ہان اپنے اس وطن کو جہان اسکا نکاح ہوا تھا لیجانے مین چندان ہرج نہین ہے۔

باب النفقہ

بیوی وغیرہ کے نان ونفقہ کا بیان

ف نفقہ لغت مین اسکو کہتے ہین جو آدمی اپنے بال بچون پر خرچ کرے یہ لفظ خوراک پوشاک وغیرہ سب کو شامل ہے۔ فتح ت مرد اپنی بیوی کا کھانا کپڑا دونون کی حیثیت کے موافق واجب ہے اگرچہ بیوی اپنا مہر وصول کرنے کی غرض سے شوہر کو صحبت نکرنے دے ان جو عورت شوہر کے کہنے مین نہو اسکی بلا اجازت گھر سے نکلجائے یا ایسی کم عمر ہو کہ وہ اس سے صحبت نکرسکے یا قرضدار ہونیکے سبب سے قید مین چلی گئی ہو یا کسینے زبردستی چھین لی ہو یا غیر آدمی کیساتھ حج کرنے چلی گئی ہو یا بیمار ہو کہ اس سے شب زفاف کی بھی نوبت نہ آئی ہو تو انکا کھانا کپڑا شوہر کے ذمہ نہین ہے اور اگر شوہر مالدار ہے تو بیوی کی خدمت کرنے والے کا بھی کھانا کپڑا دے اور اگر شوہر کھانا کپڑا نہ دیسکے (کسیوجہ سے مجبور ہو) تو اس سبب سے ان مین علیحدگی نہ کیجائے

ہان عورت کو مرد کے نام سے قرض لیکر کھانیکی اجازت دیجائے۔ اگر شوہر پہلے تنگدست تھا اور اب مالدار ہوگیا تو اب اسے اس مالداری کی حیثیت کا کھانا کپڑا دینا چاہیئے اگرچہ اسپر مفلسی کے کھانے کپڑے کا حکم ہوچکا ہو اور جو دن گذر گئے ہون اور انمین شوہر نے کچھ نہ دیا ہو تو) انکا خرچہ دینا واجب نہین یہانتک حاکم کے حکم کرنے یا شوہر کے خود ہی رضامند ہوجانے سے لازم ہوجاتا ہے اور میان بیوی مین سے ایک کے مرجانے سے حکم شدہ نفقہ ساقط ہوجاتا ہے اور جو نفقہ عورت پیشگی لے چکی ہو اور پھر شوہر کا انتقال ہوجائے تو وہ اس سے واپس نہین لیا جاسکتا اور غلام کو اسکی بیوی کے نفقہ مین فروخت کر دیا جائے (اگر وہ غلام ایسا ہو کہ اسکے آقا نے اسکو نکاح کرنیکی اجازت دیدی ہو) اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ رات کو شوہر کے پاس بھیجدینے سے واجب ہوتا ہے (یعنی اگر لونڈی کا آقا اس سے اپنی خدمت نہ لے اور اسے اسکے شوہر کے پاس رات کو بھیجدے تو شوہر کے ذمہ ان نفقہ ہوجائیگا) اور بیوی کے رہنے کے لیے شوہر پر ایک ایسا مکان دینا بھی واجب ہے جسمین نہ شوہر کے گھر کے آدمی رہتے ہون اور نہ بیوی کے ہان عورت کے گھر کنبہ) والون کو اسے دیکھنا اور اس سے باتین کرنا جایز ہے اگر کوئی شخص بے پتہ کہین چلا جائے اور اسکا روپیہ ایسے شخص کے پاس ہو جو اسکا روپیہ اور اسکی بیوی ہونیکا اقرار کرتا ہو تو حاکم کو چاہیئے کہ اسکی بیوی اور چھوٹے بچون اور اسکے ماں باپ کا اسکے روپیہ مین سے کچھ مقرر کردے اور (احتیاطاً) عورت سے ایک ضامن لے لیا جائے اور یہی (یعنی روٹی کپڑا اور رہنے کا مکان) طلاق کی عدت والی عورت کو بھی (عدت تک) دینا واجب ہے نہ کہ اس عورت کو جو شوہر کے مرنیکی عدت مین ہو یا شوہر کی نافرمانی کرنے پر اس سے علیحدگی ہوگئی ہو اور عورت کا بائنہ طلاق پڑنے کے بعد مرتد ہوجانا اسکے نفقہ کو ساقط کردیتا ہے نہ کہ شوہر کے بیٹے کو اپنے اوپر قابو دیدینا (یعنی اپنی ہمبستری کا اُسے موقع دیدینا نفقہ کو ساقط نہین کرتا) اور آدمی پر اپنے محتاج بچون کا بھی نفقہ واجب ہے اور بچہ کی ماں پر دودھ پلوانے مین زبردستی نہ کیجائے (یعنی اگر وہ نہ پلائے تو بچہ کا باپ اسپر زبردستی نہ کرے) ہان ماں کے پاس کسی دودھ پلانیوالی کو نوکر رکھدے اور اگر بچہ کی ماں اُسکے باپ کے نکاح مین ہو یا عدت مین ہو تو اسکو دودھ پلانے کا معاوضہ نہ دے اور عدت کے بعد اگر وہ اور اناؤن سے زیادہ تنخواہ نہ مانگے تو سب سے بہتر یہی ہے اور آدمی پر اپنے ماں باپ دادا دادی اور نانا نانی کو بھی کھانا کپڑا دینا واجب ہے اگر وہ محتاج (حاجتمند) ہون (اگر کھاتے پیتے ہون تو واجب نہین ہے) اور یہ رشتہ دارون مین) دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہین ہوتا سوائے دو رشتون یعنی) میان بیوی

ہونے اور باپ بیٹا ہونے کے ف کان دونون مین با وجود دین کے اختلاف کے بھی نفقہ واجب ہوتا ہی اور دین مختلف ہونیکے یہ معنی ہین کہ مثلاً شوہر مسلمان ہو اور بیوی اہل کتاب مین سے یہودن یا نصرانی ہو یا مان باپ کافر ہون بیٹا مسلمان ہو یا بیٹا کافر ہو مان باپ مسلمان ہون تو تب بھی انکا روٹی کپڑا لازم ہوتا ہی ت اولاد کے اپنے مان باپ کو نفقہ دینے مین اور باپ کے اپنی اولاد کو نفقہ دینے مین اور کوئی (رشتہ دار) شریک نہین ہوسکتا (یعنی اورون پر واجب نہین ہی اولاد پر مان باپ کا واجب ہی اور مان باپ پر اولاد کا) اور جو قریب کا ذی رحم محرم حاجتمند اور کمانے سے عاجز ہو تو اسکا روٹی کپڑا میراث کے حصہ کے موافق (وارثون پر) واجب ہی اگر وارث مالدار ہو اور باپ کو اپنے روٹی کپڑے کے خرچ کے لیے اپنے بیٹے کے اسباب کو بیچ لینا درست ہی اسکی زمین کو بیچنا درست نہین ہی اگر کسینے اپنا روپیہ کسی کے پاس امانۃً رکھدیا تھا اور اسکے امین نے اسکی بلا اجازت اسکے مان باپ کا خرچ اٹھایا تو امین اسکا دیندار ہوگا اور اگر مان باپ نے وہ روپیہ خرچ کرلیا جو انکی پاس انکے بیٹے کا رکھا ہوا تھا تو وہ دیندار نہونگے (کیونکہ انکا خرچ تو حکم حاکم سے پہلے ہی اسکے ذمہ ہی اس بنا پر انھون نے اپنا ہی حق وصول کرلیا) اگر مان باپ کے نفقہ کا اولاد پر یا اولاد کے نفقہ کا باپ پر یا اور کسی قرابت دار کے نفقہ کا حاکم نے حکم دیدیا تھا اور ایک مدت گذر گئی (کہ وہ نفقہ کسی وجہ سے انکو نہ ملا) تو اب وہ ساقط ہوگیا ہان اگر حاکم نے (انکو) قرض لیکر کھانے کی اجازت دیدی ہو (تو اس صورت مین دینا پڑیگا) اور غلام لونڈی کا روٹی کپڑا اسکے آقا پر واجب ہے اگر وہ دینے سے انکار کرے تو غلام کو اپنی کمائی مین سے لے لینا چاہیے اور اگر وہ کما نہ سکتا ہو تو اسکو فروخت کردینے کا حکم دیدیا جائے

کتاب العتاق

(لونڈی غلام کا آزاد کرنیکا بیان)

ف عتق اور عتاق کے معنی قوت کے ہین شراب کا نام بھی عتیق اسلئے ہی کہ اسمین زیادہ قوت ہی ہونیکی وجہ سے ہی اور کعبہ کو بھی عتیق اسکی قوت ہی کے سبب سے کہتے ہین کہ کوئی شخص اسپر غالب نہین آسکتا اور اسکے شرعی معنی یہ ہین جو آگے مصنف نے بیان کئے ہین ص ع ت عتاق (یعنی آزادی) ایک ایسی قوت شرعیہ کا نام ہی جو مملوک مین غلامی پن جاتے رہنے اور (آقا کی) ملک سے باہر ہونیکے بعد حاصل ہوتی ہی اگر حر مکلف (یعنی آزاد عاقل بالغ) اپنے مملوک سے اتنا کہدے کہ تو حر ہے (آزاد ہی) تو وہ آزاد ہوجائیگا یا کوئی اور ایسا لفظ کہدے جس سے سارا بدن مراد لیا جاتا ہو (مثلاً یون کہے تیرا سر آزاد ہی تیرا منہ آزاد ہی تیری گردن آزاد ہی وغیرہ وغیرہ) یا یہ کہدے کہ تو آزاد ہی۔ تو آزاد کیا گیا ہی۔ تو حر کردیا گیا ہی یا مین نے تجھے حر کردیا ہی یا مین نے تجھے آزاد کردیا ہی تو ان سب صورتون مین وہ آزاد ہوجائیگا برابر ہی کہ اس کہنے

والے نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو[1] یا آزاد کرنے کی نیت کرکے یون کہدے کہ اب مین تیرا مالک نہین رہا یا اب تو میرا غلام نہین رہا یا لونڈی نہین رہی یا اب تجھپر میرا اختیار نہین رہا یا یون کہدے کہ یہ میرا بیٹا یا باپ ہی یا (لونڈی کی بابت کہے) یہ میری مان ہی یا یہ کہے کہ یہ میرا آقا ہی یا اسطرح پکارے کہ او میرے آقا او حر یا او آزاد تو ان سب الفاظ سے آزاد ہو جائیگا ہان اگر یون پکارے کہ اے بیٹے۔ اے بھائی۔ یا اس سے کہے اب تجھپر میری حکومت نہین رہی یا (لونڈی کی بابت) وہ الفاظ کہے جن سے طلاق پڑجاتی ہو یا کہے کہ تو مثل آزاد کے ہی تو ان الفاظ سے آزاد نہ ہوگا اور اگر یہ کہا کہ تو نہین ہی مگر آزاد تو اس سے بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر کوئی (اپنے) قریب (ذی رحم) محرم کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائیگا اگرچہ یہ مالک ہونیوالا لڑکا یا دیوانہ ہی ہو اگر کوئی (اپنے لونڈی غلام سے) یون کہے تو اللہ کی خوشنودی کے لیے آزاد ہی یا شیطان کی خوشنودی کے لیے آزاد ہی یا بت کے لیے آزاد ہی یا کسی کے زبردستی کرنیسے آزاد کردی یا نشہ مین آزاد کردے تب بھی آزاد ہو جائیگا۔ اگر آزادی (اپنے) مالک ہونے پر یا کسی اور شرط پر معلق کردیا تو یہ تعلیق درست ہو جائیگی (اور یہ شرط پوری ہونے پر وہ آزاد ہو جائیگا) اگر کسی نے اپنی حاملہ لونڈی کو آزاد کردیا تو (وہ اور اسکا بچہ) دونون آزاد ہو جائینگے اور اگر بچہ کو آزاد کیا تو فقط وہی آزاد ہوگا اور مالک ہونے آزاد ہونے۔ غلام ہونے۔ مدبر یا ام ولد ہونے یا مکاتب ہونے مین بچہ اپنی مان کے تابع ہوتا ہی (یعنی اگر اسکی مان کسی چیز کے خریدنے یا ہبہ ہونے کے ذریعہ سے مالک ہوئی یا آزاد وغیرہ ہوئی تو بچہ کا بھی یہی حکم ہوگا) اور لونڈی کا جو بچہ اُسکے آقا سے ہو وہ آزاد ہے۔

باب العبد الذی یعتق بعضہ

(اس غلام کا بیان جسکا کچھ حصہ آزاد ہو جائے)

متن اگر کوئی شخص اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کردے (مثلاً چھٹائی یا تہائی یا نصف) تو وہ سارا آزاد نہین ہوتا (بلکہ جتنا اسنے کیا ہی اتنا ہی ہوتا ہی) پھر جتنا آزاد ہونے سے رہ جائے اس مقدار کے بدلے روپیہ کماکر یہ اپنے آقا کو دے اور یہ مثل مکاتب کے ہوتا ہی ف مکاتب کا بیان آگے آئیگا مگر اسمین اور مکاتب مین اتنا فرق ہی کہ اگر مکاتب کمانے سے عاجز ہو جائے تو وہ پھر غلام ہو جاتا ہی بخلاف اسکے کہ اسکا جتنا حصہ آزاد ہو گیا ہی وہ عاجزی کی صورت مین بھی غلام نہین ہو سکتا ت اگر کسی نے (مشترک غلام مین سے) اپنا حصہ آزاد کردیا تو اب اسکے شریک کو اختیار ہی چاہی وہ آزاد کردے چاہی اپنے حصہ کی قیمت اس غلام سے کمواکے لے اس صورت مین اس غلام کا ترکہ ان دونون شریکون کو پہنچیگا یا یہ اسکے

کہ اپنے حصہ کی قیمت) اس آزاد کرنیوالے سے وصول کرے اگر وہ مالدار ہو اور وہ اسنے دیکر پہر غلام
وصول کرے اس صورت مین اسکا ترکہ اس آزادی کرنیوالے کا ہوگا اور اگر ایک غلام مین دو شریک تھے
اور ہر ایک نے دوسرے کے حصہ کے آزاد کرنے پر گواہی دی (یعنی ہر ایک نے یہ کہا کہ میری شریک
نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے) تو اب یہ غلام دونون کے حصہ کا روپیہ کما کر دے (خواہ وہ امیر ہون یا
غریب ہون) اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے اس غلام کی آزادی کو فلان کے کل کو کوئی فعل کرنے
پر معلق کیا (مثلاً یون کہدیا کہ اگر زید کل گھر مین آئے تو تو آزاد ہے) اور دوسرے نے اسکا الٹا کیا (یعنی یہ
کہا کہ اگر زید کل گھر مین نہ آئے تو تو آزاد ہے) اور وہ کل گذر گئی اور اسکا آنا نہ آنا معلوم نہین ہوا تو اس صورت
مین نصف غلام آزاد ہو جائیگا اور وہ اپنے باقی نصف کی قیمت دونون کو کما کر دیگا (اور اس کا ترکہ ان
دونون کو ملیگا) اگر (دو مین سے) ہر ایک نے اپنا اپنا غلام آزاد کرنے کی (مثل پہلی صورت کی) قسم کھائی تو
کوئی غلام آزاد نہ ہوگا ف اس صورت مین بھی عتق کی قسم کہانے سے اسکو کسی شرط پر معلق کر دینا ہی مراد ہے جیسے
اس گذشتہ صورت مین تفاوت دونون مین صرف اتنا ہے کہ پہلی صورت مین غلام ساجھی کا تھا اور اس مین دونون
کے الگ الگ دو غلام ہین ف اگر کوئی شخص دوسرے کی شراکت مین اپنے بیٹے کا مالک ہو گیا (یعنی کسی کی شراکت
مین اسنے اپنے بیٹے کو خرید لیا) تو (انمین سے) اسکا حصہ فوراً آزاد ہو جائیگا اور یہ باپ اپنے ساجھی کے حصہ کا
ضامن نہ ہوگا اس ساجھی کو چاہیئے کہ یا تو اپنا حصہ بھی) آزاد کر دے یا (اپنے حصہ کی قیمت اسکو الے ایک غلام
مین سے آدھا ایک اجنبی نے خرید لیا تھا اور بعد مین باقی کا آدھا اس غلام کے باپ نے خرید لیا تو اب اس
اجنبی کو اختیار ہے چاہے اپنے حصہ کا روپیہ باپ سے وصول کرے اور چاہے بیٹے سے کما لے اگر باپ اپنے بیٹے
کا نصف ایسے شخص سے خریدا جو سارے کا مالک تھا تو (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) یہ باپ بیچنے
والے کا ضامن نہوگا۔ ایک غلام تین مالدار آدمیون کی شراکت مین تھا انمین سے اول ایک نے اسکو مدبر
کر دیا پھر دوسرے نے اسکو آزاد کر دیا (اور تیسرا ابھی خاموش ہے) تو خاموش اس مدبر کرنیوالے سے اپنے
حصہ کی قیمت وصول کرے اور یہ اسکو قیمت دیکر آزاد کرنیوالے سے اس غلام کے مدبر ہونیکی تہائی قیمت
لے لے نہ کہ وہ قیمت جو اسنے اپنے ساجھی خاموش رہنے والے کو بھری تھی۔ ایک لونڈی مین دو شریک تھے ایک نے
دوسرے سے کہا کہ یہ لونڈی تیری ام ولد ہے اور اسنے انکار کیا (کہ میری ام ولد نہین ہے) تو یہ لونڈی ایک روز اس
انکار کرنیوالے کی خدمت کرے گی اور ایک روز چھٹی مین رہیگی اور چونکہ ام ولد کی قیمت نہین ہوتی اسلئے اگر اسکے

دو شریکون مین سے ایک اپنا حصہ آزاد کردیگا تو یہ دوسرے کا ضامن نہوگا ف اسکی صورت یہ ہے کہ ایک
لونڈی دو آدمیون کی شراکت مین تھی اسکے اولاد ہوئی تو اولاد پر دونون نے دعوی کیا ایک کہتا ہے بچہ میرا ہے
دوسرا کہتا ہے میرا ہے اس صورت مین یہ لونڈی ان دونون کی ام ولد ہوگئی پھر ان مین سے ایک نے اسکو آزاد کردیا تو
اسکو آزاد کرنے سے تاوان نہین دینا پڑیگا. ط ت ایک آدمی کے تین غلام تھے اسنے ان مین سے دو کو مخاطب
کرکے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے اسکے اتنا کہتے ہی ان مین سے ایک الگ ہوگیا اور تیسرا جو انمین پہلے سے نہ
تھا آ بیٹھا (آ کھڑا ہوا اور آقا نے پھر اسیطرح کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہے) اور تب ہی مرگیا بیان نکیا
کہ میرے نزدیک فلانا آزاد ہے تو اس صورت مین چوتھائی تو اس غلام کی آزاد ہوگی جو دونون دفعہ مین
وہین کھڑا رہا اور نصف نصف ان دونون مین سے آزاد ہوجائیگا اور اگر یہ بات اسنے مرض الموت مین کہی تھی اور
بیان کرنے سے پہلے مرگیا (تو سارے ترکہ کا) ایک تہائی اسی حساب سے تقسیم کردیا جائیگا ف یعنی اگر یہ بات
اسنے اپنے مرض کی بیماری مین کہی تھی تو یہ بمنزلہ وصیت کے ہوئی اور یہ قاعدہ ہے کہ وصیت ترکہ کی تہائی مین جاری
ہوا کرتی ہے گویا اس شخص کے پاس سوائے ان تین غلامون کے اور کچھ نہ تھا اور یہ تینون ایک ہی قیمت کے تھے
اور اس شخص کے وارثون نے ان غلامون کے حق مین اسکا کہنا پورا نہ کیا تو اب اسکی وصیت کو تہائی ترکہ
مین جاری کرکے ان غلامون پر اسی مذکورہ حساب سے تقسیم کرینگے مثلاً ہر غلام کے سات سات حصے
کرینگے پس جو غلام دونون دفعہ وہین رہا تھا اسکے تین حصے آزاد ہونگے اور اسے چار حصون کی قیمت کما کر دینی
ہوگی اور باقی دونون کے دو دو حصے انھین اپنے پانچ پانچ حصون کی قیمت کما کر دینی ہوگی ت اور بیچ دینا آزاد
کردینا. مدبر کردینا. ہبہ کردینا. یا مرجانا مبہم آزاد کرنیکا بیان ہوتا ہے نہ کہ صحبت کرنا ف مثلاً کسی کے دو غلام
تھے اسنے دونون کو خطاب کرکے یہ کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے تو یہ آزاد کرنا مبہم ہوا پھر اسنے خود ہی انمین سے
ایک بیچدیا یا آزاد کردیا یا مدبر کردیا یا کسی کو ویسے ہی دیدیا یا ایک مرگیا تو اب یہ دوسرا آزاد ہوجائیگا اور
ان افعال کے سبب سے یہ سمجھا جائیگا کہ اسنے اسوقت اسی کو آزاد کیا تھا اور اگر اپنی دو لونڈیون سے یہ کہا تھا اور
پھر ایک سے صحبت کرلی تو یہ اس امر کی دلیل نہین ہوگی کہ دوسری لونڈی آزاد ہے ط وع ت ہان صحبت کرنا اور
مرجانا مبہم طلاق مین بیان ہوتا ہے ف مثلاً کسی کی دو بیویان تھین اسنے کہا کہ تم مین سے ایک کو طلاق ہے پھر
انمین سے ایک سے صحبت کرلی یا ایک مرگئی تو طلاق دوسری ہی پر پڑجائیگی ط وع ت کسی نے (اپنی لونڈی)
سے کہا کہ اگر تو پہلے لڑکا جنے تو تو آزاد ہے اسنے لڑکا اور لڑکی دونون جن دیے اور یہ معلوم نہین ہوا کہ انمین سے پہلے کونسا پیدا

ہوا ہے تو یہ لڑکا غلام رہیگا اور لڑکی اور اسکی ماں نصف نصف آزاد ہوجاتینگے اگر دو آدمی (کسی شخص پر) گواہی دین کہ اسنے اپنے دو غلامون مین سے ایک کو آزاد کردیا ہے یا اپنی دو لونڈیون مین سے ایک کو آزاد کردیا ہے تو (امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک) یہ گواہی لغو ہوگی ہان اگر یہ گواہی وصیت مین یا مبہم طلاق مین ہو) تو معتبر ہوگی ف مثلاً دو آدمی گواہی دین کہ فلان شخص نے اپنے مرض الموت مین اپنے دو غلامون مین سے ایک کو آزاد کردیا ہے تو یہ گواہی بالاتفاق قبول ہوگی یا دو شخص اسبات کی گواہی دین کہ فلان شخص نے اپنی بیویون مین سے ایک کو طلاق دیدی ہے تو یہ بھی بالاتفاق مقبول ہوگی بس

باب الحلف بالعتق

آزاد کرنے پر قسم کھانیکا بیان

ف یہان آزاد کرنے پر قسم کھانے سے یہی مراد ہے کہ آزاد کرنے کو کسی شرط پر معلق کرے ت اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر مین گھر مین جاؤن تو اس روز جتنے میرے مملوک (غلام) ہون سب آزاد ہین تو اس کہنے کے بعد جتنے غلام اسکی ملک مین آئینگے اسکے گھر مین جانے سے وہ سب آزاد ہوجائینگے اور اگر اس روز کا لفظ نہین کہا تو نہین ہونگے (یعنی اس کہنے کے بعد جنکا یہ مالک ہوگا وہ آزاد نہونگے بلکہ وہی آزاد ہونگے جو اسوقت اسکی ملک مین ہونگے) اور مملوک کا لفظ حمل کو شامل نہین ہوتا (مثلاً اگر کسی نے یون کہا کہ) میرے جتنے مملوک ہین یا جسکا مین مالک ہون وہ کل کے بعد آزاد ہے یا میرے مرنیکے بعد آزاد ہے تو اسکا یہ کہنا فقط اسی کو شامل ہوگا جسکا یہ اس قسم کے (یعنی اس کہنے کے) وقت مالک ہوا اگر کوئی لونڈی حاملہ تھی تو لونڈی آزاد ہوگی حمل نہین ہوگا) ہان اس دوسری صورت مین اسکے تہائی مال مین سے وہ مملوک بھی آزاد ہوجائیگا جسکا یہ اس شرط لگانے کے بعد مالک ہوا ہو۔

باب العتق علی جعل

لونڈی غلام کو مال کے بدلے آزاد کرنیکا بیان

ت اگر کسی نے اپنے غلام کو مال پر آزاد کردیا (یعنی یون کہا کہ مثلاً تو ایک ہزار روپیہ یا ایکہزار کے بدلہ مین آزاد ہے) اور اسنے منظور کرلیا تو یہ غلام ابھی آزاد ہوگیا اور اگر اسکی آزادی کو روپیہ ادا کرنے پر آقا نے معلق کردیا تھا (یعنی مثلاً یون کہدیا تھا کہ اگر تو اتنا روپیہ مجھے دیدے تو تو آزاد ہے) تو اب یہ (دلالۃ حال سے) ماذون فی التجارۃ[1] ہوجائیگا اور تخلیہ سے آزاد ہوجائیگا ف ایسے موقع پر تخلیہ سے یہ مراد ہوتی ہے کہ غلام اپنے آقا کے سامنے ایسی طرح روپیہ رکھدے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر لے سکے اس غلام کو آقا کے اذن دینا ضروری نہین ہے یعنی ت اگر آقا نے اپنے غلام سے یون کہا کہ تو ایکہزار روپیہ کے عوض مین ہے

[1] یعنی آقا کیطرف سے اسکو تجارت کرنے کی باجازت ہوجانے کی اگرچہ آقا نے اپنی زبان سے اسکو تجارت کرنے کی اجازت نہین دی ۱۲ حاشیہ اصل

مرنیکے بعد آزاد ہی تو غلام کی طرف سے اسکا منظور کرنا آقا کے مرنیکے بعد معتبر ہوگا (آقا کے مرنے سے پہلے منظور کر لینے کا اعتبار نہ کیا جائیگا اور نہ یہ آزاد ہوگا ہاں اگر وارث یا آقا کا وصی آزاد کر دے) اگر کسی نے اپنے غلام سے یوں کہا کہ میری ایک سال خدمت کرنے پر تو آزاد ہی اور غلام نے اسکو منظور کر لیا تو وہ ابھی آزاد ہو جائیگا اور اسکو آقا کی (ایک سال) خدمت کرنی لازم ہوگی کیونکہ وہ اس کو منظور کر چکا ہی) اور اگر آقا خدمت کرانے سے پہلے مر گیا تو اس غلام کو اپنی قیمت دینی واجب ہوگی (اور اگر یہ غلام مر جائے تو اسکی قیمت اسکے ترکہ میں لیجائیگی) اگر کسی نے ایک لونڈی کے آقا سے کہا کہ تم اپنی لونڈی کو ایک ہزار روپیہ کے عوض میں اس شرط پر آزاد کر دو کہ تم اسکا نکاح مجھ سے کر دو (اسنے اسکے کہنے پر لونڈی کو آزاد) کر دیا اور بعد میں لونڈی سے کہا کہ میں تیرا نکاح اس سے کرتا ہوں تو) لونڈی نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو یہ لونڈی مفت آزاد ہو جائیگی اور اگر یوں کہدے کہ اسکو ایک ہزار میں میری طرف سے آزاد کر دو تو اب یہ ہزار روپیہ اسکی قیمت پر اور اسکے مہر مثل پر بانٹ دئے جائینگے اور جو کچھ قیمت کے مقابلہ میں آئیگا بس وہ ہی اس کہنے والے کو دینا واجب ہوگا۔

باب التدبیر

(تدبیر کا بیان)

ف لغت میں تدبیر کے معنی انجام کار میں غور کرنے کے ہیں اور شرعی معنی یہی ہیں جو آگے مصنف بیان فرماتے ہیں یعنی ہت لونڈی غلام کی آزادی کو فقط اپنی موت پر معلق کرنیکا نام (شرع میں) تدبیر ہی مثلاً آقا یوں کہے کہ جب میں مر جاؤں تو تو آزاد ہی یا کہے جسدن میں مر جاؤں یا کہے میرے بعد میں (تو آزاد ہی) یا کہے کہ تو مدبر ہی یا کہے کہ میں نے تجھے مدبر کر دیا اور (مدبر و مدبرہ کا حکم یہ ہی کہ) اب نہ بک سکتا ہی اور نہ ہبہ ہو سکتا ہے ہاں آقا اس سے اپنی خدمت کراتا ہی یا (اپنے کو ضرورت خدمت کی نہ ہو تو دوسرے کے ہاں) نوکر رکھا دے اور (اگر مدبرہ لونڈی ہو تو) اس سے صحبت کر لیا کرے اور اگر چاہے تو اور کسی سے اسکا نکاح کر دے اور جب یہ آقا مر جائیگا تو اسکے تہائی مال میں سے مدبر آزاد ہو جائیگا اب اگر آقا فقیر تھا (کہ اس مدبر غلام لونڈی کے سوا اور مال اسکے پاس نہ تھا) تو یہ مدبر اپنی قیمت کے دو تہائی کما کر آقا کے وارثوں کو دیگا اور اگر آقا قرضدار تھا تو اسے اپنی ساری قیمت کما کر دینی پڑیگی اور اگر آقا نے اپنی لونڈی غلام سے یوں کہا کہ اگر میں اپنی اس بیماری میں مر جاؤں یا اپنے اس سفر میں مر جاؤں یا دس برس کے اندر اندر مر جاؤں یا تو فلاں شخص کے مرنیکے بعد آزاد ہی تو اب آقا کو اس کا بیچنا

جایز ہی (پہلی قسم کے مدبر کو مدبر مطلق کہتے ہین اور اس دوسری قسم کے مدبر کو مدبر مقید) ان دونون قسمون مین یہی فرق ہی کہ پہلی قسم کے کو بیچنا ناجائز اور اسکو جایز) اور اگر آقا کے بیچنے سے پہلے وہ شرط وقوع مین آگئی (جسپر اُسنے اسکی آزادی کو معلق کیا تھا تو یہ مدبر آزاد ہو جائیگا۔

باب الاستیلاد

(اُم ولد کرنیکا بیان)

ف استیلاد کے لغوی معنی مطلق اولاد طلب کرنے کے ہین اور شرعی معنی اپنی لونڈی سے اولاد چاہنے کے ہین یعنی **ت** اگر لونڈی کے (اسکے) آقا سے اولاد ہو جائے (اور آقا اسکا اقرار کرلے کہ یہ میرے ہی نطفہ سے ہی) تو پھر یہ لونڈی دوسرے کی ملکیت مین نہین جا سکتی (یعنی نہ آقا اسے بیچ سکتا ہی اور نہ ہبہ کر سکتا ہی ہان اس سے صحبت کرتا رہے اپنی خدمت کرائے جائے یا کسی کے ہان نوکر رکھا دے یا چاہے تو کسی سے نکاح کردے اب اگر اس پہلے بچہ کے بعد اسکے دوسرا بچہ ہو جائے تو بلا آقا کے دعوی کیے آقا ہی کا ہوگا بخلاف پہلے کے اور آقا کے مرنیکے بعد یہ لونڈی اُسکے کل مال سے آزاد ہو جائیگی اگر آقا قرضدار بھی ہوگا تو یہ اسکے قرضخواہ کو اپنی قیمت کما کر نہین دیگی (اور ایسی لونڈی کو ام ولد کہتے ہین) اگر کسی نصرانی کی ام ولد مسلمان ہو جائے تو اُسے اپنی (تہائی) قیمت کما کر آقا کو دینی پڑے گی اگر کسی نے ایک لونڈی سے نکاح کر لیا تھا اور نکاح (ہی) کی حالت مین اُس سے اولاد ہو گئی اور بعد مین (کسی وجہ سے) یہ شخص اُس لونڈی کا مالک بنگیا تو (ہمارے نزدیک) یہ لونڈی اسکی ام ولد ہی اگر دو آدمیون کی شراکت کی ایک لونڈی تھی اور اسکے بچہ (ہونے) پر ایک شریک نے دعوی کر دیا کہ یہ میرے نطفہ سے ہی تو اس بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائیگا اور یہ لونڈی اسکی ام ولد ہوگی اور اس شخص پر اس لونڈی کی نصف قیمت اور صحبت کرنیکی نصف اجرت لازم ہوگی اس بچہ کی قیمت نہین دینی پڑیگی اور اگر ایسی مشترک لونڈی پر دونون شریکون نے اکٹھا دعوی کر دیا تو بچہ دونون ہی کا قرار دیا جائیگا اور یہ لونڈی دونون کی ام ولد ہوگی اور انمین سے ہر ایک کے ذمہ صحبت کی نصف اجرت لازم ہوگی ہان پھر یہ مین ہر ایک دوسرے کو برابر دیلین اور یہ لڑکا ان دونون کا ایک پورے بیٹے کیطرح وارث ہوگا اور اگر یہ مر گیا تو اسکے ترکہ کو وہ دونون آدھون آدھ بانٹ لینگے اگر کوئی اپنے مکاتب (غلام) کی لونڈی کے بچہ پر دعوی کرے (کہ یہ میرے نطفہ سے ہی) اور وہ مکاتب اسکی تصدیق کرلے تو وہ بچہ اس مدعی ہی کا ہوگا اور اس مدعی کو صحبت کرنے کی اجرت اور بچہ کی قیمت مکاتب کو ادا کرنی پڑیگی اور یہ لونڈی اسکی ام ولد نہین ہوگی اور اگر مکاتب نے اسکی تکذیب کر دی (کہ جھوٹ کہتا ہی) تو وہ بچہ اُسکا ثابت نہ ہوگا۔)

کتاب الایمان

یمین خبر کی دونوں طرفون (یعنی سچ اور جھوٹ) مین سے ایک کو مقسم بہ کے ذکر سے مضبوط کرنیکا نام شرع مین قسم ہے اب اگر کسی نے گذشتہ بات پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو اسکا نام غموس ہے اور اگر اپنے غالب گمان پر کھائی تو اسکا نام لغو ہے پہلی مین گنہگار ہوتا ہے اور دوسری قسم مین نہین ہوتا اور اگر آیندہ کرنے پر کھائی تو اسکا نام منعقدہ ہے اور فقط اسین قسم کے خلاف کرنے پر کفارہ آتا ہے خواہ وہ خلاف کسی کی زبردستی سے ہو جاتا ہے یا بھول کر ہو اور قسم اللہ کی رحمن کی رحیم کی۔ اللہ کی عزت اسکی بزرگی اور اسکی کبریائی کی ہوتی ہے اور یہ الفاظ کہنے سے بھی ہو جاتی ہے کہ مین قسم کھاتا ہون۔ مین حلف اٹھاتا ہون مین گواہ کرتا ہون گو یہ نہ کہے کہ خدا کی (قسم کھاتا یا اسکو گواہ کرتا ہون) اگر کوئی یون کہے کہ مین اللہ کے بقا کی یا اللہ کی یا اللہ کے عہد کی یا اسکے پیمان کی قسم کھاتا ہون یا کہے (اگر مین ایسا کرون تو) مجھ پر نذر ہے یا اللہ کی نذر ہے یا کہے اگر مین ایسا کرون تو کافر ہون تو ان الفاظ سے بھی قسم ہو جاتی ہے ہان اللہ کے علم کی اسکے غصہ کی اسکے غضب کی۔ اسکی رحمت کی۔ نبی کی۔ قرآن مجید کی۔ کعبہ کی۔ اللہ کے حق کی قسم کھانے سے قسم نہین ہوتی اور نہ یہ کہنے سے ہو کہ اگر مین یہ کام کرون تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو یا اسکا غصہ ہو یا مین زانی ہون یا چور ہون یا شراب خوار ہون یا سود خوار ہون اور (عربی زبان) مین قسم کے حروف یہ ہین ب۔ و۔ ت۔ ف مثلاً کوئی یون کہے باللہ لافعلن کذا او واللہ لافعلن کذا تاللہ لافعلن کذا اور معنی تینون کے یہی ہین کہ خدا کی قسم مین ایسا کام ضرور کرونگا اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ واللہ اور باللہ کہنے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے بعض آدمی معمولی باتون مین دونوں لفظ کہدیتے ہین انکے ذمہ قسم ہو جاتی ہے اسکی ضرور احتیاط رکھنی چاہیے۔ مترجم عفی عنہ کبھی یہ حروف پوشیدہ بھی ہوتے ہین (جیسے کوئی اللہ کہے اور اس سے مراد واللہ ہو) اور قسم کا کفارہ ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا یا دس غریبونکو کھانا کھلانا ہے جیسا کہ ان دونون کا ذکر ظہار (کے کفارے) مین ہو چکا ہے یا دس غریبونکو اتنا اتنا کپڑا دے جس سے انکا بدن آدھے سے زیادہ ڈھک جائے اور اگر کوئی نہین ہے ایک بھی نکر سکے تو وہ لگاتار تین روزے رکھے اور قسم کے خلاف کرنے سے پہلے کفارہ نہ دے اور جو شخص کوئی گناہ کا کام کرنے پر قسم کھالے تو اسپر واجب ہے کہ اس قسم کو توڑ کر اسکا کفارہ دیدے (مثلاً اسنے قسم کھالی کہ مین نماز نہ پڑھونگا یا روزہ نہ رکھونگا علیٰ ہذا القیاس) تو اسکا کفارہ ہی ذمہ لے لینا لازم ہے اور کافر پر کفارہ واجب نہین ہوتا اگرچہ وہ مسلمان ہو کر اپنی قسم جھوٹی کرے اگر کوئی اپنی چیز کو اپنے پر حرام کرلے تو وہ حرام نہین ہوتی لیکن ہان اگر اسکو اپنے لیے مباح کرنی چاہے تو کفارہ دے

سلہ یعنی جس کی قسم کھاتا ہے خواہ وہ اللہ کے پاک نامون مین سے کوئی نام ہو یا صفات مین سے کوئی صفت ہو ١٢ از حاشیہ اصل الخط سلہ سید مینسہ قسم کے کفارہ [illegible]

(کیونکہ حلال چیز کو حرام کر لینا قسم ہے) اگر کوئی یون کہے کہ ہر حلال چیز مجھپر حرام ہے تو یہ کہنا کھانے اور پینے
کی چیزون پر واقع ہوگا اور فتویٰ اسپر ہے کہ اس کہنے سے بدون (طلاق کی) نیت کے اسکی بیوی پر بائنہ
طلاق پڑجائیگی (کیونکہ ایسا کہنے کا زیادہ استعمال طلاق مین ہی ہے) اگر کسی نے مطلق منت مانی یا کسی شرط
پر معلق کر دی اور وہ شرط پائی گئی تو (دونون صورتون مین) وہ اپنی نذر پوری کرے۔ اگر کسی نے قسم
کہیساتھ انشاء اللہ کہدیا تو وہ اسکے ذمہ نہین رہی (اسکے خلاف کرنے مین یہ ماخوذ نہوگا۔

باب الیمین فی الدخول والسکنیٰ والخروج والاتیان وغیر ذلک

اندر جانے رہنے و باہر نکلنے اور آنے وغیرہ پر قسم کھانیکا بیان

مت کسی نے یون قسم کھائی کہ مین گھر مین نہ جاؤنگا تو اب اسکے کعبہ مین جانے یا مسجد یا گرجا یا یہودیونکے
مندر یا (گھر کی) دہلیز یا چھجے کے نیچے یا صفہ مین جانے سے اسکی قسم نہین ٹوٹیگی (صفہ تین دیواری چھپر
کو کہتے ہین) اور اگر یون قسم کھائی کہ مین کسی گھر مین نہ جاؤنگا تو کھنڈر ون مین جانے سے حانث نہوگا (یعنی
قسم نہین ٹوٹے گی) اور اگر یون قسم کھائی کہ مین اس گھر مین نہ جاؤنگا تو اس گھر مین جانے سے حانث ہوجائیگا
اگرچہ وہ ڈھئے جانے کے بعد پھر سے بنا ہو ہان اگر اس گھر کو (توڑکر) باغ یا مسجد یا حمام بنا دیا ہو یا (ساری
کی ایک) کوٹھری بنا دی ہو تو اسمین جانے سے حانث نہوگا جیسا کہ کوئی یون قسم کھائے کہ مین اس کوٹھری
مین نجاؤنگا پھر وہ ڈھے جائے یا اسکی جگہ اور بن جائے تو اسمین جانے سے حانث نہین ہوتا اور جو شخص کسی
مکان کی چھت پر کھڑا ہو وہ اس مکان مین شمار ہوتا ہے اسلیے اگر کوئی یون قسم کھائے کہ مین فلان کے
مکان مین نہ جاؤنگا اور اس مکان کی چھت پر کھڑا ہوجائے تو یہ حانث ہوگیا کیونکہ وہ چھت مکان ہی کی ہے
ہان اگر اس مکان کے دروازے کی محراب مین کھڑا ہوگا تو حانث نہوگا اور کپڑا پہنے رہنا اور سواری پر دیر تک
سوار رہنا اور مکان مین دیر تک رہنا اشغال تہا اسے شروع کرنیکے وقت ہی یعنی اگر کسی نے یون قسم کھائی کہ مین یہ کپڑا
نہ پہنونگا حالانکہ پہنے ہوئے تھا اب اگر اسنے اسیوقت اتار دیا تو حانث نہوگا اور اگر پہنے رہا تو گویا اسنے ابھی پہنا ہے
حانث ہو جائیگا علیٰ ہذا القیاس اگر یون قسم کھائی کہ مین گھوڑے پر سوار نہونگا حالانکہ سوار تھا یا کہا کہ مین فلان مکان
مین نہ رہونگا حالانکہ اسمین رہتا تو اب یہ دیر تک اشغال ابھی سوار ہونا اور ابھی رہنا ہے گا اور حانث ہوجائیگا
ع تہ اکر گھر مین ٹھیر سکے رہنا یعنی اگر یون قسم کھائی تھی کہ مین گھر مین نہ جاؤنگا حالانکہ گھر مین ہی تھا تو اب اگر یہ
چند روز بھی اسمین رہے تو حانث نہوگا جبتک کہ باہر آکر پھر نہ اندر آئے) اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین اس مکان مین

یا اس گھر سے میں یا اس محلہ میں نہ رہونگا اور خود وہاں سے نکل گیا مگر اسکا اسباب و گھر کے آدمی وہیں ہیں تو یہ حانث
ہوگیا بخلاف شہر کے ف یعنی اگر قسم کھائی تھی کہ میں اس شہر میں یا اس گاؤں میں نہ رہونگا اور خود وہاں سے نکل آیا
مگر اپنا اسباب اور گھر کے آدمی وہیں چھوڑ دیے تو یہ حانث نہوگا ع مثلاً اگر کسی نے یون قسم کھائی کہ میں (گھر سے) نہ نکلونگا
پھر اسکے کہنے سے لوگ اسے لائے تو حانث ہوگیا اور اگر اسکے کہنے سے نہیں بلکہ اسکی نارضامندی سے یا بیہوشی
اُٹھا لائے ہیں تو حانث نہوگا جیسا کہ کوئی یون قسم کھائے کہ میں گھر سے صرف جنازے ہی میں جانیکے لیے نکلونگا
پھر وہ جنازے میں جانیکے لیے نکلا اور ساتھ ہی کوئی اپنا کام بھی کر لے تو حانث نہیں ہوتا کیونکہ وہ گھر سے تو
جنازے ہی کیلیے نکلا ہے اگر کسی نے یون قسم کھائی کہ میں مکہ کا سفر نہ کرونگا یا مکہ میں نہ جاؤنگا پھر وہ مکہ کا ارادہ
کرکے چلدیا مگر راستہ میں سے لوٹ آیا تو حانث ہوگیا ہاں اگر قسم کے وقت یہ کہا تھا کہ میں مکہ میں پہنچ جاؤنگا تو حانث
نہوگا جبتک کہ مکہ میں نہ پہونچ جائے) اگر اسپر قسم کھائی کہ میں زید کے پاس جاؤنگا اور نہ گیا یہانتک کہ مر گیا تو مرتے
وقت حانث ہوگیا۔ اگر یون قسم کھائی کہ میں زید کے پاس جاؤنگا اگر مجھ سے جایا جاسکیگا تو اس جا سکنے سے
تندرست رہنا مراد لیا جائیگا اور اگر اسنے اس سے قدرت ہونیکی نیت کرلی تھی تو حاکم اسکا اعتبار نہ کریگا ہاں اللہ کے
نزدیک سچا ہوگا اگر اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو میری بے اجازت باہر نہ نکل ورنہ تجھپر طلاق ہے تو اس صورت میں ہر دفعہ
باہر نکلنے کے لیے اجازت کا ہونا شرط ہے ورنہ جب نکلیگی طلاق پڑ جائیگی بخلاف اسکے کہ یون کہا ہو کہ تو باہر نکلے مگر
یہ کہ میں اجازت دون یا جبتک کہ میں اجازت نہ دون تو اس صورت میں فقط ایکدفعہ اجازت شرط ہے
ایک عورت گھر سے نکلنا چاہتی تھی کہ اسکے شوہر نے یہ کہا اگر تو نکلی تو تجھپر طلاق ہے یا وہ غلام کو مارنا چاہتی تھی کہ
اُسنے کہا اگر تو نے غلام کو مارا تو وہ آزاد ہے تو یہ قسم (یعنی طلاق یا آزادی) اس نکلنے یا مارنے کے ساتھ
مقید ہوگی جیسے کوئی کسی سے کہے کہ بیٹھ کھانا کھا تو وہ جواب میں کہے اگر میں کھانا کھاؤں تو میرا غلام آزاد
ہے) تو اسکو اسی کھانے سے تعلق ہوگا اور حانث ہو سکتے ہیں اپنے غلام کی سواری مثل اپنی سواری
کے ہے اگر اسکی نیت کرلی ہو اور غلام قرضدار نہ ہو ف اس مسئلہ کی صورت یہ ہے مثلاً آقا کہے
کہ اگر میں گھوڑے پر سوار ہوں تو میرا غلام آزاد ہے اور نیت یہ کرلے کہ خواہ میرا گھوڑا ہو خواہ میرے غلام کا
ہو تو اب اگر یہ اپنے یا اپنے غلام کے گھوڑے پر سوار ہوگا تو دونوں صورتوں میں یکسان حانث ہوگا
یعنی دونوں صورتوں میں اسکا غلام آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ وہ غلام قرضدار نہو اگر وہ قرضدار ہے اور یا
اُسکے آقا نے اپنے ہی گھوڑے کی نیت کی تو حانث نہ ہوگا۔ عینی و ش

باب الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام

کھانے پینے پہننے اور باتین کرنے پر قسم کھانیکا بیان

ت اگر کسی نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرکے قسم کھائی کہ مین اس درخت کو نہ کھاؤن گا تو وہ اس درخت کا پھل کھانے سے حانث ہوگا بشرطیکہ وہ پھلدار ہو اور اگر کچے یا پکے چھوہارے کھانے یا دودھ نہ پینے کی تعیین کردی تھی یعنی یون قسم کھائی تھی کہ مین کچے یا پکے چھوہارے نہ کھاؤنگا یا دودھ نہ پیون گا نو جوان کو معین کرنیکی صورت مین پکوت کے کھانے سے اور پکوت کی صورت مین سوکھے چھوہارے کھانے سے اور دودھ کی صورت مین دہی کھانے سے حانث نہوگا بخلاف اسکے کہ کسی نے یہ قسم کھائی کہ مین اس لڑکے سے نہ بولونگا اور جب وہ لڑکا جوان ہوگیا تو اس سے بولا یا یہ کہ مین اس جوان سے نہ بولون گا اور جب وہ جوان بڈھا ہوگیا تو اس سے بولا یا یون قسم کھائی ہو کہ مین اس حلوان کو نہ کھاؤن گا اور جب وہ پورا بکرا ہوگیا تو اسے کھایا تو ان تینون مین حانث ہوجائیگا) اگر کسی نے بلا تعیین یہ قسم کھائی کہ مین کچا چھوہارا نہ کھاؤن گا اور پھر اُسنے پکا ہوا کھالیا تو وہ حانث نہین ہوا کیونکہ جس پر اسنے قسم کھائی تھی وہ نہین کھایا اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ مین پکے یا کچے چھوہارے نہ کھاؤن گا یا پکے کھاؤنگا نہ کچے تو وہ مذنب چھوہارا کھانے سے حانث ہوجائیگا ف مذنب اُس چھوہارے کو کہتے ہین جو ڈنٹھل کی طرف سے کچا ہو باقی پکا ہو یا اُدھرا ہو جسے اردو مین گدرا کہتے ہین یعنی ت اگر کسی یون قسم کھائی کہ مین پکے چھوہارے نہ خریدونگا اور پھر اُسنے کچے چھوہارون کے ایسے خوشے خریدے جنمین کچھ پکے بھی تھے تو وہ حانث نہین ہوگا. اگر گوشت نہ کھانے پر قسم کھائی تھی تو وہ مچھلی کھانے سے حانث نہوگا کیونکہ قسمون کا دار و مدار عرف پر ہے اور عرف مین مچھلی کھانے کو گوشت کھانا نہین کہتے) سور اور آدمی کا گوشت اور کلیجی اور اوجھڑی گوشت کے حکم مین ہین۔ ف یعنی اگر کوئی یون قسم کھالے کہ مین گوشت نہ کھاؤنگا اور پھر وہ سور کا یا آدمی کا گوشت کھالے یا کلیجی یا اوجھڑی کھالے تو وہ حانث ہوجائیگا کیونکہ یہ چارون گوشت کا حکم رکھتے ہین مگر صحیح یہ ہے کہ آدمی اور سور کا گوشت کھانے سے وہ حانث نہین ہوگا کیونکہ ان دونکا کھانا متعارف نہین ہے اور قسمون کا دار و مدار عرف پر ہے اور اسی پر فتوی ہے اور محیط مین ہے کہ اگر گوشت نہ کھانے پر قسم کھائی تو ہماری عرف مین کلیجی اور اوجھڑی کھانے سے حانث نہوگا کیونکہ یہ دونون گوشت نہین شمار ہوتے اور اہل کوفہ کے نزدیک حانث ہوجائیگا۔ یعنی د تخلص ت اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین چربی نہ کھاؤنگا اور پھر پیٹھ

کی چربی کھالی یا یون قسم کھائی کہ مین گوشت یا چربی نہ کھاؤن گا اور پھر اسنے دنبہ کی چکتی کھالی یا یون قسم کھائی کہ مین گیہون نہ کھاؤنگا اور پھر اسکی روٹی کھالی تو حانث نہ ہوگا اور اگر یون قسم کھائی کہ مین یہ آٹا نہ کھاؤنگا تو وہ اسکی روٹی کھانے سے حانث ہو جائیگا آٹا پھانکنے سے حانث نہ ہوگا اور روٹی پر قسم کھانے کی صورت مین (ویسی مراد ہوگی جیسی اس شہر کے لوگ کھاتے پکاتے ہون) اور قسم مین بھنا ہوا یا پکا ہوا کہنے سے گوشت مراد ہوگا (مثلاً کسی نے یون قسم کھائی کہ مین بھنا ہوا یا پکا ہوا نہ کھاؤن گا تو یہ قسم گوشت نہ کھانے پر ہوگی) اور سری (نہ کھانے پر قسم کھانے) سے وہ مراد ہوگی جو اس شہر مین بکتی ہو یعنی جسکا اس شہر مین رواج ہو بکرے کی ہو یا گائے کی ہو اگر کسی نے میوہ نہ کھانے پر قسم کھائی تو اس سے سیب خربوزہ زردآلو اور انجیر وغیرہ مراد ہونگے یعنی ان پر قسم ہوگی) نہ کہ انگور۔ انار۔ پکے ہوئے چھوہارے۔ کھیرا اور ککڑی (کیونکہ یہ چیزین میوے مین شمار نہین ہوتی) اگر کسی نے سالن نہ کھانے کی قسم کھائی تو اس سے وہ مراد ہوگا جس مین روٹی تر کیجائے (مثلاً سرکہ۔ نمک۔ زیتون (کا تیل) اس سے گوشت اور انڈے بھنے ہوئے اور پنیر مراد نہ ہونگے (کیونکہ یہ عرف مین سالن نہین کہلاتے) اور دن کے کھانے کا وقت صبح سے لیکر ظہر کے وقت تک ہے اور شام کے کھانے کا وقت ظہر سے لیکر آدھی رات تک ہے اور آدھی رات سے صبح صادق تک کے کھانے کو سحری (یا سرگہی) کہتے ہین۔ **ف** پس اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین دن کا کھانا نہ کھاؤنگا اور پھر اسنے صبح صادق سے لیکر ظہر تک کچھ کھالیا تو وہ حانث ہو جائیگا اسیطرح اگر کسی نے شام کے نہ کھانے کی قسم کھائی اور ظہر سے لیکر آدھی رات تک کھالیا یا سحری نہ کھانے کی قسم کھائی اور آدھی رات سے صبح صادق تک کھالیا تو وہ حانث ہو جائیگا۔ **یعنی نیت** اگر کسی نے (قسم کھائی اور) یون کہا کہ اگر مین پہنون یا کھاؤن یا پیون (تو میرا غلام آزاد ہے) اور اُسنے ایک خاص چیز (کے کھانے پینے یا پہننے) کی نیت کرلی تو اُس کی نیت کا بالکل اعتبار نہ کیا جائیگا (نہ حاکم مانے گا نہ دیانۃً اُسے سچا کہینگے) ہان اگر اسنے یون کہا ہو کہ اگر مین کپڑا پہنون یا کھانا کھاؤن یا کوئی پینے کی چیز پیون (تو میرا غلام آزاد ہوا اور اسمین اُسنے کسی خاص چیز کی نیت کرلی) تو دیانت کی رُو سے اس کا اعتبار کرلیا جائیگا (اور حاکم یہان بھی اعتبار نہین کرے گا) اگر کسی نے اسپر قسم کھائی کہ مین جمنا سے پانی نہ پیونگا تو یہ قسم (منھ لگا کر (یعنی چلو) سے پینے پر ہوگی بخلاف اسکے کہ یون کہے کہ مین جمنا کا پانی نہ پیونگا اس صورت مین اگر کسی برتن مین لیکر پئے گا تب بھی حانث ہو جائیگا) اگر کسی نے یون کہا کہ اگر مین اس کوزے کا پانی آج پیون تو میری عورت پر طلاق ہے حالانکہ اس کوزے مین پانی نہین ہے یا پانی

تھا مگر وہ گرا دیا گیا یا اُس نے آج اسکے پینے کی قید نہ لگائی اور نہ کوزے مین پانی ہے توان سب صورتون مین وہ
حانث نہ ہوگا اور اگر اُسنے آج کے پینے کی قید نہ لگائی تھی اور اس کوزے مین پانی تھا پھر وہ گرا دیا گیا تو حانث
ہو جائیگا اور کفارہ دینا پڑے گا، ایک آدمی نے قسم کھائی کہ مین آسمان پر چڑھونگا یا کہا کہ اس پتھر کو
سونا کر دونگا تو وہ یہ کہتے ہی حانث ہو جائے گا اُسے کفارہ دینا چاہیے، اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین فلانے
سے نہین بولونگا پھر اسکو سوتے مین اس طرح پکارا کہ اسکی آنکھ کھل گئی تو یہ حانث ہو گیا، یا یون کہا تھا کہ
اس کی بدون اجازت اس سے نہ بولونگا اور اسنے اجازت دیدی مگر اسے اجازت دینے کی خبر نہین ہوئی
اور اس نے اس سے گفتگو کی تو یہ حانث ہو گیا اگر یون قسم کھائی کہ مین فلانے سے مہینے بھر نہ بولونگا تو یہ
مہینا اسی وقت سے شروع ہو جائیگا جس وقت اسنے قسم کھائی ہے۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین کلام نکرونگا
پھر اُسنے قرآن شریف پڑھا یا تسبیح پڑھی تو وہ حانث نہوگا کیونکہ یہ عرف مین کلام کرنا نہین ہے بلکہ اسکو
تلاوت کرنا یا تسبیح پڑھنا کہتے ہین اور اسی پر فتویٰ ہے، اگر کوئی یون کہے کہ مین فلانے سے جسدن کلام کرون میرا غلام
آزاد ہے تو اس صورت مین دن اور رات دونون مراد ہونگے یعنی اگر یہ دن کو بولیگا تب بھی اور رات کو بولیگا تب بھی
اسکا غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسنے یہ کہتے وقت خاص دن کو بولنے کی نیت کر لی تھی تو اسکا اعتبار کر لیا جائیگا
اور اگر یون کہا کہ اگر مین فلانے سے رات کو کلام کرونگا تو میرا غلام آزاد ہے تو یہ قسم رات ہی کے کلام کرنے پر
ہوگی۔ اگر کوئی یون کہے کہ اگر مین فلان آدمی سے کلام کرون تو میرا غلام آزاد ہے مگر یہ کہ زید آجائے یا یہانتک
کہ زید آجائے یا (جبتک) مگر یہ کہ زید اجازت دے یا یہانتک کہ زید اجازت دے اور پھر زید کے آنے یا اُس کے
اجازت دینے سے پہلے کلام کر لیا تو وہ (ان سب صورتون مین) حانث ہو جائے گا اور اگر زید کے آنے یا اُسکے
اجازت دینے کے بعد کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر زید مر گیا تو یہ قسم ہی جاتی رہیگی۔ اگر کسی نے یہ قسم کھائی
کہ مین فلانے کا کھانا نہ کھاؤنگا یا اُسکے گھر مین نہ جاؤنگا یا اسکا کپڑا نہ پہنونگا یا اُسکے گھوڑے پر سوار نہ ہونگا یا
اُسکے غلام سے کلام نہ کرونگا اگر اسنے ان چیزون کی طرف اشارہ کرکے کہا تھا اور یہ چیزین اُس شخص کی ملکیت
سے نکل گئین تب اسنے ایسا کیا کہ وہ کھانا کھایا یا اُس گھر مین گیا یا وہ کپڑا پہنا یا اس گھوڑے پر سوار ہوا
وغیرہ تو یہ حانث نہوگا جیسا کہ اگر اسکی نئی خریدی ہوئی چیزون سے یہ ایسا کرے تو بالاتفاق حانث نہین
ہوتا اور اگر اشارہ نہین کیا تھا تو ان چیزون سے اس کی ملکیت زائل ہونے کے بعد ان کامونکے کرنے سے
حانث نہ ہوگا اور اس صورت مین اسکی نئی خریدی ہوئی چیزون کے ساتھ ایسا کرنے سے حانث ہو جائیگا

(کیونکہ حانث ہونیکی شرط یعنی اُن چیزونکا اس شخص کیطرف منسوب ہونا اور اسکا مالک ہونا تھا یہان موجود ہے)
اور اگر کسی نے اشارہ کرکے کہا کہ مین فلانے کے اس دوست سے یا اسکی اس بیوی سے گفتگو نہ کرونگا تو انکی دوستی
اور نکاح نہ رہنے کے بعد بھی انکے ساتھ گفتگو کرنے سے حانث ہو جائیگا ہان اگر اشارہ نہ کیا ہو تو دوستی
اور نکاح نہ رہنے کے بعد گفتگو کرنیسے) حانث نہ ہوگا اور اس صورت مین مثل سابق کے اس شخص کے نئے دوست
اور نئی بیوی کے ساتھ گفتگو کرنے سے حانث ہو جائیگا اگر کسی نے یون قسم کھائی کہ مین اس چادر والے سے بات
نہ کرونگا اور اس چادر والے نے وہ چادر بیچدی تب اُسنے اس سے بات کی تو یہ حانث ہو گیا اگر کسی نے اپنی قسم
مین زمانہ اور حین کو معرفہ بولا (یعنی الزمان اور الحین کہا) یا انکو نکرہ بولا (یعنی زمان یا حین کہدیا) تو ان دونون
صورتون مین اس سے چھ مہینے مراد ہونگے (مثلاً یون کہا کہ مین ایک زمان تک یا الزمان تک بات نکرونگا اگر یون
تو ایسا ہو تو گویا اسنے چھ مہینے کہے ہین) اور اگر الدہر یا الابد کہا تو اس سے تمام عمر مراد ہے اور دہر کا لفظ مجمل ہے
(اسکی کوئی مقدار معین نہین) اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا الشہور کہا یا السنون کہا تو اس سے دس مراد ہین
(یعنی الایام اور ایام کثیرہ سے دس دن اور الشہور سے دس مہینے اور السنون سے دس برس) اور اگر ان سب کو
نکرہ (یعنی بدون الف لام کے) کہیگا تو تین مراد ہونگے ۔

باب الیمین فی الطلاق والعتاق

ت اگر کسی نے اپنی بیوی یا اپنی لونڈی سے یون کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو تجھ پر طلاق ہے یا تو آزاد ہے تو مرا
ہوا بچہ ہونے سے حانث ہو جائیگا (یعنی اسکی بیوی پر طلاق پڑ جائیگی اور لونڈی آزاد ہو جائیگی) بخلاف
اسکے کہ یون کہا ہو کہ وہ بچہ آزاد ہے (تو اس صورت مین اس بچہ کا زندہ پیدا ہونا شرط ہے نہ مرا ہوا بچہ آزاد ہوگا
نہ وہ شخص حانث ہوگا) اگر کسی نے یون کہا کہ جس غلام کا مین اوّل مالک ہون وہ آزاد ہے پھر وہ ایک غلام
کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر ایک ساتھ دو کا مالک ہوا پھر تیسرے کا ہوا تو ان مین سے ایک
بھی نہین آزاد ہوگا ہان اگر اسنے یہ کہا ہو کہ جس اکیلے غلام کا مین اول مالک ہون وہ آزاد ہے (تو اس صورت
مین) یہ تیسرا آزاد ہو جائیگا (جو دو کے بعد خریدا ہے) کیونکہ یہ خریدے جانے مین اکیلا ہے) اگر کسی نے یون
کہا کہ جس غلام کا مین سب سے آخر مین مالک ہون وہ آزاد ہے پھر اُسنے ایک ایک کرکے دو غلام خریدے
اسکے بعد مر گیا تو یہ پیچھے خریدا ہوا غلام اُسوقت سے آزاد ہوگا جسوقت سے آقا اس کا مالک ہوا تھا ۔ اگر
کسی نے یون کہا کہ جو غلام مجھے فلان بات کی خوشی سُنائے وہی آزاد ہے پھر اسکو تین غلامون نے یکے بعد دیگرے

اس بات کی خوشی سُنائی تو ان مین سے پہلا غلام یعنی جسنے پہلے خوشی سُنائی ہی آزاد ہوجائیگا اور اگر تینون نے ایک ساتھ ہی خوشی سُنائی تھی تو تینون آزاد ہوجائینگے اور کفارے کی ادائگی کے لیے اپنے باپ کو خرید لینا جائز ہے **ف** یعنی ایک شخص کے ذمہ مثلاً روزے کا کفارہ تھا اور اُسنے اُس کفارے کی ادا ہونیکی نیت کرکے اپنے باپ کو خرید لیا تو اس کا باپ آزاد اور کفارہ ادا ہوجائیگا اور یہی حکم ہر ذی رحم محرم کا ہے جو خریدتے ہی آزاد ہوجائے بشرطیکہ خریدتے کے وقت کفارہ ادا کرنیکی نیت ہو یعنی وغیرہ **ت** ہان (کفارے کے لیے) ایسے شخص کا خریدنا کافی نہین ہوسکتا جسکے آزاد کرنیکی قسم کھائی ہو (مثلاً دوسرے کے غلام سے کہدیا تھا کہ اگر مین تجھے خریدون تو تو آزاد پھر کفارہ ادا ہونے کی نیت کرکے اسے خرید لیا تو اُسکے آزاد ہونے سے کفارہ ادا نہ ہوگا) اور نہ اپنی ام ولد کو (کفارہ کے لیے) خریدنا کافی ہوسکتا ہے) اگر کوئی کہے کہ اگر مین لونڈی کو حرم بناؤن تو وہ آزاد ہے تو اس کا یہ کہنا ٹھیک ہوجائیگا اگر وہ لونڈی (اسکے یہ کہنے کے وقت) اسکی ملک مین ہو اور اگر اُسوقت اسکی ملک مین نہین ہے تو یہ کہنا ٹھیک نہ ہوگا۔ اگر کوئی یہ کہدے کہ میرے کل مملوک آزاد ہین تو اس کہنے سے اُسکے سارے غلام اور اسکی ام ولد لونڈیان اور اسکے مدبر غلام آزاد ہوجائینگے اور اسکے مکاتب آزاد نہونگے (کیونکہ مکاتب پورا مملوک نہین ہوتا) اگر کسی نے اپنی چند بیویون سے یون کہا کہ اسکو طلاق ہے یا اسکو اور اسکو تو اس صورت مین تیسری کو (جسکی طرف سب سے پیچھے اشارہ کیا ہے) طلاق ہوجائیگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جائیگا (کہ ان دونون مین سے جونسی کو چاہے طلاق کے لئے خاص کردے) اور یہی حکم آزاد کرنے اور اقرار کرنیکا ہے **ف** مثلاً اپنے چند غلامون سے کہا کہ یہ آزاد ہے یا یہ اور یہ تو یہ پچھلا آزاد ہوجائیگا اور پہلے دو مین اسکو اختیار دیا جائیگا کہ انہین سے جسکی آزادی چاہے بیان کردے اسیطرح کسی نے یون اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلانے کے ایکہزار ہین یا فلانے کے اور فلانے کے لیے تو جسکا آخر مین ذکر ہوا ہے اسکے لیے پانسو کا اقرار ثابت ہوجائیگا اور باقی کے پانسو میں اُسے اختیار ہے کہ پہلے دونون مین سے جسکے لیے چاہے اقرار کرلے عینی

باب الیمین فی البیع والشراء والتزوج والحج والصلوۃ والصوم وغیرہا

خرید و فروخت۔ نکاح۔ حج۔ نماز اور روزے وغیرہ کی بابت قسمین کھانے کا بیان

ف وہ امور کہ جنکے خود کرنے سے آدمی حانث ہوجائے اور اگر دوسرے سے کہکر کرائے تو حانث نہ ہو یہ ہین بیچنا۔ خریدنا۔ ٹھیکہ دینا۔ مزدوری پر کام لینا۔ مال دیکر صلح کرنا۔ تقسیم کرنا۔ مقدمات مین جوابدہی کرنا۔ اولاد کو مارنا۔ **ف** مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ مین یہ چیز نہ بیچونگا اور پھر اُسنے دوسرے سے کہکر یعنی اپنا وکیل کرکے بکوا دی

ف مطلق کا اطلاق [illegible] ہوتا ہے ١٢

یا اسطرح خریدنے وغیرہ کی قسم کھائی تھی اور پھر دوسرے کے ذریعہ سے خرید والی تو یہ حانث نہ ہوگا ۔ اور وہ امور کہ جنکے خود کرنے یا دوسرے کے ذریعہ کرانے (دونوں صورتوں میں حانث ہوجاتا ہے یہ ہیں نکاح کرنا طلاق دینا ۔ خلع کرنا ۔ آزاد کرنا ۔ مکاتب کرنا ۔ عمداً قتل کرنے سے صلح کرنا ۔ ہبہ کرنا ۔ صدقہ دینا ۔ قرض دینا ۔ قرض لینا ۔ غلام یا لونڈی کو مارنا ۔ ذبح کرنا ۔ مکان بنانا ۔ سینا ۔ اپنی چیز دوسرے کے پاس امانت رکھنا ۔ یا دوسرے کی اپنے پاس امانت رکھنا ۔ اپنی چیز مانگے دینا یا دوسرے کی چیز مانگی لینا ۔ قرض ادا کرنا ۔ اپنا قرض وصول کرنا ۔ کپڑا پہننا کوئی چیز سواری پر لادنا مثلاً قسم کھائی کہ میں یہ چیز سواری پر نہ لادونگا اور پھر دوسرے سے لدوادی تو حانث ہوگیا جیسا کہ اگر خود لادتا تو حانث ہوجاتا) اور دعوی میں بیع شراء ۔ اجارہ ۔ صیاغہ ۔ خیاطۃ بنا کے بعد لام کا آنا جسکے معنے واسطے کے ہیں اسلیے ہوتا ہے کہ یہ فعل اسی شخص کے ساتھ مخصوص ہے جسپر قسم کھائی گئی ہے یعنی اسکی اجازت سے ہوا ہے برابر ہے کہ اسکی ملک ہو یا نہ ہو مثلاً ان بعت لك ثوبا فعبدي حر **ف** اس مثال کے یہ معنے ہیں کہ اگر میں تیرے واسطے یا تیرے لیے کپڑا بیچوں تو میرا غلام آزاد ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ تیری اجازت سے بیچوں گویا اس موقع پر لام آنا اس شخص کی اجازت ہونے پر دلالت کریگا برابر ہے کہ وہ چیز مثلاً اس مثال میں کپڑا اسکی ملک ہو یا نہ ہو اس مثال میں لام بیع کے بعد ہے اسیطرح اور میں لیجئے مثلاً کہے ان اشتریت لك ثوبا فعبدي حر یعنی اگر میں تیرے لیے کپڑا خریدوں تو میرا غلام آزاد ہے یا کہے ان اجرت لك دارا فعبدي حر اگر میں تیرے لیے مکان کرایہ پر دوں تو میرا غلام آزاد ہے یا ان صغت لك خاتما فعبدي حر اگر میں تیرے لیے انگوٹھی بناؤں تو میرا غلام آزاد ہے صیاغہ کے معنے زیور بنانیکے ہیں یا کہے ان خطت لك ثوبا فعبدي حر اگر میں تیرے لیے کپڑا سیوں تو میرا غلام آزاد ہے خیاطہ کے معنے سینے کے ہیں اور بنا کے معنے مکان بنانے کے معنی ہیں اور یہی لام دخول ضرب اکل ۔ شرب اور کسی چیز کے بعد آنا یہ بیان کرنیکے لیے ہوتا ہے کہ وہ چیز اسی شخص کی ہو یعنی وہ اسکا مالک ہو برابر ہے کہ وہ اجازت سے یا بدون مثلاً کہے ان بعت ثوبا لك فعبدي حر **ف** یعنی اگر میں تیرا کپڑا بیچوں تو میرا غلام آزاد ہے یہاں لام اسکی ملکیت ظاہر کرنے کے لیے ہے پس اگر اس کہنے کے بعد اسنے اسکی بدون اجازت اسکا کپڑا بیچدیا تو اسکا غلام آزاد ہوجائیگا اسی پر دخول و ضرب وغیرہ کو بھی قیاس کرلینا چاہیئے مثلاً دخول کی صورت میں کہے ان دخلت لك دارا فعبدي حر اگر میں تیرے مکان میں جاؤں تو میرا غلام آزاد ہے یہاں بھی وہ مکان اسکی ملک ہونی چاہیئے اور اگر کہنے والے نے نیت اسکے سوا کی یعنے لفظ نہیں تو فعل کے بعد بولا اور نیت اُن معنے کی کی جو چیز کے بعد لام آنے سے ہوتے ہیں یا اسکا عکس کیا تو اس صورتمیں

اس کا اعتبار کر لیا جائے گا جسمیں اسکا نقصان ہوا اور اگر اسکی نیت کے موافق معنے لینے میں اسکا فائدہ ہو تو اسکا اعتبار نہیں کیا جائیگا) اگر کسی نے یہ کہا کہ اگر میں اس غلام کو بیچوں یا خریدوں تو یہ آزاد ہے پھر اُسے جا کر بیچ دیا یا خرید لیا تو وہ حانث (اور غلام آزاد) ہو جائیگا اور یہی حکم بیع فاسد اور بیع موقوف کا ہے ہاں اگر بیع باطل کے طور پر بیچا یا خریدا تو یہ حانث نہ ہوگا (نہ غلام آزاد ہوگا) اگر کوئی یوں کہے کہ اگر میں اس غلام کو نہ بیچوں تو میری عورت پر طلاق ہے اور پھر خود ہی اُس غلام کو آزاد کر دیا یا مدبر کر دیا تو یہ حانث ہو گیا (یعنی اس کی عورت پر طلاق پڑ گئی) ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو نے مجھپر اور نکاح کر لیا ہے اُسنے جواب میں کہا کہ جو میری بیوی ہو اسپر طلاق ہے تو اس قسم دلانے والی پر طلاق پڑ جائیگی (کیونکہ جو میں یہ بھی ہے اور اگر کوئی اور ہوئی تو اسپر بھی) اگر کوئی یوں کہے کہ بیت اللہ تک یا خانہ کعبہ تک پیدل جانا میرے ذمہ ہے تو وہ پیدل جا کر حج کرے یا عمرہ کرے اور اگر اسنے (آدھے سے زیادہ) راستہ سواری پر طے کیا تو یہ ایک بکری ذبح کرے بخلاف اسکے کہ یوں کہا ہو کہ بیت اللہ تک سفر کرنا یا جانا میرے ذمہ ہے (تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا) یا یہ کہا کہ حرم تک یا صفا تک یا مروہ تک پیدل جانا میرے ذمہ ہے (تو اس سے بھی پیدل کرنا لازم نہیں ہوتا) اگر کوئی کہے کہ اگر میں اس سال حج نہ کروں تو میرا غلام آزاد ہے پھر (حج کر لینے کا دعویٰ کیا اور) دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اس سال کو فہ میں قربانی کی ہے تو اس گواہی کا اعتبار نہ کیا جائے گا (اور غلام آزاد نہ ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اسنے حج کر کے قربانی کوفہ میں آکر کی ہو) اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں روزہ نہ رکھونگا تو یہ روزے کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ رکھ لینے سے حانث ہو جائیگا اور اگر یوں کہا تھا کہ میں ایکدن کا روزہ نہ رکھونگا یا ایکدنکا روزہ نہ رکھونگا تو یہ سارے دنکا روزہ رکھنے سے حانث ہوگا اور اگر قسم میں یہ کہا کہ میں نماز نہ پڑھونگا تو یہ ایک رکعت پڑھنے سے حانث ہو جائیگا اور اگر یوں کہا تھا کہ کوئی نماز نہ پڑھونگا تو دو رکعت پڑھنے سے حانث ہوگا۔ اگر کسی (جلاہے) نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تیرا کاتا ہوا پہنوں تو وہ صدقہ ہے اسکے بعد اُسنے خود روئی خریدی اور اس عورت نے اسکو کاتا اور اُسنے خود بنا اور پہن لیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک (وہ کپڑا صدقہ ہے۔ سونیکی انگوٹھی یا موتیونکا ہار پہننا زیور پہننے کے حکم میں ہے

ف یعنی اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں زیور نہ پہنونگا اور پھر اُسنے سونیکی انگوٹھی یا موتیونکا ہار پہن لیا تو حانث ہو گیا بخلاف چاندی کی انگوٹھی کے (وہ زیور کے حکم میں نہیں ہے) اگر کسی نے اسپر قسم کھائی تھی کہ زمین پر نہ بیٹھونگا پھر وہ فرش پر یا بورئے پر بیٹھ گیا یا اسپر سویا یا اسپر قسم کھائی تھی کہ میں اس تخت پر نہ بیٹھونگا پھر اسپر دوسرا تخت بچھا لیا اور اسپر بیٹھا تو ان تینوں صورتوں میں حانث نہ ہوگا ہاں اگر فرش پر پلنگ پوش بچھا یا یا تخت پر فرش یا بوریا ڈال لیا اور اسپر بیٹھا تو حانث ہو جائیگا

باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک

مارنے یا جان سے مار ڈالنے وغیرہ پر قسم کھانیکا بیان

ت اگر کسی نے قسم کھا کر دوسرے سے کہا کہ اگر) مین تجھ کو مارون یا تجھے کپڑا پہناؤن یا تجھ سے بات کرون یا تیرے پاس آؤن (تو میرا غلام آزاد ہے) تو یہ قسم اس مخاطب کی زندگی تک رہیگی (اگر اسکے مرنیکے بعد یہ کام کریگا تو حانث نہوگا) بخلاف اسکے کہ اسپر قسم کھائی کہ مین فلانیکو غسل دونگا یا نہ اٹھاؤن گا یا اسپر ہاتھ نہ لگاؤنگا (کیونکہ ان تینون صورتون مین اگر اسکے مرنے کے بعد بھی اُسے غسل دیگا یا اٹھائیگا یا ہاتھ لگائیگا تو حانث ہوجائیگا) اگر کسینے اسپر قسم کھائی کہ مین اپنی عورت کو نہ مارونگا پھر اُسکے بال کھینچے یا گلا گھونٹا یا دانت توڑ دیئے تو یہ حانث ہوگیا۔ اگر کسینے اسپر قسم کھائی کہ اگر مین فلان شخص کو نہ مارون تو میری عورت پر طلاق ہے اور وہ اسکے یہ کہنے سے پہلے ہی مرچکا تھا تو اگر اسکو (قسم کے وقت) اسکے مرنیکی خبر تھی تو یہ حانث ہوگیا اور اگر خبر نہین تھی تو حانث نہین ہوا۔ اگر کوئی قسم مین عنقریب کا لفظ کہے تو اس سے ایک مہینے سے کم دن مراد ہونگے اور اگر مدت دراز کہے تو ایک مہینہ اور اس سے زیادہ مراد ہوگا۔ اگر کسی نے اسپر قسم کھائی کہ مین زید کا قرض ہی ادا کر دونگا اور پھر ایسے روپے دیے جو کھوٹے ہین یا چلتے نہین ہین یا دوسرے شخص کے ہین تو اسکی قسم پوری ہوگئی لیکن اگر رانگ کے دیے یا سنا قہ دیے تو قسم پوری نہین ہوئی اور قرض کے عوض اگر قرضخواہ کے ہاتھ یہ کوئی چیز بیچدے تو یہ قرض ادا کرنیکے حکم مین ہے (یعنی اس صورت مین بھی اسکی قسم پوری ہوجائیگی) نہ کہ اسکا ہبہ کرنا۔ اگر کسینے اسپر قسم کھائی کہ مین اپنا قرض متفرق نہ لونگا اور پھر اُسنے تھوڑا سا روپیہ لیا تو یہ حانث نہین ہوا جبتک کہ سارا قرض متفرق نہ لے اور ضروری تفریق سے (جیسے روپے گننے یا تولنے مین ہوتی ہے) قسم نہ ٹوٹیگی۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میرے پاس مال ہو مگر سو روپیے یا اسکے سوا اور کچھ تو میرا غلام آزاد ہے تو اگر اسکے پاس سو روپیے یا سو سے کم ہونگے تو یہ حانث نہ ہوگا (اگر زیادہ ہونگے تو حانث ہوجائیگا) اگر کوئی کہے کہ میرا یہ کام نہ کرونگا تو یہ اُسے کبھی نہ کرے (یعنی اگر اسطرح کہنے کے بعد ایک بار بھی کیا تو قسم کے خلاف ہوگا) اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین یہ کام ضرور کرونگا تو ایکدفعہ کے کرنیسے قسم پوری ہوجائیگی اگر حاکم نے کسی سے اس بات پر قسم لی کہ تو مین ہر بدمعاش کے حال کی اطلاع دیا کر جو اس شہر مین آئے تو یہ قسم اس حاکم کی حکومت تک رہیگی (اسکے بعد ... نہ رہیگی) اگر کسینے اسپر قسم کھائی کہ مین یہ چیز فلانے کیلئے ہبہ کرون گا اور پھر اُسنے ہبہ کر دی ... تو ... قبول کیے بغیر اسکی پوری ہوجائیگی بخلاف بیع کے یعنی اگر بیع مین قسم کھائی کہ مین یہ چیز فلانے کے ہاتھ بیچونگا اور پھر ...

---

۱ یعنی کسی بات پر قسم کھائے کہ مثلاً یہ کہ ... تو یہ قسم ہمیشہ کے لیے اسپر رہیگی ۱۲ عینی از حاشیہ اصل ۲ یعنی پہلی قسم کیطرح اس فعل کو ہمیشہ کرتے رہنا اسکے ذمہ نہ ہوگا ۱۲

مگر مشتری نے ابھی قبول نہین کی تو اسکی قسم پوری نہین ہوئی ؎ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین ریحان نہ سونگھونگا تو وہ گلاب اور چنبیلی کے پھول سونگھنے سے حانث نہوگا کیونکہ ریحان اس خوشبودار گھانس کا نام ہے جو نہ دار نہ ہو اور گلاب و چنبیلی مین تنہ ہوتا ہے) اگر کسی نے بنفشہ یا گلاب سونگھنے پر قسم کھائی تو یہ قسم ان دونون کے پھولونکی پتی پر ہے) نہ کہ انکے تیل یا عرق یا ٹہنیون کے سونگھنے پر) اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ مین نکاح نہ کرونگا اور پھر ایک فضولی نے اسکا نکاح کر دیا (فضولی اس اجنبی آدمی کو کہتے ہین جو خود بخود ہی کسیکا کسی سے نکاح کر دے) اور اسنے زبانی اجازت دیدی تو حانث ہو گیا اور اگر فعل سے اجازت دی (مثلاً اس عورت کا مہر دیدیا یا اس سے صحبت کر لی تو حانث نہین ہوا) اگر کوئی شخص کسی گھر کا مالک ہو یا کرایہ پر لے رکھا ہو یا عاریۃ سے لیا ہو) تو (قسم مین) وہ گھر اسی کا شمار ہوگا مثلاً اگر کسینے قسم کھائی کہ مین فلانے کے گھر نہ جاؤنگا پھر وہ خاص اسی کے گھر مین یا اسکے کرایہ پر یا عاریۃ لیے ہوئے مین چلا گیا تو حانث ہو گیا ؎ اگر کسینے اسپر قسم کھالی کہ میرے پاس مال نہین ہے حالانکہ کسی مفلس یا مالدار نادہند کے ذمہ اسکا قرض ہے تو یہ حانث نہو گا

کتاب الحدود
سزاؤن کا بیان

ف لغت مین حد کے معنی روکنے کے ہین اسیوجہ سے دربانون کو عربی مین حداد کہتے ہین کہ وہ لوگون کو مکان مین آنے جانے سے روکتے ہین ۔ع ۔ حد ۔ (شرع مین) اس سزا کا نام ہے جو خداوند عالم (کی حق تلفی کا بدلہ دینے) کے لیے مقرر کی گئی ہو اور جو سزا بندے کی حق تلفی پر ہو اسکو حد نہین کہتے اور زنا اس صحبت کا نام ہے جو ایسی شرمگاہ مین ہو کہ نہ وہ زانی کی ملک ہو (یعنی نہ بیوی ہو نہ لونڈی ہو) اور نہ ملک کا شبہ ہو (مثلاً کسینے اپنی بیوی کے شبہ مین کسی عورت سے صحبت کر لی تو وہ زنا نہ ہوگا) اور زنا چار آدمیون کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے جو زنا ہی کہکر گواہی دین وطی یا جماع کہکر گواہی دینگے تو زنا ثابت نہوگا) اور انکے گواہی دینے کے بعد حاکم انسے زنا کی ماہیت پوچھے (کہ بتاؤ زنا کتنے کسکو ہین) اسکی کیفیت پوچھے (کہ زبردستی ہوا ہے یا خوشی خواہ) اسکی جگہ پوچھے (کہ کہان ہوا ہے) اسکا وقت پوچھے (کہ کسوقت ہوا ہے) اس عورت کو دریافت کرے (کہ وہ کون تھی) اگر وہ سب اسکو بیان کر دین (یعنی جیسے مین پورے اتر جائین) اور یون کہین کہ ہم نے اس مرد کو اس عورت سے ایسے زنا کرتے دیکھا ہے جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور ان گواہون کے عادل ہونیکی بھی علی الاعلان اور خفیہ تحقیق کر لی گئی تو اب حاکم زنا ثابت ہونیکا حکم کر دے اور خود زانی کے چار مجلسون مین چار دفعہ زنا کا اقرار کرنے سے بھی زنا ثابت ہو جاتا ہے اور جب وہ اقرار کرے تو حاکم اسکے اقرار کو ٹالدے اور اس سے وہی پانچون امور (زنا کی ماہیت اور کیفیت وغیرہ) دریافت کرے اگر وہ سب بیان کر دے تو اسکو سزا دیدے اور اگر سزا ہونے سے پہلے وہ اپنے اقرار سے پھر جائے

یا سزا ہوتے ہوئے پھر جائے تو اسکو رہا کردے اور مستحب ہی کہ زنا کا اقرار کرنیوالے سے انکار کرانیکیلیے) حاکم اُسسے سمجھائے (یعنی اسکے اقرار کے جواب مین کہے) کہ شاید تونے بوسہ لیا ہو (تا کہ وہ بھی کہدے کہ ہان مین نے بوسہ ہی لیا تھا) یا شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو یا شاید تو نے کسی شبہ سے صحبت کرلی ہو لیس اگر وہ اس سمجھانے پر بھی اپنا زنا ہی کہتا رہے تو سزا کا حکم کردے (تیسرا) اگر زانی محصن ہی (یعنی اپنی نکاحی سے صحبت کرچکا ہی) تو اسکو کھلے میدان مین سنگسار کرے یہانتک کہ وہ مرجائے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین اور اگر وہ شروع کرنے سے انکار کرین تو یہ حد موقوف ہوجائیگی اور گواہون کے بعد امام کرے پھر اور لوگ اور اگر زانی اقراری ہو تو سنگسار کرنا حاکم شروع کرے پھر اور لوگ اور اگر زانی محصن نہین ہی تو اُسکے سو کوڑے لگائے (یعنی اسکی حد سو کوڑے ہین) اور غلام کے لیے پچاس اور کوڑا ایسا ہو کہ اسکے سرے پر گرہ نہ ہو اور اوسط درجہ کی چوٹ مارے اور (حد جاری کرنے کے وقت) اُسکے کپڑے اتار لیے جائین اور کوڑے اُسکے بدن پر متفرق جگہ مارین سر اور منہ اور شرمگاہ پر نہ مارین اور سب حدود مین مرد کو کھڑا کرکے غیر ممدود مارین ف غیر ممدود سے مراد یہ ہی کہ اسے زمین پر نہ ڈالدین یا جلاد کوڑا مار کر نہ گھسیٹے جس سے زخم ہوجائے یا یہ کہ جلاد اپنا ہاتھ سر تک نہ اُٹھائے تاکہ چوٹ زیادہ لگے یعنی ت اور عورت پر حد لگاتے وقت اس) کے کپڑے نہ اتارین ہان اگر وہ پوستین یا روئی دار کپڑا پہنے ہوئے ہو تو اسکو اُتار لین (کیونکہ ان کے ہوتے چوٹ کم لگتی ہی) اور کوڑے عورت کے بٹھلا کر مارین اور سنگسار کرنے مین اسکے لیے سینہ تک گہرا ایک گڑھا کھود لیا جائے مرد کیلیے اس گڑھے کی ضرورت نہین اور آقا بدون اجازت سلطان کے اپنے غلام (یا لونڈی) پر حد نہ لگائے اور سنگسار کرنیمین محصن ہونیکے یہ معنی ہین کہ زانی آزاد ہو عاقل بالغ مسلمان ہو اور صحیح نکاح کرکے اپنی بیوی سے صحبت کرچکا ہو (پھر زنا کیا ہو) اور یہ صفت مرد و عورت دونون مین ہو اور کوڑے مارنے اور سنگسار کرنے کو جمع نہ کیا جائے اور نہ کوڑے مارنے اور جلاوطن کرنیکو جمع کیا جائے (یعنی اکٹھی دونون سزائین نہ دی جائین ہان اگر کسی خاص مصلحت کی باعث حاکم کی رائے ہو اور چندے روز کیلیے جلاوطن کردے تو درست ہی اور بیمار کو سنگسار تو کردیا جائے لیکن اگر اسکو کوڑون کی سزا دینی ثابت ہو تو جبتک وہ اچھا نہ ہوجائے یہ سزا نہ دیجائے (کیونکہ وہ جان سے مار ڈالنے کا مستحق نہین ہوتا اسلیے اندیشہ ہی کہ شاید بیماری مین کوڑون کی زد سے مرجائے لہذا تاخیر کرنی ضروری ہی بخلاف سنگسار کے کہ اسمین مقصود جان ہی مارنا ہوتا ہی اسمین تاخیر کرنے سے کوئی نتیجہ نہین ہی) اور حاملہ عورت جبتک بچہ نہ جنے اسپر بھی کوئی حد جاری نہ کیجائے۔ ہان اگر کوڑون کی سزا دینی ہی تو بچہ جننے اور نفاس سے پاک ہونیکے بعد دیجائے۔

باب الوطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه

اس صحبت کا بیان جو حد (جاری کرنے) کو واجب کرتی ہے اور جو واجب نہیں کرتی

ت اگر صحبت کرنیکا محل (یعنی وہ عورت) مشتبہ ہو تو اس صحبت سے حد واجب نہیں ہوتی اگرچہ صحبت کرنیوالیکو اسکے حرام ہونے پر ظن غالب ہو مثلاً کوئی اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے یا اس عورت سے صحبت کرے جسکو اشارے کنایہ سے طلاق دی ہو اور وہ عدت میں ہو اور نہ اس صحبت سے حد واجب ہوتی ہے کہ جسمیں حلال ہونیکا شبہ ہو اور مرد کو اسکے حلال ہونے پر ظن غالب ہو مثلاً وہ عورت جو تین طلاقوں کی عدت میں ہو یا اسکے باپ یا ماں یا بیوی یا آقا کی لونڈی ہو اور نسب فقط پہلی صورت میں ثابت ہوگا (اور دوسری میں ثابت نہ ہوگا) اگرچہ وہ دعوی بھی کرے اگر کوئی اپنے بھائی یا چچا (تائے) کی لونڈی سے زنا کرے تو اسپر حد جاری کیجائے اگرچہ اُسکو غالب گمان اُسکے حلال ہونیکا ہو اور اگر کوئی اپنے بستر پر غیر عورت کو دیکھکر اس سے زنا کرے تو اسپر بھی حد جاری کیجاے (اگر وہ یہ کہے کہ میں نے اسکو اپنی بیوی سمجھا تھا یا اگرچہ وہ اندھا بھی ہو) ہاں اگر شب زفاف میں اجنبی عورت کو مرد کے پاس بھیجا یا گیا اور یہ کہدیا کہ یہ تیری بیوی ہے اور اُسنے صحبت کرلی تو اسپر حد واجب نہوگی (بلکہ) مہر مثل واجب ہوگا اور نہ اس عورت سے صحبت کرنے پر جو اس مرد پر حرام ہے (لیکن اسنے نکاح کرلیا (تو اس نکاح کے شبہ سے حد موقوف ہو جائیگی) یا کسی نے اجنبی عورت سے پیشاب گاہ کے سوا کہیں اور ایسا فعل کرلیا یا غلام کیا یا چوپایہ سے بدفعلی کی یا دار الحرب میں جاکر یا باغیوں کے ملک میں جاکر زنا کرلیا تو ان سب صورتوں میں) زانی پر حد واجب نہوگی ہاں اگر دار الحرب کا رہنے والا ذمیہ عورت سے زنا کرلے تو مرد پر حد نہ ہوگی (اور عورت پر حد ہوگی) اور اگر نابالغ لڑکا یا دیوانہ جوان عورت سے زنا کرے تو اسپر بھی حد واجب نہوگی اور اگر اسکا الٹا ہو (یعنی عاقل بالغ آدمی کسی دیوانی یا نابالغ بچی سے زنا کرے) تو اسپر حد واجب کیجائیگی اور جبری وکیہ زنا کرلے یا زبردستی زنا کرنے یا ایک کے زنا کا اقرار کرنے اور دوسرے کے انکار کرنیسے بھی حد واجب نہیں ہوتی اگر کسینے لونڈی سے اسطرح زنا کیا کہ اسے جان سے مار ڈالا تو اسپر زنا کی حد اور لونڈی کی (قیمت دینی لازم ہوگی۔ اگر بادشاہ ناحق خون کردے یا کسی کا مال تلف کرے تو اس سے مواخذہ کیا جائے اور حدود کا مواخذہ اس سے نہ کیا جائے غرض یہ ہے کہ اس سے بندوں کے حقوق کا مواخذہ کیا جائے اللہ کے حقوق کا نہ کیا جائے۔

باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها

زنا پر گواہی دینے اور اس سے پھر جانے کا بیان

ت اگر گواہوں نے ایک پرانی حد پر گواہی (خواہ وہ چوری کی ہو یا زنا کی یا شراب خواری کی (سوائے زنا کے)

تہمت کی حد کے تو اب حد نہ لگائی جائیگی ان چور سے مال مسروقہ کا تاوان لے لیا جائیگا اور اگر گواہ ایک مرد کے کسی غائب عورت سے زنا کرنیکو ثابت کردین تو اسپر حد جاری کردیجائے بخلاف چوری کے ف یعنی اگر گواہ اس بات کو ثابت کردین کہ اس شخص نے فلان غائب کا مال چرایا ہے تو اس چور پر حد جاری نہ کیجائے گی یعنی اسکا ہاتھ نہین کٹیگا کیونکہ کوئی دعوی کرنیوالا نہین ہے۔ ط وع ت اگر کوئی اس بات کا اقرار کرے کہ مین نے ایسی عورت سے زنا کیا ہے جسے مین پہچانتا نہین ہون تو اسپر حد جاری کردیجائے (کیونکہ اگر اپنی بیوی یا لونڈی سے کرتا تو ضرور پہچانتا ہوتا) اور اگر گواہ ایسے زنا پر گواہی دین تو وہان حد جاری نہوگی جیسا کہ اگر یہ عورت کی خوشی (یا ناخوشی سے زنا ہونے) مین یا شہر مین اختلاف کرین (مثلاً دو کہین کہ عورت کی خوشی سے ہوا ہے دو کہین زبردستی سے یا دو کہین دہلی مین ہوا ہے دو کہین لکھنؤ مین تو انکی گواہی پر حد جاری نہین ہوسکتی) اگرچہ ہر شہر مین زنا ہونے پر چار گواہ ہون اور اگر یہ ایک ہی کمرے (کے گوشون) مین اختلاف کرین تو مرد و عورت دونون پر حد جاری کردی جائیگی اور اگر گواہون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی حالانکہ وہ عورت اسوقت باکرہ ہے یا گواہ بدمعاش ہین یا یہ اس بات کی گواہی دین کہ چار آدمیون نے (اس شخص کے) زنا (کرنے پر) گواہی دی ہے اگرچہ اصلی گواہ بھی اسپر گواہی دین تو انکی گواہی سے (مرد و عورت مین سے) کسی پر حد[1] جاری نہوگی اور اگر (زنا کے) گواہ اندھے ہون یا پہلے تہمت لگاتے مین سزا یافتہ ہون یا تین ہی ہون تو ان صورتون مین ان گواہون ہی پر حد لگے گی نہ کہ اسپر جسکے ملزم ہونے پر یہ گواہی دیتے ہین اور اگر کسی پر چار گواہون کی گواہی سے حد لگ گئی پھر معلوم ہوا کہ گواہون مین ایک غلام تھا یا (تہمت لگانے مین) سزا یافتہ تھا تو اب ان گواہون پر (تہمت کی) حد لگائی جائے اور اس آدمی کے جو حد کی چوٹ لگی ہے یا کوئی زخم ہوگیا ہے اسکا کسی پر تاوان نہین ہے اور اگر ایسی گواہی سے کوئی سنگسار ہوگیا ہے تو اسکا خونبہا (اسکے وارثون کو) بیت المال سے دینا چاہئے اور اگر (زنا کے) چار گواہون مین سے سنگسار ہونیکے بعد ایک گواہ پھر گیا تو اسپر (تہمت کی) حد جاری کیجائے اور چوتھائی خونبہا کا یہ تاوان بھریگا اور اگر (حکم لگنے کے بعد اور) سنگسار ہونیسے پہلے کوئی پھر گیا ہے تو پھر ان چارون گواہون کو تہمت لگانے کی سزا دیجائے اور سنگساری موقوف اور اگر زنا پر پانچ آدمیون نے گواہی دی تھی اور ان مین سے ایک پھر گیا تو اسکے ذمہ کچھ نہین ہے اور اگر اسکے بعد دوسرا پھر گیا تو اب ان دونون کو (تہمت کی) سزا دیجائے اور دونون (نصف النصف) چوتھائی خونبہا کا تاوان بھرینگے۔ اگر کوئی شخص زنا کے گواہ گزرنے پر سنگسار کردیا گیا اور بعد مین معلوم ہوا کہ وہ سارے گواہ غلام ہین (گواہی کے لائق نہین ہین) تو اس سنگسار شدہ کا خونبہا

[1] کیونکہ ان صورتون مین یا تو گواہی کا نصاب پورا نہین ہے اور یا زنا کے گواہی کی شرطین پوری نہین ہین لہذا اب ان کا یہ کہنا کہ زانی ہے تہمت شمار ہوکر

مزکی کے ذمہ ہوگا (مزکی وہ ہی جو گواہون کے عادل بیندار گواہی کے لائق ہونے کو جانتا اور بتلاتا ہو) جیسا کہ اس صورت مین تاوان بھرنا واجب ہوتا ہی کہ ایک آدمی ایسے شخص کو قتل کر دے جسکو سنگسار کرنیکا حکم ہوگیا ہو اور پھر یہ ظاہر ہو کر (اسکے زنا کے) گواہ غلام تھے اور اگر اسنے (قتل نہین کیا بلکہ حکم کے موافق) سنگسار کیا تھا پھر گواہون کا غلام ہونا ظاہر ہوا تو اسکا خونبہا بیت المال سے دینا ہوگا اور اگر زنا کے گواہ یہ بیان کرین کہ ہم نے (انکو زنا کرتے ہوئے) قصدًا دیکھا تھا تب بھی ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی (کیونکہ گواہی دینے کیلیے دیکھنا جائز ہی) اور اگر زنا کا ملزم (اپنے) محصن ہونیکا انکار کرے اور اسپر ایک مرد اور دو عورتین گواہی دین (کہ یہ محصن ہی) یا اسکی بیوی کے اس سے اولاد ہو جائے تو (دونون صورتون مین) یہ سنگسار کر دیا جائے

باب حد الشرب

شراب پینے کی حد کا بیان

ش اگر کسینے شراب پی اور ایسے وقت گرفتار ہوا کہ اسکی بو موجود تھی یا وہ نشہ مین تھا اگرچہ نشہ چھوہارے (وغیرہ) کے نبیذ ہی کا ہو اور دو آدمی گواہی دین (کہ اسنے شراب پی ہی) یا فقط ایک دفعہ وہ خود اقرار کرے تو نشہ اترنے کے بعد اسپر حد جاری کر دیجائے اگر یہ معلوم ہو کہ اسنے اپنے اختیار سے پی ہی ف چھوہارون یا منقے (وغیرہ) مین پانی ڈالکر چند روز رکھنے سے وہ پانی گاڑھا شربت ہو جاتا ہی عربی مین اسکو نبیذ کہتے ہین اور اگر اسیطرح انگورون مین پانی ڈالکر چند روز رکھا جائے اور صرف رکھے رہنے سے اسمین جوش آجائے تو اسکو عربی مین خمر اور اردو مین شراب کہتے ہین عینی وغیرہ ش اور اگر شراب کی بو جاتے رہنے کے بعد اسنے خود اقرار کیا یا دو گواہون نے گواہی دی مگر ان کا گواہی مین تاخیر کرنا اسوجہ سے نہ تھا کہ یہ عدالت (یا کوتوالی سے) زیادہ فاصلہ پر تھے انکے (آتے آتے اسکی بو جاتی رہی اگر ایسا ہوا تو حد قائم رہیگی) یا کہ صرف اس سے شراب کی بو پائی گئی اور کسیطرح ثبوت نہین ہوا یا شراب کی قے کی یا اپنے پینے کا اقرار کرکے پھر (اپنے اقرار سے پھر گیا یا نشہ کی حالت مین اقرار کیا اور نشہ ایسا تھا کہ اسکی عقل بالکل جاتی رہی تھی تو ان سب صورتون مین) حد جاری نہوگی او نشہ کی سزا (خواہ کوئی شراب پینے سے نشہ ہوا ہو) اور انگوری شراب پینے کی سزا اگرچہ ایک ہی قطرہ پیا ہو ہمارے نزدیک اسی کوڑے ہین اور غلام کیلیے اسکا نصف (یعنی چالیس کوڑے) اور زنا کی حد کیطرح یہ کوڑے اسکے بدن پر الگ الگ کرکے مارے جائین

باب حد القذف

زنا کی تہمت لگانے کی حد کا بیان

ت تہمت کی حد تعداد مین اور ثبوت مین مثل شراب پینے کی حد کے ہی ف تعداد سے مراد یہ ہی کہ جیسے اسمین آزاد آدمی کے لیے اسی کوڑے اور غلام کیلیے چالیس کوڑے ہین اسیطرح اسمین بھی ہین اور ثبوت سے مقصود یہ ہی کہ

جیسے وہ حد دو مردون کے گواہی دینے یا اسکے ایک دفعہ اقرار کرنے سے ثابت ہوجاتی ہی اسیطرح یہ بھی ثابت ہوجاتی ہی اور اسمین عورتون کی گواہی کا اعتبار نہین ہوتا۔ ط ع ت اگر کسی (مرد یا عورت نے) محصن مرد یا محصنہ عورت پر زنا کی تہمت لگائی اور وہ اُسکو سزا کرانے کے خواستگار رہین تو (اسکے بدن پر) متفرق حد لگائی جائے اور سوائے پوستین اور روئی دار کپڑے کے اور کوئی کپڑا بدن سے نہ اُتارا جائے اور احصان یعنی محصن ہونیکے یہ معنی ہین کہ وہ عاقل۔ بالغ۔ آزاد۔ مسلمان ہو اور زناکاری سے بچا ہوا ہو پس اگر ایک نے دوسرے سے غصہ مین کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہی یا (اسکے باپ کا نام لیکر) کہا تو فلانے کا بیٹا نہین ہی تو اس کہنے والے پر حد لگائی جائے اور اگر غصہ مین نہین کہا تو حد نہ لگے گی جیسا کہ اگر کوئی کسی کو یہ کہدے کہ تو اپنے دادا کا نہین ہی تو اسپر حد نہین لگتی) یا عربی کو کہا کہ او نبطی (نبطی عراق مین ایک قوم ہی جو بد اخلاقی اور اکھڑ زبانی مین مشہور ہی) یا او آسمان کے پانی کے بیٹے یا کسیکو اُسکے چچا کا بیٹا یا اسکے ماموں کا بیٹا یا اسکی مان کے شوہر کا بیٹا کہدیا (توان سب صورتون مین حد نہین لگتی) اور اگر کہا او زناکار (یا چھنال) کے جنے اور اسکی مان مر چکی ہی اور اسکا نانا یا اسکا بیٹا یا پوتا اُسکو سزا کرانے کا خواستگار ہی تو اسکو تہمت کی سزا دیجائے اور بیٹا اپنے باپ کو اور غلام اپنے آقا کو اپنی مان پر تہمت لگانے سے سزا نہین کرا سکتا اور جسپر تہمت لگائی جائے اُسکے مرجانے سے تہمت کی سزا جاتی رہتی ہی نہ کہ اقرار کرکے پھر جانے یا معاف کردینے سے ف یعنی اگر کوئی تہمت لگانیکا اقرار کرکے پھر جائے اور یہ کہے کہ مین نے جھوٹ طوفان کہدیا تھا یا جسپر تہمت لگائی تھی وہ کہے کہ مین اس مجرم کو معاف کرتا ہون تو یہ سزا موقوف نہوگی کیونکہ اسمین حق اللہ بھی ہی اسلیئے بندے کے معاف کرنیسے معاف نہین ہو سکتا ع ت اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو نے پہاڑ مین زنا کیا ہی اور اس سے پہاڑ پر چڑھنا مراد لیا تو اسکو سزا دیجائے ف اس موقع پر کنز مین زنات ہمزہ سے ہی جو چڑھنے کے معنی مین آتا ہی مگر چونکہ یہان یہ معنی لینے کا کوئی قرینہ نہین ہی تو معلوم ہوا کہ اسنے چڑھنے کے معنی نہین لیے بلکہ غلطی سے اسطرح کہدیا ہی لہذا حد واجب ہی ع ت اگر کسی نے دوسرے کو کہا کہ او زانی اور اسنے جواب مین اسکو یونہی کہا تو ان دونوں کو سزا دیجائے اور اگر مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ او زناکار اور اسنے الٹا کر اسکو یونہی کہا تو فقط عورت کو سزا دیجائے اور اس صورت مین لعان نہ ہوگا اور اگر عورت نے اسکو جواب دیا کہ مین نے تو تجھ سے ہی زنا کرایا ہی تو اب سزا اور لعان دونوں جاتے رہین گے (نہ کسی کو سزا دیجائیگی نہ لعان ہوگا اگر کوئی لڑکے کا اقرار کرکے پھر یہ کہدے کہ یہ میرا نہین ہی تو یہ لعان کرے اور اگر اسکا الٹا کیا تو اسکو سزا دیجائے ف الٹا کرنیکا یہ مطلب ہی کہ پہلے کہدیا تھا کہ یہ لڑکا میرا نہین ہی اور بعد مین کہتا ہی کہ میرا ہی تو اسکو

[illegible]

سزا دیجائیگی ت اور ان دونون صورتون مین وہ لڑکا اسی کا رہیگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ یہ نہ میرا بیٹا ہی نہ تیرا بیٹا ہی تو حد اور لعان دونون باطل ہونگے اگر کسینے ایسی عورت پر زنا کی تہمت لگائی جسکے بچہ کا باپ معلوم نہین ہی یا ایسی عورت پر کہ اسکے بچہ ہونیکے سبب سے وہ اپنے شوہر سے لعان کر چکی ہی یا ایسے مرد پر کہ جسنے دوسرے کی لونڈی سے یا ساجھے کی لونڈی سے صحبت کر لی تھی یا ایسے مسلمان پر تہمت لگائی جسنے کفر کی حالت مین (یعنی مسلمان ہونے سے پہلے) زنا کیا تھا یا ایسے مکاتب پر جو اپنا پورا بدل کتابت چھوڑ مرا ہی تو ان چھیون صورتون مین) تہمت لگانیوالے کو) سزا نہ دیجائیگی۔ اگر کسی نے آتش پرست لونڈی سے یا حیض کی حالت مین اپنی بیوی سے یا مکاتبہ (لونڈی) سے صحبت کر لی تھی اور اسپر کسینے زنا کی تہمت لگائی یا ایسے مسلمان پر تہمت لگائی جسنے کفر کی حالت مین اپنی مان سے نکاح کر لیا تھا اسکو تہمت لگانیکی سزا دیجائیگی اگر کوئی مستامن مسلمان پر تہمت لگائے تو اسکو سزا دیجائے (مستامن اس کافر کو کہتے ہین جو دار الحرب سے دار الاسلام مین آیا ہوا ہو اور سلطان سے امن لے چکا ہو) اگر کسینے چند دفعہ کسی پر تہمت لگائی یا چند دفعہ زنا کیا یا چند دفعہ شراب پی تھی پھر اُسے ایک دفعہ سزا ملگئی تو یہی سب دفعہ کیلیے کافی ہوگی (کیونکہ حدود مین تداخل ہوجاتا ہی)

فصل فی التعزیر
تعزیر کا بیان

ف تعزیر عزر سے ماخوذ ہی جسکے لغوی معنی دھمکانے اور سرزنش کرنیکے ہین اور شرع مین تعزیر اُس سزا کو کہتے ہین جو حد سے کم ہو اسپر ساری امت کا اتفاق ہی کہ اگر کسی سے کوئی بڑی خطا سرزد ہو اور اسمین حد نہ آتی ہو تو ایسے آدمی کو تعزیر کرنی واجب ہی مگر اسکی کوئی مقدار معین نہین ہی حاکم کی رائے پر موقوف ہی کہ حد سے کم جس سزا کا چاہی حکم لگا دے۔ عینی ملخصاً ت اگر کسی نے غلام پر یا کافر پر زنا کی تہمت لگائی یا مسلمان کو کہا کہ او فاسق۔ او کافر۔ او خبیث۔ او چور۔ او بدکار۔ او منافق۔ او اغلامی۔ او لونڈے باز۔ او سود خوار۔ او شرابی۔ او دیوث (دیوث اسکو کہتے ہین جسے اپنی بیوی سے زنا کراتے غیرت نہ آئے) او ہیجڑے۔ او خائن او حرام کے جنے۔ او بددین۔ او کٹنے۔ او رنڈی بازون یا چورون کے ٹھکانے۔ او حرامزادی تو ان سب صورتون مین (اس کہنے والے کو) تعزیر کیجائیگی اور اگر یون کہا کہ او کتے۔ او بوک [?]۔ او گدھے۔ او سور۔ او سانڈ۔ او سانپ او حجام (پچھنے [?]) اور رنڈیون کے اُستاد او زنا کی خرچی لینے والے۔ او ولد الحرام۔ او عیاش۔ او کنجڑے۔ او کبرہ [?] او مسخرے۔ او ٹھٹھے باز۔ او بیعزت۔ او بیوقوف۔ او ورغلانے والے۔ او منحوس تو اس کہنے والیکو تعزیر نہ کیجائیگی۔ اور تعزیر کی زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے ہین (کیونکہ چالیس کوڑے غلام کی حد ہی اس تعزیر

کم رہنی چاہیئے) اور کم سے کم تین کوڑے ہیں اور (تعزیر میں کوڑے) مارنے کے بعد مجرم کو قید کرنا جائز ہے اور کوڑے سب سے زیادہ زور سے تعزیر میں مارے جائیں اور اس سے کم زور سے زنا کی حد میں اور اس سے کم شراب پینے کی حد میں اور اس سے کم تہمت لگانے کی حد میں۔ اگر کوئی حد کے یا تعزیر کے صدمہ سے مرجائے تو اس کا خون معاف ہے بخلاف شوہر کے کہ جب وہ اپنی بیوی کو سنگھار نہ کرنے پر یا اسپر کہ اُسے اپنے بستر پر بلایا اور وہ نہ آئی یا نماز نہ پڑھنے پر یا حیض و جنابت سے غسل نہ کرنے پر یا گھر سے نکلجانے پر تعزیر کرے (اور وہ مرجائے تو اُسے خونبہا دینا پڑے گا۔

کتاب السرقہ چوری کا بیان

ت اور شرع میں چوری اُسکو کہتے ہیں کہ کوئی عاقل بالغ آدمی دس درم چہرہ شاہی کی مقدار (خواہ درم ہی ہوں یا اتنی یا اس سے زیادہ قیمت کا مال ہو) کسی محفوظ جگہ سے یا پہرے میں سے پوشیدہ لے پس اگر اس طرح لینے کا وہ خود ایکدفعہ اقرار کرے یا دو آدمی گواہی دیدیں تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اگر چور پکڑے (بہت سے رکھے) ہیں اور ان میں مال لینے والے چند ہیں تو اُن سب کے ہاتھ کاٹے جائیں بشرطیکہ وہ مال اتنا ہو کہ ہر ایک کے حصہ میں اس نصاب (یعنی دس درم) کی مقدار آتا ہو اور اگر اتنا نہ آتا ہو تو انکے ہاتھ نہیں کٹیں گے) اور لکڑی۔ گھاس نرسل۔ مچھلی۔ پرند شکار۔ ہڑتال۔ گیرو۔ چونہ۔ تر میوہ یا جو درخت پر لگا ہوا ہو اور دودھ۔ گوشت۔ خربزہ (جیسا پھل) اور وہ کھیتی جو ابھی کٹی نہ ہو اور نشہ آور پینے کی چیزیں اور تنبورہ اور قرآن مجید اگرچہ اسپر سونے کا کام ہو اور مسجد کا دروازہ اور سونے کی سوئی شطرنج۔ چوسر۔ آزاد لڑکا اگرچہ زیور پہنے ہوئے ہو اور بالغ غلام اور دفتروں کے چرانے پر ہاتھ نہ کاٹا جائے گا بخلاف سکے کہ کوئی نابالغ غلام یا حساب کا دفتر چرالے (تو اُس کا ہاتھ کٹے گا) اور کتے چیتے۔ دائرے۔ ڈھول۔ سارنگی اور بانسلی وغیرہ چرانے پر اور خیانت کرنے۔ لوٹ مار کرنے اچک لیجانے اور کفن چرانے اور بیت المال کا مال یا اپنے ساجھے کا مال یا بقدر اپنے قرض کے قرضدار کا مال چرانے یا ایسی چیز چرانے سے جسمیں اس کا ایکدفعہ ہاتھ کٹ چکا ہو اور وہ چیز ابھی بدلی نہ ہو (ویسی ہی ہو) چور کا ہاتھ نہ کٹے گا اور ساگ کی لکڑی بنی ہے کی چھڑ۔ آبنوس۔ صندل۔ سبز نگینے۔ یاقوت۔ زمرد۔ موتی۔ برتن ولکڑی کے بنے ہوئے دروازے چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا

فصل فی الحرز حرز کا بیان

ف حرز لغت میں محفوظ جگہ کو کہتے ہیں یعنی جہاں کسی چیز کی حفاظت کیجائے اور شرع میں اسکو کہ جہاں عادۃ مال کی حفاظت کی جائے۔ یعنی ت اگر کوئی اپنے ذی رحم محرم کا مال چرالے مگر اس کا یہ رشتہ رضاعت کے سبب سے نہ ہو (یعنی رضاعی ماں بہن نہ ہوں) یا شوہر اپنی بیوی کا یا بیوی اپنے شوہر کا یا غلام اپنے آقا کا یا آقا کی بیوی کا

یا آقا بیوی کا یا آقا اپنے مکاتب کا یا سسر اپنے داماد کا یا داماد اپنے سسر کا یا غنیمت کا مال یا حمام کا مال چرالے یا ایسے مکان میں سے چرالے جسمیں جانے کی اس کو اجازت ہو تو ہاتھ نہیں کٹے گا اور اگر کوئی مسجد میں سے کچھ اسباب چرالے اور اسباب والا وہیں ہو تو اس کا ہاتھ کٹے گا۔ اگر کسی مہمان نے اپنے میزبان کے چوری کرلی یا کوئی چیز چرالی اور ابھی گھر سے باہر نہیں لے گیا تھا کہ پکڑا گیا) تو اس کا ہاتھ نہیں کٹے گا اور اگر چوری کی چیز کو حجرے سے نکالکر گھر کے صحن میں لے آیا تھا یا ایک جگہ چند حجرے بنے ہوتے تھے ان حجرے والوں میں سے ایک نے دوسرے حجرے کو لوٹ لیا یا کوئی نقب لگا کر اندر گیا اور گھر کا کچھ اسباب نکالکر رستہ میں ڈالدیا تھا پھر باہر آکے اٹھالیا یا سواری پر لادکر اسے ہانک دیا اور اس صورت سے نکال لے گیا تو (ان سب صورتوں میں) اس کا ہاتھ کٹے گا اور اگر باہر سے دوسرے کو دیدیا یا گھر میں سے صرف ہاتھ ڈالکر مال نکال لیا یا نولی آستین (یا کپڑے) سے باہر تھی وہ کترلی یا قطار میں سے ایک اونٹ چرالیا یا اونٹ وغیرہ کا بوجھ چرالیا تو (ان سب صورتوں میں) ہاتھ نہیں کٹے گا اور اگر اونٹ کی کوئی چیز کر اس میں سے مال لے لیا یا اسباب کا تھیلا چرا لیا اور اس کا مالک اس کی حفاظت کر رہا تھا یا اسکے اوپر پڑا سو رہا تھا یا کسی صندوق میں یا دوسرے کی جیب میں یا کسی کی آستین میں ہاتھ ڈالکر مال نکال لیا تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

فصل فی کیفیۃ القطع واثباتہ

ہاتھ کاٹنے کی کیفیت و اسکے ثبوت کی تفصیل

ف چور کا دہنا ہاتھ پہنچے تک کاٹ کر اسکو داغ دیا جائے (تاکہ خون بند ہو جائے) اور اگر دوبارہ کرے تو بایاں پیر کاٹ دیا جائے پھر اگر تیسری دفعہ چوری کرے تو اسکو قید کر دیا جائے تاکہ چوری کرنے سے توبہ کرلے اور اس کا بایاں ہاتھ نہ کاٹا جائے (جیسا کہ اس آدمی کا ہاتھ نہیں کٹتا جو چوری کرے اور اسکے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا کٹا ہوا ہو یا شل ہو یا انگوٹھے کے سوا بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں کٹی ہوئی ہوں یا دہنا پیر کٹا ہوا ہو) اگر کسی کا دہنا ہاتھ کٹنے کا حکم ہوا اور جلاد بایاں کاٹ دے تو اسپر تاوان نہیں آئیگا اور ہاتھ کٹنے میں یہ شرط ہے کہ جسکا مال چوری گیا ہو وہ اس سزا کی درخواست کرے اگرچہ یہ مال اسکے پاس امانت رکھا ہو یا کسی سے چھین لیا ہو یا یہ شود خوار ہو اور اگر ان ہی لوگوں کے پاس سے مال چوری جائے اور اصل مالک سزا کی درخواست کرے تب بھی ہاتھ کاٹ دیا جائیگا ہاں اگر اس چور کا ہاتھ کٹنے کے بعد اسکے پاس سے دوسرے نے چرالیا اور اب اصل مالک یا پہلا چور سزا کی درخواست کرے تو دوسرے چور کا ہاتھ نہ کٹے گا اگر کسی نے کوئی چیز چرالی اور رپٹ ہونے سے پہلے اسنے مالک کی حوالہ کر دیا

یا ہاتھ کٹنے کا حکم ہونیکے بعد وہ اس چیز کا مالک ہوگیا یا اُسنے دعوی کیا کہ یہ چیز میری ہی ہے یا ہاتھ کٹنے کے
نصاب (دس درم) سے اب اسکی قیمت کم ہوگئی تو ان سب صورتوں مین) ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اگر دو آدمیوں نے
چوری کا اقرار کرلیا تھا پھر ان مین سے ایک نے دعوی کیا کہ یہ مال میرا ہی ہے تو اب اُن دونوں کے ہاتھ نہیں کٹیں گے
اور اگر دو نے چوری کی تھی اور انمین سے ایک روپوش ہوگیا اور دو آدمیوں نے ان دونوں کے چوری کرنے پر
گواہی دی تو اس موجود چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا۔ اگر غلام (عاقل بالغ) چوری کا اقرار کرے تو امام ابو حنیفہ کے
نزدیک) اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور چوری کا مال اگر موجود ہو اسکو دیدیا جائے جسکے ہان چرایا گیا ہو اور اگر
نہ ہو تو اس کا تاوان نہیں ہے اور ہاتھ کٹنا اور مال کا تاوان لینا دونوں جمع نہیں ہوسکتے یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ
چور کا ہاتھ بھی کاٹا جائے اور مال کا تاوان بھی دلایا جائے) اور اگر چوری کا مال بعینہ موجود ہو تو وہ مالک کو دلا دیا جائیگا
اگر کسی نے بہت سی چوریان کی تھین بعد مین ایک چوری پر اس کا ہاتھ کٹ گیا تو اب اُسکو اُن چوریوں مین سے
کسی کا تاوان دینا نہیں پڑیگا غرض یہ ہے کہ یہ ایک ہی سزا سب چوریوں کا بدلہ ہوجائیگی) اگر کسی نے کپڑا وغیرہ
چرا کر وہین گھر مین پھاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو اس کا ہاتھ کٹیگا بشرطیکہ پھاڑنے سے وہ بالکل بیکار نہ ہوگیا ہو اور
اب بھی دس درم سے کم قیمت کا نہ ہو۔ اور اگر کسی نے بکری چرا کر وہین ذبح کرلی اور پھر باہر نکالی تو اب اس کا ہاتھ
نہ کٹیگا ف اسکی وجہ یہ ہے کہ چوری گوشت پر پوری ہوئی ہے کیونکہ ذبح ہوئی بکری گوشت کے حکم مین ہے اور
گوشت چرانے پر ہاتھ نہیں کٹتا بلکہ اسمین قیمت کا تاوان دینا پڑتا ہے لہذا یہان بکری کی قیمت دینی ہوگی
ع ت اگر چور نے چاندی سونا چرا کر روپے اشرفیاں بنالین تو اس کا ہاتھ کٹیگا اور وہ روپے اشرفیاں
مالک کو پھیر دیجائینگی۔ اگر کسی نے سپید کپڑا چرا کر سُرخ رنگ لیا اور چرانے پر اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو اب وہ نہ کپڑا واپس
دلیگا نہ اسکی قیمت کا ضامن ہوا اور اگر سیاہ رنگ لیا ہے تو کپڑا پھیر دیگا۔

باب قطع الطریق

رہزنی کے بیان کے بارے میں

ت اگر کوئی رہزنی کا ارادہ رکھنے والا رہزنی کرنے سے پہلے گرفتار ہوجائے تو اس کو قیدخانہ مین ڈالدینا
چاہیے یہان تک کہ وہ اس ارادے سے توبہ کرے اور اگر رہزن نے معصوم مال (یعنی جو مسلمان یا ذمی کا ہو
چھین لیا ہے تو اس کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر کاٹ دیا جائیگا مثلاً دہنا ہاتھ اور بایان پیر اور
اگر اسنے خون کردیا ہے تو حد مین (یعنی اسکی سزا مین) اُسے قتل کردیا جائے اگرچہ اُس مقتول کے ورثا اُسکو معافی بھی
دیدیں اور اگر اُسنے خون کرکے مال چھین لیا ہے تو اس کا دہنا ہاتھ اور بایان پیر کاٹ کر قتل کردیا جاوے اور پھر سولی پر

چڑھادیا جائے یا ہاتھ پیر نہ کاٹے جائیں) صرف قتل کرکے سولی پر چڑھادیا جائے اور اگر حاکم کی رائے ہو تو زندہ کو سولی پر چڑھا کر بھالے سے اسکا پیٹ پھاڑ دیا جائے تاکہ مرجائے اور پھر تین روز تک سولی پر لٹکا رہنے دیں اور اس صورت میں جو مال اسنے لیا ہوگا (اگروہ تلف ہوگیا ہو تو اس کا تاوان نہ دیگا اور اگر ڈاکے میں بہت سے آدمی ہوں) تو ڈاکہ ڈالنے والا مثل ڈالنے والے کے ہے (یعنی سزا ملنے میں سب برابر ہیں) اور لاٹھی یا پتھر سے مار ڈالنا مثل تلوار سے مار ڈالنے کے ہے ف یعنی اگر ڈاکو نے کسیکو لاٹھی یا پتھر سے مار دیا تو یہ ایسا ہی گویا اُسنے تلوار ہی سے قتل کیا ہو اسپر حد جاری ہوگی بخلاف قصاص کے مسکین ت اگر ڈاکو نے کسی کو زخمی کرکے مال چھین لیا ہے تو اس کا دہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دیا جائیگا اور زخم کی سزا معاف ہے اور اگر ڈاکو نے کسی کو فقط زخمی ہی کیا ہو یا خون کرکے ڈاکہ زنی سے توبہ کرلی ہے یا ڈاکوؤں میں بعض غیر مکلف تھے (یعنے عاقل بالغ نہ تھے یا گونگے بہرے تھے) یا جسکو لوٹا ہے وہ ڈاکوؤں کا قریبی رشتہ دار تھا یا کسی نے رات کو رستہ لوٹا یا دن کو کسی شہر پر ڈاکہ ڈالا یا دو شہروں کے بیچ میں ڈاکہ ڈالا تو ان سب صورتوں میں) حد جاری نہ ہوگی ہاں (ان سب صورتوں میں مقتول کے) وارث کو اختیار ہے چاہے قصاص لے چاہے معاف کردے اور اگر کوئی شہر میں کئی دفعہ گلا گھونٹ کر آدمیوں کو مار چکا ہو تو اُسکو اسکے عوض قتل کردیا جائے۔

کتاب السیر والجہاد

ف سیر س کے زیر اور ی کے زبر سے سیرت کی جمع ہے جسکے لغوی معنے چلنے کی حالت ہیں اور شرع میں اس کا اکثر اطلاق امور جہاد پر ہوتا ہے اور فقہاء و محدثین کی اصطلاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عادت شریفہ اور طریقہ کا نام ہے جو آپنے جہاد وقت میں برتا ہے اور محض اللہ کے دین کی مدد کرنے اور اسکو ترقی دینے کے لیے اللہ کے راستہ میں اپنی طاقت خرچ کردینے اور تکلیفیں برداشت کرنے کو شرع میں جہاد کہتے ہیں یعنی ت اپنی طرف سے جہاد شروع کرنا فرض کفایہ ہے (جسکے یہ معنے ہیں کہ اگر تھوڑے سے مسلمان اس کام کے لیے کھڑے ہو جائیں تو سب کے ذمہ سے اُتر جائیگا اور اگر کوئی بھی نہ کھڑا ہوا تو سب گنہگار ہوں گے) اور نابالغ بچے عورت غلام اندھے اپاہج اور لولے پر جہاد واجب نہیں ہے اور اگر دشمن چڑھ آئے تو اُس وقت جہاد فرض عین ہے (جسکے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک پر فرض ہے ایک کے کرنے پر دوسرے کے ذمہ سے ساقط نہیں ہو سکتا) اسوقت عورت بدون اجازت اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت اپنے آقا کے نکل کھڑا ہو اور اگر سرکار کا مال بیت المال میں ہو تو غازیوں کو دینے کے لیے لوگوں سے روپیہ وصول کرنا مکروہ ہے اگر بیت المال میں نہو تو مکروہ نہیں ف فرض کفایہ فرض عین

کہتے ہین جو بلا جنگ کیے وصول ہوا ہو مثلاً خراج اور جزیہ کا روپیہ اور جو جنگ کرنے سے وصول ہو اسکو مال غنیمت کہتے ہین۔ فتح (ف) پس اگر ہم (یعنی مسلمان) کفار کا محاصرہ کرین تو پہلے اُن سے کہین کہ تم مسلمان ہو جاؤ اگر وہ مسلمان ہو جائین تو فبہا ورنہ اُن سے جزیہ کی درخواست کرین اگر وہ اسکو منظور کرلین پھر مسلمانو کی طرح اُنکے بھی جان و مال کی حفاظت کیجائے اور معاملات مین بھی وہی احکام جاری کیے جائین جو مسلمانون پر ہوتے ہین اور جسکو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو یعنے اس سے اسلام لانے کیلیے نہ کہا گیا ہو) اس سے ہمین لڑنا نہ چاہیے اور جسے پہنچ چکی ہو اسے اُسوقت دوبارہ دعوت دینا مستحب ہی واجب نہین ہے) اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کرین تو ہم اللہ سے نصرت و مدد کی دعا کرکے اُنسے اسطرح لڑینگے کہ اُن پر گوپھیے قائم کردین گے انکی آبادی مین آگ لگا دینگے انھین غرق کردینگے انکے باغات کاٹ ڈالینگے اُن کی کھیتیان بسمار کردینگے انپر تیرون کی بھرمار کرینگے اگرچہ وہ اپنے بچاؤ کیلیے بعض مسلمانون کو اپنے آگے کرلین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کفار ہی کو مارنیکا قصد کرینگے اگرچہ وہان کا کوئی مسلمان زخمی ہو یا مارا بھی جائے) اور جسپر شکست ہونیکا اندیشہ ہو اسپر یہ جائز نہ ہو جوانون کے دستے کو کہتے ہین) ہمین قرآن مجید اور عورتون کو لیجانے سے ہمکو منع کردیا گیا ہے اور اسسے بھی کہ ہم غدر کرین یا غنیمت کے مال مین خیانت کرین یا کسی کے ناک کان کاٹین اور عورتون یا بے عقل اور نابالغ بچون یا بڈھے پھونس یا اندھے اپاہج کو قتل کرین ہان اگر ان مین کوئی ایسا ہو جو جنگی تدبیرین بتلاتا ہو یا خود بادشاہ ہی ہو تو اسکو مار دینا چاہیے اور اگر کسی مسلمان کا مشرک باپ جنگ مین ہو تو یہ بیٹا اپنے مشرک باپ کو قتل نہ کرے بلکہ اُسکا انکار کردینا چاہیے تاکہ اُسے کوئی اور آکر قتل کردے اور اگر کوئی مصلحت ہو تو ہمین کفار سے صلح کرلینی جائز ہے خواہ روپیہ دیکر خواہ لیکر اور اگر صلح توڑنے مین مصلحت ہو تو ہم صلح توڑ دینگے اور اگر ان کا بادشاہ خیانت کرے (یعنی ہمین دھوکا دے) تو ہمین بدون صلح توڑے اُن سے لڑنا جائز ہے اور مرتدون سے بدون مال لیے صلح کی جائے اور اگر لے لیا گیا ہو تو وہ انہین واپس نہ دیا جائے اور مسلمانون کا ذمیون کے ہاتھ ہتھیار بیچنا جائز نہین ہے اور مسلمانون مین سے اگر کوئی آزاد مرد یا آزاد عورت کسی کافر کو پناہ دے تو اسکو قتل کرنا درست نہین ہے ہان اگر اسکو پناہ دینا باعث فساد ہو تو اُس کو توڑ دین گے اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر یا ایسا غلام جسے لڑنے کا حکم نہو کسی کافر کو پناہ دیدے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

باب الغنائم و قسمتہا

(ف) سلطان جب ملک کو زبردستی فتح کرے وہ مسلمانو کو بانٹ دے یا وہین کے باشندون پاس رہنے دے

اور انکے سر جزیہ اور انکی سرزمینون پر خراج مقرر کرے اور قیدیون (کی بابت اختیار ہے چاہے ان کو قتل کر ڈالے
چاہے (لونڈی غلام بنالے چاہے جیسے وہ ہین ویسے ہی آزاد رہنے دین کہ وہ مسلمانون کی رعیت ہین (مگر یہ حکم
ان لوگون کے لیے ہے جو نہ مرتد ہون نہ عرب کے مشرک ہون کیونکہ ان کو رعیت بنانے کی اجازت نہین
ہے) اور جو کافر جہاد مین پکڑے آئین انکو دار الحرب جانے دینا یا اُنسے کچھ روپیہ لیکر یا کسی مسلمان قیدی کے بدلے مین
انکو رہا کرنا یا انپر محض احسان رکھ کر چھوڑنا یا جن مویشی کو دار الاسلام مین لانا مشکل ہو انکے ہاتھ پیر کاٹ دینا حرام ہے
بلکہ اُن جانورون کو ذبح کر کے وہین پھونک دیا جائے (تاکہ اُنسے کفار فائدہ نہ اٹھا سکین) اور غنیمت (کے مال) کو دار الحرب
مین تقسیم کرنا اور تقسیم ہونے سے پہلے اسکو فروخت کرنا بھی حرام ہے ہان امانت کے طور پر غازیون کے حوالہ کر دینا حرام
نہین ہے اور جو لوگ غازیون کی کمک اور مدد کو پہنچین وہ بھی غنیمت مین برابر کے شریک ہونگے (اگرچہ اس کمک کو لڑنیکا
اتفاق نہ ہوا ہو) ہان دکاندار لوگ شریک نہین ہو سکتے اور نہ وہ کہ جو دار الحرب مین مر گیا ہو اور جو غنیمت کو دار الاسلام
مین لانے کے بعد مرا ہو اس کا حصہ اسکے وارثون کو ملیگا اور غنیمت مین سے دار الحرب مین اسکے تقسیم ہونے سے پہلے چارہ
غلے۔ سوختہ ہتھیار اور تیل کو کام مین لانا جائز ہے مگر ان چیزونکو غازی فروخت نہ کرین اور دار الحرب سے چلے
آنے کے بعد انکو کام مین لانا جائز نہین ہے اور (انمین سے) جو کچھ بچے اسکو غنیمت مین ملا دین اگر دار الحرب
والون مین سے کوئی (کافر وہین) مسلمان ہو جائے وہ اپنے آپکو اپنی نابالغ اولاد کو اپنے مال کو جو اسکا مال
کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھا ہو سب کو بچا لیگا ہان اپنی بالغ اولاد۔ اپنی بیوی اور اسکے حمل اور
اپنی زمین اور اپنے جنگ مین شریک ہوئے غلام کو نہین بچا سکتا۔ **فصل** (غنیمت مین سے) پیادے کو ایک
حصہ اور سوار کو دو حصے ملینگے اگرچہ کسی سوار کے پاس دو گھوڑے ہون اور حصہ ملنے مین عجمی اور عربی گھوڑا دونون
برابر ہین ہان اونٹ اور خچر اور گدھے) کا حصہ نہین ہوتا (ان تینون کے سوار مثل پیادون کے ہونگے) اور
سوار و پیادہ شمار ہونے مین اسوقت کا اعتبار ہے کہ جب دار الاسلام کی سرحد سے آگے بڑھین (اسوقت جو پیادہ
ہوگا اُسے ایک حصہ ملیگا اور جو سوار ہوگا اُسے دو حصے) اور غلام عورت۔ نابالغ لڑکے اور ذمی کا غنیمت مین
پورا حصہ نہین ہے (اگر یہ جنگ مین شریک رہے ہون تو انکو مناسب سمجھکر دیدیا جائے) اور غنیمت مین پانچوان
حصہ تین قسمون (یتیمون مسکینون اور محتاج مسافرون) کو دینا چاہیے اور (خاندان بنی ہاشم کے) وہ فقیر جنکو (رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے) قرابت ہو ان (مذکورہ) تینون قسمون سے مقدم سمجھے جائین یعنی انکو سب سے پہلے دیا جائے اور
جو انمین غنی ہون انکا اس (پانچوین حصہ مین) کوئی حق نہین ہے اور آیۃ واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ الی آخرہ

مین اللہ کا ذکر تبرک کے لیے مذکور ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حصہ آپ کی وفات کے بعد سے ساقط ہوگیا ہے جیسا کہ صفی ساقط ہوگیا ہے **ف** صفی ص کے زبر ف کے زیر سے اسکو کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت مین سے کچھ اپنے لیے پسند فرما لیتے تھے خواہ وہ زرہ ہو یا تلوار ہو یا لونڈی ہو جیسا کہ خیبر کی غنیمت مین سے آپ نے صفیہ بنت حیی بن اخطب کو پسند فرمایا تھا اور بدر کی غنیمت مین سے تلوار ذوالفقار کو پسند فرمایا تھا مگر حضور کی وفات سے یہ صفی کا ہونا بھی موقوف ہوگیا اب بادشاہون یا افسرون کو صفی لینا جائز نہین ہے اسی پر سب کا اجماع ہے۔ عینی ت اگر اسلامی فوج کا کوئی زور آور دستہ افسر کی بلا اجازت دارالحرب مین چلا جائے اور وہان سے کچھ مال لائے تو اس مین سے پانچوان حصہ لیا جائے (کیونکہ وہ غنیمت کے حکم مین ہے) اور اگر زور آور دستہ نہین ہے تو انکے لائے ہوئے مین سے نہ لیا جائے اگر سالار فوج نے فوج مین یہ اعلان کر دیا کہ جو سوار جس کافر کو مارے اُس مقتول کا کل سامان اسی کو دیدیا جائے گا تو اسکو جائز ہے کہ لڑنے پر اس کہنے کیوجہ سے اور غازیون کے حصہ سے انکو زیادہ دیدے علی ہذا القیاس اگر کسی دستہ سے یہ کہدیا ہو کہ غنیمت مین پانچوان حصہ نکالنے کے بعد ایک چوتھائی تمھین الگ دونگا تم ہمت کرکے لڑو تو اس کیوجہ سے بھی زیادہ دینا جائز ہے مگر غنیمت کو دارالاسلام مین لاکر یہ زیادہ مال خمس ہی مین سے دینا چاہیے (کیونکہ باقی کے چار حصے تو اور غازیون کا حصہ ہے انمین سے دینے پر اورون کی حق تلفی ہوگی) اگر افسر فوج نے ایسا زیادہ دینے کا اعلان نہ کیا ہو تو مقتولین کا سامان سب غازیون کو تقسیم ہوگا اور سامان سے مراد مقتول کا گھوڑا اسکے کپڑے اسکی تلوار اور اسکی سواری وغیرہ جو اسکے پاس ہو یہ سب ہے۔

باب استیلاء الکفار

کفار کے غالب آنے کا بیان

اگر ترکی کفار روم کے نصاریٰ کو فتح پاکر پکڑ کر لیجائین اور رومیون کا مال بھی تو ترکی مالک ہو جائینگے کیونکہ اسلیئے رومیون کا مال [illegible] پر غالب آجائین (یعنی ہم مسلمانون کی فتح ہو جائے) تو جو کچھ ہمین وہان ملیگا اس سب کے ہم مالک ہو جائینگے **ف** یعنی خواہ ترکون کا ذاتی ہو اور خواہ اسمین کا بقیہ ہو جو انھون نے رومیون پر فتح پانے مین حاصل کیا تھا اب وہ ہماری ملکیت مین آجائیگا۔ عینی ت اور اگر وہ ہمارے مال پر غالب آجائین اور اُسے سمیٹ سمیٹا کر اپنے دارالحرب مین لیجائین تو وہ بھی اس مال کے مالک ہو جائینگے اسکے بعد اگر ہم پھر غالب آجائین تو ہم مین سے جو شخص اپنی چیز بدستور وہان دیکھے وہ تقسیم ہونے سے پہلے پہلے اُسے مفت لے سکتا ہے اور تقسیم ہونیکے بعد اگر لینی چاہے تو جسکے حصہ مین وہ گئی ہو اُسے (قیمت دیکر) لے اور اگر اُن دارالحرب والون سے کوئی تاجر خرید لایا ہے اور اپنا اصل مالک

اپنی چیز لینی چاہتا ہے تو جو قیمت یہ تاجر کے وہ دیکر لے سکتا ہے اگرچہ ایسی صورت کسی غلام وغیرہ میں ہو اور اسکی کسی نے آنکھ پھوڑ دی ہو اور اس تاجر نے اس آنکھ کا معاوضہ بھی لے لیا ہو اور اگر قید ہونا اور خرید نا دو دفعہ ہو جائے تو پہلا خریدنے والا دوسرے سے وہ قیمت دیکر لے سکتا ہے کہ جو وہ مانگے اور اُس کے بعد اصل مالک دونوں قیمتیں دے کر لے سکتا ہے کیونکہ اس پہلے خریدنے والے کو دو دفعہ قیمت دینی پڑی ہے اور کفار اہم پر غالب آنے سے ہمارے آزادوں اور مدبروں اور نام ولدوں اور مکاتبوں کے مالک نہیں ہوتے اور ہم ان پران سب کے مالک ہو جائیں (کیونکہ جب ہم انپر غالب آجائیں تو اسوقت انکا کوئی مال معصوم نہیں رہتا سب مباح ہو جاتا ہے اور مباح پر غالب آنے سے ملکیت ثابت ہو جاتی ہے) اگر ہمارا کوئی گھوڑا یا اونٹ وغیرہ بھاگ کر ان کے ہاں چلا جائے اور وہ اسے پکڑ لیں تو وہ انکی ملکیت ہو جائیگا اور اگر ہمارا کوئی غلام بھاگ کر اُن کے ہاں چلا جائے اور وہ اُسے پکڑ لیں (تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک) وہ اُسکے مالک نہیں ہونے کے پس اگر کوئی غلام ایک گھوڑا اور کچھ اسباب لے کر بھاگ گیا تھا اور وہاں کفار نے اُسے پکڑ لیا اور اُن سے یہ سب کا سب ایک تاجر خرید کے دارالاسلام میں لے آیا تو اب اصل مالک اپنے غلام کو مفت لے لیگا اور باقی گھوڑا اور اسباب قیمت دے کر لے گا ف کیونکہ گھوڑے اور اسباب کے جب کفار مالک ہو گئے تو انھیں اس کا حق نہیں رہا ایسا گر لے تو قیمت دیکر لے بخلاف غلام کے کہ اسکے کفار مالک ہی نہیں ہوئے تھے گویا اسکی چیز اسکی بے اجازت بیچ دی تھی لہذا اب یہ اپنی چیز لے سکتا ہے ت اگر کسی مستامن نے دارالاسلام میں سے ایک مسلمان غلام خرید لیا تھا اور پھر وہ اُسے اپنے دارالحرب میں لے گیا یا کوئی غلام وہیں (دارالحرب میں) مسلمان ہو گیا تھا پھر وہ ہمارے پاس (دارالاسلام میں) آگیا یا ہم ان دارالحرب والوں پر غالب آگئے تو سب صورتوں میں ایسا غلام آزاد ہو جائیگا اور اسکی ولا بھی کسیکو نہیں پہنچے گی۔

باب المستامن

مستامن کا بیان

ف استیمان کے معنے امن طلب کرنے کے ہیں اور مستامن وہ ہے جو بادشاہ سے امن لیکر امن میں آجائے یعنی ت اگر کوئی مسلمان تاجر دارالحرب میں وہاں کے بادشاہ سے امن لیکر جائے تو اسکو اُن کی کسی چیز سے بھی تعرض کرنا حرام ہے اور اگر یہ (انکی بلا اجازت) انکی کوئی چیز لے آیا تو نہایت بدتر بات ہے[1] یہ اُسکا مالک ہو جائیگا اس کو وہ چیز صدقہ کر دینی چاہیے پس اگر کسی حربی نے اس تاجر کے ہاتھ اپنی کوئی چیز ادھار بیچ دی تھی یا اُسنے حربی کے ہاتھ ادھار بیچ دی تھی یا انہیں سے ایک نے دوسرے کی کوئی چیز غصب کر لی تھی اور وہ دونوں ہمارے ہاں (دارالاسلام میں) آگئے اور ہماری عدالت میں فیصلہ چاہا تو یہاں انکا کچھ فیصلہ نہ کیا جائیگا اور اسی

[1] یعنی وہ باعث گناہ اور ممنوع ہے اس سے علیحدہ ہونا چاہیے ۱۲

طرح اگر ایسا مقدمہ لانیوالے دو حربی ہون انھون نے ایسا معاملہ کرکے پھر دار الاسلام مین امن لیا ہو (تو ان کا بھی دار الاسلام مین کچھ فیصلہ نہ کیا جائیگا اور اگر یہ دونون مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آگئے (اور پھر انھون نے اسلامی حاکم کے ہان مقدمہ دائر کرکے فیصلہ چاہا تو اب انکے ادھار کا مقدمہ یہان فیصلہ کردیا جائیگا اور غصب کا فیصلہ نہین کیا جائیگا اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین گئے تھے وہان ایک نے دوسرے کو قتل کردیا تو قاتل کے حمایتون سے اس مقتول کی خونبہا ضرور لیجائیگی برابر ہے کہ اسنے جان بوجھ کر قتل کیا ہو یا غلطی سے کرنے مین کفارہ بھی واجب ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہون انمین سے ایک دوسرے کو قتل کردے تو انمین کچھ نہین ہے (نہ قصاص نہ خونبہا) سوائے اسکے کہ خطا سے مارنے مین کفارہ لازم ہوگا جیسا کہ اس صورت مین کہ جب (دار الحرب مین) ایک مسلمان دوسرے ایسے مسلمان کو قتل کردے جو وہین مسلمان ہوا ہو (تو اسپر بھی خطا سے مارنے کی حالت مین کفارہ لازم ہوتا ہے **فصل** مستامن کو دار الاسلام مین پوری سال بھر رہنے نہین دینا چاہیئے (بادشاہ کی طرف سے) اسکو کہدیا جائے کہ اگر تو پورے سال بھر رہیگا تو تجھپر جزیہ لگا دیا جائیگا پس اگر اس کہنے کے بعد وہ سال بھر رہا تو اب وہ ذمی ہوا اب اسے دار الحرب جانے ہی نہ دیا جائے (اور اس سے جزیہ وصول کیا جائے) جیسا کہ اگر (یہ یہان زمین خریدے اور) اسپر خراج مقرر کردیا جائے یا کوئی مستامنہ عورت ذمی مرد سے نکاح کرلے (تو ان دونون صورتون مین بھی پھر انکو دار الحرب نہین جانے دیتے) بخلاف اسکے کہ کوئی مستامن مرد ذمیہ عورت سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہین ہوتا اگر وہ دار الحرب جانا چاہے تو اسکو نہین روکینگے) اگر مستامن دار الاسلام مین رہکر پھر دار الحرب مین) چلا گیا اور کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھی تھی یا ان دونون کے ذمہ اسکا قرض تھا تو اب اسکا مار ڈالنا درست ہوگیا پس اگر وہ ان سے قید ہوکر آیا یا مسلمانون نے وہ ملک فتح کرلیا اور وہ حربی قتل ہوگیا تو اسکا قرض جاتا رہا اور اسکی امانت اب غنیمت شمار ہوگی اور اگر مسلمانون نے وہ ملک فتح نہین کیا اور وہ حربی مارا گیا یا اپنی موت مرگیا تو اسکا قرض اور اسکی امانت اسکے وارثون کو دینی چاہیئے اگر کوئی حربی امن لیکر ہمارے ہان آیا اور اسکی بیوی بچے وہین رہے اور اسکا تھوڑا تھوڑا مال کسی مسلمان ذمی اور حربی کے پاس تھا پھر یہان وہ مسلمان ہوگیا اسکے بعد مسلمان اسکے ملک پر غالب آگئے تو اب اسکی بیوی بچے اور مال) سب غنیمت ہے اور اگر وہ وہین مسلمان ہوکر یہان آیا تھا اور بعد مین مسلمان اسکے ملک پر غالب آگئے تو اب اسکی نابالغ اولاد آزاد مسلمان شمار ہوگی اور جو مال اسنے کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھا تھا وہ اسیکو ملجائیگا اور اسکے سوا یعنی اسکی بیوی اور بالغ اولاد وغیرہ) غنیمت شمار ہوگی مگر کسینے غلطی سے ایسے مسلمان کو مار ڈالا جسکا کوئی

وارث نہیں ہے یا ایسے حربی کو مار ڈالا جو امن لیکر دار الاسلام میں آیا اور یہیں مسلمان ہو گیا تھا تو (دونوں صورتوں میں) اس مقتول کا خونبہا قاتل کے حمایتوں سے امام وصول کرلے اور اگر قصداً مارا ہے تو قصاص میں قتل کرے یا خونبہا لے معاف نہ کرے (یعنی دونوں مسئلوں میں مفت معاف کر دینا جائز نہیں ہے۔

باب العشر والخراج والجزیۃ

عشر اور خراج اور جزیہ کا بیان

ف عشر عین کے پیش سے اسکو کہتے ہیں جو زمین کی پیداوار میں سے بحساب دہ کے لیا جائے یعنی کل پیداوار کے دس حصے کرکے انمیں سے ایک حصہ لے لیا جائے اور خراج اس روپیہ کو کہتے ہیں جو زمین کے محصول میں بادشاہ لیتا ہو اور جزیہ اس روپیہ کو کہتے ہیں جو ذمی سے لیا جائے۔ متن عرب کی ساری زمین اور جہان کے باشندے (اپنی خوشی سے) مسلمان ہو گئے ہوں یا جو ملک جنگ کے ذریعہ سے فتح کرکے وہاں کی زمین غازیوں کو تقسیم کر دیگئی ہو تو تینوں قسم کی زمینیں عشری ہیں ف عرب کی زمین طول میں ریف عراق سے لیکر انتہائے یمن تک ہے اور عرض میں جدہ سے لیکر سرحد شام تک ہے انمیں حجاز۔ تہامہ یمن۔ مکہ۔ طائف۔ بادیہ۔ جزیرہ عرب کی زمینیں داخل ہیں۔ متن اور سواد (یعنی عراق کی زمین) یا ایسے ملک کی زمین جو زبردستی فتح ہوا ہو اور پھر وہیں کے باشندوں کو اسپر قابض رہنے دیا ہو یا امام نے ان سے صلح کر لی ہو تو ایسی زمینیں خراجی ہیں۔ اگر کوئی بنجر زمین کو جلیتی کرے تو اسکے (عشری وغیرہ ہونے میں) پاس کی زمین کا اعتبار کیا جائیگا۔ اگر اسکے پاس کی زمین عشری ہے تو یہ بھی عشری ہے اور اگر وہ خراجی ہے تو یہ بھی خراجی ہے اور بصرہ کی زمین باجماع صحابہ عشری ہے اور جس زمین میں کھیتی ہوتی ہو اسپر خراج ہر بیگہ پیچھے ایک صاع (غلہ) اور ایک درم ہے اور ترکاری کی زمین میں ہر بیگہ پیچھے پانچ درم ہیں اور جس میں باغ ہیں انگور اور چھوہاروں کے درخت گنجان ہوں تو انمیں ہر بیگہ پیچھے دس درم ہیں اور اگر (پیداوار میں) اسقدر خراج کی گنجائش نہیں ہے تو کم کر دیا جائیگا بخلاف زیادہ (پیداوار) ہونیکی صورت کے کہ انمیں بالاجماع بڑھانا جائز نہیں ہے۔ اگر زمین پر پانی چڑھ آیا انمیں سے کھیتی خراب ہو گئی یا بالکل ہی پانی نہ آیا یا کوئی (آسمانی) آفت آگئی تو (ان تینوں صورتوں میں) خراج دینا نہ آئیگا اور اگر زمیندار نے (خراجی) زمین کو خود ہی ڈالے رکھا یا وہ مسلمان ہو گیا یا کسی مسلمان نے خراجی زمین خریدلی تو ان تینوں صورتوں میں خراج دینا واجب ہوگا اور خراجی زمین کی پیداوار میں عشر نہیں ہوتا (بس خراج ہی کافی ہے) فصل اگر جزیہ آپس کی رضامندی سے ٹھیرا ہو تو اسمیں کمی بیشی نہ کیجائے اور ایسے فقیر پر کہ جو خود کما سکتا ہو بارہ درم سالانہ مقرر کر دئے جائیں اور جسکی حالت اوسط درجہ کی ہے اسپر اسکا دگنا (یعنی چوبیس ۲۴ درم) اور زیادہ مالدار پر اسکا دگنا (یعنی اڑتالیس درم) اور

اس سے ہر مہینے چار درم لیئے جائین اور اوروں سے جزیہ ماہواری وصول کیا جائے اور جزیہ عرب کے یہود و نصاری
پر اور عجم کے بت پرستون اور آتش پرستو پر مقرر کیا جائے نہ کہ عرب کے بت پرستو پر اور مرتد نا بالغ لڑکے عورت
غلام - مکاتب اپاہج - اندھے اور ایسے فقیر پر جو کما نہ سکتا ہو اور نہ ایسے گوشہ نشین پر جو لوگون سے میل جول نہ رکھتا
ہو اور جس کافر پر جزیہ مقرر ہوا اور وہ مسلمان ہو جائے یا ابھی ایک سال کا وصول نہین ہوا تھا کہ دوسرا سال بھی
گذر گیا یا وہ مر گیا تو ان تینون صورتون مین) جزیہ ساقط ہو جائیگا (یعنی دوسرا سال گذرنے کی صورت مین اسی ایک ہی
سال کا دینا ہوگا) اور دار الاسلام مین نیا گرجا یا یہود کا عبادتخانہ نہ بننے پائیگا ہان اگر پرانا ڈھے گیا ہو تو
اسکو وہ پھر بنا لینگے اور ذمیون کو لباس مین سواری مین اور زین کے استعمال کرنے مین مسلمانون سے فرق
رکھنا چاہیے پس کوئی ذمی کبھی گھوڑے پر سوار نہو نہ ہتھیارون سے کمر بستہ ہو اور اپنا) کستیج کپڑون کے اوپر رکھے
اور ایسی زین پر سوار ہو جو پالان کی شکل کی ہو ف کستیج ایک دہنی دھاگے کو کہتے ہین جو بہت موٹا اور انگلی کی برابر
ہوتا ہی اسکو ذمی کفر کی علامت ہونیکے لیے اپنے کپڑون کے اوپر باندھے کستیج اس زنار کو نہین کہتے جو ذمی
دھاگون کا بنا ہوا ہوتا ہی جیسا کہ بعض مترجمون نے لکھدیا ہی مسلمین و مترجمت اور ذمی کے جزیہ دینے سے انکار
کرنے یا مسلمان عورت سے زنا کر لینے یا کسی مسلمان کو قتل کر دینے یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیان دینے سے اسکے
ذمی ہونیکا عہد نہین ٹوٹتا (ہان اگر حضور انور کو علی الاعلان گالیان دی اور اسکی یہ عادت ہی ہو جائے تو اسکو
قتل کر دینا ضروری ہی) ہان اگر دار الحرب (والون) مین جا ملا یا ایسے چند آدمی ملکر کسیجا جنگ کرنے پر آمادہ
ہوگئے تو (ان دونون صورتون مین) اسکا عہد ٹوٹ جائیگا اور وہ مرتد کے حکم مین ہو جائیگا (یعنی اسوقت اسکو خون
کرنا) اور اسکا مال اسکے وارثون کو دیدینا درست ہو جائیگا اور تغلبی سے خواہ مرد ہو خواہ عورت بشرطیکہ دونون
بالغ ہون دوگنی زکواۃ لیجائیگی ف دوگنی زکوٰۃ لینے کا یہ مطلب ہی کہ مسلمانون سے مثلاً کل مال کا چالیسوان حصہ
لیا جاتا ہی تو انسے انکے کل مال کا بیسوان حصہ لیا جائیگا اور تغلبی عرب مین سے ایک فرقہ کا نام ہی ان سے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے جزیہ طلب کیا تھا انھون نے جزیہ سے انکار کیا اور یہ کہا کہ مسلمان جو زکوٰۃ دیتے ہین ہم اس سے
دوچند دینگے چنانچہ اسی پر انسے صلح ہوگئی اور حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ حقیقت مین تو یہ تمھاری طرف سے جزیہ ہی ہے
اب تم اسکا نام جو چاہو رکھ لو شرح وقایۃ اور اس فرقہ کا آزاد کیا ہوا غلام قریشی آدمی کے آزاد کیئے ہوئے کے
حکم مین ہی ف یعنی جیسا کہ جب کوئی قریشی اپنے کافر غلام کو آزاد کر دے تو اس سے فقط جزیہ یا اگر اسکے پاس
زمین ہو تو اسکا خراج لیا جاتا ہی اسی طرح تغلبی کا غلام بھی اگر کافر ہو اور آزاد کر دیا جائے تو اس سے جزیہ اور خراج لیا جائیگا

لیا جائے دوچند زکوٰۃ نہ لیجائے فتح وغیرہ ت اور زمین کا) خراج اور جزیہ اور تغلبی کا مال اور دار الحرب کے کفار جو تحفے مین روپیہ بھیجین یا جو اُنسے بدون جنگ کئے مسلمانونکے ہاتھ لگجائے تو یہ سب مال مسلمانونکی بہتری کے کامون مین صرف کرنا چاہیئے مثلاً سرحد کی مضبوطی اور دریاؤن کے پل باندھنے اور اُنکی مرمت کرنی اور قاضیون عالمون مولویون فوجیون اور انکی اولاد کو وظیفے (اور تنخواہین) مقرر ہون اور جو انمین سے سال کے بیچ مین مرجائیگا وہ سالانہ بخشش سے محروم رہیگا

باب المرتدین

اسلام سے پھر جانیوالونکا بیان

ف مرتد کے لغوی معنی مطلق پھرنے والیکے ہین اور شرع مین مرتد دین اسلام سے پھر نیوالے کو کہتے ہین اور مرتد ہونیکا رکن یہ ہے کہ وہ شخص ایمان لانیکے بعد اپنی زبان سے کفر کا کلمہ کہے بغیر اسکے کوئی مرتد نہین ہوسکتا فتح ت مرتد پر اسلام پیش کیا جائے یعنی اس سے کہا جائے کہ تو اب پھر مسلمان ہوجا) اور اسکا شبہ (جو امر دین مین اسکو ہوگیا ہے) حل کردیا جائے اور تین روز اسے قیدخانہ مین رکھا جائے اگر ان تین روز مین وہ مسلمان ہوگیا (تو بہتر) ورنہ اسکو قتل کردینا چاہیئے اور مرتد کا مسلمان ہونا یہ ہے کہ سوائے دین اسلام کے اور سب دینون سے وہ نارضی اور بیزاری ظاہر کرے یا جو دین اُسنے اختیار کیا تھا اس سے بیزاری ظاہر کرے اور پھر اسلام پیش کرنے سے پہلے اسکو قتل کردینا مکروہ ہے لیکن تاہم اگر کوئی قتل کردے تو قاتل اُسکے خون کی تاوان کا ضامن نہوگا (کیونکہ مرتد کا خون کرنا مباح ہوجاتا ہے اور مباح کے کرنے پر تاوان لازم نہین ہوا کرتا) اور اگر کوئی عورت مرتد ہوجائے تو اسکو قتل نہ کیا جائے بلکہ جبتک (وہ مسلمان نہو اُسے قید مین رکھا جائے اور مرتد کو مال سے اُسکی ملکیت ملتوی طور پر زائل ہوجاتی ہے (یعنی مرتد ہونیکے بعد وہ اپنی مملوکہ چیزون کا مالک نہین رہتا) پھر اگر وہ مسلمان ہوگیا تو اسکی ملکیت پھر قائم ہوجاتی ہے اور اگر مرتد ہونیکی حالت مین مرگیا یا قتل کردیا گیا تو جو اسکی کمائی اسلامی حالت کی ہو وہ اسلامی حالت کا قرضہ اسکی طرف سے ادا کرنیکے بعد اسکے مسلمان وارث کو بطور ورثہ کے ملجائیگی اور جو اسکی کمائی مرتدی حالت کی ہوگی وہ اسکی طرف سے مرتدی حالت کا قرضہ ادا کرنیکے بعد مال غنیمت قرار دیجاکر (بیت المال مین رکھ) دیجائے گی اور اگر کسی مرتد کے حق مین اسکے دار الحرب مین چلے جانیکا حاکم کی طرف سے حکم لگ گیا تو اب اسکا مدبر (غلام) اور ام ولد (لونڈی) آزاد ہوجائینگے اور جو قرضہ اسکے ذمہ ہوگا وہ اسیوقت ادا کرنا ہوگا ف اسکی وجہ یہ ہے کہ مرتد کے دار الحرب مین چلے جانے پر حاکم کیطرف سے حکم ہوجانا اسکے مرجانیکے حکم مین ہے اسی سبب سے اسوقت اسکا مال بھی وارثون کو دیدیا جاتا ہے ت اور اسکے (مرتدی حالت کے معاملات یعنی خرید وفروخت کرنا یا غلام کو آزاد کرنا یا ہبہ کرنا (وغیرہ سب) ملتوی رہینگے اگر یہ پھر مسلمان ہوگیا تو

وہ معاملات جاری ہوجاینگے اور اگر مرگیا (یا قتل ہوگیا) تو (امام صاحب کے نزدیک) وہ سب کالعدم ہوجاینگے اور
اگر کسی مرتد کے دارالحرب مین چلے جانے پر حاکم کیطرف سے حکم لگ چکا تھا اور وہ پھر مسلمان ہوکر آگیا تو وہ اپنے مال
مین سے جو چیز اپنے وارثون کے پاس پائے لیلے اور اگر انکے پاس کچھ نہین ہے تو اب انسے تاوان نہین لے سکتا اور اگر کسی مرتد
کی لونڈی عیسائی تھی اور اُسکے مرتد ہونیکے وقت سے چھ مہینے مین (یا اس سے زیادہ مین) اسکے بچہ پیدا ہوا
اور اس مرتد نے اسپر دعوی کیا کہ یہ بچہ (میرے نطفہ سے اور) میرا ہے تو وہ لونڈی اسکی ام ولد ہوجائیگی اور یہ بچہ
اسکا بیٹا آزاد قرار دیا جائیگا اور یہ بچہ اس مرتد کا وارث نہوگا ف یعنی اگر یہ مرتد مرگیا تو اسکا ترکہ اس بچہ کو نہین
ملیگا اسکا سبب یہ ہے یہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی بچہ کے ماں باپ مین دینی اختلاف ہو تو وہ بچہ ان دونون مین سے بہتر دین
والے کے تابع کیا جاتا ہے اسی قاعدہ پر یہ بچہ اپنے مرتد باپ کے تابع کرکے مرتد شمار کیا جائیگا اور مرتد چونکہ وارث
نہین ہوا کرتا اس سبب سے یہ بھی وارث نہوگا عینی ملخصًا ت اور اگر لونڈی مسلمان تھی اور مرتد اپنی مرتدی
حالت مین مرگیا یا دارالحرب (والون) مین جا ملا تو اب یہ بچہ اسکا وارث ہوجائیگا کیونکہ اب یہ بچہ اپنی مسلمان
ماں کے تابع ہوکر مسلمان قرار دیا جائیگا اور مسلمان مرتد کا وارث ہوتا ہے اور اگر کوئی مرتد اپنا مال (واسباب)
لیکر دارالحرب مین چلا گیا تھا پھر مسلمانون نے اس ملک کو فتح کرلیا تو اس مرتد کا مال (بھی) غنیمت مین (شمار)
ہوگا اور اگر کوئی مرتد خالی ہاتھ دارالحرب مین چلا گیا تھا اور پھر دارالاسلام مین آیا اور اپنا مال لیکر پھر دارالحرب
مین چلا گیا اور اسکے بعد مسلمانون پر وہ ملک فتح ہوا تو اب اسکا وہ مال اسکے وارثون کو ملیگا اور اگر کوئی مرتد
دارالحرب مین چلا گیا (اور اپنا غلام دارالاسلام مین چھوڑ گیا) اور اسکا غلام حاکم کے حکم سے اسکے بیٹے کو ملگیا اور
اسکے بیٹے نے اس غلام کو مکاتب کردیا اس قصہ کے بعد وہ مرتد مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آگیا تو اب
یہ کتابت کا روپیہ یا غلام مرجائے تو اسکا ترکہ اس مورث (مرتد) کو ملیگا (جو اب مسلمان ہوا ہے اسکے بیٹے کو نہین ملیگا)
اور اگر مرتد نے غلطی سے کوئی خون کردیا اور دارالحرب مین چلا گیا یا مرتدی حالت مین قتل کردیا گیا تو اب مقتول
کی خونبہا اس مرتد کے اس مال مین سے دینی ہوگی جو اُسنے اسلامی حالت مین کمایا ہوگا اور اگر ایک مسلمان کا ہاتھ
مسلمان نے قصدًا ہاتھ کاٹ ڈالا تھا ہاتھ کٹنے کے بعد یہ مرتد ہوگیا یا اس ہاتھ کٹنے کے صدمہ مین یہ مرتد ہوگیا یا دارالحرب
مین چلا گیا اور پھر وہان سے مسلمان ہوکر آیا اور اگر اسی زخم مین مرگیا تو ان سب صورتون مین) اس کاٹنے والے
کے مال مین سے نصف خونبہا اس مرتد کے وارثون کو دلائی جائے گی اور اگر ایسا مرتد دارالحرب مین نہین گیا اور
یہین پھر مسلمان ہوکر اسی زخم سے مرگیا تو اب وہ کاٹنے والا پوری خونبہا کا دیندار ہوگا اور اگر کوئی مکاتب (غلام)

مرتد ہوکر دار الحرب مین چلا گیا (اور وہان اُسنے کچھ روپیہ کمایا) پھر مع اپنے مال کے پکڑا گیا اور مرتد ہی حالت مین قتل کر دیا گیا تو اسکے مکاتب ہونیکا روپیہ اسکے آقا کو ملیگا اور جو روپیہ بچیگا وہ مکاتب کو وارثون کو دیا جائیگا اور اگر میان بیوی مرتد ہوکر دار الحرب مین چلے گئے تھے وہان انکے ایک لڑکا ہوا اور پھر اس لڑکے کے لڑکا ہوا اس عرصہ کے بعد مسلمانون پر یہ ملک فتح ہو گیا (اور کافرون کے شامل یہ چارون بھی پکڑے ہوئے آئے تو بیٹا اور پوتا مال غنیمت مین شمار کیے جائینگے اور بیٹے پر مسلمان کرنیکے لیے زبردستی کیجائے گی اور پوتے پر نہین کیجائیگی اور عاقل لڑکے کا مرتد ہونا صحیح ہی جیسا کہ اسکا اسلام لانا صحیح ہے ف اس مسئلہ مین عاقل سے مراد یہ ہی کہ وہ اسلام کے حق ہونے اور کفر کے باطل ہونے کو سمجھتا اور جانتا ہو اور بعض فقہاء کا یہ قول ہی کہ اُسے اتنی سمجھ ہو کہ اسلام نجات کا سبب ہے اور اچھی بری چیز مین تمیز کرتا ہو اور صحیح ہونے سے مقصود یہ ہی کہ اسکا مرتد ہونا معتبر ہی اسپر مرتد کے احکام جاری کیے جائینگے عینی ت اور ایسے لڑکے پر مسلمان ہونیکے لیے زبردستی کیجائیگی اور یہ قتل نہین کیا جائیگا

باب البغاة

(باغیون کا بیان)

ف بغاة باغی کی جمع ہی جیسے قاضی کی جمع قضاة آتی ہو باغی اُن لوگون کو کہتے ہین جو امام حق یعنی شاہ اسلام کی فرمانبرداری سے ناحق نکلجائے ع ت جو مسلمان اسلامی بادشاہ کی فرمانبرداری سے نکلکر کسی اسلامی شہر کو دبا بیٹھین تو انکو یہ بادشاہ اپنی فرمانبرداری کرنے کے لیے کہے اور جس شبہ سے وہ اس فساد پر آمادہ ہوئے ہون اسکو رفع کرے اور (اگر وہ نہ مانین تو) اُنسے جنگ شروع کرے اگرچہ انکی طرف سے جنگ کا آغاز نہ ہوا ہو اور اگر ان باغیون کے (کچھ اور لوگ بھی انکے معین ہین تو پھر جنگ کے موقع پر جوان (باغیون مین زخمی ہو اُسے جان سے مر ڈالے اور جو باغی بھاگے اُسکا پیچھا کرلے اور اگر باغیون کا کوئی معین نہ ہو تو پھر نہ زخمی کو مار ڈالے اور نہ بھاگتے کا پیچھا کرلے اور نہ انکی اولاد کو قید کرے ہان انکے مال و اسباب کو حراست مین رکھے یہانتک کہ وہ (اپنی بغاوت سے) توبہ کرلین اور اگر بادشاہ کو ضرورت ہو تو وہ اُنکے ہتھیارون اور گھوڑون کو برابر کام مین لائے اور اگر کسی باغی نے اپنے جیسے باغی کو قتل کر دیا تھا اسکے بعد مسلمانون نے اُنپر فتح پالی تو اس قاتل کے ذمہ کچھ نہین ہی (یعنی نہ قصاص نہ خونبہا کیونکہ باغی کا خون کرنا جائز ہو جاتا ہی) اور اگر باغیون نے کوئی اسلامی شہر دبا لیا تھا اس شہر کے آدمی نے اپنے جیسے شہری کو مار ڈالا پھر مسلمانون نے وہ شہر لے لیا تو اب یہ قاتل (قصاص مین) قتل کیا جائیگا اور اگر دو آدمی آپس مین ایسے خاندانی قرابت رکھتے تھے انمین سے ایک بادشاہ کا فرمانبردار یعنی عادل تھا اور دوسرا باغی اور (عادل نے باغی کو یا باغی نے عادل کو قتل کر ڈالا اور یہ کہا کہ مین (اس قتل کرنیمین) حق پر

ہون تو وہ اپنے اس مقتول کا وارث ہوگا (یعنی اُسے ترکہ پہنچیگا اور اس قتل کے باعث وہ ترکہ سے محروم نہ ہوگا)
ہان اگر باغی یہ کہے کہ مین نے ناحق ہی قتل کیا ہو تو اب اُسے ترکہ نہین ملیگا اور مفسدون کے ہاتھ (خواہ
وہ باغی ہون یا ڈاکو وغیرہ ہون) ہتھیارون کا بیچنا مکروہ ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ خریدار مفسدون
مین سے ہے تو اس وقت اُسکے ہاتھ بیچنا مکروہ نہین۔

کتاب اللقیط

لقیط کا بیان

ف لقیط فعیل کے وزن پر مفعول کے معنی مین ہو یہ لغت مین اس چیز کا نام ہے جو زمین سے اٹھائی جائے
اور شرع مین لقیط اس زندہ بچہ کا نام ہو جسکو اسکے وارثون نے خرچ کی تنگی کے فکر سے یا زنا کی تہمت سے
بچنے کی غرض سے پھینکدیا ہو اور وارث معلوم نہ ہو۔ طوع ت لقیط (یعنی لاوارثی بچہ کو) اُٹھا لینا مستحب
ہو اور اگر (وہ ایسی جگہ پڑا ہو جہان) اسکے ہلاک ہونیکا اندیشہ ہو تو اسکو اٹھا لینا واجب ہو اور یہ بچہ آزاد
رہیگا (یعنی اُٹھانیوالا اسکو اپنا غلام لونڈی نہین بنا سکتا) اور اسکا خرچ بیت المال سے ملیگا جیسا
کہ اسکا ترکہ بیت المال مین داخل ہوتا اور اسکے قصورون کا تاوان بھی بیت المال ہی سے ملتا ہو ف
یہ حکم اسوقت ہو کہ اُٹھانیوالا اسبات کا پورا ثبوت دیدے کہ یہ بچہ میرا نہین ہو بلکہ مین نے پایا ہو اور دوسری
شرط یہ ہو کہ اس بچہ کے پاس مال نہ ہو ورنہ اسی کے مال مین سے خرچ کرنا ہوگا۔ ط ت اور اس بچہ کو
اس اٹھانیوالے سے اور کوئی نہین لے سکتا اور اسکا نسب ایک آدمی سے اور دو آدمیون سے ثابت
ہوجاتا ہو (یعنی اگر ایک آدمی نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہو تو اسکا بیٹا قرار دیا جائیگا اور اگر اسطرح دو نے دعوی
کیا تو دو کا) اور اگر ان دونون مین سے ایک نے اس لڑکے کی کوئی نشانی تبلادی تو یہ دوسرے کی نسبت اسکا زیادہ
مستحق ہوگا اور اگر کسی ذمی نے دعوی کیا کہ یہ میرا لڑکا ہو تو اسی کا لڑکا قرار دیا جائیگا مگر یہ مسلمان شمار ہوگا اگر
(ذمیون کے مکان یا انکی عبادتخانہ وغیرہ) مین سے نہ ملا ہوگا اور اگر کسی غلام نے دعوی کیا کہ یہ میرا لڑکا ہو تو یہ اسیکا
لڑکا قرار دیا جائیگا اور یہ آزاد رہیگا اور یہ لڑکا کسیکا غلام نہین ہو سکتا (یعنی اگر کوئی دعوی کرے کہ یہ میرا غلام ہو تو
یہ غلام نہین ہو سکتا) ہان اگر گواہون سے یہ بات ثابت ہوجائے (تو ہوجائیگا) اور اگر ایسے بچہ کے ساتھ کچھ مال بھی
ملا ہو تو وہ مال اس بچہ ہی کا ہوگا اور اُٹھانے والے کو اسکا نکاح کرنا اور اسکے مال کو بیچنا اور اس سے مزدوری
کرانا درست نہین ہو ہان اسکو (کوئی ہنر سکھانے کے لیے) کسی پیشہ مین لگا دینا درست ہو اور اگر کوئی شخص

سلہ کیونکہ دار الاسلام مین اکثر آدمی اچھے ہی ہوتے ہین شاذ و نادر کوئی مفسد ہوجاتا ہو اور حکم مین اکثر اعتبار ہوتا ہو نادر الوجود کا یعنی ۱۲

اس بچہ کے لیئے کوئی چیز ہبہ کرے تو یہ اسکی طرف سے ہوکر خود لیلے ۔

کتاب اللقطہ

پائی ہوئی چیز کا بیان

ف لقطہ اشتقاق اور معنی لغوی مین مثل لقیط کے ہے یعنی یہ دونون التقاط سے مشتق ہین جسکے معنی اٹھانے کے ہین پس لقطہ لام کے پیش اور قاف کے زبر اور جزم سے اُس چیز کا نام ہے جو کہین سے کوئی پڑی ہوئی اٹھا لے ع ت حرم اور خارج حرم کی پائی ہوئی چیز امانت (کے حکم مین ہوتی) ہے بشرطیکہ اٹھانے والے نے اس قصد سے اٹھائی ہو کہ وہ اسکے مالک کو واپس دیدیگا اور (اس بات پر لوگون کو) گواہ بھی کر لیا ہو کہ یہ چیز مین نے اسلیئے اٹھائی ہے کہ اسکے مالک کو واپس دیدونگا پس یہ دونون شرطین ہونے کے بعد اگر یہ چیز اسکے پاس تلف ہوگئی تو تاوان نہین آئیگا کیونکہ امانت تھی اور امانت مین تاوان نہین آیا کرتا) اور اب اٹھانیوالا اتنے دنون لوگون سے ضرور اسکو بیان کرے کہ اسکو یقین ہوجائے کہ اب اسکا مالک اسے تلاش نہین کرتا ہوگا (اگر کوئی لینے والا نہ آئے تو) پھر اسکو خیرات کردے اگر خیرات کرنے کے بعد مالک آجائے تو اب مالک کو اختیار ہے (اگر وہ ثواب لینا) چاہے تو اُسکے خیرات کردینے کو بدستور رکھے (اُسے بھی اسکا ضرور ثواب ہوگا) اور چاہے اس اٹھانیوالے سے اسکی قیمت لیلے اور چوپایہ (اگر کہین لاوارثی پھرتا ہو تو اُس) کو پکڑ لینا درست ہے اور پائی ہوئی چیز کے حکم مین ہے اور ایسے جانور یا بچہ پر اگر اٹھانیوالا (حاکم کی اجازت بغیر) کچھ خرچ کردے تو وہ احسان اور سلوک کے درجہ مین ہے (یعنی یہ اسکا معاوضہ نہین لے سکتا) ہان اگر حاکم کی اجازت سے خرچ اٹھایا تھا تو یہ (مالک کے ذمہ) قرض ہوگا (جب وہ لینے آئے اُس سے وصول کرے) اور اگر وہ جانور ایسا ہے کہ اس سے کچھ نفع حاصل ہوسکتا ہے (مثلاً کوئی گھوڑا ہے یا گدھا ہے یا اونٹ ہے) تو حاکم اسے کرایہ پر دلادے اور اسی کی آمدنی مین سے اسکا خرچ اٹھوائے اور اگر وہ کسی کار کا نہین ہے تو اُسے فروخت کراکے (اسکی قیمت حفاظت سے رکھوادے) اور اٹھانیوالے کو اتنا اختیار ہے کہ (اگر اُسنے حاکم کی اجازت سے اسپر خرچ کیا تھا تو) جبتک اپنا خرچہ وصول نہ کرلے وہ چیز مالک کو نہ دے اور ایسی چیز کو اگر کوئی اپنی تبلائے تو جبتک وہ اپنی ہونا کسی ذریعہ سے ثابت نہ کردے اسکو ہرگز نہ دے ہان اگر مدعی نے (بلا دیکھے) اسکی کوئی علامت بیان کردی تو اب اسکو دیدینی جائز ہے مگر اب بھی وہ اس سے زبردستی نہین لے سکتا اگر ایسی چیز کا اٹھانیوالا خود ہی غریب اور محتاج ہو تو اسکو فائدہ اٹھانا جائز ہے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو صدقہ کے طور پر دیدے اور اگر اُسکے ماں باپ یا بیوی یا (لڑکی) اولاد محتاج (اور غریب) ہین تو انپر صدقہ کردینا جائز ہے۔

کتاب الآبق

بھاگے ہوئے غلام کا بیان

ت بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ لینا مستحب ہے بشرطیکہ پکڑنے کی قدرت رکھتا ہو اور جو ایسے غلام کو سفر کی مدت (یعنی تین منزل چھتیس میل) سے پکڑ کر لائے تو اسکو چالیس درم مزدوری کے ملینگے اگرچہ غلام اس سے کم ہی قیمت کا ہو اور جو مدت سفر سے کم فاصلہ سے لائیگا اسکو مزدوری اسی حساب سے ملیگی (مثلاً ایک منزل کے فاصلہ سے لائیگا تو چالیس درم کی تہائی کا مستحق ہوگا اور علی ہذا القیاس) مدبر اور ام ولد (اس حکم میں) مثل غلام کے ہیں (یعنی انکو پکڑ کے لانے سے بھی اسی مزدوری کا مستحق ہوگا) اور اگر اس پکڑ کر لانیوالے سے غلام چھوٹ کر بھاگ جائے تو اسپر قیمت دینی نہیں آئیگی اور یہ پکڑنیوالا گواہ (ضرور) کرلے یعنی اسپر کہ میں نے یہ غلام اسکے مالک کے پاس پہنچانے کے لیے پکڑا ہے اور اگر کوئی غلام رہن تھا اور وہ بھاگ گیا تو اسکو پکڑ کر لانیوالے کی مزدوری مرتہن کے ذمہ ہوگی (یعنی جسکے پاس یہ رہن تھا) اور اسکے کھانے وغیرہ میں جو کچھ صرف کیا اسکے وصول ہونیکا حکم مثل پائی ہوئی چیز کے ہے (اگر حاکم کی اجازت سے صرف کیا ہے تو لیجائیگا ورنہ خیر صلاح) ۔

کتاب المفقود

گم ہوئے آدمی کا بیان

ف لغت میں مفقود کے معنی معدوم یعنی گم شدہ کے ہیں اور شرعی معنی یہ ہیں جو آگے مصنف رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں ۔ ع ت مفقود ایسے غائب کو کہتے ہیں جسکا نہ ٹھکانا معلوم ہو نہ اسکے مرنے جینے کی خبر ہو حاکم کو چاہیے کہ ایسے کے لیے ایک آدمی مقرر کردے جو اسکا روپیہ پیسہ (لوگوں کے ذمہ اگر ہو) وصول کرے اسکے مال کی حفاظت کرے اسکا خبرگیران رہے اور اسکے مال میں سے اسکے ماں باپ اور بیوی بچوں کو خرچ دیتا رہے اور حاکم اس لاپتہ کی بیوی کو اس سے علیحدہ نکردے ہاں (اسکی پیدایش سے لیکر) نوّے برس پورے ہونیکے بعد یہ حکم لگادے کہ اب وہ مرگیا ہے (اور اس مسئلہ میں اسی پر فتویٰ ہے) اب اسکی بیوی (اپنے شوہر کے مرجانیکی) عدت میں بیٹھے اور اسیوقت اسکا ترکہ بھی تقسیم ہو اس سے پہلے نہ ہو اور ایسا آدمی کسی کا وارث نہیں ہوسکتا (یعنی اگر اسکے گم ہونیکی حالت میں موت کا حکم ہونے سے پہلے کوئی اسکے رشتہ داروں میں سے مرگیا تو اسے اسکے ترکہ میں سے کچھ نہیں ملیگا) پس اگر اس لاپتہ کے ساتھ کوئی ایسا ہو کہ اسکے ہوتے ہوئے وہ وارث ترکہ سے محروم ہوجاتا ہے تو ابھی اسکو کچھ نہیں دیا جائیگا (کیونکہ یہ لاپتہ حکماً موجود کے حکم میں ہے جب تک کہ اسکے مرنے پر سرکاری حکم نہ لگ لے) اور اگر ایسا وارث ہو کہ اس لاپتہ کے ہوتے ہوئے اسکا حصہ کم ہوجاتا ہے تو اسکو دونوں حصوں میں سے کم ہی حصہ دیا جائیگا اور باقی ابھی

ملتوی رہیگا جیسے حمل کا حصہ ملتوی رہتا ہے (مثلاً اگر کوئی شخص مرگیا اور اسکی بیوی حاملہ ہے تو اس آدمی کا ترکہ تقسیم کرتے وقت حمل کا حصہ علیحدہ رکھدیا جاتا ہے۔

کتاب الشرکۃ
کا بیان

شرکت (دو قسم کی ہوتی ہے ایک شرکت ملک دوسری شرکت عقد) شرکت ملک یہ ہے کہ دو آدمی (یا کئی آدمی) وراثت کے ذریعہ سے یا خریدنے کے سبب سے ایک چیز کے مالک ہوجائیں (ان شریکوں یعنی ساجھیوں کا حکم یہ ہے کہ) ان میں سے ہر ایک اپنے شریک کے حصہ میں بالکل اجنبی ہوتا ہے (لہذا ہر ایک کو دوسرے کے حصہ میں دست اندازی کرنا قطعی ناجائز ہے) اور شرکت عقد (جسکو شرکت معاملہ کہنا چاہیئے) یہ ہے کہ دو آدمیوں میں سے ایک دوسرے سے کہے کہ میں نے اتنے (روپوں کی تجارت) میں تجھے شریک کرلیا اسپر دوسرا کہے کہ میں نے اسے منظور کرلیا اور یہ عقد شرکت (چار قسم پر ہے) اگر اسطرح ہے کہ دونوں شریکوں میں سے ہر ایک دوسرے کیطرف سے وکیل اور کفیل ہے اور مال میں تصرف میں اور مذہب میں دونوں برابر ہیں تو اسکا نام شرکت مفاوضہ ہے (مفاوضہ کے معنی برابری کے ہیں گویا یہ دونوں شریک ہر طرح سے برابر ہوتے ہیں) پس اگر ایک شریک آزاد ہو اور دوسرا غلام ہو یا ایک نابالغ ہو دوسرا بالغ ہو یا ایک مسلمان ہو دوسرا کافر ہو تو ان میں یہ شرکت مفاوضہ نہیں ہوسکتی ف دونوں شریکوں میں سے ہر ایک کے وکیل اور کفیل ہونے کا یہی مطلب ہے جو ابھی آتا ہے اور آزاد و غلام میں یہ شرکت نہ جائز ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اول صورت میں تو مال میں برابری نہیں کیونکہ غلام کی ملکیت کچھ نہیں ہوتی اور بعد کی دونوں صورتوں میں تصرف اور مذہب میں برابری نہیں ہے کیونکہ ایک نابالغ ہے تو دوسرا کافر ہے۔ مترجم ت اور چونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے لہذا) جونسا ان میں سے کوئی چیز خریدیگا وہ دونوں میں مشترک ہوگی سوائے اپنے اہل بچوں کی خوراک اور پوشاک کے اور جو قرض کسی تجارت یا غصب یا ضامنی کیوجہ سے ایک کے ذمہ ہوگا وہ دوسرے کے ذمہ بھی لازم ہوجائیگا اور (یہ شرکت ہونیکے بعد) اگر ایک شریک کو ہبہ یا ورثہ کے ذریعہ سے ایسا مال ملگیا جسمیں یہ شرکت ہوسکتی (مثلاً روپیے ہوں یا اشرفیاں ہوں) تو اسوقت یہ شرکت ٹوٹ جائیگی اور اسباب (یعنی کپڑا وغیرہ) اسطرح کہیں سے ملجائے تو شرکت نہیں ٹوٹیگی اور یہ شرکت اور شرکت عنان (جسکا بیان آگے آتا ہے) بغیر نقدین (یعنی روپیہ یا اشرفیاں) یا چاندی سونے کے ٹکڑوں یا پیسوں کے جو اسوقت رائج ہوں درست

نہین ہوسکتی ف یعنی ان دونون شرکتون مین یہ شرط ہے کہ دونون شریک برابر روپیہ ملائین یا اشرفیان
یا پیسے وغیرہ جو اسوقت اس ملک مین مروج ہون بلا اسطرح ہوئے یہ شرکت درست نہ ہوگی مترجم ت
اور اگر دو شریکون مین سے ہر ایک اپنا نصف اسباب دوسرے کے نصف اسباب سے بیچے اور عقد شرکت
کرلے تو درست ہوجائیگی اور عقد شرکت کی دو قسم شرکت عنان ہے اور وہ یہ ہے کہ) اگر دونون شریکون
مین سے ہر ایک دوسرے کا وکیل فقط ہو کفیل نہ ہو پس اگر روپیہ دونون شریکون کا برابر ہے اور نفع برابر
نہ ٹھیرائین یا نفع برابر ٹھیرالین اور روپیہ برابر نہ ہو یا تھوڑے مال مین شرکت ہو (سارے مین نہو) یا ایک
نے روپیہ دیا ہو دوسرے نے اشرفیان یا دونون نے روپیہ نہ ملایا ہو (بلکہ زبانی شرکت ٹھیر گئی ہے
اور دونون علیحدہ علیحدہ تجارت کرتے ہون ان سب صورتون مین یہ شرکت عنان درست ہوجاتی ہے
اور (اسمین) جسنے جو چیز خریدی ہو اسکی قیمت کا مطالبہ اسی سے کیا جائے (کیونکہ اسمین ایک دوسرے
کا کفیل نہین ہوتا ہان یہ خریدنیوالا قیمت اپنے پاس سے دیکر پھر اپنے شریک سے اسکے حصہ کے دام
وصول کرلے اور اگر کوئی تجارتی مال خریدنے سے پہلے دونون کا روپیہ یا ایک کا روپیہ جاتا رہا تو یہ
شرکت نہین رہیگی (کیونکہ شرکت کا دارمدار اس روپیہ ہی پر ہے جب یہ نہین تو پھر شرکت کیسی) اور
اگر ایک شریک اپنے روپے سے کوئی چیز خرید چکا تھا اسکے بعد دوسرے شریک کا روپیہ جاتا رہا تو یہ
خریدی ہوئی چیز دونون کی مشترک رہیگی اور یہ خریدنیوالا اپنے شریک کے حصہ کے دام اس سے وصول
کرلے اور اگر دونون مین سے ایک کے لیے نفع کے چند روپیہ معین کردئے گئے ہون تو اسوقت یہ شرکت باطل
ہوجائیگی اور شرکت عنان اور مفاوضہ کے دونون شریکون مین سے ہر ایک کو اتنا اختیار ہے کہ روپیہ کسیکو
بضاعت پر دے دے (یعنی کسیکو تجارت کے لیے دیدے اور کل نفع اپنا ٹھیرالے) یا کسیکو نوکر رکھ لے
(جو مال کی حفاظت کرے اور اسکا ہاتھ بٹائے) یا کہین امانت کے طور پر رکھدے یا مضاربت پر دیدے
یا کسی کو وکیل کردے اور اس مشترک مال مین ہر شریک کا تصرف حکم مین امانت کی ہے (یعنی اگر تصرف سے جاتا رہے تو
تاوان نہین دینا پڑیگا) اور شرکت عقد کی تیسری قسم شرکت تقبل ہے جس کی صورت یہ ہے کہ دو درزی یا ایک
درزی اور ایک رنگریز (یا اور اسیطرح) اس شرط پر شریک ہوجائین کہ (دونون کا) کام دونون لیا کرین
اور مزدوری جو کچھ ہے اسے دونون بانٹ لیا کرین پس اس شرکت مین اگر ایک کسی کام کو لیلیگا تو وہ دونون کے
ذمہ ہوگا اور جو ایک کمائیگا اسمین دونون برابر شریک ہونگے اور اس شرکت کی چوتھی قسم شرکت وجوہ ہے جسکو بیان

یہ ہے کہ دو آدمی بدون روپیہ پیسے کے اس طرح شریک ہون کہ دونون اپنے اپنے اعتبار پر مال خرید کرکے بیچا کرین اس شرکت مین ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے پس اگر دونون نے نصفا نصفی کے یا ایک تہائی اور دو تہائی کے قرار پر مال خرید اتو نفع بھی اسیطرح ہوگا اور زیادہ (ٹھیرا لینے) کی شرط باطل ہوگی **فصل** اور (جنگل سے) ایندھن لانے یا شکار لانے یا پانی کھینچنے مین شرکت درست نہین ہوتی اور (اگر کیینے کرلی تو) وہ کمائی کام کرنیوالے کی ہوگی اور یہ اپنے دوسرے شریک کو اتنی واجبی مزدوری دیدے کہ جتنا اسکا کام ہوف اس مسئلہ مین کمائی سے مراد وہی ایندھن یا شکار وغیرہ ہے جسمین یہ دونون شریک ہوئے تھے بس یہ اصل چیز خاص کام کرنیوالے کی ہوگی اور اسپر لازم ہوگا کہ اپنے شریک کو اسکا کام دیکھکر واجبی یعنی مروجہ مزدوری دیدے ف اور جو شرکت خلاف شرع ہو اسمین منافع مال کی مقدار کے موافق ہوگا اگرچہ انہین سے کسینے زیادہ لینا کرلیا ہو (یعنی اسکے اس کرنے اور ٹھیرا لینے کا اعتبار نہین ہوگا بلکہ ہر ایک کو اُسکے روپیہ کے حساب سے ملیگا) اور دو شریکون مین سے ایک کے مرجانے پر وہ شرکت ٹوٹ جاتی ہے اگرچہ مرنا حکما ہی ہو ف جو مسلمان مرتد ہوکر دار الحرب چلا جائے اور سرکار سے اسکے چلے جانے کا حکم ہوجائے تو یہ اسکا جانا حکماً مرجانا شمار کیا جاتا ہے باب المرتدین مین اس کی تفصیل گذر چکی ہے ف ایک شریک دوسرے شریک کے مال کی زکوٰۃ بدون اسکی اجازت کے نہ دے اور اگر ہر ایک نے دوسرے کو اجازت دیدی تھی اور دونون نے (بے خبری مین) ایک ساتھ زکوٰۃ دیدی تو دونون کو آپسمین وہ روپیہ بھرنا ہوگا (ان دونون آپسمین مجرا لے لین) اور اگر ایک ساتھ نہین دی بلکہ آگے پیچھے دی تھی تو پیچھے دینے والے پر تاوان دینا آئیگا اگر شرکت مفاوضہ کے دو شریک ہون ان مین سے ایک دوسرے کو صحبت کرنیکے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دیدے اور وہ شرکت کے روپیہ سے لونڈی خریدلے تو یہ لونڈی اسی خریدنے والے کی ہوگی اور اسکو پھر اپنے پاس سے کچھ دینا نہین پڑیگا۔

کتاب الوقف

وقف کرنیکا بیان

ت (شرع مین) وقف اُسے کہتے ہین کہ اصل چیز کو وقف کرنیوالا اپنی ملک رکھے اور اسکا فائدہ خیرات کردے (اسکے بعد اُس چیز کو موقوف اور وقف کہتے ہین اور اس کرنیوالے کو واقف) اور قاضی کے حکم کردینے سے یہ موقوف چیز واقف کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور (اسکے بعد) کیسکی ملکیت نہین ہوجاتی اور (جو چیزین تقسیم ہو سکتی ہون انمین) وقف جب پورا ہوتا ہے کہ واقف (اپنی ملک سے) علیحدہ کرکے متولی کا اسپر قبضہ کرادے اور اُسکی ایسی صورت کردے کہ وہ ہمیشہ کو جاری رہے (یہ دونون ایسی چیزون کو وقف کرنے کی شرطین ہین)

اور زمین کو مع بیلون اور ہالی بکیرون کے وقف کر دینا درست ہی اور ایسے مشاع (یعنی تہائی یا چوتھائی
حصہ) کا بھی جسکے جواز پر سرکاری حکم ہو جاۓ علی ہذا القیاس ایسی منقولی چیزونکا کہ جسکا وقف عادۃً مروج
ہو (جیسے کتابین اور برتن وغیرہ) اور وقف چیز کا کسی کو مالک بنا دینا یا بانٹنا جائز نہین ہی اگرچہ کسی نے
اپنی اولاد کے لیے وقف کی ہو اور وقف کی پیداوار مین سے سب سے پہلے اسکی مرمت اور درستی کیجاۓ
اگر وقف کرنیوالے نے یہ شرط نہ کی ہو اور اگر وقف گھر ہے تو اسکی مرمت (وغیرہ) اسی کے ذمہ ہی جو اسمین
رہتا ہو اور اگر وہ انکار کرے یا (اپنی تنگدستی کے باعث) کرا نہ سکے تو حاکم اسکے کرایہ مین سے مرمت
کرا دے اور وقف کے ملبہ کو اگر ضرورت ہو تو اسی مین لگا دے اگر ضرورت نہ ہو تو حفاظت سے رکھے تا کہ ضرورت
کے وقت کام آجاۓ اور حاکم اس ملبہ کو وقف کے مستحقین پر تقسیم نہ کرے اور اگر واقف یہ ٹھیرا لے کہ اس
وقف کی آمدنی (تا حیات) مین لونگا یا اسکا متولی مین رہونگا تو یہ درست ہی ہان اگر وہ (بعد مین) خیانت
کرے تو اس سے لیا جاۓ اگرچہ اسنے (وقف نامہ مین) یہ شرط کر دی ہو کہ یہ وقف میرے قبضہ سے
نہ نکلے (اس شرط کا لحاظ نہ ہوگا) جیسا کہ وصی کا حکم ہی کہ اگر اسکی خیانت معلوم ہو تو اسکو موقوف کر کے
دوسرا اسکی جگہ کر دیا جاتا ہی) **فصل** اگر کوئی مسجد بنا لے (تو صرف مسجد کا نام ہونے سے) وہ اسکی
ملک سے نہین نکلجاتی جب تک کہ وہ خود مع اسکے راستہ کے اپنی ملک سے نہ نکالدے اور لوگون کو اسمین نماز
پڑھنے کی اجازت نہ دیدے ہان ان دونون باتون کے بعد اگر ایک آدمی نے بھی اسمین نماز پڑھ لی تو اب وہ
اسکی ملک سے نکل گئی اور اگر کسینے ایسی مسجد بنائی کہ اسکے نیچے تہ خانہ ہے) یا اوپر کوئی کمرہ ہی اور اسنے مسجد کا
دروازہ راستہ کیطرف کر دیا اور اپنی ملک سے بھی نکالدی یا کسی نے اپنے گھر مین مسجد بنالی اور لوگونکو اسمین نماز کو
جانے کی اجازت بھی دیدی تو ان دونون کو ایسی مسجد دنکا بیچنا درست ہی اور اسکے مرنے کے بعد اسکے ترکہ
مین یہ اسکے وارثون کی ہو جائیگی (غرض یہ ہی کہ ایسی مسجد وقف کے حکم مین نہین ہوتی) اور اگر کسینے (الا بیا
(مسافرون کے لیے) چوکی یا مسافر خانہ یا قبرستان بنوایا ہی تو ابھی یہ چیزین اسی کی ملک ہین یہانتک کہ حاکم
(اسکی ملک نہ رہنے کی) حکم کر دے اور اگر راستہ مین سے کچھ جگہ مسجد مین لے لی گئی یا مسجد کی زمین (کسی
ضرورت سے) راستہ مین شامل کر دیگئی تو یہ جائز ہی۔ خداوند عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ آج بتاریخ ۱۸ جمادی الاول
روز پنجشنبہ ۱۳۲۲ ہجری مطابق ۱۸ مئی ۱۹۰۴ع کو ترجمہ کنز الدقائق کی جلد اول بخیر و خوبی تمام ہو گئی اور اب
دوسری جلد شروع ہوتی ہی وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین تمت

کتاب البیوع

یہ بیان خرید و فروخت کے بیان میں

ف بیع کے لغوی معنی مطلق مبادلہ یعنی ایک چیز کو دوسری سے بدل لینے کے ہین اور بیع کے شرعی معنی یہ ہین جو آگے مصنف بیان فرماتے ہین اور یاد رکھنا چاہیئے کہ عربی مین بیچنے والے کو بائع کہتے ہین اور خریدنیوالے کو مشتری ت بیچنے اور خریدنیوالے دونون کی رضامندی سے ایک مال کو دوسرے مال سے بدل لینا (شرعًا) بیع ہی اور جب ایجاب و قبول دونون بصیغہ ماضی ہون تو بیع پوری ہوجاتی ہی اور اسیطرح تعاطی سے بھی ف بائع مشتری مین سے پہلے کے قول کو ایجاب کہتے ہین اور دوسرے کے قول کو قبول اور بصیغہ ماضی ہونے کا یہ مطلب ہی کہ ایک یون کہے مین نے بیچدی دوسرا کہے مین نے خرید لی تو اسپر بیع پوری ہوگئی اور بیع تعاطی اُسے کہتے ہین کہ بائع مشتری کو وہ چیز دیدے اور مشتری اسیوقت قیمت دیدے اگرچہ زبان سے دونون کچھ بھی نہ کہین اس تعاطی سے بیع پوری ہوجاتی ہی چاہے چیز کسی قیمت کی ہو اور اسی پر فتوی ہی ع ت اور اگر ان دونون مین سے کوئی قبول کرنے سے پہلے اس مجلس معاملہ سے اُٹھ گیا (یا بیٹھے ہی بیٹھے کوئی ایسا کام کرنے لگا جس سے بظاہر اس معاملہ سے اعراض معلوم ہوا) تو اس سے ایجاب جاتا رہا (اب اگر یہ اس بیع کو چاہین تو نئے سرے سے کرنی ہوگی) اگر دام (مشتری کے) پاس نہ ہون تو انکی گنتی اور سکہ کی تعیین ضرور کردے اور اگر پاس ہین (یعنی ابھی دے رہا ہی) تو اسوقت ان دونون باتون کی ضرورت نہین (بائع خود دیکھ لیگا) اور بیع نقد اور ادھار دونون طرح جائز ہی بشرطیکہ دام ادا کرنے کی مدت ٹھیر جاوے اور اگر مشتری نے دامون کو گول مول رکھا یعنی زبان سے نہین کہا کہ روپیہ وغیرہ فلان سکہ کے دونگا) تو اس سے وہی دینے آئینگے جنکا اس شہر مین زیادہ چلن ہو اور اگر کسی شہر مین کئی سکے برابر چلتے ہین اور مشتری نے کسی سکہ کی تعیین نہین کی تو یہ بیع نہین ہونے کی اور (ہر قسم کا) غلہ ناپ کر اور اٹکل کرکے اور کسی برتن یا معین باٹ سے ناپ تول کر بیچنا جائز ہی اگرچہ برتن کا پیمانہ باٹ کا وزن معلوم نہ ہو اگر کسی نے غلہ کا ڈھیر اسطرح بیچا کہ فی صاع ایکدرم ہی تو بیع فقط ایک صاع کی ہوگی (صاع ایک پیمانہ کا نام ہی جسمین دہلی کے سیر یعنی اسی کی تول سے پونے چار سیر کے قریب اناج آتا ہی) اور اگر کسی نے بکریون کا ریوڑ یا کپڑے کا تھان اسطرح بیچا کہ فی بکری ایکدرم کی یا ایک گز ایک درم کا تو بیع بالکل نہ ہوگی (یعنی ایک بکری یا ایک گز کی بیع بھی درست نہوگی) ہان اگر ان تینون مسئلون مین) کل کی تعداد بیان کردے گا تو سب بیع درست ہوجاتی ف کل کی تعداد بیان کرنیسے یہ مراد ہی کہ سب صاعون یا سب بکریون یا

سب گزون کی تعداد بیان کرکے یون کہے کہ فی اتنے کا ہی تو اس صورت مین سب کی بیع ہو جائیگی ت
پس اگر (تعداد بیان کرکے بیچا تھا اور لینے والے نے ناپا تو) ایک پیمانہ کم نکلا تو اسے اختیار ہے چاہے حصہ
رسد داموں سے لیلے چاہے واپس کردے اور اگر اس مقدار سے زیادہ نکلے تو وہ بائع کا ہی اور اگر کپڑا اس
مقدار سے (جو بائع نے بتلائی تھی) ایک گز کم نکلا تو اب مشتری چاہے پورے دامون لیلے اور چاہے واپس
کردے اور اگر کچھ زیادہ نکل آئے تو وہ مشتری کا ہی اسوقت بائع کو (یہ) اختیار نہین رہتا کہ چاہے بیچے
اور چاہے نہ بیچے) ہان اگر اس صورت مین بائع نے یہ کہدیا تھا کہ یہ تھان فی گز اتنے کا ہی اور پھر وہ تھان
کم ہو گیا تو اب مشتری کو اختیار ہے چاہے حصہ رسد قیمت سے لیلے اور چاہے واپس کردے اور اگر
زیادہ نکل آیا تو اب بھی اگر چاہے سارا تھان فی گز اسی حساب سے لیلے (جو بائع نے کہا تھا) اور چاہے
واپس کردے اگر کسینے ایک مکان مین سے دس گز زمین بیچدی (اور وہ جگہ معین نہین کی) تو یہ بیع
درست نہین ہوئی ہان اگر ایک مکان کے سو حصے ہین اور اُن مین سے دس حصے بیچدے تو یہ بیع
ہو جائے گی۔ اگر کسی نے ایک گٹھری اس شرط پر خریدی تھی کہ اسمین دس کپڑے ہین اور پھر کوئی کپڑا کم
یا زیادہ نکل آیا تو اس گٹھری کی بیع نہین ہوئی ہان اگر ہر کپڑے کی قیمت بیان کردی گئی تھی اور پھر کوئی
کم ہو گیا تو اب بیع حصہ رسد دامون سے ہو جائیگی اور مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے اتنی ہی قیمت دیکر
لیلے اور چاہے نہ لے) اور اگر اس تعداد سے کوئی کپڑا زیادہ نکل آیا تو یہ بیع ٹوٹ جائے گی۔ اگر کسی نے ایک
تھان اس شرط پر خریدا کہ یہ دس گز ہے اور فی گز ایکدرم کا اور وہ تھان ساڑھے دس گز نکلا تو اب مشتری
دس ہی گز کی قیمت سے لیلے اور اسے واپس کرنے کا اختیار نہین اور اگر ساڑھے نو گز نکلے تو نو درم کو
لیلے اور اس اخیر کی صورت مین اسے اختیار ہوگا کہ چاہے رکھے چاہے واپس کردے **فصل** مکان کے
بیع کرنے مین دیوارین اور (سب قفلون تالون کی) کنجیان بلا ذکر کیے آجائین گی اسیطرح زمین کا بیعنامہ کرنے مین
جو درخت اس زمین مین ہون وہ بھی آجائین گے ان زمین کی بیع مین اس زمین کی کھیتی بلا نام لیے نہین
آسکتی اور نہ درختون کے بیع کرنے مین بلا شرط ٹھیرے اُن درختون کے پھل آسکتے ہین فنا کیونکہ
درختون پر پھل مکان مین اسباب ہونے کی مثل ہے بخلاف زمین مین درخت ہونے کے کہ ان کا تعلق زمین
سے ایسا ہے جیسا کسی چیز کے ٹکڑے کا اپنے کل سے ہوتا ہے اور اگر زمین کی بیع بلا ذکر کھیتی کے درختون
کی بیع بلا شرط پھلون کے ہو گئی ہے تو) اب بائع سے کہا جائیگا کہ تو اپنی کھیتی کاٹ لے یا اپنے پھل توڑ لے

اور مبیع مشتری کے (یعنی خریدنے والے کے) حوالہ کردے۔ اگر کوئی ایسا پھل بیچدے جو ابھی پکنے لگا تھا یا ابھی پکنے بھی نہیں لگا تھا تو یہ بیع درست ہی اور خریدنے والے کو چاہیئے کہ وہ اپنے اس پھل کو ابھی توڑے اور اگر اسنے (لیتے وقت) درختوں پر رہنے دینے کی شرط کرلی ہی تو یہ بیع (بالاتفاق) بیکار ہوجائے گی (کیونکہ یہ شرط معاملۂ بیع سے بالکل خارج ہی اسکے بیچ میں آنے سے بیع میں فساد آجائیگا) اور اگر کسی نے باغ بیچا اور اسمیں پھلوں کے چند سیر معین کرکے مستثنےٰ کرلیا (مثلاً یوں کہدیا کہ بیس سیر پھل میں لونگا وہ اس بیع میں نہیں ہیں) تو یہ بیع درست ہوجائیگی جیسا کہ گیہوں کو بالوں میں اور لوبیے کو پھلیوں میں بیچنا جائز ہے اور مبیع کے ناپنے (وغیرہ) کی مزدوری بائع کے ذمہ ہوگی اور قیمت پرکھنے یا تولنے کی مزدوری مشتری کے ذمہ اگر کسی نے کچھ اسباب روپوں (وغیرہ) سے بیچا تو اول مشتری کو دام دینے چاہئیں اور اگر ایسا نہیں ہو (بلکہ ایک چیز کو دوسری ہی چیز سے بیچا ہو یا نقدی کو نقدی سے بیچا ہو تو دونوں طرف سے لینا دینا ہاتھ بہ ہاتھ ہونا چاہیئے۔

باب خیار الشرط

(بیع میں شرط کرنے کے وقت) اختیار شرط کرلینے کا بیان

بائع مشتری دونوں یا دونوں میں سے ایک اگر تین دن یا اس سے کم کا اختیار (بیع میں) ٹھیرالیں تو یہ جائز ہی (مثلاً دونوں یا ایک یوں کہدے کہ مجھے تین دن تک اس بیع میں اختیار ہی چاہی میں رکھوں چاہی پھیر دوں تو یہ جائز ہی) اور اگر تین دن سے زیادہ کیا ہوگا تو یہ اختیار درست نہ ہوگا ہاں اگر باوجود زیادہ اختیار لینے کے پھر تین ہی دن کے اندر (اپنا اختیار چھوڑ دیا اور) بیع ہوجانے کو کہدیا تو یہ بیع درست ہوجائیگی اور اگر کسی نے کوئی چیز اس شرط پر بیچی کہ اگر مشتری نے تین دن کے اندر قیمت ادا نکی تو یہ بیع نہیں رہیگی تو یہ شرط جائز ہی اور اگر چار دن کی لگائی تو جائز نہیں ہونے کی ہاں اگر باوجود چار دنکی شرط کرلینے کے مشتری نے تین ہی دن کے اندر قیمت دیدی تو بیع درست ہوجائے گی اور بیچنے والے کا اختیار لینا اس چیز کو اسکی ملکیت سے نہیں نکلنے دیتا (یعنی جبتک اختیار کے دن ختم نہ ہوجائیں وہ بکی ہوئی چیز اسی کی رہتی ہی) اگر ایسی صورت میں وہ چیز مشتری نے اپنی قبضہ میں کرلی تھی اور اسکے پاس سے وہ جاتی رہی تو اب مشتری کو قیمت دینی پڑے گی اور مشتری کے اختیار لینے سے وہ چیز بائع کی ملکیت نہیں رہتی اور نہ مشتری کی ملکیت ہوتی ہی (لیکن بیچ ہی بیچ رہتی ہی) اگر اس صورت میں مشتری نے اسپر قبضہ کرلیا تھا اور وہ جاتی رہی تو اب اسے اسکا ثمن دینا پڑے گا جیسے عیب دار ہونے کی صورت

ہین **ف** ثمن اس عوض کو کہتے ہین جو بائع مشتری آپس مین ٹھیرالین اور قیمت اُسکو کہتے ہین جو بازار دن
مین کسی چیز کے دام اُٹھتے ہون یہ دونون ایک دوسرے سے کم و بیش ہو سکتی ہین اور عیب دار ہونیکی
صورت یہ ہے کہ بیع مین مشتری نے اختیار لیکر اسپر اپنا قبضہ کر لیا تھا پھر اسمین کچھ عیب[1] ہو گیا تو اس صورت
مین بھی مشتری کو قیمت بازار نہین دینی پڑتی بلکہ ثمن دینا پڑتا ہے ف پس اسی بنا پر اگر کوئی
منکوحہ لونڈی تھی اسنے اُسکے آقا سے اختیار پر اُسکو خرید لیا تو ابھی نکاح باقی ہے کیونکہ اس معاملہ
مین اختیار ہونے کے سبب سے وہ لونڈی ابھی ملک مین نہین آئی جس سے نکاح ٹوٹ جائے پس اگر اسنے
اس اختیار کے دنون مین اُس سے صحبت کر لی ہو تو اسوقت بھی اسکو واپس کر دینے کا اختیار رہیگا کیونکہ
یہ صحبت تو پہلے نکاح ہونے کے سبب سے ہی اس معاملہ کے باعث نہین ہے اور جس نے اختیار لیا ہو اگر وہ
دوسرے کی عدم موجودگی مین اس بیع کو جائز رکھے تو یہ بیع ہو جائے گی ہان اسکا فسخ کرنا دوسرے کے
موجود ہوئے بغیر جائز نہین ہے اور اگر جسکو اختیار تھا وہ مر گیا یا اختیار کے دن گذر گئے یا اختیار رہنے کی شرط پر
کوئی غلام خریدا تھا اُسے آزاد کر دیا یا مدبر کر دیا یا مکاتب کر دیا یا کوئی مکان یا زمین اختیار کی شرط پر خریدی
تھی پھر اسکے ذریعہ سے اسکے قریب کے مکان یا زمین پر حق شفعہ کا دعوی کر دیا تو ان سب صورتون مین اسکا
اختیار ختم اور بیع پوری ہو گئی اور اگر مشتری نے دوسرے کا اختیار شرط کر لیا (مثلاً یون کہا کہ اگر محمد
اسکو پسند کریگا تو یہ بیع ہو ورنہ نہین ہوگی) تو یہ بھی درست ہے اور اسکے بعد ان دونون مین جونسا اس
بیع کو رکھے یا توڑے وہی ہو جائیگا اور اگر ایک نے رکھی اور دوسرا توڑنی چاہتا ہو تو ان دونون مین پہلا اختیار
کرنے کا زیادہ مستحق ہوگا اور اگر دونون کی بات ایک ساتھ ہوئی ہو تو یہ بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر کسی نے دو غلامون
کو اکٹھا اس شرط پر بیچا کہ ان مین سے ایک مین مجھے اختیار ہے کہ چاہون اسکی بیع رکھون چاہون نہ رکھون
تو اگر اس بیع مین ان دونون غلامون کی قیمت علیحدہ علیحدہ بیان کر دی تھی اور وہ ایک غلام بھی معین کر دیا
تھا کہ جسمین اختیار رہیگا تو یہ بیع درست ہو جائیگی ورنہ نہین ہوگی کیونکہ قیمت کی تفصیل اور غلام کی تعیین نہ
ہونے کے باعث یہ بیع صحیح نہ ہوگی نہ قیمت کی تعیین ہوگی اور نہ تعیین کرنے کا اختیار شرط کر لینا چار سے
کم مین درست ہے **ف** یعنی اگر کسی نے تین چیزین خریدین اور یہ کہا کہ ان مین سے جونسی چاہون گا
لے لونگا تو یہ درست ہے اور اگر ایسا معاملہ چار چیزون مین کیا تو درست نہین جیسا کہ اختیار شرط کر لینے کا حکم ہو کہ
تین ہی دن کا درست ہے اس سے زیادہ کا درست نہین ہی مترجم ف اگر دو آدمیون نے ملکر اس شرط پر

[1] یہان عیب وہ عیب مراد ہے جو اُٹھ نہ سکے مثلاً مبیع غلام وغیرہ ہو اور اسکا ہاتھ کٹ جائے اور اگر عیب اُٹھ سکتا ہو جیسے کوئی بیماری تو اُسوقت اختیار بدستور رہیگا ۱۲ عینی ف کیونکہ ان مین ایک بار وجہ ترجیح نہین ہو سکتی ۱۲ مترجم عفی عنہ

کوئی چیز خریدی کہ اس رکھے واپس کر دینے کا دونوں کو اختیار ہے پھر ان میں سے ایک کے وہ پسند آگئی اور دوسرے کے ناپسند رہی تو اب یہ دوسرا اُسے واپس نہیں کر سکتا اگر کسی نے ایک غلام اس شرط پر خریدا کہ یہ باورچی ہے یا کاتب ہے اور غلام اسکے خلاف نکلا تو اب مشتری کو اختیار ہے چاہے پوری قیمت میں لیلے اور چاہے پھیر دے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ باورچی وغیرہ ہونا وصاف ہیں اور اوصاف کے عوض میں قیمت نہیں گھٹا بڑھا کرتی۔

باب خیار الرؤیۃ

مسئلہ ایسی چیز خرید لینا جو دیکھی نہ ہو جائز ہے اور ایسے خریدنے والے کو اختیار ہے کہ دیکھنے کے بعد اگر واپس کرنی چاہیے تو واپس کر دے گو پہلے پسندیدگی بھی ظاہر کر چکا ہو ہاں جس نے بن دیکھے اپنی چیز بیچدی ہو اُسے واپس کر لینے کا اختیار نہیں رہتا اور یہ دیکھنے کا اختیار بھی اُن ہی امور سے جاتا رہتا ہے جن سے شرط والا اختیار جاتا رہتا ہے مثلاً دونوں میں سے ایک کے مر جانے وغیرہ سے اور غلہ کے ڈھیر کو اور غلام اور باندی کے منھ کو یا اسکے پٹھے کو اور لپیٹے ہوئے کپڑے کی اوپر کی تہ کو اور فقط اندر سے گھر کو دیکھ لینا کافی ہے کافی ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان چیزوں کو فقط اسقدر دیکھ لینے کے بعد جو اختیار دیکھنے کا تھا وہ جاتا رہیگا اور یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام زفر رحمۃ اللہ کے نزدیک کپڑے کو کھولکر سارا دیکھ لینا ضروری ہے اور اسی پر فتویٰ ہے عینی مسئلہ اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کرنے لانے کے لیے اپنی طرف سے کسی کو وکیل کر دیا تھا تو اس وکیل کا دیکھ لینا مثل اُس مشتری کے دیکھ لینے کے ہے یعنی دیکھنے کا اختیار ساقط ہونے میں یہ کافی ہے ان اسکے قاصد کا دیکھ لینا کافی نہیں ہو سکتا یعنی اسکے دیکھنے سے مشتری کا اختیار نہیں جاتا اور اندھے کا خرید و فروخت کرنا درست ہے اور جب اسنے کوئی چیز ٹٹول کر خریدی یا سونگھ یا چکھ کر دیکھنے کی تھی اور اُس نے سونگھ کر یا چکھ کر خریدی یا زمین خریدی تھی اور اس کا حال اس سے بیان کر دیا گیا تو ان سب صورتوں میں اسکا دیکھنے کا اختیار جاتا رہیگا اگر کسی نے دو تھانوں میں سے ایک دیکھ کر دونوں خرید لیے پھر دوسرے کو دیکھا تو اب اسے اتنا اختیار ہے کہ اگر چاہے تو دونوں کو واپس کر دے اور دیکھنے کا اختیار مثل شرط کے اختیار کی وراثت میں نہیں آسکتا یعنی اگر اختیار والا مر جائے تو اسکے وارثوں کو یہ اختیار نہیں رہتا اگر کسی نے ایسی چیز خریدی جو پہلے دیکھی تھی تو اگر وہ اب کچھ بدل گئی ہے تو اُسے اختیار ہوگا اگر چاہے رکھے چاہے پھیر دے اور اگر جوں کی توں ہے تو پھر اُسے اختیار واپس کر دینے کا نہیں اور اگر اس بات کے اندر بائع مشتری میں اختلاف ہو جائے مثلاً بائع کہے کہ یہ جوں کی توں ہے اور مشتری کہے کہ

یہ بدل گئی ہے تو بائع کا قول (مع قسم کے) معتبر ہوگا یعنی اس تبدیلی کو اگر مدعی گواہوں سے ثابت نہ کر سکا تو بائع سے قسم لے کر اُس کا اعتبار کر لیا جائیگا، ہاں اگر دیکھنے میں دونوں کا اختلاف ہو تو مشتری کا قول (مع قسم کے) معتبر ہوگا **ف** دیکھنے میں اختلاف ہونیکی یہ صورت ہے مشتری کہتا ہے میں نے بن دیکھے خریدی تھی لہذا مجھے اب دیکھنے کے بعد اختیار ہے اور بائع کہتا ہے تو نے دیکھ کر خریدی تجھے اب اختیار نہیں اس صورت میں مشتری کے کہنے کا اعتبار ہوگا **ت** اگر کپڑے کی ایک گانٹھ خریدی تھی اور اُس میں سے ایک تھان نکال کر بیچ ڈالا یا کسی کو ہبہ کر کے اُسکے حوالہ کر دیا تو یہ عیب کے سبب (یعنی اگر گانٹھ میں کوئی عیب نکل آئے) واپس کر سکتا ہے اور دیکھنے کے اور شرط کے اختیار کے سبب واپس نہیں کر سکتا کیونکہ ایک تھان میں مالکانہ تصرف کرنے سے اسکا اختیار جاتا رہا)

باب خیار العیب

(بیچ میں عیب نکلنے کے بیان میں)

ت جب کسی کو خریدی ہوئی چیز میں (خواہ کوئی عیب معلوم ہو تو اُسے اختیار ہے کہ اس کو پورے داموں سے لے اور چاہے پھیر دے اور عیب اُس نقصان کو کہتے ہیں کہ جسکے بیچ میں ہونے سے سوداگروں کے نزدیک اسکی قیمت گھٹ جائے مثلاً غلام لونڈی میں بھاگنا اور (سوتے ہوئے) بچھونے پر پیشاب کر دینا۔ چوری کی عادت رکھنا یا اولا ہونا اور خاص لونڈی میں گندہ دہنی ہونی یا بغلوں میں سے بدبو آتی یا زناکار ہونی یا حرام کی اولاد ہونی (بھی عیب ہے) **ف** یہ چاروں باتیں غلام میں عیب شمار نہیں ہوتیں لونڈی ہی میں ہوتی ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ لونڈی کو صحبت کرنے پاس سُلانے اور اولاد ہونے کے لیے لیا کرتے ہیں اور یہ چاروں باتیں اس مقصود میں خلل ڈالنے سے خالی نہیں ہیں **ت** اور کافر ہونا دونوں میں عیب ہے۔ اور لونڈی کا ایام سے نہ ہونا یا استحاضہ کا خون (جو ایک قسم کا مرض ہے) جاری رہنا یا پرانی کھانسی (یعنی دمہ کی بیماری) ہونا یا قرضدار ہونا یا پشت پر زخم ہونا یا آنکھ میں پربال ہونا عیب ہے (پس) اگر مشتری کے ہاں آکر بیچ میں دوسرا عیب پیدا ہو جائے تو چاہیے یہ بائع سے پہلے عیب کے دام پھیر لے ورنہ اگر بائع اس بیچ کے واپس کر لینے پر راضی ہے تو واپس کر دے اور اگر کسی نے کپڑا خرید کر قطع کر لیا تھا پھر اسمیں عیب معلوم ہوا تو اس عیب کے جسقدر اسکی قیمت میں کمی آئے وہ بائع سے لے لے اور اگر بائع اس قطع شدہ کپڑے کو لینا منظور کرے تو اُسے اختیار ہے لے لے اور اگر یہ قطع شدہ کپڑا اس مشتری نے سی لیا تھا اور پھر ہاں اسمیں نقص نکل کر وہ واپس ہوا تو اس نقص کا عوض بائع سے نہیں لے سکتا اور اگر کپڑا خرید کر اُسے قطع کر کے سی لیا یا اُسے رنگ لیا یا ستو خرید کر اسمیں گھی ملا لیا اسکے بعد اُس کپڑے یا ستو میں نقص معلوم ہوا تو اس نقص کے دام بائع سے پھیر لے

[illegible]

جیسا کہ اگر نقص دیکھنے کے بعد یہ سیا ہوا کپڑا بیچ دیا ہو یا مبیع غلام ہوا اور وہ مرگیا ہو یا اُسے مفت آزاد کر دیا ہو تو ان سب صورتوں میں نقص کے دام بائع سے واپس لے لیے جاتے ہیں ہاں اگر مشتری نے ایسے عیب دار غلام کو کچھ روپیہ لینا کرکے آزاد کر دیا ہو یا خود ہی جان سے مار دیا یا کھانا تھا وہ کھا لیا یا کچھ کھایا کچھ رہنے دیا تو ان سب صورتوں میں نقص کا بدلہ کچھ نہیں لے سکتا اور اگر انڈے یا ککڑی یا اخروٹ خریدے تھے اور وہ ایسے خراب نکلے کہ کسی معمولی کام میں آسکتے ہیں تو اب مشتری اس خراب نکلنے کی کمی کے دام بائع سے پھیر لے اور اگر بالکل ہی نکمے ہوں تو کل دام واپس لے اور یہ حکم ان ہی تین قسم کی چیزوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ بادام اور تربوز وغیرہ سب کا یہی حکم ہے اور اگر مشتری نے مول لی ہوئی چیز بیچ دی تھی پھر اسمیں کوئی نقص ظاہر ہونیکے سبب اس مشتری پر حاکم کے حکم سے واپس ہو کر آئی تو اب اسنے جس سے وہ مول لی تھی اُسکو پھیر دے اور اگر اس نے اپنی خوشی سے پھیر لی تھی تو اب یہ اپنے بائع کو نہیں پھیر سکتا اگر مشتری نے ایک چیز خرید کر اسپر قبضہ کر لیا پھر اسمیں عیب ہونیکا دعویٰ کیا تو بھی اس سے زبردستی قیمت نہیں دلا سکتے ہاں مشتری کو چاہیے کہ وہ گواہ پیش کرے یا اگر گواہ پیش نہ کر سکے تو اپنے بائع سے (اسمیں عیب نہ ہونے کی) قسم لے لے اور اگر مشتری کہے کہ میرے گواہ شام کے ملک میں ہیں تو گویا یہ گواہوں کے پیش کرنے سے عاجز ہے لہذا) اب بائع کو قسم دینگے اس نے اگر قسم کھالی تو مشتری کو دام دینے پڑینگے۔ اگر کسی نے ایک غلام خریدا تھا پھر اُسکے بھگوڑے ہونے کا دعویٰ کر دیا تو ابھی بائع کو قسم نہیں دینگے یہانتک کہ مشتری اس بات کے گواہ پیش کرے کہ یہ غلام اس کے پاس سے بھاگا ہے اگر اس نے گواہ پیش کر دیے تو اب حاکم بائع سے اسطرح قسم لے یعنی وہ بائع اس طرح کہے کہ خدا کی قسم میرے پاس یہ غلام کبھی نہیں بھاگا اگر بائع نے اسطرح قسم کھالی تو اب مشتری واپس نہیں کر سکتا اور جب قبضہ میں جو چیز ہو اسکی مقدار میں اُسی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا ف اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک تھان خریدا تھا اسکے بعد اسمیں کچھ نقص معلوم ہوا اور اُسے واپس کرنا چاہا تو اسکی مقدار میں جھگڑا ہو گیا بائع کہتا ہے یہ تیس گز کا تھا اب بیس گز ہے اور مشتری کہتا ہے بیس ہی گز تھا تو اس صورت میں اس مشتری کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور یہ حکم ہے خواہ جھگڑا ضمانت میں ہو یا امانت میں ہو مثلاً کسی نے ضمانت کی صورت یہ ہو کہ کسی نے کوئی چیز غصب کر لی تھی جب واپس دینے لگا تو اسکے مالک نے اس کی مقدار زیادہ بتلائی یا کسی کے پاس امانت رکھی تھی جب یہ واپس دینے لگا تو اس کی مقدار میں اختلاف

ہوگیا ان سب صورتوں میں جسکے پاس وہ چیز ہے اسی کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا اگر کسی نے ایک عقد سے دو غلام خرید کر ایک پر قبضہ کیا تھا اور دوسرے میں کوئی عیب معلوم ہوا تو اب چاہے یہ مشتری دونوں کو رکھ لے چاہے دونوں کو واپس کر دے ف یعنی اس صورت میں یہ نہیں ہو سکتا کہ جس میں عیب ہوا سے واپس کر دے جسمیں عیب نہیں اسے رکھ لے کیونکہ جب یہ ایک عقد سے خریدے ہیں تو دونوں ایک چیز کے حکم میں ہیں لہذا دونوں کا حکم بدل نہیں سکتا تھا اور اگر دونوں پر قبضہ کر لیا تھا پھر ایک میں عیب معلوم ہوا تو اب فقط اس عیب دار کو پھیر دے اور اگر کوئی چیز ایسی خریدی تھی جو ناپ کر یا تول کر بکتی ہے پھر اسمیں کوئی نقص معلوم ہوا تو اب چاہیے ساری کو پھیر دے چاہے ساری رکھ لے اور اگر اسمیں کوئی حصہ دار پیدا ہو گیا تو باقی کو پھیر دینے کا اسے اختیار نہ ہوگا ہاں اگر کپڑا خریدا تھا اور اسمیں کوئی حصہ دار کھڑا ہو گیا تو اب مشتری کو باقی کے پھیر دینے کا اختیار ہوگا کیونکہ کپڑا اکثر ہونٹ سے لیا جاتا ہے لہذا اسمیں شرکت نقص ہے اگر کسی نے کوئی کپڑا خریدا تھا اور اس کا نقص دیکھنے کے بعد بھی اسے پہن لیا یا گھوڑا وغیرہ خریدا تھا اور اس عیب معلوم کرنے کے بعد اپنے کسی کام کے لیے سوار ہو گیا یا اس کی دوا دارو کی تو اس سے اس عیب یا نقص پر راضی ہونا قرار دیا جائے گا ہاں اگر گھوڑے پر پانی پلانے کو لیجانے کے لیے یا واپس کرنے کے لیے یا اس کا چارہ خرید کر لانے کے لیے سوار ہوا تھا تو اس سوار ہونے سے عیب پر راضی ہونیکا حکم نہیں ہو سکتا اور کسی نے ایک غلام خرید کر اسپر اپنا قبضہ کر لیا تھا اور اسکے قبضہ میں آکر اس غلام کا کسی ایسے جرم میں ہاتھ کٹ گیا جو اسنے بائع کے ہاں کیا تھا تو ایسے غلام کو یہ مشتری واپس کر دے اور اپنے دام دیے ہوئے پھیر لے اور اگر بائع نے بیع کے وقت یہ کہدیا کہ میں اس بیع کے عیبوں کا ذمہ دار نہیں ہوں تمہاری خوشی ہو رکھ لے تو لو ورنہ نہ لو میں پھر اسے واپس نہیں کرنے کا تو یہ کہنا معتبر ہوگا اگرچہ اسنے سب عیبوں کا نام نہ لیا ہو اور اب مشتری کو کسی عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ یہ اپنا اختیار بیع کے وقت خود ہی کھو چکا ہے)

باب البیع الفاسد — بیع فاسد کا بیان

ف اس باب میں مصنف نے بیع فاسد اور بیع باطل دونوں کو بیان کیا ہے اور چونکہ فاسد کا لفظ باطل کو بھی شامل ہے اسلیے اس باب کو اس عام لفظ سے ملقب فرمایا۔ پھر جاننا چاہیے کہ بیع فاسد اور بیع باطل کے درمیان تمیز کرنے میں یہ قاعدہ ہے کہ عوضین میں سے اگر ایک بھی ایسا نہ ہو جسے کسی آسمانی دین نے مال قرار دیا ہو تو ایسی بیع باطل ہے خواہ وہ چیز مبیع ہو یا قیمت ہو مثلاً مردار کو بیچنا یا خریدنا اسیطرح آزاد آدمی کو بیچنا یا خریدنا

اور اگر عوضین میں کوئی ایسی چیز ہے جسے ایک دین نے تو مال قرار دیا ہو اور دوسرے نے نہیں تو پھر یہ دیکھنا چاہیے
کہ اگر اس چیز کو قیمت قرار لینا ممکن ہو تو اس صورت میں بیع فاسد ہو جیسے غلام کو شراب سے بیچنا یا شراب کو
غلام کے بدلے بیچنا اور اگر اس چیز کو قیمت نہیں ٹھیرا سکتے بلکہ اسکا بیع ہونا ضروری ہو تو اس صورت میں بھی
بیع باطل ہے جیسے کوئی مسلمان شراب کو روپیہ سے بیچے یا روپیہ کو شراب کے بدلے بیچے یعنی مردار
خون۔ سور۔ شراب۔ آزاد آدمی۔ ام ولد۔ مدبر۔ مکاتب کو بیچنا جائز نہیں ہو پس اگر کسی نے ان کو بیچ دیا
یا خرید لیا تھا اور پھر یہ چیزیں مشتری کے پاس جاتی رہیں (جسنے انکی قیمت نہیں دی تھی) تو اب مشتری
کو قیمت نہیں دینی پڑے گی اور مثل ان چیزوں کے مچھلی کو شکار کرنے سے پہلے بیچنا یا اڑتے جانور کو بیچنا یا پیٹ
میں بچہ کو یا اس بچہ کے بچہ کو بیچنا یا تھنوں میں دودھ بیچنا یا سیپ میں بغیر کھولکر دیکھا اور دکھائے) بیچنا
یا بھیڑ وغیرہ کی اون مونڈنے سے پہلے بیچنا یا چھت میں لگی ہوئی کڑی کو بیچنا یا تھان میں سے بلا تعیین
ایک گز کپڑا بیچدینا اور شکاری کا اپنے جال کی ایک پھینک کو بیچ دینا اور بیع مزابنت کرنا جس کی صورت
یہ ہو کہ کوئی ٹوٹے ہوئے میوے کو درخت پر لگے ہوئے میوے کے عوض میں اٹکل سے بیچا جاوے) اور بیع ملامست
(مثلاً بائع یا مشتری کہے کہ اگر میں تجھ کو یا تیرے کپڑے کو ہاتھ لگا دوں تو ہم تم میں بیع ہو گئی) اور بیع
القاء حجر جسکی صورت یہ ہے کہ بائع یا مشتری کہے کہ اگر میں بیع پر پتھر کنکر مار دوں تو ہم تم میں بیع ہو جائیگی
یہ تینوں قسم کی بیع کافروں کے ہاں مروج تھیں جو بلا رضامندی دوسری جانب کے ہو جاتی تھیں) اور
دو کپڑوں میں سے (بلا تعیین) ایک کپڑا بیچنا اور زمین پر کھڑی) گھاس بیچنا یا گھاس کی زمین کو
کرایہ پر دینا یا شہد کی مکھیوں کو بیچنا جائز نہیں ہے ہاں ریشم کے کیڑے اور اسکے انڈوں کو بیچنا جائز ہے اور
بھاگے ہوئے غلام کو بیچنا جائز نہیں لیکن اگر ایسے شخص کے ہاتھ بیچا ہے جسپر یہ گمان ہو کہ وہ غلام اسی
کے پاس ہے تو جائز ہے۔ عورت کا دودھ اور سور کے بالوں کو بیچنا جائز نہیں ہو ہاں سور کے بالوں کو جوتے
وغیرہ کے سینے میں استعمال کرنا درست ہے آدمی کے بالوں کو بیچنا اور اُن کو کسی کام میں لگا کر اُن سے فائدہ
اٹھانا اور مردار جانور کا چمڑہ دباغت سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے دباغت کے بعد اسکو بیچنا اور کام میں لانا جائز
ہے جیسا کہ مردار کی ہڈیوں اور اس کے پٹھوں اور بالوں اور سینگوں اور کھر سے ہوئے) اونٹ کی اون
کو (کام میں لانا) اور بیچنا درست ہے اور بالاخانہ گرنے کے بعد اس حق کو بیچنا اور پانی بہنے کی جگہ کو بیچنا اور اسکو
ہبہ کرنا جائز نہیں اور اگر لونڈی کہکر بیچی تھی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لونڈی نہیں تھی غلام تھا یا کسی نے ایک غلام سمجھ کے

خریدا تھا بعد مین وہ لونڈی نکلی تو ان دونون صورتون مین بیع درست نہین ہوئی بیچی ہوئی چیز کو قیمت
لینے سے پہلے کم قیمت پر خریدنا جائز نہین ہے ہان اگر اس مین کوئی چیز ملادی ہو تو اس صورت سے
بیچنا جائز ہے ف اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دو تھان دس روپے کے بیچے تھے اور انکی
قیمت ابھی نہین لی تھی کہ پھر وہی تھان خود ہی پانچ روپے مین خرید لیے تو اس صورت مین یہ دوسری بیع
ناجائز ہے کیونکہ اب یہ پانچ روپیہ مشتری سے مفت لیگا ہان اگر ان تھانون مین مشتری نے تیسرا تھان
اور ملا دیا تھا اور اس کے بعد بیچے تو اب یہ بیع جسطرح بھی ہو درست ہے ۔ ف اور تیل کو اس صورت سے بیچا کہ
اسکو مع برتن کے تول لینا اور بعد مین ہر برتن کی جگہ پچاس رطل دیا اور کوئی وزن معین کر لیا پھر اوسکو بیچے
تو یہ بیع جائز نہین ہے ہان اگر یون ہو کہ (خالی) برتن کو تولکر اس کا وزن مجرا کر لیا جائیگا تو بیع درست ہوگی
اور اگر کوئی (تیل وغیرہ) مشک سے ناپ کر بیچے پھر مشک کے وزن مین بائع مشتری مین جھگڑا ہو جاوے (مثلاً
بائع کہے کہ مشک دو سیر کی ہے اور مشتری کہے تین سیر کی ہے) تو اسمین مشتری سے قسم کھلوا کر اسکے قول کا اعتبار کیا جائیگا
اور اگر کوئی مسلمان کسی ہندو سے شراب خرید والے یا بکوا دے تو جائز ہے ۔ لونڈی کو اس شرط سے بیچنا کہ خریدنیوالا
اُسے آزاد کردے یا مدبرہ یا مکاتب یا ام ولد کرے درست نہین ہے ۔ ف مدبرہ اُس لونڈی کو کہتے ہین جسسے
آقا یہ کہدے کہ میرے مرنیکے بعد تو آزاد ہے اور مکاتبہ وہ جسکی آزادی کچھ روپیہ ادا کرنے پر موقوف ہوا ور
ام ولد وہ ہے جسکے آقا سے اولاد ہوا ور آقا نے اُسکو اپنی اولاد تسلیم کر لیا ہو ۔ مترجم ف یا کسی نے حاملہ
لونڈی بیچی اور حمل اپنا رکھا یا غلام کو اس شرط سے بیچا کہ ایک مہینہ اس سے بائع خدمت لیگا یا مکان اس
شرط سے بیچا کہ (ایک مہینہ) اسمین بائع رہیگا یا یہ کہ مشتری (بائع کو کچھ روپیہ قرض (بھی) دیگا یا بائع کو
کچھ تحفہ بھیجے گا یا بائع اتنی مدت کے بعد مبیع مشتری کے حوالہ کریگا یا تھان اس شرط پر بیچا کہ بائع ہی اس کو
قطع کر دیگا اور اُس کا کرتہ (وغیرہ) سی دیگا تو ان سب صورتون مین بیع ناجائز ہوگی (اگر جوڑا جوتے کا) اس
شرط سے بیچا کہ بائع اُسکو قطع کرکے ٹھیک کر دیگا یا اسمین تسمہ لگا دیگا تو یہ بیع درست ہے اگر کوئی چیز اُدھار
بکی اور قیمت کی ادائیگی کا وقت نوروز یا مہرگان یا عیسائیون کے روزون کے دن یا یہود کی عید کا دن
ٹھیرا اور بائع مشتری دونون یہ نہین جانتے کہ نوروز یا مہرگان وغیرہ کے کتنے دن باقی ہین) یا مشتری نے یہ کہا
کہ حاجیون کے آنیکے وقت قیمت ادا کرونگا یا کھیتی کٹنے کے وقت یا اناج گہ جانے کے وقت یا میوہ ٹوٹنے
کے وقت دونگا تو ان سب صورتون مین بیع ناجائز ہوگی ف گرمی آنے سے پہلے جب رات دن برابر ہوتے ہین

ف اس بارہ مین امام زفر رحمۃ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ بیع ایسی شرط سے بھی نہین ہوگی اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے مگر یہ مسئلہ استحسانی ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ لوگون مین یہ معاملہ باطلاق مروج ہے ۱۲ از حاشیہ اصلی

تو اُس مدت کو اُردو مین نوروز اور عربی مین اسی کا معرب نیروز کہتے ہین اور جب جاڑے آنے سے پہلے رات دن برابر ہوتے ہین تو اُس دن کا نام مہرگان اُردو مین اور اُسی کا معرب مہرجان عربی مین ہے اور اگر کوئی ان مذکورہ اوقات تک کسی کا ضامن ہو جائے تو ضمانت جائز ہے اور اگر پہلی مذکورہ صورتون مین (باوجود یہ اوقات معین کرنے کے وہ وقت آنے سے پہلے مشتری نے مدت کو ساقط کر دیا یعنی قیمت اس وقت سے پہلے ہی ادا کر دی) تو اس صورت مین بیع درست ہو جائیگی۔ اگر کسی نے ایک آزاد اور ایک غلام ایک عقد سے بیچدیا یا ایک ذبح کی ہوئی اور دوسری مری ہوئی بکری کو ایک ساتھ بیچدیا تو دونون صورتون مین) دونون کی بیع باطل ہے اور اگر ایک غلام اور ایک مدبر کو یا ایک اپنے غلام اور ایک اور کے غلام کو یا اپنی مملوک اور ایک وقفی چیز کو ایک ساتھ بیچدیا تو پہلی صورت مین غلام کی بیع اور دوسری مین اسکے غلام کی بیع اور تیسری مین اسکی مملوکہ چیز کی بیع ہو جائے گی (مدبر اور دوسرے کے غلام اور وقف کی بیع نہ ہوگی) **فصل** اگر بیع فاسد مین (جو ابھی مذکور ہوئی ہے) بائع کی اجازت سے مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لیا اور مبیع اور ثمن دونون مال ہون (یعنی شراب اور سور وغیرہ نہ ہون جنکو شریعت نے مسلمانون کے لیے مال ہونے سے خارج کر دیا ہے) تو مشتری قیمت دیکر مبیع کا مالک ہو جاتا ہے ہان بائع مشتری میں سے ہر ایک کو اس بیع کا فسخ کر دینا واجب ہے لیکن اگر مشتری نے اپنا قبضہ کرکے پھر مبیع کو بیچدیا ہو یا ہبہ کر دیا ہو یا وہ مبیع غلام ہو اُسے آزاد کر دیا ہو یا وہ مبیع زمین ہو اُسپر مکان بنا لیا ہو تو ایسی صورتون مین فسخ کا اختیار نہین رہتا اور اُس مشتری کو یہ اختیار ہے کہ جب تک بائع سے قیمت وصول نہ کر لے مبیع اُسکو نہ دے اور اگر بائع نے ایسی مبیع کی قیمت سے (تجارت وغیرہ کرکے) کچھ نفع کما لیا ہو تو وہ بائع کے لیے مباح اور حلال ہے ہان اگر مشتری کو اس مبیع سے کچھ فائدہ ہوا ہو تو وہ اُسکے لیے حلال نہین اگر ایک شخص نے دوسرے پر چند روپون کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے (حاکم کے حکم سے) وہ روپے اُسکو دیدیے اور مدعی نے یہ روپے لیکر اُن سے کچھ نفع حاصل کر لیا اسکے بعد دونون اسپر متفق ہو گئے کہ مدعا علیہ کے ذمہ کچھ نہین تھا (فقط جھوٹا دعویٰ ہو گیا تھا) تو اس صورت مین وہ نفع مدعی کے لیے حلال ہے **فصل** اگر کسیکو ایک چیز خریدنی منظور نہ ہو اور وہ دوسرے شخص کو اسکی خریداری مین پھنسانے کے لیے اسکی قیمت سے بڑھکر قیمت کہے تو یہ مکروہ (تحریمی) ہے اسی کو عربی مین نجش کہتے ہین اگر کوئی شخص ایک چیز خرید رہا ہو تو دوسرے کو اسکے مقابلے مین قیمت زیادہ دیکر خرید لینا مکروہ تحریمی ہے ہان اگر وہ نہ خریدے تو پھر مضایقہ نہین ہے اگر دلن کے قافلہ سے سستی چیز خرید کر شہر مین بیچنے کے قصد سے) رستہ ہی مین جا ملنا مکروہ (تحریمی) ہے اگر کوئی باہر کا آدمی تجارتی مال

ص تو ان سب قیدون سے فقط مکروہ ہی کا لفظ ہے مگر عینی نے ان سب پر تحریمی کا لفظ بڑھایا ہے اسلیے یہ لفظ بریکٹ مین لیکر ترجمہ مین شامل کر دیا گیا ۱۲

ف یہاں اصل کتاب مین لکل منہما کا لفظ ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بیع کا فسخ کرنا ان دونون مین سے ہر ایک کو جائز ہے مگر عینی لکھتے ہین کہ یہاں لام علیٰ کے معنے مین ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا دونون پر واجب ہے ۱۲ از حاشیہ اصل ملخصاً کر مین ہم

شہر مین لائے اور اسکو شہری اسکی طرف سے بیچے (اس غرض سے کہ اطمینان کیساتھ گران بکے گا) تو یہ بھی مکروہ
تحریمی) ہی اسیطرح جمعہ کی اذان کے بعد (نماز تک) خرید و فروخت مکروہ (تحریمی) ہے ہان نیلام کے طور پر جو کوئی
قیمت زیادہ دے اسی کے ہاتھ بیچنا مکروہ نہین (درست ہی) اگر دو غلام ہون یا ایک غلام اور ایک لونڈی
مین قرابتداری قریب کی ہو اور نین ایک کم سن ہو تو انکو بیچنے مین جدا نہ کرنا چاہیے ف قرب کی قرابتداری
مراد یہ ہی مثلاً دونون بہن بھائی ہون۔ یا مان بیٹے ہون یا بھائی بھائی ہون تو ان دونو نکو ایک ہی کے ہاتھ بیچے
ایک کے ہاتھ بیچا یا اور دوسرا دوسرے کے ہاتھ۔ ف بخلاف بڑی عمر والون و میان بیوی کے کہ انکو جدا کرنے مین کچھ ڈر نہین

باب الاقالۃ

اقالہ کا بیان

ف اقالہ کے لغوی معنی اکھاڑنے اور اٹھانے کے ہین اور شرعی معنے بیع کو واپس کرنے کے ہین ت اقالہ
کرنا بائع مشتری کے حق مین پہلی بیع کا توڑنا ہوتا ہی اور تیسرے شخص (مثلاً شفیع) کے حق مین بیع (جدید) ہوتی
ہی اور اتنی ہی قیمت پر درست ہی جو پہلے دیجا چکی ہی اس قیمت سے کمی بیشی کی شرط کرنا باوجودیکہ مبیع میں کچھ
زیادتی یا عیب وغیرہ نہین ہوا لغو ہی لہذا بائع کو پہلی ہی قیمت دینی لازم ہوگی اور قیمت کے جاتے رہنے
سے اقالہ ہونے مین کچھ فرق نہین آسکتا ہان مبیع ہلاک ہونے کے بعد اقالہ نہین ہو سکتا اور اگر مبیع کا کچھ
حصہ تلف ہوگیا ہو تو تلف شدہ مین اقالہ نہین اور باقی کا اقالہ درست ہی۔

باب التولیۃ والمرابحۃ

تولیہ و مرابحہ کا بیان

ت خرید کے داموں پر بیچنے کو (شرع مین) تولیہ کہتے ہین اور پہلی سے نفع پر بیچنے کا نام مرابحہ ہی اور
شرط ان دونون کے جواز کی یہ ہی کہ جو قیمت پہلے مشتری نے دی ہی مثلی ہو ف شرع مین اشیاء دو قسم کی
شمار ہوتی ہین ایک ذوات الامثال دوسری ذوات القیم ذوات الامثال ان چیزون کو کہتے ہین کہ جن کے
تلف کرنے سے ویسی ہی دینی آئے مثلاً روپیہ اور اناج وغیرہ اور ذوات القیم وہ ہین جن کے تلف کرنے پر قیمت
دینی آتی ہے حیوانات وغیرہ اسی قسم مین داخل ہین کیونکہ ایک حیوان جیسا بعینہ دوسرا ملنا مشکل ہے شیخ
عفی اللہ عنہ ت جو شخص تولیہ کرنا چاہے وہ دھوبی کی مزدوری۔ رنگائی۔ قرمچ کی بنوائی۔ کچھ
بٹوائی غلہ کی باربرداری اور بکریون (وغیرہ) اور اگر بیل ہون تو ان کی ہنکائی وغیرہ اصل مال پر بڑھا دے
اور یون کہدے کہ یہ چیز مجھے اتنے مین پڑی ہی (سارے دام ملاکر) یہ نہ کہے کہ مین نے اتنے مین خریدی ہی
کیونکہ یہ کہنا جھوٹ ہوگا اور چرانے والے کی مزدوری۔ پڑھائی کی تنخواہ اور جس مکان میں سے رکھا ہو کرایہ

کر اپنے اصل مال مین نہ زیادہ کرے۔ اگر مرابحت پر بیچنے والا خیانت کرے (یعنی اصل قیمت سے زیادہ تبلا کر اُس پر
نفع لینا چاہے) تو اس صورت مین اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے اُسی قیمت کے لے جو وہ خائن کہتا
ہے چاہے بیع واپس کر دے ہان اگر تولیہ مین ایسا موقع ہو تو مشتری اس خیانت کی مقدار قیمت سے منہا
کر دے اگر ایک شخص نے ایک کپڑا خرید کر نفع سے بیچ ڈالا تھا اسکے بعد پھر (اسی قیمت سے) خرید لیا اب اگر
یہ دوبارہ اُسکو نفع سے (یعنی بطور مرابحت کے) بیچنا چاہے تو پہلا کل نفع اسمین کم کر دے ف اسکی صورت
یہ ہے کہ ایک شخص نے چار روپے کو ایک کتاب خریدی تھی پھر چھ روپے کو بیچ دی پھر وہی چار روپے کو خرید لی
اب اگر یہ اس کتاب کو بطور مرابحت کے بیچنی چاہے تو یہ نفع کے دو روپیہ اسکی قیمت مین سے کم کر دے اور
یون کہے کہ یہ کتاب مجکو دو روپے مین پڑی ہے اور اگر پہلی دفعہ اتنا نفع ہوا تھا کہ اصلی قیمت کے برابر
یا اس سے بھی زیادہ تھا تو مرابحت کہہ کے نہ بیچے (بلکہ از سر نو جس قیمت کو چاہے بیچے) اگر ماذون
قرضدار غلام نے ایک تھان دس روپیہ مین خریدا تھا پھر اپنے آقا کے ہاتھ پندرہ کو بیچ ڈالا تو اب اگر آقا
مرابحت کہہ کے بیچے تو اصل قیمت دس ہی روپے کہے اگرچہ اُسنے پندرہ دیے ہین کیونکہ وہ دینا معتبر
نہین اپنے غلام کا مال اپنا ہی ہوتا ہی اسیطرح اگر آقا نے ایک تھان دس روپے کو خریدا تھا پھر اپنے غلام کے
ہاتھ پندرہ کو بیچ ڈالا اب اگر یہ غلام مرابحت کہہ کے بیچنا چاہے تو اصل قیمت دس ہی بتلاوے (اگرچہ اُسنے
آقا کو پندرہ دیے ہین کیونکہ بدلیل سابق یہ دینا معتبر نہین) اور اگر (نصف نفع کے) مضارب نے دس
روپے کو خریدا تھا پھر اپنے رب المال کے ہاتھ (یعنی جسکا یہ روپیہ ہے) پندرہ روپے کو بیچ دیا اب
اگر وہ رب المال بطور مرابحت کے بیچنا چاہے تو اصل قیمت ساڑھے بارہ روپے کہے (اپنے دو روپے
آٹھ آنے منہا کر لے) اگر مبیع مین خود بخود ہی کچھ نقصان ہو گیا یا مبیع لونڈی شوہردیدہ تھی اس سے آقا
نے صحبت کر لی تو ان دونون صورتون مین بلا ان دونون باتون کے ظاہر کیے مرابحت کے طور پر بیچنا
جایز ہے (یعنی ان صورتون مین یہ ظاہر کرنا ضروری نہین کہ اس مبیع مین یہ عیب میرے ہان ہو گیا یا
اس لونڈی سے مین نے صحبت داری کر لی ہے) ہان اگر مشتری نے قصداً اسکو عیب دار کیا یا لونڈی
باکرہ تھی اس سے صحبت کر لی تو ان دونون باتون کو ضرور ظاہر کر دے (خواہ وہ خریدے یا نہ خریدے) اور اگر
ایک ہزار روپیہ مین کوئی چیز اُدھار خریدی تھی اور سو روپے کے نفع سے (نقد) بیچ دی اور یہ ظاہر نہ کیا
کہ مین نے اُدھار خریدی تھی تو اس صورت مین اُس خریدنے والے کو اختیار دیا جاے کہ چاہے وہ

گیارہ سو میں خرید لے اور چاہے چھوڑ دے اور اگر اس مشتری نے مبیع کو تلف کر دیا بعد میں اسے معلوم ہوا کہ بائع نے ایک ہزار میں اُدھار خریدی تھی اور گیارہ سو میں نقد دی ہے تو اب سے گیارہ ہی سو دینے پڑینگے اور یہی حکم تولیہ کا ہے کہ اگر مبیع کے ہوتے ہوئے تولیہ کے طور پر بیچنے والے کی خیانت معلوم ہو جائے تو اب اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے خریدے چاہے واپس کر دے اور اگر مبیع تلف ہو گئی ہے تو جو دام ٹھیر گئے ہیں وہی دینے پڑینگے اب تخفیف نہیں ہو سکتی) اگر کسی نے کوئی چیز یوں کہکر بیچدی کہ جتنے میں مجھے پڑی ہے اُتنے ہی میں تیرے ہاتھ بیچتا ہوں اور خریدنے والے کو یہ خبر نہیں ہے کہ اسے کتنے میں پڑی ہے تو یہ بیع فاسد ہے اور اگر پہلے سے وہیں بیٹھے معلوم ہو جائے تو اب اُسے اتنا اختیار ہوگا کہ چاہے خرید لے چاہے نہ خریدے)

فصل ف اشیا دو قسم کی ہیں ایک منقولی دوسری غیر منقولی منقولی انکو کہتے ہیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکیں مثلاً حیوانات چاندی۔ سونا۔ اناج اور کپڑے وغیرہ اور غیر منقولی وہ ہیں جو ایک ہی جگہ رہیں مثلاً زمین۔ مکانات اور باغات وغیرہ تو زمین (بلکہ ہر غیر منقولی چیز) پر اپنا قبضہ کرنے سے پہلے اسکا بیچدینا درست ہے منقولی کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا درست نہیں اگر کسی نے پیمانہ کی چیز ناپ کر خریدی تو جب تک وہ اُسے خود نہ ناپے اُسکا بیچنا اور کھانا حرام ہے اور یہی حکم اُن چیزوں کا ہے جو وزن سے یا گنتی سے بکتی ہیں اور جو چیز گز وغیرہ سے ناپ کر بکتی ہے اُسکو قبضہ کرنے کے بعد ناپنے سے پہلے بیچنا جائز ہے اور قیمت میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنا جائز ہے (مثلاً قیمت ابھی بائع نے اپنے ہاتھ میں نہیں لی تھی پہلے ہی کسی کو دلوا دی تو یہ جائز ہے) اور قیمت معین ہو چکنے کے بعد اگر مشتری اُسمیں کچھ بڑھا دے یا بائع کچھ کم کر دے تو یہ جائز ہے اسیطرح مبیع میں بھی کچھ بڑھا دینا جائز ہے اور ان صورتوں میں بائع اور مشتری کل کے مستحق ہو جاتے ہیں (یعنے مبیع یا قیمت میں اگر کچھ بڑھا دیا گیا ہے تو اب بائع یا مشتری اس سب کا ایسا مستحق ہے کہ گویا اصل عقد اتنی ہی چیز پر یا اتنے ہی داموں پر ہوا تھا) اور سوائے قرضہ کے ہر قسم کے دین میں (ادا کرنیکی) مدت مقرر کرنی جائز ہے ف اور قسم کے دین سے مراد یہ ہے مثلاً کسی چیز کی قیمت دینی ہے تو اُسکے ادا کرنے کا کوئی وقت مقرر کر دینا جائز ہے اور یہاں جائز سے مراد یہ ہے کہ اب اس وقت سے پہلے اسکو مانگنے کا اختیار نہ ہوگا لیکن قرضہ (یعنی اگر کسی کو کچھ روپیہ دیا ہو تو اس کا حکم نہیں اسمیں اگر ادا کرنے کا کوئی وقت بھی معین کر دے تب بھی اس وقت سے پہلے جس کا روپیہ ہے اُسکو اختیار ہے یعنی وہ جب چاہے تقاضا کر سکتا ہے۔

باب الربوا

سود کا بیان

ف ربوا کے لغوی معنے زیادتی کے ہین اور یہ شرعی معنے ہین جو خود مصنف بیان کرتے ہین۔ مسکین
ت ربوا مال کی اُس زیادتی کو کہتے ہین جو مال کو مال سے بدلنے مین بلا عوض ہو (مثلاً دو سیر گیہون
وغیرہ کے بدلے تین سیر لے لیے یا دیڑھ پیسے یا دس روپے کے گیارہ دیڑھ یا لے لیے) اور دو چیزون مین
ربوا ہونے کی علت قدر اور جنس (یعنی دونون کا ایک ہونا) ہے (قدر سے مراد یہ ہے کہ جو چیز پیمانہ سے
ناپی جا سکتی ہے اسمین پیمانہ اور تُل سکتی ہو اسمین تول ایک ہو یعنی دونون تُل سکتی ہون اور جنس کے
ایک ہونیکا یہ مطلب ہو کہ دونون چیزین ایکسا ہی قسم کی ہون مثلاً دونون گیہون ہون یا دونون چنے وغیرہ
ہون) پس جن چیزون مین یہ قدر و جنس ایک ہو ان مین (ایک طرف سے زیادتی اور اُدھار دونون
حرام ہین اور اگر فقط جنس مین یا قدر مین ایک ہین تو اُدھار حرام ہو اور زیادہ دینا یا لینا حرام نہین (بات
جنس و قدر مین ایک ہونے کی مثال پر یکیطرفین گذر چکی ہو یعنی دونون طرف گیہون یا مثلاً دونون طرف
چاندی یا سونا ہو تو ایسی صورت مین اگر کمی بیشی ہو گی تب بھی حرام ہے اور اگر ایک نے نقد دیدیا اور دوسرے
نے کچھ دنون کا وعدہ کرلیا تب بھی اسمین ربوا ہو کر یہ بیع حرام ہوگی اور اگر فقط جنس یا قدر ہی مین اتحاد ہو
مثلاً ایک طرف گیہون ہون اور دوسری طرف جو کہ دونون قدر مین یعنی تُل سکنے مین اگرچہ برابر ہین مگر
جنس مین مختلف ہین تو ایسی صورت مین کمی بیشی ہونی جائز ہے اور اُدھار اب بھی حرام ہے
اور اگر قدر و جنس دونون مین اختلاف ہین تو پھر اُدھار اور کمی بیشی دونون حلال ہین (مثلاً اناج سے پیسہ یا کپڑا اشرفی
سے بیچا تو ایک طرف کی بیشی ہونا بھی جائز ہے اور قیمت مین اُدھار بھی جائز ہے اور جو چیزین ناپی جا سکتی
ہین یعنی نپ سکتی ہین (مثلاً گیہون۔ جو۔ اور چھوارے و دیگر اناج اور نمک) اور وہ چیزین جو تُل سکتی
ہین مثلاً چاندی۔ سونا اور لوہا وغیرہ) اور وہ چیزین جو ڈلی کہلاتی ہین (مثلاً گھی وغیرہ) اگر ان کو انکی جنس سے
بیچا جاوے تو برابر سرابر بیچنا جائز ہے اور کمی بیشی سے ہرگز جائز نہین ہو اور بڑھیا گھٹیا (اور کھری کھوٹی
حکم مین) دونون برابر ہین (یعنی یہ بھی ناجائز ہے کہ کوئی بڑھیا گیہون سیر بھر دیدے اور گھٹیا دو سیر لے
یا کھری چاندی تولہ لے اور کھوٹی دو تولہ دیدے) اور سوا سے چاندی سونے کی بیع کے اور سب
چیزون مین بیع کے وقت مبیع اور قیمت کا معین ہوجانا شرط ہے لیکن ہر ایک مشتری کا قبضہ ہوجانا شرط نہین
[illegible] چاندی کی سونے سے [illegible]

اس بیع صرف میں یہ بات ضروری ہے کہ بیع ہو جانیکے بعد مبیع اور قیمت پر بائع اور مشتری کا قبضہ بھی ہو جائے ورنہ یہ بیع پوری نہیں ہوتی۔ مترجم ف اور ایک مٹھی غلہ کو دو مٹھی سے بیچنا جائز ہے اسیطرح ایک سیب کو دو سیبوں سے۔ ایک انڈے کو دو انڈوں سے۔ ایک اخروٹ کو دو اخروٹوں سے۔ ایک کھجور کو دو کھجوروں سے اور ایک پیسے کو دو پیسوں سے بیچنا جائز ہے بشرطیکہ دونوں چیزیں معین ہوں اس پہلے گذر چکا ہے کہ ربوا کی علت قدر و جنس یعنی ناپ تول وغیرہ ہے اور چونکہ ان میں کچھ ناپ تول نہیں ہے لہذا ربوا بھی نہیں ہے اور گوشت کو کسی حیوان کے بدلے بیچنا یا کپڑے کو روئی سے یا پختہ کھجور کو کچی یا خشک کھجور کے بدلے برابر سرابر بیچنا جائز ہے کمی بیشی سے جائز نہیں ہے اسیطرح انگور کو انگور یا منقے سے اور مختلف[1] گوشت کو ایک دوسرے کے عوض کمی بیشی سے بیچنا جائز ہے اور گائے کے دودھ کو بکری کے دودھ سے اور روئی یا کھجور کے سرکہ کو انگور کے سرکہ سے اور بھیڑ کی چربی کو چکتی کی چربی سے یا گوشت سے اور روٹی کو گیہوں سے یا آٹے سے کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز ہے ہاں گیہوں کو آٹے سے یا ستو سے کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز نہیں اور زیتوں کو روغن زیتون سے یا تلوں کو میٹھے تیل سے بیچنا جائز ہے جب تک کہ یہ روغن زیتون اور میٹھا تیل اس سے زیادہ ہو جو اس زیتون و تلوں میں ہے اور روٹی کو تولکر قرض لینا جائز ہے گنتی پر لینا جائز نہیں ہے کیونکہ ان میں تفاوت ہونیکے باعث کمی بیشی کا احتمال ہے اور آقا اور غلام کے درمیان اور دار الحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان ربوا نہیں ہے یعنی اگر یہ چاروں آپس میں کمی بیشی کے ساتھ لین دین کریں تو انہیں ربوا کا حکم نہ ہوگا۔

باب الحقوق

ف یعنی اسکا بیان کہ وہ کون سے حقوق ہیں جو بیع ہونیسے بیع میں آجاتے ہیں اور وہ کون سے جو بیع سے بیع میں نہیں آتے ف اگر کسی نے کوئی کوٹھری مع اسکے کل حقوق کہکر خریدی تو اسکی بیع میں بالاخانہ نہیں آئیگا اور نہ مکان کے خریدنے میں آئیگا ہاں اگر مکان خریدنے کیوقت یہ کہا ہو کہ میں اس مکان کو مع اسکے کل حقوق کے خریدتا ہوں یا اسکے کل منافع سمیت خریدتا ہوں یا اس میں جو تھوڑی بہت چیز ہے سب خریدتا ہوں یا جو چیز اسکے متعلق ہے سب خریدتا ہوں تو ان چاروں صورتوں میں بالاخانہ مکان کی بیع میں آجائیگا اور اگر کسی نے دار یعنی گھر کہکر خریدا ہو تو اسکی خرید میں بالاخانہ بلا نام لیے آجاتا ہے جیسا کہ پاخانہ آجاتا ہے لیکن چبوترہ نہیں آتا ہاں اگر یہ کہا ہو کہ اس گھر کو مع اسکے کل حقوق کے خریدتا ہوں ... اسیطرح ... ف ... [illegible]

[1] مختلف گوشت سے مراد ... [illegible] ... گوشت ... بکری کا گوشت ... [illegible]

ان مین فرق ہے وہ لفظ یہ ہین بیت. منزل. دار پس بیت اس حجرہ یا کوٹھری کو کہتے ہین جسمین دروازہ لگا ہوا ہوا اور منزل اُسکو کہتے ہین جسمین چند کوٹھریان اور دالان اور صحن ہوا ور دار بڑے گھر کو کہتے ہین جسمین علاوہ کوٹھریون اور صحن کے اصطبل اور بالاخانہ وغیرہ ضروری اشیا سب ہون اسکے علاوہ ایک لفظ ظلہ ہے کہ تین دیوارین بنا کر چھت ڈال دیجاتی ہے اور دروازہ نہین ہوتا اور گھر کہکر خریدنے مین رفاعی راستہ اور پانی نکلنے کی جگہ اور زمین کی خرید مین پانی کا حصہ داخل نہین ہوتا ہان اگر یہ کہکر خریدا ہو کہ مع اسکے کل حقوق کے خرید تا ہون بخلاف کرایہ پر لینے یا لینے کے کہ ان مین یہ حقوق بلاذکر داخل ہو جاتے ہین۔

باب الاستحقاق

بیچ کے بعد کسی چیز کا حقدار نکلنا

ت حجت متعدیہ گواہ ہین اقرار نہین ہے یعنی اقرار حجت متعدیہ نہین ہے) ف حجت متعدیہ سے مراد یہ ہے کہ اُنکے ذریعہ سے کسی پر ہر طرح کا دعوی ثابت ہو جاتا ہے بشرطیکہ جو گواہون کی شرطین ہین وہ موجود ہون بخلاف اقرار کے کہ جو شخص جس چیز کا اقرار کرتا ہے وہ اسی کے ذمہ ثابت ہو جاتی ہے اس سے دوسرے کے ذمہ کچھ ثابت نہین ہو سکتا لہذا اقرار حجت غیر متعدیہ ہوئی کہ مقر سے تجاوز نہین کرتی ت اور ملک کے دعوے مین تناقض ہونا مالک کے دعوے کو غلط کر دیتا ہے ہان حریت طلاق اور نسب کے دعوی مین تناقض ہو تو اسکو غلط نہین کرتا ف تناقض کلام مین ہونیکے یہ معنے ہین کہ ایک کلام دوسرے کلام کے معارض اور خلاف ہو مثلاً ایک شخص نے ایک لونڈی خریدی اور پھر یہ دعوی کیا کہ یہ لونڈی تو زید کی ہے تو اس کا یہ دعوی غلط اور غیر مقبول ہے کیونکہ اسکے خود خریدنے سے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکے نزدیک وہ لونڈی اسی بائع کی تھی جس سے اُسنے خریدی تھی اب جو یہ زید کی بتلاتا ہے تو ملک کے دعوے مین تناقض ڈالتا ہے لہذا اس کا یہ دعوی کہ زید کی ہے غلط ہے اور اگر لونڈی خرید کر قبضہ مین کرنے کے بعد یہ دعوے کیا کہ یہ تو زید کی آزاد کی ہوئی ہے اس صورت مین یہ کہنا اگرچہ اسکے خریدنے مین مناقض ہے لیکن چونکہ حریت کا دعوی ہے لہذا باوجود تناقض کے بھی مقبول ہوگا اسیطرح اگر کوئی عورت خلع کرلے یعنی اپنے شوہر کو کچھ روپیہ دیکر اُس سے طلاق لے لے اور پھر یہ دعوی کرے کہ مجھے تو اسنے خلع سے پہلے ہی تین طلاقین دیدی تھین تو یہ دعوی باوجود تناقض کے مقبول ہوگا علیٰ ہذا القیاس اگر کسی نے اپنا غلام بیچڈالا تھا پھر یہ دعوے کیا کہ یہ تو میرا بیٹا ہے تو باوجودیکہ اسکے اس [illegible] اور بیچنے مین تناقض ہے مگر چونکہ نسب کا دعوی ہے لہذا باوجود تناقض کے بھی قابل سماعت ہوگا یعنی۔ ف ت اگر بکی ہوئی لونڈی کے مشتری کے ہان آکر

ف [illegible] عوض امر دون کے [illegible] [illegible] شعبان ۱۲ [illegible]

بچہ ہو جائے اور پھر گواہوں سے یہ ثابت ہو جائے کہ یہ لونڈی اور کی ہے (جس نے بیچی تھی اسکی نہیں ہے) تو یہ
لونڈی مع بچہ کے اُسکو دلادی جائیگی اور اگر خریدنے کے بعد خود ہی اقرار کر لیا کہ یہ لونڈی فلانے کی ہے (یا بائع
نے غلطی سے یا دھوکہ سے میرے ہاتھ بیچدی ہے تو چونکہ یہ اقرار ہے اور اقرار حجت غیر متعدیہ ہے لہذا بائع کو اس سے
کچھ بھی نقصان نہ ہوگا) تو اس صورت میں) وہ بچہ ماں کے ساتھ نہ ہوگا (کیونکہ اسنے فقط لونڈی کا
اقرار کیا ہے لہذا اس سے لونڈی اُسکو دلادی جائیگی) اگر ایک غلام نے ایک شخص سے کہا کہ مجھے خرید لے
کیونکہ میں غلام ہوں اُسنے خرید لیا تو معلوم ہوا کہ وہ غلام کسی کا نہیں بلکہ آزاد ہے (اور اسنے دھوکہ دیکر دوسرے
کو روپیہ دلادیئے ہیں) تو ایسی صورت میں اگر بیچنے والا موجود ہو یا جہاں وہ ہے وہ جگہ معلوم ہے تو وہ
خریدنے والا اس غلام پر کسی قسم کا دعوی نہیں کر سکتا (بلکہ بائع کو پکڑے اور اسی سے اپنا روپیہ وصول
کرے) اور اگر بائع یہاں نہیں ہے اور نہ اُس کا اتہ پتہ معلوم ہے تو اس صورت میں مشتری اس
غلام سے قیمت وصول کرے اور یہ غلام بائع سے وصول کرتا پھرے بخلاف رہن کے یعنی اسکی صورت
یہ ہے کہ ایک غلام نے دوسرے سے کہا کہ تو مجھے اپنے پاس رہن کر لے میں غلام ہوں اس نے اسکو رہن کر لیا
بعد میں معلوم ہوا کہ یہ غلام نہیں آزاد ہے تو اب یہ مرتہن غلام سے کسی حال میں بھی رہن کا روپیہ وصول نہیں
کر سکتا برابر ہے کہ راہن موجود ہو یا جہاں وہ ہے وہ جگہ معلوم ہو یا نہ معلوم ہو (مسئلہ) ایک شخص نے ایک
مکان کی بابت اس طرح دعوی کیا کہ اسمیں کچھ میرا بھی حق ہے اور مدعا علیہ نے (یعنی صاحب مکان) نے
سو روپیہ دیکر اس سے صلح کر لی پھر اس مکان کا جزوی حصہ دار کوئی اور نکل آیا تو اب بھی یہ مدعا علیہ
اس مدعی سے کچھ واپس نہ لیگا اور اگر اسنے دعوی سارے مکان کا کیا تھا (کہ سارا مکان میرا ہی ہے) اور
اس صاحب مکان نے اُسے سو روپیہ دیکر صلح کر لی تھی) تو اب یہ حصہ رسد اس سے روپیہ پھیر لیگا (یعنی
اگر مثلاً اس صورت میں نصف مکان اُس سے کسی نے دعوی کرکے لے لیا ہے تو یہ صاحب مکان اس مدعی
سے نصف روپیہ واپس لیگا) **فصل** اگر کوئی شخص دوسرے کی چیز فروخت کردے تو اصل مالک
کو اختیار ہے چاہے اس بیع کو توڑ دے چاہے قائم رکھے بشرطیکہ بائع مشتری اور مبیع اور یہ اصل مالک (چاروں)
موجود ہوں اور اگر قیمت میں کوئی چیز دی گئی تھی تو یہ پانچوں (وہ بھی موجود ہو) اور اگر یہ سب نہ ہوں
تو پھر بیع توڑی نہیں جا سکیگی اگر کسی نے دوسرے کا غلام چھین کر بیچ ڈالا تھا اور جس نے خریدا تھا اُسکو خریدار
نے آزاد کردیا اور اس غلام کے اصل مالک نے اس غلام کے بیچنے کی اجازت دیدی تو اس صورت میں اس

[illegible]

مشتری کا آزاد کرنا درست ہوجائیگا اور اگر اسکو آزاد نہین کیا بلکہ اس مشتری نے بھی بیچدیا تھا اور اب اس غلام کے اصل مالک نے اس چھیننے والے کی بیع کی اجازت دی تو اس صورت مین اس مشتری کا بیچنا درست نہوگا اور اگر اس غلام کا ہاتھ اس مشتری کے ہان کسی نے کاٹ دیا تھا جس کا اس نے تاوان لیلیا تھا اور اب اصل مالک نے بیچنے کی اجازت دی تو یہ تاوان کا روپیہ اس مشتری ہی کا رہیگا اب اگر یہ تاوان غلام کی نصف قیمت سے کچھ زیادہ ہو تو یہ مشتری اس زیادتی کو خیرات کردے کیونکہ جب ایک ہاتھ کٹنے کے تاوان مین نصف قیمت ملیگا اور نصف مین اسکے پاس غلام رہا تو اس زیادتی مین اس کا کوئی حق نہین ہے اگر کسی نے دوسرے کا غلام اسکی اجازت بغیر بیچدیا تھا پھر خریدنے والے نے اسپر گواہ پیش کرنے چاہے کہ اس بیچنے والے نے میرے سامنے یہ اقرار کیا تھا کہ اصل مالک نے مجھے بیچنے کی اجازت نہین دی ہے یا گواہ اسپر گزرانے کہ اصل مالک نے میرے روبرو یہ اقرار کیا ہو کہ مین نے اس غلام کے بیچنے کی اجازت نہین دی تھی اور ان گواہوں کے پیش کرنے سے اسکا مقصود غلام کو ہٹانا ہے تو یہ نہین سنے جائینگے اور اگر اس بیچنے والے نے حاکم کے روبرو خود ہی اسکا اقرار کرلیا کہ بیشک اصل مالک نے مجھے بیچنے کی اجازت نہین دی تھی تو اب اگر وہ مشتری بیع رکھنی چاہے تو بیع یقینا ٹوٹ جائیگی اگر کسی نے دوسرے کا گھر بغیر اسکی اجازت کے بیچدیا تھا اور خریدنے والے نے کہ اسے اپنی دوسری حویلی مین ملا لیا تو اب اس گھر کی قیمت کا یہ بیچنے والا ضامن نہوگا ف یہ حکم اس صورت مین ہے کہ بیچنے والا اپنے غصب کرنیکا اقرار کرتا ہو اور خریدنے والا اسے جھوٹا بتاتا ہو کیونکہ اس صورت مین اس بائع کا اقرار مشتری پر نہین چل سکتا بلکہ گواہ ہونے چاہیین اور چونکہ مالک نے گواہ پیش نہین کیے لہذا اس کا یہ نقصان اسی کیطرف منسوب کیا جائیگا کہ اسنے گواہ پیش نہ کرنے کی وجہ سے اپنا نقصان آپ کیا ہو اس بیچنے والے کے عقد کیطرف منسوب نہوگا کیونکہ وہ تو غصب کا مقر ہے اور غاصب کی بیع جایز نہین ہوتی اسیوجہ سے وہ اس گھر کی قیمت کا ضامن نہین ہوتا

باب بیان السلم

ف سلم کے لغوی معنے جلدی کرنیکے ہین اور شرعی معنے یہ ہین کہ ایک شے کی قیمت ابھی دیجائے اور وہ شے یعنی بیع ان دنون کے بعد جو مقرر ہوگئے ہون لیجائے اسی کو اردو مین بدھنی کہتے ہین ف جن چیزون کی مفصل کیفیت بیان کردینی اور ان کی مقدار کا معلوم ہوجانا ممکن ہو ان مین بدھنی درست ہے اور جن چیزون مین یہ دونون باتین نہوسکین ان مین درست نہین اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزین جو ناپکر بکتی ہین اور وہ چیزین جو تلکر قیمت کے عوض بکتی ہین ان مین بدھنی درست ہے ف

قیمت کے عوض بکنے کی قید سے روپے اشرفی کو اس حکم سے نکالنا مقصود ہی کیونکہ ان مین بدھنی درست نہین اگرچہ چاندی سونا تل کر بکتا ہی اور اس قید سے وہ اسواسطے نکل گئے کہ وہ دونون خود قیمت مین دئے جاتے اور ثمن کہلاتے ہین ت اور اسیطرح اُن چیزون مین جو گنتی سے بکتی ہون اور قریب قریب ایک سی ہون جیسے اخروٹ۔ انڈے۔ پیسے[ل] کچی اینٹین بشرطیکہ ان کا سانچہ معین ہوگیا ہو اور اُنمین جو گز سے نپ کر بکتی ہون مثلاً کپڑا وغیرہ) بشرطیکہ یہ چارون باتین بیان کردی گئی ہون اول گز (کیونکہ گز دو قسم کے ہوتے ہین ایک جس سے زمین نپتی ہی دوسرا جس سے کپڑا نپتا ہی) دوسرے صفت (یعنی یہ کہ سوتی ہوگا یا اونی ہوگا یا ریشمی ہوگا) تیسرے بناوٹ چوتھے صنعت (یعنی یہ کہ کانپوری بنا ہوا ہوگا یا خاص دہلی کا) بنا ہوگا) اور حیوانون مین اور اُنکے اعضا مین اور کھالون مین گنتی سے اور سوختہ مین گٹھون کے حساب سے اور ترکاریون مین گڈیون کے حساب سے اور جواہرات مین اور پوتون مین اور اُن چیزون مین جو (بدھنی کے وقت یا ادا کرنے کے وقت) دستیاب نہون اور تازی مچھلی مین بدھنی درست نہین ہی ہان اگر سوکھی مچھلی نمک لگی ہوئی مین ہو تو اسمین وزن سے بدھنی درست ہی اسیطرح گوشت مین بھی بدھنی درست نہین ہی اور نہ ایسے پیمانہ اور گز سے کہ جسکی مقدار معلوم نہو اور نہ کسی خاص گاؤن کے گیہون (وغیرہ غلہ) مین (کیونکہ ہوسکتا ہی کہ اس گاؤن مین اس سال کچھ پیدا ہی نہو) اور نہ کسی معین درخت کے میوے مین اور بدھنی (کے درست اور صحیح ہونے) کی یہ شرطین ہین اوّل جنس کا بیان ہونا (یعنی جس چیز مین بدھنی کرنی ہی اسکی جنس بیان کردینا مثلاً یہ کہ گیہون ہونگے یا چنے ہونگے۔ دوسرے قسم (یعنی اُن گیہوؤن کی قسم بیان کرنی یا کہ بارانی یعنی مارون ہونگے یا چاہی ہونگے یا دیسی ہونگے یا چندوسی ہون گے) تیسرے صفت بیان کردینی (کہ موٹے ہونگے یا پتلے ہونگے) چوتھے مقدار بیان کردینی (کہ اتنے من ہونگے) پانچوین مدت (کہ ایک مہینے مین دو مہینے مین ادا کرینگے) اور مدت کم از کم ایک مہینہ ہونی چاہیے چھٹے اصل مال (یعنی جو اسوقت دیا جارہا ہی باعتبار ناپ یا تول یا شمار کے اسکی مقدار بیان ہونی چاہیئے ساتوین وہ جگہ جہان بدھنی کی چیز ادا ہوگی (یعنی بدھنی کی چیز کہان پہونچائی ہوگی وہ جگہ بھی اسیوقت بیان ہوجائے مگر یہ اُن چیزون مین سے جنکی باربرداری کی ضرورت ہو اور جن مین باربرداری کی ضرورت نہو اُنکو بدھنی والا جہان چاہے دیدے (مثلاً دو سیر گھی مین بدھنی کی تھی تو اسکے لیے کسی دوسرے اٹھانیوالے کی چندان ضرورت

[ل] یہان پیسون سے وہ پیسے مراد ہین جنکا چلن نہو جیسے آجکل عالمگیری پیسے وغیرہ ورنہ اگر ڈبل یا منصوری پیسے تو مثل روپیہ کے ثمن مین داخل

نہیں ہی لہذا اسمین اس ساتوین شرط کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہان اگر گھی وغیرہ زیادہ ہو تو ضروری ہی آٹھوین ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے راس المال پر (یعنی جسکے بدلے مین بدھنی ہوئی ہی) قبضہ ہو جانا شرط ہی پس اگر کسی نے دو سو روپون سے ایک کھیتی گیہوؤن مین بدھنی کی جسمین سے سو روپے ادھار کر لیے اور سو روپے نقد دیدیے تو سو روپے ادھار مین بدھنی باطل ہی فقط باطل ہونیکی وجہ یہی ہی کہ بدھنی کی جو آٹھ شرطین ہین اُن مین سے ایک یعنی آٹھوین شرط نہ پائی گئی - اصل کتاب مین اس موقع پر کُر کا لفظ ہی یہ ایک پیمانہ کا نام ہی جو ساٹھ قفیز کا ہوتا ہی اور ایک قفیز بارہ صاع کا اور صاع تقریبًا ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہی آگے کے لیے یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیئے کہ بدھنی کرنے والے سے مراد وہ ہی جو بدھنی کا روپیہ دے اور بدھنی والے سے مراد وہ ہوگی جو بدھنی کی چیز دے - مترجم ت اصل روپیہ اور بدھنی کی چیز مین قبضہ کرنے سے پہلے ایسا تصرف کرنا جایز نہین کہ اس بدھنی مین کسی کو ساجھی کر لے یا اُسکو بیع (وغیرہ) سے بیع کر دے (بلکہ اپنے قبضہ مین کرنے کے بعد ایسا تصرف کرنا چاہیئے) پس اگر بدھنی کرنے کے بعد اس (کا دونون نے اقالہ کر لیا (یعنی یہ بدھنی کا معاملہ توڑ دیا) تو اب اصل روپیے والا اس روپے کی بدھنی والے سے کوئی چیز نہ خریدے (بلکہ جو کچھ دیا ہو وہی پھیر لے پھر اپنا جو چاہے کرے) اور اگر (بدھنی ٹھیرنے کے بعد) اس بدھنی والے نے (کہین) ایک پیمانہ گیہوؤن کا خرید کر بدھنی کرنیوالے سے کہا کہ تم کو مجھسے جو بدھنی کے گیہون لینے ہین اُنکے عوض مین وہان سے جا کر گیہون لیلو جو میرے خریدے ہوے ہین تو اسکو یہ گیہون لینا درست نہین ہان اگر کسی کے ذمہ گیہون (وغیرہ) بطور قرض کے تھے اور وہ اس صورت سے ادا کر دے تو ادا ہو جائینگے یا یہ کہ بدھنی والے نے بدھنی کرنیوالے سے یون کہا کہ اول ان گیہوؤن پر میری طرف سے (یعنی میرے وکیل ہو کر) قبضہ کر و اور پھر اپنی طرف سے قبضہ کر لینا اور اُسنے ایسا ہی[1] کیا تو اب یہ بدھنی ادا ہو جائے گی - اگر بدھنی کرنیوالے نے بدھنی والے سے کہا کہ بدھنی کا غلہ میرے برتن سے ناپ دو اور اُسنے اُسکی عدم موجودگی مین ناپ دیا تو یہ اسکے قبضہ مین آیا ہوا شمار نہین ہوگا ف یعنی بیع مین اگر مشتری نے بائع سے کہدیا ہو کہ یہ غلہ میرے برتن سے ناپ دو اور بائع نے اس مشتری کی عدم موجودگی مین ناپ دیا ہو تو مشتری کا قبضہ ہو جانا درست ہوگا ت اگر کسینے (روپیہ کی جگہ) ایک لونڈی دیکر ایک پیمانہ (گیہون وغیرہ) مین بدھنی کی اور لونڈی اُس بدھنی والے کو دیدی پھر دونون نے بدھنی کا اقالہ

[1] یعنی اسکی طرف سے بطور وکیل کے ہو کر اسکی ناپ تول کی اور پھر اپنی طرف سے یعنی اپنی چیز سمجھکر اسکو تول لیا یا ناپ لیا تو یہ صورت درست ہو جائے گی ۱۲ مترجم

کرلیا یعنی بیع توڑدی) مگر وہ لونڈی اسی کے پاس مرگئی یا اقالہ ہونے سے پہلے مرگئی تو دونون صورتون مین اقالہ رہے گا اور درست ہوگا اور اس لونڈی کی اس بیع والے کو (جس کے پاس لونڈی مری ہی) قیمت دینی پڑے گی اور اس حکم کا برعکس (یعنی بالکل الٹا ہی) اگر اس لونڈی کو ہزار مین خریدا ہو (یعنی خریدنے کی صورت مین اگر مشتری کے پاس آکر مرگئی ہو اور اب یا مرنے سے پہلے بائع مشتری دونون آپس مین اقالہ کرنے لگین تو یہ اقالہ باطل ہوگا اگر بیع مین ایک شخص ردی چیز مین بیع ہونے یا مدت معین ہونے کا دعوی کرے اور دوسرا اس ردی ہونے اور مدت کی تعیین کا انکار کرے تو اس مدعی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا (کیونکہ اسکا کہنا بیع کی شرطون کے موافق ہی اور دوسرا اخلاف کہتا ہی) اس منکر کا کہنا معتبر نہوگا اور موزے طشت اور آفتابے جیسی چیزون مین بیع کرنا اور سائی پر بنوانا درست ہی اور بنوانے والے یا بیع کر بنوالے کو دیکھنے پر اختیار ہوگا (کہ پسند آئے لیلے نہ پسند آئے نہ لے) اور اسکے دیکھنے سی پہلے بنانیوالے کو بھی اختیار رہتا ہی اسکو اور کسی کے ہاتھ فروخت کردے اور اگر ان چیزون کو بنا کر دینے کا کوئی وقت ٹھہر گیا ہو تو وہ (امام صاحب کے نزدیک) بیع ہی (اسمین بیع کی سب شرطین پائی جاتی ہین)

باب المتفرقات

یعنی کچھ متفرق مسئلے

کتے - چیتے - درندون اور پرندون کو بیچنا درست ہے - شراب اور سور کے سوا اور چیزون کے بیچنے مین مسلمان اور ذمی دونون برابر ہین (یعنی جو چیزین ذمی کو بیچنی جائز ہین وہی مسلمانون کو بھی جائز ہین سوا ان دو اور دیگر محرمات کے کہ یہ ذمی کو بیچنی جائز ہین مسلمان کو بیچنی جائز نہین ہین) اگر کسی نے دوسرے کہا کہ تو اپنا غلام زید کے ہاتھ ایکہزار روپیہ مین اس شرط پر بیچدے کہ ان ہزار کے سوا سو روپے کا تیرے لیے مین ضامن ہون اُسنے اسکے کہنے سے غلام بیچدیا تو اسکا ہزار مین بیچنا درست ہوگا) اور اسکا ضامن ہونا باطل ہوگا ہان اگر یون کہا ہو کہ اسکی قیمت مین سے ایک ہزار کے سوا) سو روپے کا ضامن ہون تو اب ایک ہزار اس زید کے ذمہ ہونگے اور سو اس (کہنے والے) ضامن کے ذمہ - اگر کسی نے ایک لونڈی سے نکاح کرنیکے بعد اسکو خرید لیا اور پھر اس سے صحبت کرلی تو یہ صحبت کرنا قبضہ کرلینا ہی (یعنی اس سے اسکا قبضہ ہوجانا ثابت ہوگیا) اور فقط نکاح کردینے سے قبضہ ہونا ثابت نہین ہوسکتا اگر کوئی ایک غلام خرید کر (اسکی قیمت ادا کرنے اور اسکو اپنے قبضہ مین کرنے سے پہلے) کہین چلا گیا اور بائع نے اپنے بیچ کرنے پر گواہ پیش کیے اور اس شخص کا پتہ معلوم

ف [1] اکثر اہل تصنیف کا یہ طریقہ ہی کہ جب بعض بابون کے کچھ مسئلے ان ابواب مین لکھنے سے رہجاتے ہین تو ان کو ان بابون کی کتاب کے آخر مین ذکر کردیتے

ہے تو اب اس بائع کے اس قرض (یعنی قیمت کے روپے) کیوجہ سے یہ غلام بیع نکیا جائے۔ (یعنی حاکم کو اسکے بیع کرنیکا مجاز نہین ہے اور اگر وہ لاپتہ ہے تو اب اس بائع کو قیمت دینے کی وجہ سے اس غلام کو بیع کر دیا جائے اگر دو آدمیون نے ملکر کوئی چیز خریدی اور (اسکی قیمت دینے سے پہلے) ان مین سے ایک کہین چلا گیا تو اس موجود مشتری کو اتنا اختیار ہے کہ کل قیمت اپنے پاس سے دیکر وہ شے اپنے قبضہ مین کرے اور جبتک اپنے شریک سے نصف قیمت وصول نکرے مبیع اپنے ہی پاس رکھے اگر کسینے ایک لونڈی سونے چاندی کے ایک ہزار مثقال مین بیچی تو اس صورت مین پانسو مثقال سونے کے لیے جائین اور پانسو مثقال چاندی کے۔ اگر کسی کے ذمہ کھرے روپے تھے اور اُسنے انکے عوض کھوٹے دیدیے اور لینے والے کو یہ پرکھ نہین کہ یہ کھوٹے ہین یا کھرے اور پھر اُسکے پاس سے وہ کھوٹے تلف ہوگئے تو بس یہ اب دینے والیکے ذمہ سے ادا ہوگئے اگر کسی کے باغ مین کسی پرند نے بچے نکال لیے یا انڈے دیدیے یا کسی کی زمین مین ہرن رہنے لگے تو انکو جو کوئی لیلے یا پکڑلے اسی کے ہین (زمین یا باغ والے کو یہ کہنے کا مجاز نہین کہ یہ میری زمین یا باغ مین تھے لہذا میرے ہین) وہ معاملات جو شرط فاسد سے باطل ہو جاتے ہین اور شرط فاسد پر معلق (دمشروط) نہین ہو سکتے وہ (سب) یہ (چودہ) ہین۔ بیع۔ تقسیم۔ اجارہ۔ اجازت۔ (یعنی بیع فضولی کی اجازت دینا) رجعت (یعنی بیوی کو طلاق دیکر پھر اس سے رجعت کرنا) مال سے صلح کرنا۔ قرض سے بری کرنا۔ وکیل کو معزول کرنا۔ اپنے ذمہ اعتکاف لازم کرنا۔ شراکت مین کھیتی کرنا۔ دو ملکر ایک کا دوسرے کے درختون کو پانی دینا کیلیے حق کا اپنے ذمہ ہونے پر اقرار کرنا۔ کسی چیز کو وقف کرنا۔ اور کسی کو تحکیم مقرر کرنا۔ اور وہ معاملات جو شرط فاسد سے باطل نہین ہوتے وہ (ستائیس ہین) یہ ہین قرض دینا۔ ہبہ کرنا۔ خیرات کرنا۔ نکاح کرنا۔ طلاق دینا۔ خلع کرنا۔ آزاد کرنا۔ رہن رکھنا۔ وصی بنانا۔ وصیت کرنا۔ ساجھا کرنا۔ مضاربت کرنا۔ قاضی بنانا۔ افسر بنانا۔ ضامن ہونا۔ حوالہ کرنا۔ وکالت کرنا۔ بیع کا اقالہ کرنا۔ غلام یا لونڈی کو مکاتب کرنا۔ غلام کو تجارت کی اجازت دینا۔ بچہ کے نسب کا دعوی کرنا۔ دانستہ خون کر دینے کے بعد اس سے صلح کرنا۔ زخمی سے صلح کرنا۔ ذمی بننے کا معاملہ کرنا۔ مبیع کی واپسی کو عیب کے سبب پر یا خیار شرط پر معلق کر دینا اور قاضی کو معزول کرنا۔ (بس ان سب معاملات کو اگر شرط فاسد پر معلق کیا جائیگا تو معاملہ درست ہوگا اور معلق کرنا فضول جائیگا۔

باب الصرف

نقد کو نقد کے عوض بیچنے کا بیان

ف صرف کے لغوی معنی پھیر نیکے ہین اور بعض موقع پر فضل کو زیادتی کے بھی معنی آجاتے ہین اور شرعی معنی

ــه کیونکہ یہ مباح چیزین ہین اور مباح کا یہ حکم ہے کہ جس کے ہاتھ لگ جاسے اُسی کی رہتی ہین ۱۲

یہ ہین جو آگے خود مصنف بیان فرماتے ہین ت صرف ایک ثمن کو دوسرے ثمن سے بیچنے کو کہتے ہین (مثلاً سونا چاندی کے عوض یا اشرفی روپون سے فروخت کرے یا روپیہ کو روپیہ سے بیچے) پس اگر دونون نقدین ہمجنس ہون (مثلاً دونون طرف سونا یا دونون طرف چاندی ہو) تو ایسی صورت مین دونون کا برابر ہونا اور بائع مشتری دونون کا (مجلس عقد ہی مین) قبضہ ہو جانا شرط ہی اگرچہ ان دونون چیزون کے کھرے پن مین یا گھڑائی مین کچھ فرق ہو (مثلاً چوٹی دار روپیہ کو کوئی تاجدار روپیہ سے بیچے تو یہ تب درست ہوگا کہ دونون وزن مین برابر ہون اور دونون پر فی الحال قبضہ ہو جائے) اور اگر دونون ہمجنس نہین ہین (مثلاً سونے کو کوئی چاندی سے بیچتا ہی یا اسکا برعکس) تو اب (دونون کا برابر ہونا ضروری نہین بلکہ) دونون طرف سے قبضہ ہو جانا شرط ہی پس اگر کسی نے سونا چاندی سے اٹکل کرکے بیچا (سونے کو وزن نہین کیا) تو اگر اسی مجلس مین بائع مشتری دونون قبضہ کرلین تو یہ بیع درست ہی (کیونکہ اس صورت مین دو جنس ہونے کیوجہ سے فقط قبضہ ہی ہونا ضروری ہی دونون چیزون کا وزن مین برابر ہونا ضروری نہین) صرف کی قیمت پر اپنا قبضہ کرنے سے پہلے اسمین تصرف کرنا درست نہین ہی مثلاً کسینے ایک اشرفی پندرہ ۱۵ روپے مین بیچی اور (ابھی روپے نہین لیے تھی کہ) ان روپون کا کپڑا خرید لیا تو یہ کپڑے کی بیع فاسد ہی (کیونکہ یہان صرف کی قیمت مین قبضہ کرنے سے پہلے تصرف ہوگیا) اگر کسی نے ایک لونڈی ہنسلی پہنے ہوئے دو ہزار مین بیچی کہ دونون ایک ایک ہزار کی ہین اور مشتری نے ایکہزار روپیہ اسیوقت دیدیا تو یہ دام ہنسلی کے شمار کیے جاوینگے (تاکہ بیع درست رہے کیونکہ ہنسلی کی بیع صرف مین ہی اگر یہ دام لونڈی کے شمار کیے جائین تو ہنسلی کی قیمت مین ادھار ہونیکے باعث بیع ناجائز ہوگی) اور اگر لونڈی ہنسلی سمیت دو ہزار مین خریدی جسمین ایکہزار نقد ایکہزار ادھار تو یہ نقد (بیع درست کرنے کے لیے) ہنسلی کی قیمت شمار کیا جائیگا اگر کسینے ایک تلوار سو کو بیچی جسپر پچاس روپے کا زیور لگا ہوا ہی اور مشتری نے قیمت مین سے کل پچاس روپیہ نقد دیے ہین تو یہ نقد روپیہ اس زیور کی قیمت شمار کیے جائین گے اگرچہ مشتری نے یہ بیان نہ کیا ہو کہ یہ روپیہ زیور کی قیمت کے ہین یا چاہی یہ بھی کہدیا ہو کہ یہ روپے دونون کی قیمت مین ہین (دونون صورتون مین یہ روپیہ زیور ہی کی قیمت ٹھہریگی) اور اگر اس صورت مین بائع مشتری قبضہ کرنیسے پہلے الگ الگ ہوگئے تو اگر وہ زیور تلوار سے بلا نقصان علیحدہ ہو سکتا، تو تلوار کی بیع درست ہوگئی زیور کی نہین ہوئی اور اگر وہ بلا نقصان علیحدہ نہین ہو سکتا تو دونوں کی بیع باطل ہی یعنی نہ زیور کی بیع ہوئی نہ تلوار کی) اگر کسی نے چاندی (یا سونے) کا برتن بیچا اور قیمت مین سے کچھ لے لیا

اور دونون الگ ہوگئے تو جتنی قیمت اُسنے لی ہی اسمین بیع درست ہوگئی اور یہ برتن بائع مشتری دونون کا مشترک رہیگا اب اگر اس برتن مین تھوڑا سا کسی اور کا نکل آئے تو اب مشتری کو اختیار ہی چاہی باقی برتن کو حصہ رسد دام دیکے لے اور چاہی واپس کر دے اگر کسینے چاندی کی ڈلی بیچی تھی اسمین کسیقدر حصہ دوسرے کا نکل آیا تو اس مشتری کو باقی کا ٹکڑا حصہ رسد دام دیکے لینا پڑے گا اسے پھیر دینے کا اختیار نہین ہی ف ان دونون مسئلون مین وجہ فرق ہونے کی یہ ہے کہ برتن مین شرکت ہونے سے نقصان[1] اور تکلیف ہوتی ہی اسوجہ سے وہان مشتری کو اختیار دیا گیا کہ چاہی ساجھے مین رکھے چاہے پھیر دے اور چاندی کی ڈلی مین شرکت سے کچھ نقصان یا تکلیف نہین اس لیے پھیرنے کا بھی اختیار نہین ہی۔ عینی ت دو روپے اور ایک اشرفی کو ایک روپیہ اور دو اشرفیون سے بیچنا درست ہے اسی طرح ایک بوری گیہون اور ایک بوری جو کو دو بوری گیہون اور دو بوری جو سے بیچنا اور گیارہ روپون کو دس روپے اور ایک اشرفی سے بیچنا اور ایک کھرے روپے اور دو کھوٹے روپون کو دو کھرے روپے اور ایک کھوٹے روپیہ سے بیچنا یا ایک اشرفی کو ایسے دس روپے مین بیچنا جو بائع کے مشتری پر قرض ہین یا مطلق دس روپے مین بیچنا جائز ہے اور ان دونون صورتون مین یہ بائع مشتری کو اشرفی دیدے اور اسکے بدلے کے دس روپے اپنے ذمہ کے قرض مین مجرا دے لے اور جن چیزون مین چاندی یا سونا غالب ہو (یعنی ملونی سے زیادہ ہو) تو وہ خالص چاندی اور سونے ہی کے حکم مین ہین ف یعنی جو نقرئی یا طلائی زیورات ہون یا روپے اشرفیان ہون اگر ان مین چاندی یا سونا ملونی سے زیادہ ہو مثلاً سونا چاندی آٹھ ماشہ ہون اور ملونی تین ماشہ ہو تو ان کا حکم بیع وغیرہ مین مثل خالص سونے یا خالص چاندی کے ہے ت یہانتک کہ بے ملونی کے چاندی یا سونے کو ملونی دار چاندی یا سونے سے فروخت کرنا یا ملونی دار کو ملونی دار سے فروخت کرنا درست نہین ہی جب تک کہ یہ دونون وزن مین برابر نہ ہون اور ایسے روپے یا اشرفیون کو قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہے اور جن چیزون مین ملونی زیادہ ہو (یعنے چاندی یا سونے سے کھوٹ غالب ہو) تو روپے اور اشرفیون کے حکم مین نہین ہین (یعنے ان کا حکم خالص چاندی یا خالص سونے کا نہین ہے) اسی وجہ سے ایسی چیزون کو ان ہی جیسی چیزون کے بدلے مین کمی بیشی سے بیچنا جائز ہے اور

---

[1] یعنی برتن مین شرکت نقص شمار کی جاتی ہے۔

ایسے روپے یا اشرفیون سے خرید وفروخت کرنا یا قرض لینا موافق رواج کے درست ہے اگر
تول کر لین دین کا رواج ہو تو تول سے اگر گنتی سے رواج ہو تو گنتی سے اور اگر دونون طرح رواج
ہو تو دونون طرح جائز ہے اور ایسے روپے یا اشرفیون کا جبتک کہین چلن رہے تو وہ بوجہ اثمان
مین سے ہونے کے معین کرنے سے معین نہین ہوتے اور اگر رواج نہ رہے تو پھر معین کرنیسے
معین ہوجائین گے ف ایسے مسائل مین تعیین سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اگر کسی نے کوئی چیز اُن
دس روپے مین بیچی جو مشتری لئے کھڑا ہے تو یہ تعیین فضول ہے یعنی مشتری کو یہی روپے
دینے ضروری نہین ہین بلکہ اُسے اختیار ہے کہ چاہے یہ دیدے چاہے اُن کو رکھ لے اور ایسے ہی
دیدے اگرچہ بائع نے یہ شرط بھی کرلی ہو کہ مین ان ہی روپے سے بیچتا ہون ہان اگر روپیہ مین چاندی
کم اور ملونی زیادہ ہو تو وہ معین کرنے سے معین ہوجائے گا کیونکہ ایسا روپیہ یا جو کچھ بھی ہو ثمن
کے حکم مین نہین رہتا بلکہ مثل اسباب کے ہوجاتا ہے اور اسباب مین یہ قاعدہ ہے کہ معین کرنے سے معین
ہوجاتا ہے مثلاً اگر بائع نے کوئی چیز کسی خاص چیز کے عوض بیچی تو اب مشتری کو وہی چیز دینی پڑیگی
اسکے بدلے مین اور نہین دے سکتا ہے اور جن چیزون مین چاندی اور ملونی برابر ہو یا سونا اور ملونی
برابر ہو تو خرید وفروخت اور قرض لینے مین اُن روپے یا اشرفیون جیسی ہین جن مین چاندی سونا
غالب ہو اور بیع صرف مین اُن جیسی ہین کہ جن مین ملونی غالب ہو (یعنی اُن کو اُن کی جنس کے ساتھ
کمی بیشی سے بیع کرنا درست ہوگا لیکن بیع کے ہوتے ہی قبضہ ہونا شرط ہے) اگر کسی نے
ملونی کے روپیہ یا اشرفی یا رائج پیسون سے کوئی چیز خریدی اور ابھی بائع کو دام نہین
دئے تھے کہ ان سکون (یعنی پیسون وغیرہ) کا رواج جاتا رہا تو یہ بیع باطل ہوجائے گی
اور رائج پیسون سے بیع کرنا جائز ہے اگرچہ معین نہ کیے ہون (کیونکہ رائج پیسے مثل روپون
کے ہین) اور بے چلن پیسون سے بیع درست نہین ہے جب تک کہ ان کو معین نکر دین اگر کسی
نے پیسے قرض لیے تھے پھر اُن پیسون کا چلن جاتا رہا تو ویسے ہی[1] پیسے دینے واجب ہین

---

[1] یہ حکم امام صاحب کے نزدیک ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ ایسی چیزون کو قرض لینا دراصل عاریۃً لینا ہے اور عاریۃً مین قیمت وغیرہ نہین آیا کرتی ہے ۱۲ از حاشیہ اصل -

(سیلنے و یسے ہی پیسے دیدے ان کی قیمت دینی ضروری نہین ہے) اگر کسی نے ایک روپے کے نصف پیسون سے کوئی چیز خریدی تو یہ بیع درست ہے (اس صورت مین مشتری کو نصف روپے کے پیسے دینے ہون گے اگر کسی نے صراف کو ایک روپیہ دیا اور یہ کہا کہ مجھے آٹھ آنے کے پیسے اور ایک اٹھنی رتی کم کی دیدے تو یہ درست ہے (کیونکہ اس صورت مین رتی کم نصف روپیہ تو رتی کم اٹھنی کے مقابلہ ہوجائے گا اور رتی زیادہ نصف روپیہ ان پیسون کا عوض شمار ہوگا۔

بابُ الکفالۃ[۱]

(ضامن ہونے کا بیان)

ت (حق) مطالبہ مین ایک کے ذمہ کے ساتھ دوسرے کے ذمہ ملا دینے کا نام (شریعت) مین اکفالت ہے ف مثلاً ایک شخص کے ذمہ دس روپیہ تھے پھر دوسرے شخص نے کہا کہ یہ روپیہ مین دون گا تو اسنے اسکے ذمہ کے ساتھ اپنا ذمہ ملا دیا کہ پہلے قرضخواہ پہلے ہی سے لے سکتا تھا اور اب اس سے بھی لے سکتا ہے اسی کا نام کفالت اور ضامنی ہے جو کفالت کرتا ہے اسکو کفیل کہتے ہین اور جس کی طرف سے کرتا ہے اسکو مکفول عنہ اور جس کے واسطے کرتا ہے اُس کو مکفول لہ یہ تینون نام یاد رکھنے ضروری ہین کیونکہ آیندہ مسئلے انھی پر متفرع ہونگے اور اس کفالت یا ضامنی کی دو قسمین ہین ایک حاضر ضامنی دوسری مال ضامنی ت اور حاضر ضامنی جایز ہے اگرچہ ایک آدمی کے کئی ضامن ہو جائین اور یہ ضامنی اسطرح کہنے سے ہوجاتی ہے کوئی کہے کہ مین اسکی جان کا کفیل ہوگیا یا جان کی جگہ بدن کے ایسے جز کا اپنے کو ضامن کہے جس سے سارا بدن مراد ہوتا ہے (مثلاً یون کہے کہ مین اس کی روح کا یا گردن کا یا سر وغیرہ کا ضامن ہون) یا جزء غیر معین (یعنی آدھے تہائی یا چوتھائی) کا اپنے کو ضامن ٹھیرائے یا کہے کہ مین اسکا ضامن ہون

---

[۱] کفالت کے لغوی معنی ملانے کے ہین چنانچہ قرآن شریف مین جو اکفال مذکور ہے وہان یہی معنی ہین جو مصنف بیان فرماتے ہین ۱۲ عینی۔

یا یہ کہے کہ یہ شخص میرے ذمہ ہے یا میری طرف ہے یا میں اسکا ذمہ دار ہوں یا اسکا طرفدار ہوں (تو ان سب الفاظ میں ضامنی ثابت ہو جائیگی) اور اگر یوں کہا کہ میں اسکی پہچان کا ضامن ہوں تو یہ ضمانت نہیں ہونگی۔ اگر ضامن نے یہ شرط ٹھہرالی تھی کہ میں مکفول عنہ کو فلان وقت ضرور حاضر کر دونگا تو اگر مکفول اسوقت حاضر کرانا چاہے تو یہ فوراً حاضر کر دے اگر اسنے حاضر کر دیا تو فبہا ورنہ حاکم اس ضامن کو قید کر دے اور اگر مکفول عنہ کہیں چلا گیا ہو تو اس ضامن کو حاکم اس تک جانے اور آنے کی مہلت دیدے اور جب مہلت کی مدت گذر جائے اور ضامن اسکو حاضر نہ کرے تو اس ضامن کو حاکم قید کر دے اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہو کہ اسکی جگہ اور پتہ ہی معلوم نہیں ہے تو اب اس ضامن سے کچھ مطالبہ نہ کیا جائے اگر ضامن نے مکفول عنہ کو ایسی جگہ حاضر کر دیا کہ وہاں مکفول لہ اس سے جوابدہی کر سکتا تھا شہر میں حاضر کر دیا تو یہ ضامن ضمانت سے بری ہو گیا اور اگر یہ ٹھیر گیا تھا کہ ضامن قاضی کی کچہری میں مکفول عنہ کو مکفول لہ کے سپرد کر دے تو اب اسکو کچہری ہی میں سپرد کرنا چاہیے اور مکفول عنہ یا خود ضامن کے مرنے سے یہ حاضر ضامنی باطل ہو جاتی ہے اور مکفول لہ کے مرنے سے باطل نہیں ہوتی (بلکہ اسکے وارث یا وصی اسکے قائم مقام ہو جائینگے) اور مکفول عنہ کو مکفول لہ کے سپرد کر دینے سے ضامن بری ہو جاتا ہے اگرچہ اسنے ضامن ہوتے وقت یوں نہ کہا ہو کہ جب میں تیرے سپرد کر دوں تو میں بری ہو جاؤں گا اور اگر مکفول عنہ خود ہی حاضر ہو جائے تب بھی ضامن ضمانت سے بری ہو جائیگا اور اگر ضامن کے وکیل نے یا اسکے قاصد نے اسکی طرف سے مکفول عنہ کو حاضر کر دیا تو تب بھی ضامن بری ہو جائیگا اور اگر ضامن نے یہ کہدیا تھا کہ اگر میں اس مکفول عنہ کو حاضر نہ کر دوں تو جو کچھ اسکے ذمہ ہے اسکا میں ضامن ہوں اور پھر اگلے روز اسکو حاضر نہ کیا یا وہ مکفول عنہ مر گیا تو جو کچھ اسکے ذمہ تھا وہ اس ضامن کو دینا پڑے گا۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر (مثلاً) سو اشرفیوں کا دعویٰ کیا اور اس مدعی نے کسی سے کہا کہ اب تو تم مدعا علیہ کو جانے دو کل کو میں اسے حاضر کر دونگا) اگر کل کو میں اسے حاضر نہ کر دوں تو یہ سو اشرفیاں میرے ذمہ رہیں پھر اگلے روز اسنے حاضر نہ کیا تو یہ سو اشرفیاں اسکے ذمہ ہونگی اور اگر کوئی شخص حد یا قصاص میں گرفتار ہو تو اسکو حاضر ضامنی دینے پر مجبور نہ کیا جائے (وہ خود ضامن دیدے تو فبہا ورنہ خیر) اور ان دونوں کے مقدموں میں مدعا علیہ قید کیا جائے یہاں تک کہ دو گواہ (مستور الحال) یا ایک گواہ عادل اسکے جرم پر گواہی نہ دیدے اور دوسری قسم (ضامنی کی) مال ضامنی ہے اور وہ جائز ہے اگر ضامن کو یہ معلوم نہ ہو کہ مال کتنا ہے بشرطیکہ وہ مال ایسا ہو جسکا یہ ضامن ہوتا ہے (دین صحیح ہو) اور دین صحیح اس دین کو کہتے ہیں کہ جو بغیر ادا کیے یا بغیر قرضخواہ کے معاف کیے ذمہ سے ساقط ہی نہ ہو اس قید کے بڑھانے میں یہ فائدہ ہے کہ اس سے بدل کتابت نکل گیا

اسکی کفالت درست نہیں ہے کیونکہ وہ دین صحیح نہیں اسلیے کہ اگر مکاتب یون کہدے کہ میان مجھسے بدل کتابت نہین دیا جاتا تو اُس کے ذمہ سے اتنا کہتے ہی یہ روپیہ ساقط ہوجاتا ہے تو سپر دین صحیح کی تعریف صادق نہین آتی یعنی وضح ست اور یہ مال ضامنی یون کہنے سے ہوجاتی ہے کہ مین اسکی طرف سے (مثلاً) ایک ہزار روپے کا ضامن ہون یا جو تیرا اسپر ہے اسکا ضامن ہون یا جو اس بیع مین بیع کا کوئی مستحق نکل آنیکی وجہ سے تیرا نقصان ہو یا جو کچھ تو فلانے کے ہاتھ بیچے یا کچھ تیرا اُسکے ذمہ ثابت ہو وہ میرے ذمہ ہے یا جو کچھ تیرا فلانے نے دبا لیا ہو وہ میرے ذمہ ہے اب اس مکفول لہ کو اختیار ہے کہ چاہے اُس ضامن سے مانگے چاہے قرضدار سے ہان اگر ضامنی کے وقت یہ ٹھیر گیا ہو کہ بس مکفول عنہ بری ہے اب اُسپر تقاضا نہ کیا جائے (یہ درست ہے اور) اس صورت مین یہ ضامنی حوالت ہوجائیگی جیسا کہ حوالت مین اگر یہ ٹھیر گیا ہو کہ اصل قرضخواہ پر بھی تقاضا رہے تو وہ حوالت کفالت یعنی ضامنی ہوجاتی ہے اگر مکفول لہ (یعنی روپے والے) نے ضامن یا قرضدار دونون مین سے کسی ایک پر تقاضا کر دیا تو اب دوسرے پر بھی تقاضا کرنا جائز ہے اور ضامنی کو کسی مناسب شرط پر معلق کرنا جائز ہے اور مناسب شرطین تین طرح پر ہوتی ہین اول یہ کہ جو حق مکفول عنہ کے ذمہ لازم ہو اسکو لازم ہونے کی شرط ٹھہرے مثلاً ضامن یون کہے کہ اگر بیع کسی اور کی نکلی تو مین ضامن ہون ف اس صورت مین ہے کہ مکفول عنہ نے کوئی چیز بیچی ہے اور مکفول لہ نے خریدی ہے اب اگر یہ چیز کسی اور کی نکل آئے تو مکفول لہ کے دام اس ضامن کو واپس کرنے ہونگے دوسرے یہ کہ وہ شرط مکفول عنہ سے حق وصول ہو سکنے کا ذریعہ ٹھہرے مثلاً ضامن نے یون کہا کہ اگر زید جو مکفول عنہ ہے آجائے تو مین اُسکا ضامن ہون تیسرے یہ کہ وہ شرط مکفول عنہ سے حق وصول نہ ہو سکنے کا ذریعہ ٹھہرے مثلاً ضامن یون کہے کہ اگر زید جو مکفول عنہ ہے شہر سے چلا جائے تو مین ضامن ہون (تو ضامنی مین یہ تینون طرح کی شرطین درست ہین ایسے ضامنی ثابت ہوجائیگی) اور ضامنی کو نامناسب شرطون پر معلق کرنا درست نہین ہے مثلاً یون کہا کہ اگر ہوا چلی تو مین ضامن ہون (ہوا کا چلنا ضامنی کے مناسب نہین ہے کیونکہ اُسے ضامنی سے کوئی تعلق نہین ہے اور اگر ایسی نامناسب شرط (ضامنی مین) مقرر کر لی گئی تو وہ ضامنی درست ہے مگر ضامن کو یہ ضامنی کا روپیہ اسیوقت دینا ہوگا (کیونکہ یہ شرط لغو ہے) پس اگر ضامن نے یون کہا تھا کہ جو کچھ مدعی کا مدعا علیہ کے ذمہ ہے مین اسکا ضامن ہون پھر مدعی نے گواہون سے یہ ثابت کر دیا کہ مدعا علیہ کے ذمہ میرا ایک ہزار روپیہ ہے تو یہ ہزار روپیہ ضامن کو دینا پڑیگا اور اگر وہ گواہون سے ثابت نہ کر سکا تو جسقدر یہ ضامن قسم کھا کے کہدے اسکا اعتبار کر لیا جائیگا (یعنی اتنا ہی روپیہ اسکو دینا آئیگا) اور مکفول عنہ کا کہنا کفیل (یعنی ضامن) پر نہین چل سکتا (یعنی نہین مانا جائیگا

مکفول عنہ جسقدر اپنے ذمہ بتائے وہی کفیل کو دینا پڑجائیگا) اور ضمانت مکفول عنہ کی اجازت اور بدون اجازت دونوں طرح درست ہے پس اگر کوئی مکفول عنہ کے کہنے سے ضامن ہوا تھا تو جو کچھ یہ مکفول عنہ کی طرف سے ادا کریگا پھر اس سے لیلیگا اور اگر اسکی بدون اجازت کے ضامن ہوا تھا تو اب پاس سے کچھ نہیں لے سکتا اور ضامن ضمانت کا روپیہ ادا کرنے سے پہلے اپنے مکفول عنہ پر تقاضا نہ کرے اور اگر مکفول لہ ضامن کے سر ہو جائے اگر کچھ بھی ضمانت کا روپیہ لئے بغیر نہیں چھوڑونگا تو ضامن مکفول عنہ کے سر ہو جائے (یعنی جیسا اسپر تقاضا ہوا ایسا ہی یہ مکفول عنہ پر تقاضا کرے) اگر مکفول لہ نے مکفول عنہ کو روپیہ معاف کردیا تو ضامن بھی بری ہوجائیگا اور اگر اسکو کچھ مہلت دیدی تو ضامن کو بھی مہلت ہوجائیگی اور اگر اسکا الٹا ہو یعنی مکفول لہ نے ضامن کو بری کردیا تو مکفول عنہ بری نہ ہوگا یا ضامن کو مہلت دیدی تو یہ مکفول عنہ کے لیے مہلت نہ ہوگی اگر ضامن نے یا مکفول عنہ نے روپیہ والے سے جس کے ہزار چاہتے تھے پانسو پر صلح کرلی تو ان پانسو سے ضامن اور مکفول عنہ دونوں بری ہوجائینگے اگر روپیہ والا ضامن سے کہے کہ بس روپیہ کا تو ضامن ہوا تھا وہ میں نے لیلیا تو اب ضامن مکفول عنہ سے وہ روپیہ لیلیگا اگرچہ اسنے دیا نہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ روپیہ والا خود اقرار کررہا ہے کہ میں نے لیلیا بس اسکا اقرار کافی ہے اور اگر اسنے فقط اتنا کہا ہے کہ تو بری ہوگیا یا میں نے تجھے بری کردیا تو اب یہ مکفول عنہ سے کچھ نہیں لے سکتا ف اسکی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو مدعی کیطرف سے اقرار محض تھا یہاں وہ اقرار بھی نہیں ہے غرضکہ ان دونوں صورتوں میں اقرار کے ہونے نہونے سے اتنا فرق ہوگیا مترجم عفی عنہ اور ضمانت سے بری ہونیکو کسی شرط پر معلق کرنا باطل ہے ف مثلاً مدعی یعنی مکفول لہ نے ضامن سے یوں کہا کہ اگر فلان شخص آجائے تو تو ضمانت سے بری ہے تو یہ تعلیق درست نہوگی یعنی ضامن بری نہ ہوگا عینی ت حد اور قصاص کی ضامنی باطل ہے اور اسیطرح بیع مرہون اور امانت کی بھی ضامنی باطل ہے اور قیمت کی اور مغصوب چیز کی یا ایسی چیز جو مشتری نے خریدنے کے قصد سے لی ہو اور بیع فاسد کی بیع کی ضامنی درست ہے اور کرایہ کے جانور چارپائے پر لادنے کی ضمانت کرلی یا جو غلام خدمت کرنے کے لیے نوکر رکھا گیا ہو اسکے خدمت کرنیکی ضمانت کرلی باطل ہے اور مدعی (یعنی مکفول لہ) کے مجلس عقد میں ضمانت قبول کیے بغیر کوئی ضامنی درست نہیں ہوسکتی (یعنی جان کی ضامنی ہو یا مال کی ضامنی ہو ضمانت ہوتے وقت مدعی کے ہان کیے بغیر نہیں ہوسکتی) ہان اگر کوئی بیمار ہو اور اسکی طرف سے اسکا وارث ضمانت دیدے تو یہ درست ہے اور اگر کوئی مفلس کنگال مرگیا ہو اور اسکی طرف سے اسکا وارث ضامن بنا ہو تو اس صورت میں یہ ضمانت درست نہ ہوگی اگر وکیل اپنے موکل کیلیے اس چیز کی قیمت کا ضامن ہونے لگے جس کے بیچنے کا وکیل ہو یا مضارب رب المال کے لیے مضاربت کی اسباب کی قیمت کا ضامن ہونے لگے یا دو شریکون نے سانجھے کا غلام

ایک عقد مین بیچا ہو انمین سے ایک شریک دوسرے کے لیے مشتری کی طرف سے قیمت کا ضامن ہونے لگے تو تینون ضمانتین باطل ہین اور عہدہ کے لفظ کیساتھ ضمانت دینی باطل ہی ف اسکی وجہ یہ ہی کہ عہدہ کا لفظ مشترک ہی وثیقہ عقد خیار شرط حقوق وغیرہ بہت سے معنی مین مستعمل ہوتا ہی پس چونکہ اس لفظ سے ضامن کی مراد معلوم اور معین نہین ہی لہذا یہ ضمانت درست نہوگی ط ت اسی طرح بیع کے چھڑا دینے کا ضامن ہونا بھی باطل ہی کیونکہ چھڑا دینے کے یہ معنی ہین کہ مبیع کو اسکے مستحق سے چھڑا کر مشتری کے حوالے کردے اور یہ ضامن کے قابو کی بات نہین ہی) اور مکاتب کیطرف سے) مال کتابت کی ضامنی بھی باطل ہی **فصل** اگر ضامن نے ابھی مدعی کو ضمانت کا روپیہ نہین دیا تھا کہ مدعا علیہ (یعنی مکفول عنہ) نے اس ضامن کو وہ روپیہ دیدیا تو اب وہ مدعا علیہ اس سے واپس نہ لے (کیونکہ ضامن نے اگرچہ ابھی دیا نہین مگر اب دیدیگا) اور اگر یہ ضامن اس روپیہ سے تجارت کرکے کچھ پیدا کرے تو وہ اسی کا ہی اور اگر وہ نقد نہ ہو بلکہ ایسی چیز ہو جو معین ہو سکتی ہی (مثلاً گیہون یا جو وغیرہ ہون تو اس صورت مین اس کا) مدعا علیہ کو دیدینا مستحب ہی اگر مدعا علیہ نے اپنے ضامن سے یہ کہا کہ تو مجھ پر ایک اطلس کے تھان کی بیع عینہ کرلے اسنے کرلی تو یہ خرید اس ضامن کی ہی اور بائع نے جو اسپر نفع لیا ہی وہ بھی اسی کے ذمہ ہی ف بیع عینہ اسے کہتے ہین کہ ایک کپڑا کسی سے بیس روپے مین ادھار خرید کر کسی کے ہاتھ پندرہ روپے مین نقد بیچدے تو اس صورت مین یہ خرید اور جو نقصان ہو ضامن کے ذمہ ہی کیونکہ ضامن مکفول عنہ کو اتنا کہنے سے اسکا وکیل نہین ہوجاتا تاکہ نفع نقصان مکفول عنہ کے ذمہ ہو یعنی لعضمات اگر کوئی کسی کا اس طرح ضامن ہوا کہ جو کچھ مدعی کا اسکے ذمہ نکلے (اسکا مین ضامن ہون) یا جو کچھ اس پر حاکم دلائے (اسکا مین ضامن ہون) پھر مدعا علیہ کہین چلا گیا اور مدعی نے ضامن پر اس مضمون کے گواہ پیش کیے کہ مدعا علیہ کے ذمہ میرا ایک ہزار روپیہ آتا ہی تو یہ گواہ نہ سنے جائینگے (یعنی ضامن سے یہ روپیہ نہین دلوایا جائیگا جبتک مدعا علیہ حاضر نہو جائے) اور اگر مدعی نے اسپر گواہ پیش کیے کہ زید پر (یعنی مدعا علیہ پر جو یہان موجود نہین) میرا اتنا روپیہ ہی اور یہ شخص اسکی اجازت سے اسکا ضامن ہی تو اب اس روپیہ کے دلانیکا اس ضامن اور مدعا علیہ دونون پر حکم کردیا جائیگا اور اگر گواہون سے اس مدعا علیہ کی بغیر اجازت کے ضامن ہونا ثابت ہو تو اب فقط اس ضامن ہی پر روپیہ دلایا جائیگا اگر کوئی اس طور پر ضامن ہوا کہ اگر مبیع کا کوئی دعویدار نکل آئے تو اسکی قیمت کا مین ضامن ہون تو یہ ضامنی اس بیع کو تسلیم کرلینا اور اسکا اقبال کرلینا ہی (یعنی پھر یہ ضامن اس مبیع کی بابت یہ دعوی نہین کرسکتا کہ میری ملکیت ہی یا مین نے خریدی ہی اگر اسنے ایسا کیا تو اسکا دعوی رد ہوگا) ہان ایسی صورت مین فقط بیع نامہ گواہی یا مہر کردینا تسلیم کرنا نہین ہی (یعنی گواہی یا مہر کردینے کے بعد اگر اسنے مبیع پر اپنی ہونیکا دعوی کردیا تو وہ دعوی قابل سنا ہوگا)

اگر کوئی شخص دوسرے کیطرف سے اسکی زمین کے خراج کا ضامن ہوگیا یا خراج کے بدلے کوئی چیز رہن رکھدی یا دوسرے کی نوائب کا (یعنی اسکے بالی کمیرون کی مزدوری اور مشترک نہر کے کرایہ کا) یا ایک مشترک چیز کو اس کے حصہ دارون میں تقسیم کر دینے کا ضامن ہوگیا تو یہ ضمانت اور رہن سب جایز ہین، اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرے لیے فلانے کی طرف سے سو روپے کا ضامن ہون جو اسے ایک مہینے بعد دینے تھے وہ بولا کہ مہینے کو دین ابھی دینے ہین تو اس صورت مین ضامن کا کہنا معتبر ہوگا ایک شخص نے ایک لونڈی خریدی اور دوسرا آدمی اسکے لیے اس بات کا ضامن ہوگیا کہ اگر یہ لونڈی کسی اور کی نکلی تو قیمت کا مین ضامن ہون پھر لونڈی کسی اور کی نکلی تو ابھی یہ مشتری ضامن سے قیمت نہ لے جبتک کہ بائع کو لونڈی کی قیمت واپس کر دینے کا حکم نہ ہو جائے

باب کفالۃ الرجلین والعبد وعنہ

دو آدمیون کے ضامن ہونے یا غلام کے ضامن ہونے یا غلام کیطرف سے ضامن ہونیکا بیان

ت دو شخصون کے ذمہ کسی کا قرض ہو انمین سے ہر ایک دوسرے کا قرضخواہ کے لیے ضامن ہوگیا تو اب اگر انمین سے ایک کچھ ادا کرے تو اتنا اپنے شریک سے نہ لے ہان اگر آدھے قرض سے زیادہ ادا کر دیا ہے تو اس زیادتی کو اس سے لے سکتا ہے اور اگر دو آدمی کسی تیسرے کے ضامن ہوے تھے پھر یہ دونون آپسمین بھی ایک دوسرے کے ضامن ہوگئے تو انمین سے جو کچھ کوئی ادا کرے اسکا نصف دوسرے سے لیلے یا جو کچھ ادا کیا ہے سب اس اصل مکفول عنہ سے لیلے (اگر اسکے کہنے سے ضمانت ہوئی ہو) اور اگر مدعی انمین سے ایک کو بری کر دے تو اب مدعی سارا روپیہ دوسرے سے لیسکتا ہے اگر دو شخصون مین شرکت مفاوضہ ہے اور دونون مقروض ہین پھر انھون نے یہ شرکت توڑ ڈالی تو اب قرضخواہ انمین سے جس سے چاہے سارا قرض وصول کر سکتا ہے اور انمین سے ہر ایک جبتک آدھے سے زیادہ قرض ادا نہ کرے دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا۔ ف شرکت مفاوضہ کی تفصیل باب الشرکت مین گذر چکی ہے یعنی اُسے کہتے ہین کہ دو شخص برابر روپیہ لگاکر تجارت کرین اور انمین سے ایک اپنے شریک کی طرف سے کفیل اور وکیل ہو مترجم عفی عنہ ت اگر کسی نے اپنے دو غلامون کو ایک ہی دفعہ مکاتب کر دیا (مثلاً یون کہا کہ مین نے تمھین ایکہزار روپے پر سال بھر کی مہلت سے مکاتب کر دیا) اور پھر یہ دونون غلام آپسمین ایک دوسرے کے کفیل ہوگئے تو اب انمین سے جو کچھ کوئی ادا کرے اسکا نصف دوسرے سے لیلے اور اگر مکاتب کرنے کے بعد ان دونون مین سے ایک کو اسنے آزاد کر دیا تو اس غلام کے حصہ کے دام جسکو اسنے آزاد نہین کیا جس غلام سے چاہے لیلے اب اگر اس آقا نے آزاد شدہ سے لیلئے تو وہ مکاتب سے لیلے اور اگر اسنے مکاتب ہی سے لیے ہون تو وہ آزاد سے کچھ نہین لے سکتا کیونکہ آزاد کے ذمہ کچھ ہے ہی نہین

اگر کوئی غلام کی طرف سے ایسے روپے کا ضامن ہو گیا جو اسے اپنے آزاد ہونیکے بعد دینا تھا تو اس ضامن کو یہ روپیہ ابھی دینا ہوگا اگرچہ ضامن نے یہ کہا نہ ہو کہ اب دونگا اگر کسی نے دوسرے کے غلام پر دعوی کیا کہ یہ میرا ہے اور ایک شخص اس غلام کا حاضر ضامن ہو گیا پھر وہ غلام مر گیا اور اس مدعی نے گواہوں سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ غلام میرا تھا تو اس ضامن کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی اگر کسی نے ایک غلام پر کسی قدر روپے کا دعوی کیا تھا اور ایک شخص اس غلام کا حاضر ضامن ہو گیا بعد میں یہ غلام مر گیا تو یہ ضامن (ضمانت سے) بری ہو گیا کیونکہ غلام مرنے سے بری ہو جاتا ہے اور اسکا بری ہونا ضامن کے بری ہونیکا سبب ہے اگر کوئی غلام اپنے آقا کا اسکے کہنے سے ضامن ہو گیا تھا پھر وہ غلام آزاد ہو گیا اور آزادی کے بعد ضمانت کا روپیہ ادا کیا یا غلام کی طرف سے اسکا آقا ضامن ہو گیا تھا اور غلام کے آزاد ہونیکے بعد آقا نے ضمانت کا روپیہ ادا کیا تو ان دونوں صورتوں میں غلام یا آقا آپس میں ایک دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتے۔

کتاب الحوالہ

حوالہ کا بیان

ف شریعت میں ایک کے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ قرض کے منتقل ہو جانے کو حوالہ کہتے ہیں ف لغت میں حوالہ کے معنی پھیرنے اور نقل کرنیکے ہیں اور شریعت میں خاص قرض کے منتقل کرنے کو ہے اسکے بعد یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ محیل اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے ذمہ سے قرضہ منتقل کرے اور محتال علیہ وہ شخص ہے جس پر قرض منتقل ہو اور محتال وہ کہ جسکا قرض ہو ت صرف قرض میں حوالہ درست ہے بشرطیکہ محتال اور محتال علیہ دونوں راضی ہوں اور عینی (چیزوں) میں درست نہیں ہے اور جب محتال اور محتال علیہ حوالہ کو قبول کر لیں تو محیل (یعنی قرضدار) قرض سے بری ہو جائیگا اور حوالہ (سے) ہونیکے بعد محتال (یعنی مدعی) محیل سے (یعنی اپنے قرضدار سے) مطالبہ نہ کرے ہاں اگر اسکا یہ روپیہ مارا جائے (تو پھر قرضدار سے وصول کرے) اور مارے جانیکی یہ صورتیں ہیں کہ یا تو محتال علیہ حوالہ کا انکار کر دے اور قسم کھا جائے (کہ مجھے حوالہ کی خبر بھی نہیں) اور اس محتال کے پاس حوالہ کا ثبوت پیش کرنیکے گواہ نہوں یا محتال علیہ مفلس ہو کے مر جائے پھر اگر محتال علیہ نے محیل سے وہ روپیہ مانگا جو اسنے اسکے ذمہ منتقل کیا تھا اور محیل نے یہ جواب دیا کہ میں نے تو تجھ سے وہ روپیہ دلوایا ہے جو میرا تیرے ذمہ قرض تھا تو یہ جواب لغو ہوگا اور محیل کو بقدر قرض دینا پڑیگا اور اگر محیل محتال سے کہے کہ میں نے تو حوالہ اسواسطے کیا تھا کہ تو میرا کر کے اس سے روپیہ وصول کر لے اور محتال علیہ کہے کہ نہیں تو نے تو میرا روپیہ دلوایا ہے جو تیرے ذمہ قرض تھا تو اس صورت میں محیل کا کہنا معتبر ہوگا (یعنی فقط حوالہ کرنے سے محیل پر قرض ہونا ثابت نہ ہوگا) اگر کسی نے اپنے اس روپیہ کا حوالہ کر دیا (یعنی دوسرے کو دلوا دیا) جو اسکا (مثلاً زید) کے پاس بطور امانت کے رکھا تھا تو یہ حوالہ درست ہے اور اگر زید کے پاس سے وہ روپیہ جاتا رہا تو محتال علیہ (یعنی زید) بری ہو گیا

[illegible]

(کیونکہ روپیہ امانتاً تھا اور امانت کا تاوان نہیں ہوتا لہذا زید کو اپنے پاس سے نہیں دینا پڑیگا) اور ہنڈوی کرنا اور کرانا مکروہ ہے ف سفاتج سفتجہ کی جمع ہے جو سفتہ کا معرب ہے اور سفتہ کھوکھلی لکڑی کو کہتے ہیں عرب میں رواج تھا کہ لاٹھی وغیرہ کو کھوکھلی کرکے اسمیں روپیہ پیسہ رکھکر سفر میں لیجاتے تھے تاکہ کسی کو یہ خبر نہ ہو کہ اسکے پاس روپیہ ہے اور راستہ میں کچھ اندیشہ نہ رہے اور چونکہ ہنڈوی اسی کو کہتے ہیں کہ ایک شخص راستہ کے خطرہ کی وجہ سے کسی کو اسلیے روپیہ دیدے کہ وہ اسے اسکی جگہ واپس دیدے تو ہنڈوی اور سفتہ کے اصل معنی میں ایک مناسبت پائی گئی اسوجہ سے اب اسکے معنی ہنڈوی کے لیے جاتے ہیں اور چونکہ اسمیں ایک طرف کا فائدہ ہے لہذا جائز نہیں ہے یعنی [illegible]

کتاب القضاء

قاضی ہونیکا بیان

ت قاضی وہ ہوسکتا ہے جسکی گواہی معتبر ہوتی ہو اور فاسق قاضی ہوسکتا ہے کہ وہ گواہی بھی دیسکتا ہے مگر فاسق کو قاضی کرنا مناسب نہیں ہے اگر کوئی قاضی عادل تھا (یعنی فسق وغیرہ کی اسمیں کوئی بات نہ تھی) پھر وہ بسبب رشوت لینے کے فاسق ہوگیا تو ابھی عہدہ قضا سے معزول نہیں ہوجائیگا ہاں معزول کردینے کے لائق بیشک ہوگا اگر کسی نے (بڑے افسر کو) رشوت دیکر عہدۂ قضا لیا تو وہ قاضی نہ ہوگا اور فاسق مفتی ہوسکتا ہے اور بعض فقہاء کا قول یہ ہے کہ مفتی نہیں ہوسکتا اور مناسب نہیں ہے کہ قاضی بدمزاج سنگدل متکبر (حق اور اہل حق سے) عناد رکھنے والا ہو بلکہ قاضی ایسا شخص ہونا چاہیے کہ اسکے محرمات سے بچنے عقل کامل ہونے اور صلاح نیکبختی سمجھ حدیث دانی اور اسکے آثار صحابہ اور مسائل فقہ سے واقف ہونے میں لوگوں کو اعتماد ہو اور قاضی کا مجتہد ہونا بہت بہتر ہوگی شرط ہی (یعنی یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی مجتہد نہ ہو تو وہ قاضی ہی نہ ہوسکے بلکہ مجتہد ہونے سے قاضی میں اور زیادہ بہتری آجائیگی) اور مفتی بھی ایسا ہی ہونا مناسب ہے اور جسکو یہ اندیشہ ہو کہ اگر مجکو کچھ حکومت ملجائے تو مجھ سے ظلم ہوگا تو اسے قاضی ہونا (یعنی قضاۃ کا عہدہ قبول کرنا) مکروہ ہے اور جسکو یہ اندیشہ ہو اُسے قاضی بننا مکروہ نہیں ہے ہاں قاضی ہوجانیکی خود خواہش نہ کرنی چاہیے بادشاہ کی طرف سے عہدۂ قضا لینا خواہ وہ عادل ہو یا ظالم ہو اور باغیوں کی طرف سے قاضی ہونا جائز ہے پس جو شخص قاضی کیاجائے اسکو چاہیے کہ اپنے سے پہلے قاضی کا دفتر طلب کرے اور دفتر سے مراد وہ بستے ہیں جنمیں اس قاضی کے متعلق حکمنامے اور مقدمات کی مثلیں وغیرہ ہوں اور قیدیوں کو دیکھے جو قیدی کسی کے حق کا اقرار کرے یا اسکی وجہ کسی کا حق ہونا گواہوں سے ثابت ہو تا اسکو بدستور قید میں رہنے دے اور اگر نہ قیدی اقرار کرے اور نہ گواہ ہوں تو قاضی ایسے قیدی کے بارہ میں ڈونڈی پٹوائے اگر کسی کا اس قیدی کے ذمہ کچھ ہو یا تو وہ حاضر ہوکر اسکا ثبوت پہنچائے ورنہ ہم

قیدی کو چھوڑ دینگے) اور امانتون مین اور اوقاف کی آمدنی مین گواہون پر یا (خود واقف اور امین کے) اقرار پر عمل کرے معزول قاضی کے کہنے پر نہ رہے ہان اگر کوئی قاضی اس بات کا اقرار کرتا ہو کہ معزول قاضی نے یہ امانتین میرے پاس رکھوائی تھین تو خاص ان امانتون وغیرہ مین اس معزول قاضی کے کہنے کا اعتبار کرے اور مسجد مین یا اپنے گھر پر کچہری کیا کرے اگر کوئی کچھ تحفہ دے تو اسے واپس کردے ہان جو اسکا رشتہ دار ہو یا ایسا شخص ہو کہ وہ اسکے قاضی ہونے سے پہلے بھی اسکو بھیجا کرتا تھا اور نہ صرف اپنی ہی دعوت کرنیوالے کی دعوت قبول کرے جنازے کے ساتھ اور بیمار کی عیادت کو جایا کرے مدعی اور مدعا علیہ دونون کو برابر بٹھائے اور دونون کی طرف برابر توجہ کرے اور انمین کسی سے کان مین کوئی بات نہ کرے نہ کچھ اشارے سے کہے نہ حجج کا جواب سکھلائے نہ انمین سے کسی کی دعوت کرے نہ انسے ہنسی مذاق کرے نہ گواہون کو یہ پڑھائے کہ تم یون یون کہو

فصل اور جب مدعا علیہ پر مدعی کا حق ثابت ہو جائے تو حاکم مدعا علیہ کو حکم کرے کہ اسکا حق جو تیرے ذمہ ہے فوراً ادا کر اگر وہ انکار کرے تو اسے قید کرے اور یہ حکم اس صورت مین ہے کہ جو حق کسی چیز کی قیمت ہو (جو مدعی نے مدعا علیہ کے ہاتھ بیچی تھی) یا قرض کا روپیہ ہو یا مہر معجل ہو یا ضامنی کا روپیہ ہو انکے سوا اور حقوق مین اگر مدعا علیہ اپنے مفلس ہونیکا دعوی کرے تو اسکو قید نہ کیا جائے ہان اگر اسکا قرضخواہ (یعنی مدعی کسی شرعی دلیل سے) اسکے مالدار ہونیکو ثابت کردے تو قاضی جتنے دنون مصلحت سمجھے اسکو قید کرلے پھر لوگون سے اسکے حال کی تحقیق کرے اگر اسکے پاس مال ہونا ظاہر نہ ہو تو چھوڑ دے مگر اسکے قرضخواہون کو اسپر تقاضا کرنے سے نہ روکے (بلکہ ان کو اختیار ہے کہ باوجود مال نہ نکلنے کے بھی وہ جب چاہیں اسپر تقاضا کرتے رہین) اور مدعا علیہ اگر قید ہونے سے پہلے اپنے مفلس ہونے کے ثبوت مین گواہ پیش کرے تو انکو قاضی نہ سنے اور اگر مدعا علیہ اپنی مفلسی کے گواہ لائے اور مدعی اسکے مالدار ہونیکے (تو مالدار ہونیکے گواہ سنے جانیکے زیادہ لائق ہین اگر کوئی باوجود مالدار ہونیکے بھی قرضخواہ کا روپیہ نہ دے (بلکہ انکار کرجائے) تو اسکو قاضی ہمیشہ قید مین رکھے (جبتک وہ روپیہ ادا نہ کرے) اگر کوئی اپنی بیوی کو کھانا کپڑا نہ دے تو قاضی ایسے آدمی کو قید کردے ہان بیٹے کے قرضہ مین باپ کو قید نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی اپنی اولاد کو روٹی کپڑا دینے سے انکار کرے تو اسکو قید مین ڈالدیا جائے۔

باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ

(ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو یا اور کسی کو خط لکھنے کا بیان)

ف حدود اور خون کے مقدمون کے سوا اور مقدمات مین ایک جگہ کا قاضی دوسری جگہ کے قاضی کو خط لکھ سکتا ہے پس اگر ایک قاضی کے روبرو مدعا علیہ کی غیبت مین گواہون نے گواہی دیدی ہو تو یہ اس گواہی کو لکھکر اسپر اپنا حکم

فیصلہ کا لکھدے ایسے حکمنامے کو سجل کہتے ہین اور اگر مدعا علیہ کے سامنے گواہی نہ ہوئی ہو تو اب یہ قاضی فقط گواہی
لکھدے (کہ گواہ یون بیان کرتے ہین) تاکہ دوسرا (قاضی یعنی) مکتوب الیہ اسپر فیصلہ کا حکم لگادے اور ایسے مکتوب کو
حکمنامہ کہتے ہین اور درحقیقت حکمنامہ ایک جگہ سے دوسری جگہ گواہی کا منتقل کرنا ہے اور یہ قاضی حکمنامہ کو لکھکر گواہون
کے روبرو پڑھے اور انکے سامنے ہی اسپر اپنی مہر کرکے انکو دیدے پھر جب یہ حکمنامہ دوسرے قاضی (یعنی مکتوب
الیہ) کے پاس پہونچے تو وہ اول اسکی مہر دیکھے اور بغیر مدعا علیہ اور گواہون کے حاضر ہوئے اس حکمنامہ کو قبول نہ
کرے پس اگر گواہ اس بات کی گواہی دین کہ یہ تحریر فلان قاضی کی ہے اسنے اپنی کچہری مین (یہ ہمارا اجلاس) ہمارے
حوالے کی تھی اور جو کچھ اسمین لکھا ہے وہ ہمین سنا کر اسپر اس قاضی نے اپنی مہر بھی کردی تھی تو اب یہ قاضی اسکو لیکر
کھول لے اور مدعا علیہ کے روبرو پڑھے (تاکہ وہ سن لے) اور جو اسمین لکھا ہے وہ اسکے ذمہ کردے اگر یہ تو فوراً ادا کرے)
اور لکھنے والا قاضی اگر مر گیا یا موقوف ہو گیا یا جسکو لکھا تھا وہ مر گیا تو ان تینون صورتون مین یہ تحریر باطل ہو جاتی ہے
(قابل اعتبار نہین رہتی) ہان اگر مکتوب الیہ کا نام لکھنے کے بعد اسنے یہ لکھدیا ہو کہ مسلمانون کے قاضیون مین سے
جس قاضی کے پاس یہ تحریر پہنچے وہی اسکی تعمیل کرے (تو اب مکتوب الیہ کے مرنے سے یہ تحریر باطل نہ ہوگی) اور
مدعا علیہ کے مرنے سے یہ تحریر باطل نہین ہوتی۔ سوائے حدود اور خون کے اور مقدمات مین عورت کا فیصلہ کرنا
جائز ہے اور کوئی قاضی کسی کو اپنا نائب نہ کرے ہان اگر بادشاہ نے نائب رکھنے کا اسے اختیار دیدیا ہو تو رکھ سکتا ہے
بخلاف اس شخص کے جو جمعہ کی نماز پڑھانے پر مقرر کیا گیا ہو (کہ اسکو بادشاہ کیطرف سے اختیار ملے بغیر بھی اپنا نائب کر دینا
جائز ہے) اگر کسی قاضی کے ہان اس سے پہلے قاضی کے حکم کی اپیل کیجائے تو یہ اسکو بحال رکھے اگر وہ قرآن مجید اور
حدیث مشہور اور اجماع (امت کے) خلاف نہو اور عقود و فسوخ مین اگر قاضی نے جھوٹی گواہی پر حکم لگا دیا تو وہ ظاہر اور
باطن دونون مین جاری ہو جائیگا۔ نہ املاک مرسلہ مین ف عقود سے مراد یہ معاملات ہین جیسے خرید و فروخت اور
نکاح وغیرہ اور فسوخ سے مراد ان عقود کا حکم باطل کرنا ہے جس طرح بھی ہو پس یہ طلاق اقالہ اور رد بالعیب کو شامل ہے
پس اگر دو گواہون نے جھوٹی گواہی دی کہ اس عورت کا نکاح اس مرد سے ہو گیا ہے اور درواقع مین نہین ہوا تھا اور
قاضی نے نکاح ہو جانے کا حکم لگا دیا یا اسی طرح بیع یا ہبہ یا طلاق وغیرہ مین جھوٹی گواہی پر حکم لگا دیا تو یہ حکم ظاہر
اور باطن یعنی عند اللہ و عند الناس دونون مین جاری ہو جائیگا اگر نکاح کی صورت تھی تو اس عورت سے صحبت
کرنا اور اگر کسی چیز کے بیع ہونیکی گواہی تھی تو اس سے اس جھوٹے مشتری کو فائدہ اٹھانا جائز ہوگا لیکن املاک مرسلہ
مین یعنی ان ملکون کے دعوے مین کہ مدعی سبب ملک کا دعوی نہ کرے فقط ظاہر مین حکم ہوگا باطن مین نہ ہوگا مثلاً ایک شخص نے

ایک عورت سے اپنا نکاح ہونیکا دعوی کیا جو دوسرے کے نکاح مین ہی اور یہ بیان نہ کیا کہ اسکے شوہر نے اسکو چھوڑ دیا
ہی اور قاضی نے جھوٹی گواہی پر یہ عورت اسی مدعی کو دلادی تو اس مدعی کو اس عورت سے صحبت کرنی درست
نہین کیونکہ اسنے ملک مرسل یعنی نکاح مطلق کا دعوی کیا اور پہلے شوہر کی طلاق کو بیان نہین کیا جو سبب ملک ہی
اسلیے کہ بغیر اسکے طلاق دیئے عورت اسکی نہین ہو سکتی یعنی ۔ ؎ اور جو شخص موجود نہ ہو اسپر قاضی حکم نہ کرے ہان اگر
اسکا قائم مقام حاضر ہو مثلاً اسکا وکیل یا وصی حاضر ہو یا وہ چیز جسکا غائب پر دعوی ہی وہ حاضر پر دعوی کرنیکا لازمی
سبب ہو مثلاً ایک شخص نے ایک زمین چیز کا دعوی کیا جو دوسرے کے قبضے مین ہی کہ یہ چیز مین نے فلان غائب شخص سے
خریدی تھی تو اس صورت مین فلان غائب سے خریدنا اس حاضر پر دعوی ہونیکا سبب ہی) اب حاضر شخص حکماً قائم
مقام اس غائب کے ہو جائیگا اور قاضی یتیم کا مال بطور قرض کے دیدے اور اسکا تمسک لکھ لے باقی وصی اور باپ کو
اتنا اختیار نہین ہی ف یعنی وصی کو یہ اختیار نہین ہی کہ یتیم کا روپیہ وہ بطور قرض کے دیدے اور نہ اتنا اختیار باپ کو
ہی کہ وہ اپنی نابالغ اولاد کا روپیہ قرض دیدے

باب التحکیم

پنچ بدنے کا بیان

۔ ؎ دو آدمیون نے کسی کو پنچ بدا تھا تاکہ وہ ان دونون کا فیصلہ کر دے اور اسنے مدعی کے گواہ لیکر یا مدعا علیہ
کے اقرار پر یا اسکے قسم کہانے سے انکار کر جانے پر فیصلہ کر دیا اور یہ فیصلہ حدود یا خون کے مقدمہ کا یا ایسی خون بہا
کا جو قاتل کے کنبہ پر پڑتی ہو نہین ہی تو اسکا فیصلہ درست ہی بشرطیکہ جسکو پنچ بدا ہی وہ قاضی ہونیکی لیاقت رکھتا ہو
اسکے فیصلہ کرنے سے پہلے اگر ان دونون پنچ بدنے والون مین سے کوئی پھر جائے (تو کوئی حرج نہین) اسکا پھر جانا درست
ہی اور اگر وہ فیصلہ کر چکا تو یہ فیصلہ دونون پر لازم ہو گیا اور اس پنچ کا فیصلہ اگر قاضی کے مذہب کے موافق ہو تو وہ
اسکے فیصلہ کو بحال رکھے اور اگر موافق نہ ہو تو رد کرے ۔ اگر کوئی پنچ اپنے مان باپ یا بیوی بچون کے موافق فیصلہ
کر دے (کہ جسمین انکا فائدہ ہو) تو یہ فیصلہ غلط ہوگا جیسا کہ انکے لیے قاضی کا فیصلہ غلط ہوتا ہی بخلاف اسکے
قاضی یا پنچ اپنے مان باپ یا بیوی بچون کے برخلاف فیصلہ کرے تو وہ صحیح ہوگا ۔

مسائل شتی

متفرق مسئلے

۔ ؎ اگر نیچے کا مکان ایک کا ہو اور اوپر کا دوسرے کا (نیچے والا بغیر رضا مندی اوپر والے کے نہ مکان مین کھونٹی
گاڑے اور نہ طاق کھودے یہ اگر ایک لمبی گلی ہی کہ اسمین سے ویسی ہی گلی اور نکلی ہی مگر یہ گلی دوسری طرف نہین نکلتی تو
جسکا دروازہ پہلی گلی مین کو ہو وہ اس دوسری گلی مین کو دروازہ نہین کھول سکتا (اسکی صورت یہ ہی لمبی گلی ہی دوسری گلی

[illegible]

بخلاف اسکے کہ دوسری گلی گول (مثل چوک کے) ہو اسمین کوئی دروازہ کھول سکتا ہے اسکی صورت یہ ہے لمبی گلی گول گلی
ایک مکان ایک شخص کے قبضہ مین ہے اسپر دوسرے شخص نے یہ دعوی کیا کہ یہ مکان فلان وقت ..... (مثلاً
رمضان شریف مین) اُسنے مجھے ہبہ کر دیا تھا اور جب اس سے اسپر گواہ طلب ہوئے تو کہا کہ اس (مدعا علیہ) نے
ہبہ کرنے سے جب انکار کر دیا تو مین نے اس سے مول لے لیا تھا اور اس مول ہی لینے پر گواہ پیش کیے جنہون نے ہبہ کے وقت
سے پہلے مول لینے کی گواہی دی (جس وقت کی ہبہ کرنیکا اسنے دعوی کیا تھا (مثلاً ان گواہون نے رجب یا شعبان
مین مول لینا بیان کیا ہے) تو اس صورت مین یہ گواہی نہ سنی جائے گی اور اگر گواہون نے اسوقت کے بعد مول لینے
کی گواہی دی ہے تو گواہی سنی جائیگی ایک آدمی کے پاس ایک لونڈی ہے اس نے دوسرے سے کہا کہ یہ لونڈی مجھسے
تو نے خرید لی ہے اور وہ خریدنے سے انکاری ہے تو باوجود انکاری ہونے کے اگر اس سے آیندہ جھگڑا نہ کرنیکا قصد نہ
رکھے تو اسکو اس لونڈی سے صحبت کرنی جائز ہے ایک شخص نے کسی سے دس روپے لینے کا اقرار کر کے پھر یہ کہا کہ
وہ دس روپیہ کھوٹے تھے تو اس سے قسم کھانے کے بعد اسکا اعتبار کیا جائیگا اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تیرے ذمہ
میرا ایک ہزار روپیہ ہے اسنے اسکے کہنے کو رد کر دیا کہ تو غلط کہتا ہے تیرے ذمہ میرا کچھ نہین ہے پھر کہا کہ ہان تو سچ
کہتا ہے تو اب اس کے ذمہ کچھ نہین ہوگا ف اسکی وجہ یہ ہے کہ اقرار تو پہلا ہی تھا اسکو یہ غلط اور رد کر چکا اب دوبارہ
کہنا اس کا دعوی ہے وہ اسکو گواہون سے ثابت کرنا چاہیے یا مقر کیطرف سے تصدیق ہونی چاہیے بلا اسکے ثبوت نہین
ہو سکتا مسئلہ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا تھا مدعا علیہ نے جواب دیا کہ میرے ذمہ تیرا کبھی کچھ نہین
ہوا اسپر مدعی نے ایک ہزار روپیہ اسکے ذمہ ہونے پر گواہ پیش کیے اور مدعا علیہ نے وہ ہزار روپیہ ادا کر دینے یا اسکے معاف
کر دینے پر گواہ پیش کیے تو یہ مدعا علیہ کے گواہ منظور کیے جائینگے اور اگر مدعا علیہ نے یہ بھی کہدیا تھا کہ مین تجھے پہچانتا بھی
نہین ہون تو اس صورت مین گواہون کا بھی اعتبار نہ رہیگا ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ اسنے اپنی لونڈی
میرے ہاتھ بیچدی ہے اسنے کہا مین نے تیرے ہاتھ لونڈی کبھی نہین بیچی اسپر مدعی نے (لونڈی کے) خریدنے پر گواہ
پیش کیے (تو قاضی نے وہ لونڈی اسے دلادی) پھر اس لونڈی مین اسنے کوئی عیب دیکھا اور واپس کرنیکا ارادہ کیا
(تو) اسوقت اس (مدعا علیہ) بائع نے گواہون سے یہ ثابت کیا کہ یہ شخص اس لونڈی کے ہر عیب سے مجھے بری الذمہ کر چکا
ہے تو اسکے یہ گواہ نہین سنے جائینگے اور جس تمسک وغیرہ کے اخیر مین لفظ انشاء اللہ ہوگا وہ بیکار اور نکما ہے اگر
کوئی یہودی مر گیا بعد مین اسکی جورو نے یہ کہا کہ مین اسکے مرنیکے بعد مسلمان ہوگئی ہون اور وارث کہتے ہین کہ تو اس کے
سامنے ہی مسلمان ہوگئی تھی تو اس صورت مین وارثون کا کہنا معتبر ہوگا ف علم فرائض کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر دو وارثون مین

مذہب کا اختلاف ہو مثلاً باپ یہودی اور بیٹا مسلمان ہو تو انمین ایک دوسرے کا وارث نہین ہوا کرتا اسیلیے اس عورت کا گویا مقصود یہ ہی کہ مین اپنے شوہر کے مرنیکے وقت ہو نکہ یہودن ہی تھی ہم دونون مین اسوقت مذہبی اختلاف تھا اور بعد مین مسلمان ہوئی ہون لہذا مجھے شوہر کا ترکہ ملنا چاہیے لیکن اس صورت مین وارثون کا کہنا معتبر ہوگا اور اسے اسکے شوہر کا ترکہ نہین ملیگا ش اگر امین (کسی شخص کی بابت) یہ کہے کہ میرے پاس امانت رکھنے والے کا بیٹا ہی اسکے سوا اور اسکا وارث کوئی نہین ہی تو امین اُس شخص کو یہ امانت ضرور دیدے اور اگر (کچھ دنون کے بعد) دوسرے شخص کی بابت یہ پھر کہے کہ یہ بھی اسکا بیٹا ہی اور پہلا بیٹا اُسکی تکذیب کرے (یعنی اس بات مین امین کو جھوٹا بتلائے) تو وہ امانت کا روپیہ پہلے ہی کو دلایا جائیگا۔ اگر کسی کا ترکہ اُسکے وارثون یا قرضخواہون مین تقسیم کر دیا گیا تو اب اُن سے اُسکا ضامن نہین لیا جائیگا (ہان اگر کوئی وارث یا قرضخواہ نکل آیا تو اس کا حصہ دینا ہوگا) ایک شخص نے ایک مکان پر یون دعوی کیا کہ یہ میری اور میرے بھائی کی جو اسوقت یہان نہین ہی میراث ہی اور اپنے اس دعوے پر گواہ پیش کر دئے تو یہ اس مکان مین سے فقط آدھا لیلے (یعنی اس صورت مین اُسے اُسکے بھائی کا حصہ نہین ملسکتا) اگر کسی نے یون کہا کہ میرا مال یا جس چیز کا مین مالک ہون وہ مسکینون کے لیے صدقہ ہی تو یہ کہنا اس مال پر واقع ہوگا جس مین زکوٰۃ واجب ہوتی ہی ف یعنی اسکا جو مال اسکے کام مین رہتا ہو تو خواہ تھوڑا ہو یا بہت ہو مثلاً سواری کا گھوڑا یا برتنے کے برتن وغیرہ تو یہ صدقہ مین نہین آئینگے بلکہ جو اسکی حاجت سے زائد اور تجارتی مال ہو اسپر صدقہ کا حکم کیا جائیگا ش اگر کسی نے اپنے تہائی مال کی وصیت کی تو یہ وصیت (بلا خلاف) ہر چیز مین جاری ہوگی ایک شخص کو کوئی وصیت کرکے مرگیا اور اُسے وصیت کی خبر نہین ہوئی تو بھی اسکا وصی ہو (یہانتک کہ اگر وصیت کی خبر ہونیسے پہلے ہی اُسنے اس میت کے ترکہ مین سے کوئی چیز بیع کر دی تو بیع ہو جائے گی) بخلاف وکیل کے (کہ اگر وکیل نے وکالت کی خبر ہونیسے پہلے مؤکل کے مال مین کچھ تصرف کر دیا تو وہ تصرف ناجائز ہوگا) اور اگر اسکو کسی نے وکالت کی خبر کر دی تو پھر اسکا تصرف جائز ہوگا اور وکیل کا موقوف ہونا ثابت نہین ہوتا جبتک کہ ایک آدمی عادل یا دو (مستور الحال یعنی جنکی حالت کی خبر نہ ہو کہ یہ عادل ہین یا فاسق ہین) خبر نہ دین جیسا کہ آقا کو غلام کے قصور کرنیکی خبر دینی یا شفیع کو یہ خبر دینی کہ تیرے شفعہ کی زمین فلانے کے ہاتھ بیع ہو گئی ہے یا کنواری لڑکی کو یہ خبر کر دی کہ تیرا نکاح ہو گیا ہی یا ایسے مسلمان کو جو دار الحرب چھوڑ کے دار الاسلام مین آیا ہو احکام شرع کی خبر دینی اگر ان سب صورتون مین دو آدمی مستور الحال ہونے یا ایک عادل ہونا شرط ہی ف یعنی شرط پوری ہونے پر ان سب صورتون مین خبر کا ماننا لازم ہوگا (مثلاً آقا کو غلام کے قصور کے بدلے تاوان دینا پڑیگا

اور شفیع اگر اسوقت خاموش ہو رہا تو حق شفعہ جاتا رہیگا اور کنواری اگر خاموش ہو رہی تو نکاح صحیح ہو جائیگا اور اس
مسلمان پر احکام شریعت نماز روزہ وغیرہ سب فرض ہو جائینگے ؎ اگر قاضی یا قاضی کے امین نے کسی کے غلام کو
اسکے قرضخواہون کا روپیہ ادا کرنیکی غرض سے بیچکر اسکی قیمت لیلی اور ان کے پاس سے وہ قیمت جاتی رہی اور وہ
غلام کسی اور کا نکل آیا کہ اسنے اس مشتری سے غلام چھین لیا تو اب یہ قاضی یا امین قیمت کو ضامن نہوگا مشتری
ان قرضخواہون سے قیمت وصول کرے (جنکی وجہ سے یہ غلام بکا تھا) اگر قاضی نے کسی کے وصی کو یہ حکم دیا کہ تو
اپنے وصیت کرنیوالے کا غلام بیچکر اسکے قرضخواہون کا بھگتان کردے چنانچہ اسنے غلام بیچ دیا پھر اس غلام کا
کوئی دعویدار کھڑا ہو گیا یا مشتری کے قبضہ سے پہلے غلام مر گیا اور اس وصی کے پاس سے وہ قیمت بھی جاتی رہی تو یہ
مشتری وصی سے قیمت وصول کرے اور وصی قرضخواہون سے لے (جنکے سبب سے غلام بکا تھا) اگر کوئی عادل عالم
قاضی تم سے یون کہے کہ مین نے اس شخص پر سنگسار ہونیکا یا اسنے چوری کی تھی اسپر ہاتھ کاٹنے کا یا اسے مارنے
کا حکم لگا دیا ہی تو میرے حکم کو پورا کردے تو تمھین اسکا حکم پورا کردینا جائز ہی اگر کوئی موقوف شدہ قاضی کسی سے کہے کہ
مین نے جو تجھ سے ہزار روپیہ لیے تھے وہ مین نے زید کو دیدیئے ہین کیونکہ (فلان مقدمہ مین) تجھ پر مین نے انکی ڈگری کی تھی
اور وہ (جواب مین) کہتا ہی کہ (نہین) تو نے تو مجھ سے ظلم سے لیے تھے تو اس صورت مین قاضی کے کہنے کا اعتبار
ہوگا اور اسی طرح اگر (کسی ٹنڈے سے) قاضی نے کہا کہ مین نے تیرا ہاتھ حق کے موافق کٹوایا ہی اور وہ کہے نہین
تو نے ظلماً کٹوایا ہی تو اب بھی قاضی ہی کا کہنا معتبر ہوگا) بشرطیکہ جسکا ہاتھ کٹا ہی یا جس سے روپیہ لیا گیا ہی دونون اس
بات کے مقر ہون کہ اسنے قاضی ہونیکی حالت مین ہاتھ کٹوایا یا روپیہ لیا تھا ورنہ پھر قاضی کا کہنا معتبر نہوگا) ؎

کتاب الشہادۃ

گواہی دینے کا بیان

؎ ایک واقعہ کو جیسا آنکھون سے دیکھا ہو اسکو بیان کردینے کا نام (شرع مین) شہادت ہی باقی محض گمان
یا اٹکل سے کہنا شہادت نہین ہو سکتا اگر مدعی کسی کو شہادت کے لیے طلب کرے تو اسوقت اسکو شہادت دینی لازم
ہی (چونکہ شہادت مدعی کا حق ہی اسلیے اسکی طلبی پر موقوف ہی اور حدود کے مقدمات مین) شہادت کا چھپانا بہتر ہے
چوری کی شہادت (یعنی گواہی) مین گواہ یون کہے کہ اسنے مال لیا یون نہ کہے کہ اس نے چرایا (تاکہ مال کا ثبوت
ہو جائے اور اسکا ہاتھ کٹنے سے بچ جائے اور زنا کی گواہی (زنا کے ثبوت کے واسطے) چار مردون کی گواہی شرط
ہی اور اسکے سوا اور حد و اور قصاص (کے ثبوت) کے لیے دو مردون کی گواہی کافی ہی اور جو پیدا ہو نیوالے

؎ یہ خطاب ہر شخص کو ہی جو قاضی کا حکم بجا لانے کے قابل ہو ؎ شہادت کے لغوی معنی حاضر ہونے کے ہین اور شرعی معنی [illegible]

عورت کے کنواری ہونے مین اور عورتون کے ان عیبون کے مقدمات مین جنپر مرد مطلع نہین ہو سکتے ایک عورت
کی گواہی کافی ہو ان مذکورہ سب صورتون کے سوا اور کل مقدمات مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی
کافی ہو ہان ان سب گواہیون مین گواہی کا لفظ ہونا اور اس گواہ کا عادل (راست گو) ہونا بیشک ضروری اور
شرط ہو یعنی عادل آدمی یون کہے مین گواہی دیتا ہون اگر ایسے لفظ نہ کہیگا تو اس گواہی کا اعتبار نہین
کیا جائیگا خواہ مرد ہو یا عورت ہو) اور کل حقوق (کے مقدمات) مین خفیہ و علانیہ قاضی گواہون کی حالت کی
تحقیق کرے باقی مدعا علیہ اگر مدعی کے گواہون کو عادل بتانے لگے تو اسکا کہنا کافی نہین ہو سکتا ہان گواہون
کے عادل ہونے کی تحقیق کرنے اور قاصد ہونے اور دوسرے شخص کی زبان سمجھانے کیلئے ایک آدمی کافی ہو یعنی اگر
قاضی کے تحقیق کرنے پر ایک آدمی نے کہدیا کہ یہ آدمی عادل ہو یا قاضی نے کسی سے یہ حال معلوم کرنے کیلئے ایک
آدمی کو قاصد کرکے بھیجدیا یا ایک آدمی نے دوسرے کی زبان کا ترجمہ اپنی زبان مین کر دیا تو ان تینون صورتون مین یہی
ایک آدمی کافی ہو دو کا ہونا ضروری نہین (چند معاملون مثلاً بیع - اقرار حکم حاکم غصب خون کے مقدمات مین
ہر آدمی کو اختیار ہو کہ جو کچھ اسنے دیکھا یا سنا ہو عدالت مین جاکر کہدے اگرچہ اسپر ایسے گواہ نہ کیا گیا ہو ان دوسرے کی
گواہی پر گواہی نہ دے جبتک کہ اسکو گواہ نہ بنایا جائے گواہ قاضی اور راوی کو اگر واقعہ پورے طور پر یاد نہ ہو تو فقط
لکھے ہوے پر کاربند نہو جائین اور بلا آنکھون سے دیکھے کسی بات کی کوئی گواہی نہ دے سوائے نسب موت نکاح عورت
صحبت کرنا - قاضی کی قضاۃ اور اصل چیز کا وقف کرنا کہ ان چیزون (کی اگر کسی ایسے شخص نے اس سے بیان کیا ہو کہ
جسکے نیک ہونے پر اسے پورا بھروسہ ہو تو یہ انکی گواہی دیسکتا ہو **ف** نسب کی گواہی سے مراد یہ ہو مثلاً کوئی یون
گواہی دیگر مین نے لوگون سے یون سنا ہو کہ فلان آدمی فلانے کا بیٹا یا اسکا بھائی ہو اور موت کی بابت یون گواہی
کہ مین نے لوگون سے سنا ہو کہ فلان آدمی مر گیا ہو اور نکاح مین یون کہے مین نے لوگون سے سنا ہو کہ فلانی عورت
فلانیکی بیوی ہو اور صحبت ہونیکی بابت یون گواہی دے کہ مین نے سنا ہو کہ فلان شخص نے فلانی عورت سے نکاح کرکے
اس سے ہمبستری کرلی ہو اور قضاۃ قاضی کی گواہی کی صورت یہ ہو یون کہے کہ مین نے سنا ہو کہ فلان بادشاہ کیطرف سے
قاضی ہو گیا ہو اور اصل چیز کے وقف کرنیکی بابت یون گواہی دے کہ مین نے سنا ہو کہ فلان شخص نے یہ زمین وقف
کردی ہو تو اس صورت سے یہ سب گواہیان دینی درست اور جائز ہین یعنی وہ شے جس کسی کے پاس (یعنی اسکے
قبضہ مین) کوئی چیز ہو سوائے غلام اور لونڈی کے تو ایسے دیکھنے والے شخص کو یہ جائز ہو کہ تو یون گواہی دیدے کہ یہ چیز
اسی کی ہو کیونکہ قبضہ مالک کی دلیل ہو ہان اگر گواہ نے کھول کر قاضی کے سامنے یہ بیان کر دیا کہ مین سنی سنائی گواہی

کنواری سے تو گواہی درست ہو گی ۱۲ منہ

دیتا ہون یا اس چیز پر قبضہ دیکھکر ایسی کی بتاتا ہون تو قاضی ایسی گواہی نہ سنے اگر کسی نے یون گواہی دی کہ مین فلان آدمی کو دفن ہوتے مین شریک تھا یا اسکے جنازے کی نماز مین نے پڑھی ہو تو یا آنکھون سے دیکھنے کی برابر ہے یہانتک کہ اگر ایسا گواہ قاضی کے روبرو کھولکر بھی یہ بیان کردے کہ مین نے لوگون سے سنا تھا کہ یہ جنازہ فلانی کا ہے تب بھی قاضی اسکی گواہی قبول کرلے

باب من تقبل شہادتہ ومن لا تقبل

ان لوگون کا بیان جن کی گواہی مقبول ہوتی ہے اور جن کی مقبول نہین ہوتی

ف اندھے و غلام اور نابالغ کی گواہی قبول کرنے کے قابل نہین ہوتی ہان اگر غلام غلامی کی حالت مین اور نابالغ نابالغی کی حالت مین گواہ بنے کا آزاد ہونے اور بالغ ہونے کے بعد گواہی دی تو وہ مقبول ہوگی اور جو تہمت لگانے مین سزا یافتہ ہو اسکی گواہی بھی قبول نہین ہوسکتی اگرچہ وہ توبہ بھی کرلے ہان اگر کسی کافر کو تہمت لگانے مین سزا ہوئی تھی پھر وہ مسلمان ہوگیا تو اب وہ داغی نہین رہیگا اسکی گواہی مقبول ہوگی اولاد کی گواہی مان باپ اور دادا دادی کے حق مین اور مان باپ کی اولاد کے اور دادا دادی کی پوتا پوتی کے حق مین معتبر نہین ہوسکتی (اور اسی حکم مین نانا نانی نواسہ نواسی بھی ہین) اور نہ میان کی بیوی کے حق مین اور نہ بیوی کی میان کے حق مین اور نہ آقا کی اسکے غلام کے اور اسکے مکاتب کے حق مین اور نہ ایک ساجھی کی دوسرے ساجھی کے حق مین اس مال کے مقدمہ مین جو انکے ساجھی کا ہو اور نہ مخنث کی اور نہ نوحہ کرنے والی اور نہ گانے بجانے والے کی اور نہ دشمن کی اگر دشمنی دنیاوی سبب سے ہو اور نہ ایسے شرابی کی جو لہو و لعب کے لیے ہمیشہ شراب پیتا ہو (اگر کسی نے دوائی کی غرض سے پی ہو تو اسکی گواہی مین کوئی ہرج نہین) اور نہ ایسے شخص کی جو پرند باز ہو (پرند باز مین [illegible] تیتر باز بٹیر باز کبوتر باز وغیرہ وغیرہ سب آگئے) اور نہ ایسے کی جو لوگون کو گانا سناتا ہو اور نہ اسکی جو سزا ہونے کے کام کرتا ہو یا حمام مین نہانے کو ننگا بے تہ بند جاتا ہو یا سود خوار ہو یا جوئے کے طور پر چوسر بازی یا شطرنج بازی کرتا ہو یا چوسر و شطرنج کے سبب اسکی نماز قضا ہوجاتی ہو یا جو رستہ مین پیشاب کرتا یا کھاتا پھرتا ہو یا علانیہ بزرگون کو برا کہتا اور گالیان دیتا ہو اور ہر شخص کی گواہی اسکے بھائی کے مقدمہ مین یا اسکے چچا یا دودھ کے مان باپ یا سوتیلی بیٹی یا داماد یا بہو یا سوتیلی مان یا بدعقیدون کے مقدمہ مین گواہی صحیح ہوگی (یعنی یہ رشتہ وغیرہ گواہی کے بارے مین کچھ مضر نہین ہوتا) سوائے خطابیہ کے ف یعنی خطابیہ گواہی دینے کے قابل نہین ہوتے خطابیہ رافضیون کی ایک فرقہ کا نام ہے جو ابوالخطاب محمد بن ابی زینب الاجدع کی طرف نسبت کیے جاتے ہین اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہے کہ یہ ایک قسم کے رافضی ہین جو اسوقت جھوٹی گواہی دینا جائز سمجھتے ہین کہ جب مدعی انکے سامنے قسم کھا کر کہے

کرین اپنے دعوے مین حق پر ہون جیسے ت ذمی کی گواہی ذمی پر اور حربی کی گواہی حربی پر جائز ہے اور حربی کی گواہی ذمی پر جائز نہین ہے اگر کوئی کبیرہ گناہ سے بچے اور صغیرہ کا مرتکب ہو اسکی گواہی جائز ہے اسیطرح اسکی گواہی جس کی ختنہ نہ ہوئی ہون یا خصی ہو یا خنثی ہو (یعنی جس کے ذکر اور فرج دونون ہون) اور اسی طرح اہلکارون کی گواہی اور آزاد شدہ غلام کی اسکے آزاد کرنے والے کے مقدمہ مین جائز ہے اگر دو آدمی یہ گواہی دین کہ فلان شخص کو ہمارے والد نے اپنا وصی مقرر کیا تھا اور وہ شخص بھی ہے (مگر اسکا مدعی ہے کہ ہان مجھے اس نے وصی کیا تھا) تو ان دونون کی گواہی منظور ہوگی اور اگر اسنے انکار کیا تو منظور نہین ہوگی جیسا کہ اگر دو آدمی یہ گواہی دین کہ اس شخص کو ہمارے والد نے اپنے قرض کا روپیہ وصول کرنے کے لیے وکیل کیا تھا تو اب خواہ یہ وکیل وکالت کا اقرار کرے یا انکار کرے ان کی گواہی مقبول نہین اور اگر گواہون کے فاسق وغیرہ ہونے کی کوئی فضول جرح کرنے لگے تو قاضی گواہی پر جرح ہونے کو نہ سنے اگر کسی نے گواہی دی تھی اسکے بعد ابھی کچہری برخاست نہین ہوئی تھی کہ اس نے یہ بات کہی کہ گواہی مین مجھ سے کچھ غلطی ہو گئی ہے تو اسکا یہ کہنا تسلیم کیا جائیگا اگر وہ عادل ہو ۔

باب الاختلاف فی الشہادۃ

گواہی مین اختلاف ہونے کا بیان

ت گواہی اگر دعوے کے موافق ہوئی تو مانی جائیگی اگر مخالف ہوئی تو نہین مانی جائیگی ایک آدمی نے ایک گھر پر دعوی کیا کہ یہ مجھے ورثہ مین پہنچا ہے یا مین نے خریدا ہے اور اسکے گواہون نے یہ گواہی دی کہ ہان یہ گھر کا مالک ہے اور یہ نہ بیان کیا کہ کس طرح مالک ہوا ہے) تو یہ گواہی لغو ہے اور اگر اسکا الٹا ہو (یعنی ایک شخص نے دعوی تو فقط مالک ہونیکا کیا تھا اور گواہون نے مالک ہونیکا سبب بھی بیان کر دیا) تو اب گواہی لغو نہ ہوگی دونون گواہون کا اتفاق لفظ اور معنی دونون مین ہونا معتبر ہے پس اگر ان مین سے ایک نے ایک ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو یہ گواہی نہین سنی جائیگی اور اگر ایک نے ایک ہزار کی دی تھی اور دوسرے نے ڈیڑھ ہزار کی اور مدعی بھی ڈیڑھ ہی ہزار کا دعوی کرتا ہے تو ایک ہزار کی بابت گواہی قبول ہوگی اور اگر دو آدمیون نے ایک ہزار کی گواہی دی تھی پھر ان مین سے ایک نے یہ بیان کیا کہ مدعا علیہ نے پانسو ادا بھی کر دیے ہین تو دونون کی گواہی ہزار مین مقبول ہوگی (کیونکہ اسپر دونون کا اتفاق ہے) اور ایک گواہ کا بیان کہ پانسو ادا کر دیے گئے ہین نہین سنا جائیگا ہان اگر اسکے ساتھ دوسرا گواہ اور مل جائے (تو اسوقت چونکہ گواہی کا نصاب پورا ہوگا لہذا وہ گواہی معتبر ہوگی) اور جبتک مدعی پانسو وصول کر لینے کا اقرار نہ کر لے تو گواہ کو گواہی دینی مناسب

عینی ہی۔ اگر دو آدمیون نے ایک ہزار روپیہ قرض دینے کی گواہی دی اور انمین سے ایک نے یہی کہا کہ اس قرض لینے والے نے وہ ایک ہزار ادا بھی کر دیے ہین تو یہ گواہی ہزار روپیہ قرض دینے ہی پر صحیح ہوگی کیونکہ قرض کی بابت تو حجت پوری ہی اور ادائگی کی بابت نہین ہی) اگر دو آدمیون نے یہ گواہی دی کہ فلان شخص نے زید کو بقر عید کے روز مکہ مین قتل کیا ہی اور ان کے سوا اور دو نے یہ گواہی دی کہ اسی زید کو بقر عید کے دن مصر مین قتل کیا ہی تو ان چارون گواہون کو دھکے دیدیے جاینگے اور یہ دونون گواہیان رد کر دی جائینگی ہان اگر پہلے دو گواہون کی گواہی سنکر قاضی حکم لگا چکا ہو تو اب دوسری گواہی رائیگان جائیگی اگر دو آدمیون نے ایک آدمی کے گائے چرانے پر گواہی دی اور اسکے رنگ مین دونون کا اختلاف ہو گیا (کہ ایک گوری بتلاتا ہی دوسرا کھیری کہتا ہی) تو اس گواہی پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا ہان اگر دونون کا اختلاف نر مادہ ہونے مین ہو (کہ ایک کہے اس نے بیل چرایا ہی دوسرا کہے گائے چرائی ہی) یا غصب کے بارے مین اختلاف ہو (کہ ایک کہتا ہی اسنے چھین لی ہے دوسرا کہتا ہی کہ اسنے چرائی ہی اگرچہ رنگ بیان کرنے مین متفق ہون) تو ان دونون صورتون مین گواہی قابل اعتبار نہ ہوگی اگر کسی نے ایک شخص کی یون گواہی دی کہ اسنے فلانے کا غلام ایک ہزار مین خریدا ہی اور دوسرے گواہ نے ڈیڑھ ہزار مین خریدنا بیان کیا تو یہ انکی گواہی بیکار ہو جائیگی اور اسی طرح کتابت اور خلع کی رد بدل کی تعداد مین اگر گواہون کا اختلاف ہو جائے تو وہ گواہی بھی بیکار ہو جائیگی لیکن (اگر نکاح ہونیکے بعد تعداد مہر مین اختلاف ہو گیا تو) نکاح ایک ہزار پر صحیح ہو جائیگا مرنے والے کی چیز اسکے وارث کو نہ دلائی جائے جبتک کہ گواہون سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس شخص کا فلان وارث مر گیا ہے اور اسنے یہ چیز اسکے لیے میراث چھوڑی ہے یا دونون گواہ یون کہین کہ یہ چیز اسکے مورث کے مرنیکے وقت اسکی ملک تھی یا اسکے قبضہ مین تھی یا اسنے کسی کے پاس امانت رکھوا رکھی تھی یا اسنے کسی کو مانگے دے رکھی تھی ان سب صورتون مین قاضی وہ چیز وارث کو دلادے اور اگر کوئی مکان وغیرہ کسی کے قبضہ مین ہی اور) گواہون نے (ایک اور شخص کی بابت) یون گواہی دی کہ یہ مکان ایک مہینہ (یا سال بھر) سے اس شخص زندہ کے قبضہ مین ہے تو گواہی رد ہوگی ہان اگر مدعا علیہ نے بھی اس کا اقرار کر لیا کہ بیشک اسپر ایک مہینہ سے اس زندہ کا قبضہ ہی) یا دونون گواہون نے یون گواہی دی کہ مدعا علیہ نے بھی اسکا اقرار کیا ہے کہ بیشک یہ مکان مدعی کے قبضہ مین ہے تو اب وہ مکان مدعی کو دلا دیا جائے گا۔

باب الشہادۃ علی الشہادۃ

گواہی پر گواہی دینے کا بیان

ت اُن حقوق مین جو شبہہ سے ساقط نہین ہوتے (یعنی سوائے حدود اور خونی مقدمات کے) اگر دو گواہون کی گواہیون پر اور دو آدمی گواہی دین تو یہ گواہی برابر مانی جائیگی (اور پہلے گواہون کو اصلی گواہ کہا جاتا ہی اور پچھلون کو فرعی) اور ایک گواہ کی گواہی پر ایک آدمی کی گواہی قبول نہین ہو گی (بلکہ ہر ایک پر دو ہی گواہ ہونے چاہئین) اور فرعی گواہ بنانے کا طریقہ یہ ہی کہ اصلی گواہ فرعی سے یون کہے کہ تو میری اس گواہی پر گواہ رہ اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ فلانے نے میرے سامنے اتنے روپے کا اقرار کیا ہے اور اس فرعی گواہی کے ادا کرنیکا طریقہ یہ ہی فرعی گواہ یون کہے کہ مین اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ فلان شخص نے اپنے گواہی پر مجھے گواہ کیا تھا اور اسکی وہ گواہی یہ تھی کہ فلان شخص نے اسکے سامنے اپنے روپیہ کا اقرار کیا ہی اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تو میری اس گواہی پر گواہ رہنا کہ میرے سامنے فلان شخص نے اتنے روپے کا اقرار کیا ہے) اور فرعی گواہی مقبول نہین ہو سکتی ہان اگر اصلی گواہ مر جائین یا بیمار ہو جائین یا کہین سفر مین چلے جائین اگر فرعی گواہ اصلی گواہون کا عادل ہونا بیان کرین تو انکی عدالت ثابت ہو جائیگی ورنہ انکا عادل (وغیرہ) ہونا اورون سے دریافت کیا جائے اگر اصلی گواہ گواہی سے انکار کر دین تو فرعی گواہی بالکل بیکار ہو جائیگی اگر دو فرعی گواہون نے اصلی گواہون کی شہادت کے ذریعہ سے ایک عورت پر جو فلان شخص کی بیٹی فلان جگہ کی رہنے والی ہے ایک ہزار روپیہ ہونیکی گواہی دی اور دونون نے یہ بھی کہا کہ ہم سے اصلی گواہون نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ اس عورت کو پہچانتے بھی ہین اسپر مدعی فوراً ایک عورت کو لایا (کہ دیکھو یہ وہی ہی جسکے ذمہ ہونے پر تم گواہی دینے آئے ہو) فرعی گواہون نے کہا ہم نہین جانتے کہ یہ وہ عورت ہی یا نہین ہی (یہ پہچان تو اصلی گواہون کو ہی) تو اب مدعی سے کہا جائیگا کہ تو دو گواہ اور اسبات کے لا جو یہ گواہی دین کہ یہ عورت وہی ہی (جسپر یہ مقدمہ ہی) اور یہی حکم قاضی کے اُس نوشتہ کا ہی جو دوسرے قاضی کے پاس جائے اور اگر اصلی گواہون نے ان دونون صورتون مین (اس عورت کا پتہ بتلانیکی بابت) اتنا کہا کہ فلان عورت جو قبیلہ بنی تمیم سے ہی تو اتنا کہنا کافی نہین ہو گا جبتک اوپر کے قبیلہ مین سے کسی خاص خاندان مین سے اس عورت کے ہونیکو بیان نہ کر دین اور اگر کسی گواہ نے (گواہی دینے کے بعد) یہ اقرار کر لیا کہ مینے تو جھوٹی گواہی دی تھی تو اسکی اس بیوقوفی کو سارے شہر اور بازارون مین تشہیر کیا جائے اور مارنے یا قید کرنیکی

قشیر اندعا علیہ ہی شخص ہے ۱۲ منہ

ساتھ) تعزیر نہ کیا جاے۔

باب الرجوع عن الشہادة

گواہی سے پھر جانیکا بیان

ت گواہی (دیکراس) سے پھرنا جایز نہین ہے ہان اگر حاکم کے سامنے کوئی پھر گیا تو اسکا پھر نا معتبر ہوگا اور اگر حاکم کے حکم دینے سے پہلے دونون گواہ پھر جائین تو اب حاکم انکی گواہی پر حکم نہ لگائے اور اگر حکم لگ چکا تھا تو پھر (گواہ کے پھر جانیسے) وہ حکم ٹوٹ نہین سکتا اگر گواہی کے ذریعہ سے مدعی نے کچھ روپیہ چھپا لیا ہو اور پھر گواہ پھر گئے ہون جو روپیہ انھون نے تلف کیا ہے اسکے یہ دونون ضامن ہوکر مدعا علیہ کو دینگے خواہ وہ کوئی قرض ہو یا کوئی معین چیز ہو اور ایک گواہ پھرا ہے تو وہ نصف روپیہ کا ضامن ہوگا اور گواہی کے نصاب کے اُن گواہون کی شمار کا اعتبار ہے جو گواہی سے نہ پھرے ہون پھرنے والون کی شمار کا اعتبار نہین مثلاً کسی مقدمہ مین) تین آدمیون نے گواہی دی تھی اور ایک انمین سے پھر گیا تو اسکو کچھ دینا نہین پڑیگا) کیونکہ ابھی گواہ کا نصاب پورا ہے) اور اگر دوسرا اور پھر گیا تو اب ان دونون (پھرنے والون کو نصف روپیہ مدعا علیہ کو) دینا پڑیگا اور اگر ایک مرد اور دو عورتون نے گواہی دی پھر ایک عورت پھر گئی تو یہ چوتھائی مال کی ضامن ہوگی اور اگر دونون پھر گئین تو دونون آدھے کی ضامن ہونگی اور اگر ایک مرد اور دس عورتون نے گواہی دی تھی پھر آٹھ عورتین پھر گئین تو ان آٹھون پر کچھ نہین آئیگا پھر اگر (نوین) اور پھر گئی تو اُسوقت یہ نوکی نو چوتھائی مال کی ضامن ہونگی اور اگر عورتین اور مرد سب ہی مر گئے تو اُسوقت اس تاوان کے روپے وغیرہ کے جو انکی گواہی سے مدعی کو دلایا گیا ہے چھ حصے کئے جائینگے انمین سے ایک حصہ اس مرد پر اور پانچ حصے ان دسون عورتون پر (کیونکہ گواہی مین دو دو عورتین ایک ایک مرد کے برابر ہین) اگر دو مردون نے ایک مرد پر یا ایک عورت پر یون گواہی دی کہ اسنے اپنے مہر مثل پر اپنا نکاح کرایا یا کیا ہے اور پھر دونون پھر گئے تو ان پہ مہر کا تاوان نہ آئیگا اور اگر مہر مثل سے زیادہ پر نکاح ہونا بیان کیا تھا تو دونون اس زیادتی کے ضامن ہونگے اور بیع مین گواہ ضامن نہین ہوتے سوائے اس نقصان کے کہ جو مبیع کی قیمت مین آجائے ف یعنی مثلاً دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنی فلانی چیز بیع کر دی ہے اور پھر دونون پھر گئے تو یہ اسکی قیمت کے ضامن نہین اور اگر وہ چیز دس روپیہ مین بیع ہونیکی تھی اور گواہون نے پانچ روپیہ مین بیع ہونیکی گواہی دیدی پھر گواہی سے پھر گئے تو اب یہ اس کمی قیمت یعنی پانچ روپے کے ضامن ہونگے ت اور صحبت ہونے سے پہلے طلاق ہونے پر (گواہی دینے کے بعد اگر پھر جائین تو وہ نصف مہر کے ضامن ہونگے اور اگر صحبت کرنیکے بعد طلاق دی تھی بعد مین پھر گئے تو اب

یہ کہین کے ضامن نہین ہونگے اور اگر غلام کے آزاد کرنے کی گواہی دیکر پھر گئے تو دونون اسکی قیمت کی ضامن ہونگے (یعنی ان دونون گواہ اس غلام کی قیمت اسکے آقا کو دینی پڑیگی اور اگر کسی کی بابت خون کرنیکی گواہی دیکر پھر گئے تو دونون پر خونبہا کا تاوان پڑیگا اور قصاص مین یہ مارے نہین جائینگے اور اگر فرعی گواہ پھر جائین تو یہ ضرور ضامن ہونگے کیونکہ مال کا تلف ہونا ان ہی کی گواہی سے تعلق رکھتا ہی اور اصلی گواہ اگر یون کہدین کہ ہم نے فرعی گواہون کو اپنی گواہی پر گواہ نہین کیا تھا یا کہین کہ ہم نے انھین گواہ تو کیا تھا مگر غلطی سے کیا تھا تو ان دونون صورتون مین ان اصلی گواہون پر کچھ تاوان نہ آئیگا اور اگر اصلی اور فرعی سب ہی گواہ پھر گئے تو ایسی صورت مین فقط فرعی گواہون پر تاوان آئیگا اور فرعی گواہون کے اس کہنے کیطرف التفات نہ کیا جائیگا کہ اصلی گواہون نے جھوٹ بولا ہی یا انھون نے (گواہی دینے مین) غلط کہا ہی اور جو شخص گواہون کے عادل ہونیکی گواہی دینے کے بعد اس سے پھر جائے تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا قسم اور زنا کے ثبوت کے گواہ ضامن ہوتے ہین احصان اور شرط ثابت کرنیکے گواہ ضامن نہین ہوا کرتے ف یعنی اگر دو گواہون نے یہ گواہی دی ہو کہ فلان شخص نے یہ قسم کھائی ہو کہ مین اگر مسجد جاؤن تو میرا غلام آزاد ہے اور اُنکے علاوہ اور دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ شخص مسجد مین گیا تھا پھر یہ چارون گواہ پھر گئے تو جنھون نے قسم کھانیکی گواہی دی تھی انپر تاوان آئیگا اور جنھون نے یہ شرط پوری ہونیکی گواہی دی تھی انپر کچھ نہین آئیگا اسی طرح اگر چار گواہون نے کسی کے زنا کرنیکی گواہی دی اور دو نے اس شخص کے محصن ہونیکی اور اس غریب کے سنگسار ہونیکے بعد یہ سب گواہ پھر گئے تو اس صورت مین زنا کی گواہی دینے والون پر تاوان آئیگا اور محصن ہونیکی گواہی دینے والون پر نہ آئیگا ؂

کتاب الوکالۃ

وکیل کرنے کا بیان

ت وکیل کرنا درست ہی اور وہ اہل شریعت کی اصطلاح مین اسے کہتے ہین کہ جس تصرف کا آدمی خود مالک ہو اسمین اپنی طرف سے تصرف کرنیکے لیے ایک غیر آدمی کو اپنا قایم مقام کر دینا بشرطیکہ جسکو وکیل کرتا ہی وہ ان معاملات کو اچھی طرح سمجھتا ہو اگرچہ لڑکا ہی ہو یا ایسا غلام ہو جسے تجارت وغیرہ کی آقا نے اجازت دی ہو اور وکیل انہین ہو سکتا ہے جو آدمی خود طے کر سکے اور طرف ثانی کی رضامندی سے حقوق کی جوابدہی مین بھی وکیل کرنا جائز ہی مگر یہ کہ موکل بیمار ہو یا تین دن کے راستے کی مسافت سے زیادہ دور ہو یا سفر کرنے کیلئے طیار بیٹھا ہو یا موکلہ پردہ نشین عورت ہو تو ان چارون صورتون مین طرف ثانی کی رضامندی اور اجازت کی ضرورت نہین ہی، اور کسی کا حق ادا کرنے اور اپنا حق وصول کرنیکے لیے بھی وکیل کرنا جائز ہی

ہان اگر موکل (قاضی کی عدالت مین) موجود نہ ہو تو اُسکی طرف سے حدود اور خون کے مقدمہ مین وکیل کرنا جایز نہین ہے (اگر موکل وہان ہو تو اسوقت جائز ہی کیونکہ اس صورت مین کل کاروبار موکل ہی کیطرف سے سمجھے جائینگے اور وکیل کا اعتبار نہین رہیگا) اور جن معاملات کو وکیل اپنی طرف نسبت کرتا ہی (یعنی جن معاملات کو خود بطور مالک کے ہوکر کرتا ہی) جیسے بیع کرنا ٹھیکہ دینا اور اقرار سے صلح کرنا تو ان کے حقوق بھی وکیل ہی سے متعلق ہوتے ہین بشرطیکہ وکیل ایسا غلام یا لڑکا نہ ہو جسے معاملات طے کرنے کی اجازت نہ ملی ہو اور وہ حقوق یہ ہین مثلاً مبیع کو مشتری کے حوالہ کرنا (اگر وکیل بائع کی طرف سے ہو) اور مبیع پر اپنا قبضہ کرنا (اگر یہ مشتری کی طرف سے ہو) اور مبیع کا کوئی دعویدار نکل آئے تو بائع سے اسکی قیمت واپس لینا اور مبیع عیب دار ہو تو اسکی بابت بائع سے جھگڑنا اور مبیع کا مالک اول ہی سے موکل ہوتا ہی اسی وجہ سے یہ مسئلہ ہی کہ اگر وکیل موکل کیواسطے اپنے باپ یا بیٹے وغیرہ رشتہ دار کو (جو غلام ہین) خریدے[1] تو وہ آزاد نہونگے اور جن معاملات کو وکیل موکل کیطرف نسبت کرتا ہے جیسے نکاح۔ خلع۔ جان بوجھکر خون کرنے یا انکار کرنے سے صلح کرنا تو اُن کے حقوق بھی موکل ہی سے متعلق ہوتے ہین پس (اگر وکیل نے اپنے موکل کا کسی عورت سے نکاح کردیا تو اب) مہر کا مطالبہ وکیل سے نہین ہوسکتا اور اگر وکیل عورت کیطرف سے تھا تو اس عورت کو شوہر کی سپرد کرنا اس وکیل کے ذمہ نہین ہی اور مشتری کو اتنا اختیار ہی کہ (اگر اس نے کوئی چیز وکیل سے خریدی ہو تو) موکل کو قیمت طلب کرنے سے روکدے اور اگر موکل ہی کو دیدی تو بھی جائز ہی بلکہ وکیل کو اس سے دوبارہ مانگنا جایز نہین ہی

باب الوکالۃ بالبیع والشراء

خرید و فروخت کے واسطے وکیل کرنیکا بیان

ت اگر کسی نے (مثلاً) ہروی کپڑا خریدنے یا گھوڑا یا خچر خریدنے کیلیے وکیل کیا تو یہ توکیل صحیح ہی موکل نے (ان چیزون کی قیمت بتلادی یا نہ بتلادی ہو اور اگر ایک مکان یا ایک غلام کیلیے وکیل کیا ہی تو اگر (اندازاً) قیمت بتلادی ہی تو وہ وکیل ہوجائیگا ورنہ وکیل نہین ہوگا اور اگر کپڑا یا چوپایہ خریدنے کیلیے وکیل کیا ہی (یعنے وکیل کرتے وقت فقط۔ اتنا کہا ہی کہ تم مجھے ایک کپڑا یا چوپایہ خریدو اور نہ کپڑے کی کچھ تفصیل کی کہ ہروی ہو یا بنارسی ہو نہ چوپائے کو کہا کہ گھوڑا ہو یا گدھا ہو) تو یہ توکیل درست نہین ہوگی اگرچہ موکل قیمت بھی کہدے اور اگر کسی نے فقط طعام کہکر اسکے خریدنے کیلیے وکیل کیا تو اس سے گیہون یا گیہون کا آٹا مراد ہوگا دیہاتتک کہ ان دونون کے سوا وکیل کو اور کوئی چیز خریدنے کا اختیار نہ ہوگا اور جبتک مبیع وکیل کے قبضہ مین رہی

[1] ان اگر اول وکیل مالک ہوا کرتا اور دیدیتا موکل تو نہی ہو رتو مین وکیل کے رشتہ دار اس کی طرف سے آزاد ہوجایا کرتے کیونکہ بحکم شریعت کوئی شخص اپنے

(اسے عیب دار ہونیکے سبب سے پھیر دینے کا اختیار ہے) اور اگر مؤکل کے حوالہ کر چکا تھا تو اب اسکی اجازت
بغیر نہیں پھیر سکتا اور اگر وکیل نے اپنے پاس سے مبیع کی قیمت دیدی ہو تو وکیل اس مبیع کو قیمت وصول کرنیکے
لیے روک سکتا ہے (یعنی روک لینا جائز ہے) اگر ایسی صورت میں روکنے سے پہلے مبیع اسکے پاس تلف ہوگئی تو یہ نقصان
مؤکل کا ہوگا (اسکو قیمت دینی پڑیگی) اس مبیع کی قیمت مؤکل کے ذمہ سے ساقط نہیں ہونگی) اور اگر وہ اسکے
روکنے کے بعد تلف ہوئی ہے تو وہ بمثل مبیع کے ہے بیع صرف اور بیع سلم جن میں عاقدین کے جدا ہونیسے پہلے
قبضہ ہونا ضروری ہے ان میں وکیل ہی کے جدا ہونیکا اعتبار ہوگا مؤکل کا اعتبار نہیں ہونیکا (یعنی اگر یہ عقدین
وکیل نے اپنی مؤکل کی موجودگی میں کیں اور قبضہ کرنے سے پہلے آپ یہاں سے چلا آیا تو وہ عقد ٹوٹ جائیگی باقی
مؤکل بیٹھا رہے یا چلا آئے اسکا کچھ اعتبار نہیں) اگر کسی نے آٹھ سیر گوشت ایک روپیہ میں خریدنے کیلیے کسی
کو وکیل کیا تھا اس وکیل نے وہی گوشت جو اور جگہ ایک روپیہ میں آٹھ سیر بکتا ہے ایک روپے کا سولہ سیر خرید لیا تو
اس گوشت میں سے آٹھ آنہ کا آٹھ سیر لے لینا اس مؤکل کے ذمہ ہے اور اگر کسی کو کوئی معین چیز خریدنے کے واسطے
وکیل کیا ہو تو اب وہ وکیل یہ چیز اپنے لیے نہ خریدے اور اگر وکیل نے خرید لی اور قیمت میں روپیہ پیسہ نہیں دیا
بلکہ کوئی چیز اسباب کی قسم میں سے دی ہے یا جو قیمت مؤکل نے وکیل کو بتلائی تھی (کہ اتنے کو خریدنا) اس سے کمی یا
بیشی کے ساتھ خریدا ہے تو (دونوں صورتوں میں) یہ چیز وکیل ہی کی ہوگی اور اگر وکیل کسی معین چیز کے خریدنے
کے لیے نہیں کیا گیا تھا (اور اب اسنے کوئی چیز خریدی تو یہ چیز بھی وکیل ہی کی ہوگی ہاں اگر اسنے (خریدتے وقت)
مؤکل کی نیت کر لی ہو یا مؤکل ہی کے داموں سے خریدی ہو (تو ان دونوں صورتوں میں بیشک مؤکل کی ہوگی
اور اگر وکیل (کوئی چیز خرید کر) کہے کہ میں نے اپنے مؤکل کیلیے خریدی ہے اور مؤکل کہے (نہیں) یہ تو اپنے ہی
لیے خریدی ہے تو ایسی صورت میں مؤکل کے کہنے کا اعتبار ہوگا اور اگر مؤکل نے وکیل کو قیمت دیدی تھی
تو پھر وکیل کے کہنے کا اعتبار ہوگا۔ اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ (مثلاً) یہ غلام فلانے کے لیے
تو میرے ہاتھ بیچ دے اسنے بیچ دیا پھر اس خریدنے والے نے انکار کر دیا کہ مجھے اس نے خریدنے کیلیے نہیں کہا
تھا تو اب اس سے وہی فلانا لیلیگا (یعنی جس کیلیے کہکر اسنے خریدا ہے) ہاں اگر وہ فلانا بھی یوں کہے کہ میں نے اسے خریدنے
کیلیے کبھی نہیں کہا تو اب نہ لے مگر یہ کہ ایسی صورت میں یہ مشتری اسے خود ہی دیدے اگر کسی نے دو معین غلاموں کو
خریدنے کیلیے وکیل کیا اور مؤکل نے قیمت کا کچھ ذکر نہیں کیا اس نے اسکے واسطے ان غلاموں میں سے ایک خرید لیا
تو اس مؤکل کیلیے اکیلا ایک خریدنا صحیح ہے اور اگر دونوں کو ایک ہزار میں خریدنے کیلیے وکیل کیا تھا اور قیمت میں

دونوں برابر ہی تھے اسنے ایک غلام پانسو میں یا اس سے کم میں خرید لیا تو یہ خریدنا بھی درست ہے یہ موکل کو لینا پڑیگا) اور اگر ایک غلام پانسو سے زیادہ کو خریدا تو یہ موکل کیطرف سے خریدنا نہیں ہوا ہاں اگر موکل کے جھگڑنے سے پہلے دوسرے غلام کو بھی بقیہ داموں میں خریدے تو پھر ٹھیک ہوجائیگا اور اگر کوئی اس روپے سے خریدنے کیلیے کسی کو وکیل کرے جو موکل کا وکیل کے ذمہ قرض ہے اور وہ خرید لے تو یہ خریدنا صحیح ہوگا اور اگر غیر معین چیز کو اس طرح کہے تو وہ خریدنا وکیل ہی کی ہوگی اگر کسی کو ایک ہزار میں ایک لونڈی خریدنے کا وکیل کیا اور وہ ہزار روپیہ اسے دیدیے اسنے خریدلی پھر (جب موکل کو دینے لگا تو) موکل نے کہا کہ یہ تو تونے پانسو میں خریدی ہے اور وکیل کہتا ہے میں نے ہزار روپیہ میں خریدی ہے تو وکیل کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا[ل] اور اگر ابھی روپے نہیں دیے تھے تو اسوقت موکل کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اگر کوئی معین چیز خریدنے کے لیے وکیل کیا تھا اور موکل نے قیمت معین نہیں کی تھی پھر وکیل نے (خرید کر لاکے) کہا کہ میں نے یہ ایک ہزار میں خریدی ہے اور اسکو بائع نے بھی سچا بتلایا اور موکل کہتا ہے تونے پانسو میں خریدی ہے تو اس صورت میں ان دونوں سے قسم کھلوائینگے ایک غلام نے کسی کو اس بات کے لیے وکیل کیا کہ تو مجھکو میرے آقا سے ایک ہزار روپے میں خریدلے اور ہزار روپیہ اسے دیدیا اس نے اسکے آقا سے جاکر کہا کہ میں (تمھارے) اس غلام کو اسی کیلیے خریدتا ہوں آقا نے اس شرط پہ بیچ دیا تو یہ غلام آزاد ہوگیا اسکی ولا اسکے آقا کو پہونچے گی اور اگر یہ غلام کا وکیل فقط اتنا کہدے کہ میں اپنے لیے خریدتا ہوں تو یہ غلام اسی وکیل خریدنے والے کا ہوجائیگا اور وہ ہزار روپیہ (جو غلام نے وکیل کو دیے تھے) اس کے آقا کے ہونگے (کیونکہ اس کے غلام کی کمائی ہے) اور اس خریدنے والے (وکیل) کے ذمہ ایک ہزار روپیہ اور ہونگے اور اگر کسی نے دوسرے شخص کے غلام سے کہا کہ تو اپنے آپکو اپنے آقا سے میرے لیے خریدلے غلام نے آقا سے جاکر کہا کہ تم مجکو میرے ہی ہاتھ فلان شخص کے لیے بیچڈالو اسنے بیچڈالا تو یہ غلام اس موکل کا ہوجائیگا (جس نے اسکو خریدوایا ہے) اور اگر اس غلام نے یون نہین کہا کہ فلان شخص کے لیے بیچڈالو (بلکہ اتنا ہی کہا کہ مجھکو میرے ہاتھ بیچڈالو اس نے بیچ ڈالا) تو یہ آزاد ہوجائیگا۔ **فصل** خرید و فروخت کا وکیل ایسے شخص سے بیع وغیرہ کا معاملہ نہ کرے جسکے حق مین اسکی گواہی رد ہوجاتی ہے جو بیچنے کیلیے وکیل کیا گیا ہے۔ اسے کم قیمت پر زیادہ قیمت پر اسباب کے بدلے اور ادھار سب طرح بیچنا جائز ہے اور خریدنے کا وکیل پوری ہی قیمت سے خرید سکتا ہے یا اتنی زیادہ دیکر جس کا لوگوں میں رواج ہو یعنی قیمت لگانے والے لوگ اس چیز کی اتنی قیمت کی جانچتے ہوں اگر کسی نے ایک غلام بیچنے کیلیے کسی کو وکیل کیا تھا اسنے آدھا غلام بیچ دیا تو یہ بیچنا درست ہے اور خریدنے میں اگر

ل[ل] یعنی قسم کیساتھ کیونکہ اس صورت مین گویا موکل پانسو روپیہ کا مدعی ہے اور وکیل منکر ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب مدعی گواہ نہ لا سکے تو

ایسی صورت پیش آ کے تو اسکا خریدنا) موقوف رہیگا جبتک کہ وہ باقی کو بھی نہ خریدلے (یعنی اگر کسی نے ایک غلام خریدنے کیلیے کسی کو وکیل کیا تھا اس نے آدھا غلام خرید لیا تو جب تک دوسرا آدھا بھی نہ خریدے یہ خریدنا موقوف رہیگا) اگر مشتری نے بسبب کسی عیب کے جو اسنے گواہوں سے ثابت کردیا ہو یا اس وکیل کے قسم کا انکار کرنے سے ثابت ہوا ہے مبیع بائع کے وکیل پر پھیردی تو اب وکیل موکل پر پھیر دے اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ وکیل نے مبیع میں ایسا عیب ہونیکا اقرار کرلیا ہو جو اسقدر مدت میں نہیں ہوسکتا (بلکہ قدیمی ہے) اور اس عیب کے سبب وہ چیز واپس ہوکر وکیل پر آئی تو یہ وکیل موکل کو واپس کردے۔ اور بائع کے وکیل نے کوئی چیز اُدھار بیچ دی اسپر موکل نے اس سے کہا کہ میں نے تو تجھے اُدھار بیچنے کو کہا تھا اور وکیل کہے کہ تو نے اُدھار یا نقد کہیں کا بھی نام نہیں لیا تھا اس صورت میں موکل کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا (مگر قسم لیکر) اور اگر مضاربت میں ایسی صورت پیش آجائے تو مضارب کے کہنے کا اعتبار ہوگا اگر بائع کے وکیل نے قیمت لینے کے بدلے میں مشتری کی کوئی چیز رہن رکھ لی تھی وہ تلف ہوگئی یا مشتری سے کوئی ضامن لیلیا تھا وہ قیمت اسپر ماری گئی (یعنی وہ لاپتہ کہیں چلا گیا یا مفلس ہوکے مرگیا) تو دونوں صورتوں میں قیمت کا) ضامن وکیل نہیں ہوگا۔ اگر کسی نے دو وکیل کیے ہوں تو ان میں سے ایک اکیلا کسی معاملہ میں تصرف نہ کرے ہاں فقط جھگڑنے میں یا بغیر عوض کے طلاق دینے اور آزاد کرنیکے مقدمے میں یا امانت واپس دینے اور قرض کا روپیہ ادا کرنے کے مقدمہ میں اور وکیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اور وکیل کھڑا کردے ہاں اگر موکل کی اجازت ہو یا اس نے وکیل سے یوں کہہ دیا ہو کہ تو اپنی رائے سے جس طرح مناسب سمجھے کر (تو ان صورتوں میں وکیل کو اختیار ہے کہ اور کسی کو وکیل کرلے) پس اگر اسنے موکل کی بلا اجازت وکیل کرلیا تھا اور دوسرے وکیل نے پہلے وکیل کے سامنے کچھ بیع وغیرہ کا معاملہ کیا یا وکیل کے سامنے کسی اجنبی نے اس کے موکل کی چیز بیچ ڈالی تھی اس وکیل نے اُس بیع کو جائز رکھا تو دونوں صورتوں میں یہ بیع درست ہوگی اگر کسی غلام یا مکاتب یا کافر نے اپنی نابالغ بیٹی کا جو آزاد اور مسلمان تھی کسی سے نکاح کردیا یا اسکی کوئی چیز بیچ دی یا اسکے لیے (اسکے مال میں سے) کوئی چیز خریدی تو یہ درست نہ ہوگا (یعنی یہ نکاح یا بیع وغیرہ کچھ نہیں ہونے کا)

باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض

جھگڑا کرنے اور روپیہ وصول کرلینے کے لیے وکیل کرنیکا بیان

ت جھگڑا کرنے یا تقاضا کرنے کے لیے جو وکیل کیا گیا ہو اسے روپیہ وصول کرنے کا اختیار نہیں ہوتا اور جو روپیہ وصول کرنے کے لیے وکیل کیا گیا اسے تقاضا کرنیکا اختیار رہتا ہے اور جو کسی معین چیز کو قبضہ میں کرنے کے

لیے وکیل کیا گیا ہو اُسے جھگڑا کرنے کا بھی اختیار نہیں ہوتا۔ اگر وصول کرنے کے وکیل پر مدعا علیہ نے اس بات کے گواہ گذرانے کہ (تیرے) موکل نے یہ چیز میرے ہاتھ بیچ دی ہے تو موکل کے آنے تک یہ مقدمہ ملتوی رہے گا اور یہی حال طلاق کا اور آزاد کرنے کا ہے **ف** مثلاً اگر کسی کا وکیل اپنے موکل کی جورو کہیں سفر میں لیجانا چاہتا ہے اور وہ عورت اس امر کے گواہ پیش کرے کہ تیرا موکل مجھے طلاق دے چکا ہے تو یہ مقدمہ بھی اُسکے موکل کے آنے تک ملتوی رہیگا علیٰ ہذا القیاس یکہ وکیل اپنے موکل کے غلام کو کہیں باہر لیجانا چاہتا تھا اس غلام نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ مجھے تیرا موکل آزاد کر چکا ہے تو اسکے موکل کے آنے تک مقدمہ بھی ملتوی رہیگا **علیٰ ملخصات** اگر جھگڑے کے لیے وکیل کیا گیا تھا اس نے قاضی کے سامنے طرف ثانی کے حق کا اقرار کرلیا تو اس کا اقرار صحیح اور معتبر ہے (یعنی یہ اقرار موکل کو پورا کرنا پڑیگا) اور اگر قاضی کے سامنے اقرار نہیں کیا کسی جھوٹی عدالت میں کیا ہے تو اس کا اعتبار نہوگا اگر کوئی کسی کی طرف سے مال کا ضامن ہو تو اس ضامن کو اسی روپیہ کے وصول کرنے کے لیے وکیل کرنا باطل ہے[1] اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ میں فلاں شخص کا جو یہاں نہیں ہے وکیل ہوں اس کا قرضہ وصول کرنے کے لیے اور قرضدار اسکی تصدیق کرے (کہ بیشک تو اسکا وکیل ہے) تو اس قرضدار کو حکم ہو جائے کہ وہ اسکو قرض کا روپیہ دیدے پھر اگر وہ گیا ہوا شخص (کہ جس کا یہ اپنے کو وکیل بتاتا تھا) آگیا اور اس نے بھی دعوی وکالت کی تصدیق کی تو فبہا ورنہ وہ قرضدار اب اُسے قرض کا روپیہ دوبارہ دے اور آپ اس وکیل سے وصول کرنا پھرے اگر اسکے پاس ہو اور اگر اسکے پاس تلف ہو گیا ہو تو اب یہ اُسے کچھ نہیں ملسکتا ہاں اگر روپیہ دیتے وقت اسنے وکیل سے کوئی ضامن لے لیا ہو یا اسکی وکالت پر تصدیق نہ کی ہو بلکہ خاموش رہا ہو یا اُسے جھوٹا بتایا ہو اور محض اُسکے دعوی کرنے پر اسکو روپیہ دیدیا ہو ان تینوں صورتوں میں اگر وکیل کے پاس تلف بھی ہو گیا ہو تو یہ جب بھی وصول کر سکتا ہے اور کسی نے یہ دعوی کیا کہ میں امانت لینے کیلئے وکیل کیا گیا ہوں اور جسکے پاس امانت تھی اُس نے اسکی تصدیق کی (کہ بیشک یہ امانت لینے کو وکیل کیا گیا ہے) تو اسکو یہ حکم نہ کیا جائے کہ امانت یہ اس مدعی وکالت کو دیدے اور اسیطرح اگر کوئی امانت کو اُسکے مالک سے خریدنے کا دعوی کرکے امین سے اسکو لینا چاہے اور امین اسکی تصدیق کرے تب بھی اسکو دینے کا حکم نہ کیا جائے اگر کوئی یہ دعوی کرے کہ اس امانت کا مالک مرگیا ہے اور یہ اُسنے میرے لیے میراث چھوڑی ہے اور جسکے پاس وہ امانت تھی اسنے اسکی تصدیق کی تو وہ امانت اسکو دیدے اگر کسی کو ایک شخص نے ہزار روپیہ وصول کرنے کے لیے وکیل کیا اور جب وکیل نے اُسکے قرضدار سے مانگا تو

[1] اس کی صورت یہ ہو کہ زید کا عمرو کے ذمہ کچھ مال تھا زید نے جب تقاضا کیا تو بکر ضامن ہو گیا زید نے یہ وہ مال وصول کرنیکے لیے بکر ہی کو وکیل کردیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ ضامن کو وکیل بنانا باطل ہے کیونکہ وکیل وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے لیے کام کرے اگر ہم اس وکالت کو صحیح کہیں تو یہ اپنے لیے کام کرنیوالا ہوگا کیونکہ ضامن اپنے بری الذمہ ہونیکی کوشش کریگا یہی وجہ ہے کہ یہاں وکالت کے معنے نہیں بنتے

قرضدار نے یہ دعوی کیا کہ مجھ سے تو اصل مالک روپیہ لے چکا ہے تو اب یہ قرضدار اس وکیل کو روپیہ دیدے اور
آپ اصل مالک کے سر ہوا در اگر وہ انکار کرے تو اُسے قسم دلائے اگر خریدی ہوئی لونڈی مین کوئی عیب تھا اس کے
مقدمہ کے لیے مشتری نے کسی کو وکیل کیا اسکی درخواست پر بائع نے دعوی کیا کہ مشتری اس عیب پر راضی ہو گیا تھا
تو اس صورت مین یہ وکیل لونڈی کو بائع پر واپس نہ کرے یہانتک کہ مشتری قسم نہ کھالے) کہ مین اس عیب پر راضی
نہ ہوا تھا اگر کھالی تو پھر جائیگی ورنہ نہین اگر کسی نے ایک شخص کو روپے دئے کہ یہ ہمارے بال بچون پر خرچ کر دینا
اسنے اوہ دس روپے تو اپنے پاس رکھ لیے اور اپنے پاس سے دس روپے انپر خرچ کر دیے تو یہ دس ان دس کے بدلے ہونگے

باب عزل الوکیل

یہ باب وکیل کے معزول ہونے کا ہے

مسئلہ اگر وکیل کو یہ معلوم ہو گیا کہ میرے مؤکل نے مجھے وکالت سے برطرف کر دیا ہے تو اسکی وکالت باطل ہو گئی یا وکیل
یا مؤکل مین سے کوئی مر گیا یا کوئی بالکل دیوانہ ہو گیا یا مرتد ہو کے (یعنی دین اسلام سے پھر کے) دار الحرب مین چلا گیا
یا دو ساجھیون نے وکیل کو رکھا تھا اب وہ ساجھا ٹوٹ گیا یا مؤکل مکاتب تھا وہ کتابت کا روپیہ ادا کرنے سے عاجز
ہو گیا یا مؤکل غلام تھا جسکو آقا نے تجارت کی اجازت دیدی تھی اب پھر اسنے تجارت سے منع کر کے اسکو مجبور کر دیا
یا جس کام کے لیے وکیل کیا تھا مؤکل اسکو خود ہی کرنے لگا تو ان ساتون صورتون مین بھی وکالت باطل ہو جائیگی

کتاب الدعوی

یہ کتاب دعوی کے بیان مین ہے

مسئلہ جھگڑنے کے وقت کسی چیز کو اپنی بتلانے کا نام دعوی ہے اور مدعی وہ ہے کہ دعوی کر کے جھگڑے اور جب
جھگڑا چھوڑ دے تو اس سے مواخذہ نہ ہو اور مدعا علیہ وہ کہ جو اُسکے برخلاف ہو یعنی جسپر دعوی کیا جائے اور جب نہ
جھگڑے تو اس سے زبردستی جواب طلب کیا جائے اور دعوی اُسوقت تک ٹھیک نہین ہوتا کہ جب تک مدعی اُس
چیز کو جسپر دعوی ہے اس طرح نہ بیان کرے کہ اُسکی جنس اور مقدار پوری معلوم ہو جائے پس اگر کسی معین چیز کا دعوی
ہے جو اس وقت مدعا علیہ کے پاس ہے تو مدعا علیہ سے زبردستی منگائی جائے تاکہ دعوی مین مدعی اسکی طرف
اشارہ کر دے کہ ہان یہ چیز میری ہے اور اسی پر میرا دعوی ہے اور یہی حال گواہون کے گواہی دینے اور مدعا علیہ سے قسم
لینے کا ہے ف یعنی ان دونون صورتون مین بھی مدعا علیہ اس چیز کو ضرور حاضر کرے تاکہ گواہ گواہی دیتے وقت اسکی
طرف اشارہ کرین کہ ہم اسکی بابت گواہی دے رہے ہین یا مدعی کے پاس گواہ نہ ہونے کے وقت جب مدعا علیہ کو
قسم دلائین تو وہ اسکی طرف اشارہ کر کے قسم کھائے کہ یہ چیز اسکی نہین میری ہے ہان اگر (عدالت مین) اس چیز کا حاضر
کرنا مشکل ہو تو اسوقت مدعی اُسکی قیمت بیان کرے کہ میری چیز اتنی قیمت کی ہے پس اگر کسی کے ذمہ غیر منقولی چیز

مثلاً زمین کا دعویٰ کیا تو مدعی اسکی حدود اربعہ کو یا تین حدود کا بیان کر دینا بھی کافی ہی اور اُن حدود کے مالکون
کا نام بھی بتلائے اور اگر وہ مشہور نہ ہوں تو انکے باپ دادون کا نام بھی ضرور ذکر کرے اور یہ بھی بیان کرے کہ
یہ زمین جسپر میرا دعویٰ ہے بیشک مدعا علیہ کے قبضہ میں ہے اور غیر منقولی چیز مین فقط مدعی کے مدعا علیہ کی تصدیق
کر لینے سے قبضہ ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ قبضہ مدعی کو گواہون سے ثابت کرنا چاہیئے یا خود قاضی کو معلوم ہو جائے
تب بھی ثابت ہو جائے گا بخلاف منقولی چیزون کے کہ ان مین طرفین کے محض اقرار سے ثابت ہو جائیگا اور
مدعی یہ بھی ذکر کرے کہ مین مدعا علیہ سے اس زمین کو لینا چاہتا ہوں اور اگر دعویٰ قرض کا ہے تو اس کا وصف بیان کرے
کہ فلان قسم مین سے اور اتنی ہی اور یہ کہ مین اُس سے یہ لینا چاہتا ہوں پس اگر دعویٰ ٹھیک ہو تو قاضی اس چیز
کی بابت مدعا علیہ سے جواب طلب کرے اگر وہ اسکے دعویٰ کا اقرار کرے تو دینے کا حکم ہو جائے اور اگر انکار کرے
تو اس وقت مدعی اپنے دعوے کے گواہ پیش کرے اور اگر اسکے پاس گواہ نہ ہوں اور یہ قسم لینی چاہے تو مدعا علیہ
کو قسم دی جائیگی اور مدعی پر قسم نہیں آسکتی اور مطلق ملک کے دعوے مین قابض کے گواہ نہیں سنے جائینگے اور اگر
قابض اور غیر قابض دونوں اپنے اپنے گواہ پیش کرین تو غیر قابض کے گواہ بہتر ہونگے یعنی وہی سنے جائینگے
اسوقت قابض کے نہیں سنے جائینگے اگر مدعا علیہ سے قسم کھانے کو کہا گیا اور اس نے ایک دفعہ صاف انکار کر دیا کہ
مین قسم نہیں کھاتا یا چپ ہو گیا تو مدعی کے لیے قاضی حکم کر دیگا یعنی اُسے ڈگری دیدیگا اور مدعا علیہ کو تین دفعہ
قسم کے لیے کہنا مستحب ہی اور مدعا علیہ اگر منکر ہو تو اسے ان امور مین قاضی قسم نہ دے نکاح - رجعت - ایلا
کرنے کے بعد رجوع کرنا - لونڈی کو ام ولد کرنا - غلام ہونا - نسب ثابت ہونا - حق ولا - حد - لعان ف نکاح مین
قسم نہ دلانے کی صورت یہ ہی کہ ایک شخص نے ایک عورت پر یہ دعویٰ کیا اس سے میرا نکاح ہو گیا اور عورت انکار
کرتی ہے تو عورت کو قسم نہیں دینگے یا عورت نے دعویٰ کیا ہوا اور مرد منکر ہو تو مرد کو قسم نہیں دینگے اور رجعت کی صورت
یہ ہے کہ ایک عورت نے مرد پر عدت کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ اسنے عدت مین مجھ سے رجعت کر لی تھی اور وہ انکار کرتا ہی
تو اسوقت مرد کو قسم نہیں دینگے اور ایلا کی صورت یہ کہ ایلا کی مدت گزرنے کے بعد ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ
مین نے اس عورت سے ایلا کی مدت مین رجعت کر لی تھی اور عورت انکار کرتی ہے یا عورت دعویٰ کرتی ہی
اور مرد منکر ہوا اور ام ولد کی صورت یہ کہ ایک لونڈی نے یہ دعویٰ کیا کہ میرے آقا سے میرے بچہ ہوا ہی اور آقا انکار
کرتا ہے تو اب آقا پر قسم نہیں ہے اور غلام ہونے کی صورت یہ کہ ایک لڑکے پر جسکے باپ کا کچھ پتہ نہیں تھا کسی نے
یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور وہ انکار کرتا ہی تو اسپر قسم نہیں ہے اسی پر اور باقی چار صورتوں کو بھی قیاس کر لینا

چاہیئے یعنی الشہادات قاضی امام فخر الدین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ فتویٰ اسپر ہے کہ منکر کو ان چھیون مقدمات
مین بھی قسم دیجائے یعنی سوائے حد اور لعان کے اور سب مین قسم دی جائے اور چور کو قسم دی جائے اگر وہ قسم سے
انکار کرے تو وہ چوری کے مال کا ضامن ہوا اس سے زبردستی دلایا جائے اور اُسوقت ہاتھ نہ کاٹا جائے اگر کسی
عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ میرے میان نے مجھے صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی ہے اور وہ میان طلاق دینے کا
منکر ہے تو اسکے میان کو قسم دیجائے اگر وہ قسم سے انکار کرے تو نصف مہر کا وہ ضامن ہوا اسے دینا پڑیگا اگر خون
کے مقدمہ مین کوئی خون کرنے سے انکار کرے تو اُسے قسم دیجائے اور اگر خون کرنے مین قسم سے بھی انکار کرے تو اُسے
قید کر دی جائے یہانتک کہ یا تو خون کرنے کا اقرار کرلے یا قسم کھالے اور خون کرنے کے سوا اور چیزون مین مثلاً
ہاتھ توڑنے مین یا پیر توڑنے مین قسم سے انکار کرنے پر قصاص ہی لیا جائے یعنی بدلہ مین اسکا بھی ہاتھ یا پیر
توڑا جائے اگر مدعی یہ کہے کہ میرے گواہ حاضر ہین اور مدعا علیہ سے قسم کھلوائے تو مدعا علیہ کو قسم نہ دی جائے ہان مدعا علیہ
سے یون کہا جائے کہ تین روز کے لیے تو ایک حاضر ضامن دے اگر وہ ضامن دینے سے
انکار کرے تو مدعی اسکے سر ہو جائے جہان وہ جائے مدعی اسکے ساتھ جائے اور اگر مدعا علیہ مسافر ہے تو قاضی کی کچہری کے وقت
تک یہ اُسکے پیچھے لگا رہے اور قسمون مین فقط اللہ کی قسم کا اعتبار ہے یعنی مدعا علیہ اگر قسم کھائے تو اللہ کی قسم
کھائے کہ اللہ کی قسم مجھ پر مدعی کا کچھ نہین ہے طلاق اور آزادی کی قسم کھائے ہان اگر مدعی اصرار کرے
کہ مین طلاق ہی کی یا آزادی ہی کی قسم کھلواؤنگا تو اسوقت ایسی قسم کا بھی اعتبار کر لیا جائیگا اور قسم اگر زیادہ
مضبوط کرنی ہو تو اللہ کے نام کے ساتھ اُسکی اوصاف ذکر کرنے سے مضبوط کیجائے کسی وقت یا کسی جگہ کا نام لینے
سے قسم مضبوط نہین ہوتی مثلاً اگر کوئی یون کہے کہ مین جمعہ کے دن مسجد مین منبر کے پاس قسم کھاتا ہون تو اس
قسم مین پختگی نہین آئے گی اگر پختگی کرنی ہے تو یون کہدے کہ میں اُس اللہ کی قسم کھاتا ہون جو گناہون کا بخشنے
والا اور بندون پر رحم فرمانے والا ہے) اور یہودی سے یون قسم لی جائے کہ قسم ہے اُس اللہ کی جسنے موسیٰ
علیہ السلام پر توریت نازل کی ہے اور نصرانی سے قسم یون لیجائے کہ قسم ہے اُس اللہ کی جسنے عیسیٰ علیہ السلام
پر انجیل نازل کی تھی اور آتش پرست سے اس طرح کہ قسم ہے اُس اللہ کی جسنے آگ پیدا کی ہے اور بت پرست سے
اللہ ہی کی قسم کھلائی جائے اور ان سب کو انکے عبادت خانون مین قسم نہ دی جائے اور حاصل دعوی پر قسم
دینی چاہیے مثلاً بیع کے دعوے مین قسم کھانے والا یون کہے کہ خدا کی قسم ہم دونون مین اب بیع نہین ہے اور
نکاح کے دعوے مین یون کہے کہ خدا کی قسم ہم دونون مین اسوقت نکاح نہین ہے اور غصب کے دعوے مین کہے

خدا کی قسم اس بائن چیز کا پھیرنا مجھ پر واجب نہیں ہے اور طلاق کے دعوی میں کہے کہ خدا کی قسم یہ عورت اس وقت مجھ سے بائن نہیں ہوئی اگر کسی نے پڑوس (ہمسائگی) کے سبب سے حق شفعہ کا دعوی کیا یا بائنہ طلاق والی عورت نے عدت کے دنوں کے نفقہ کا دعوی کیا اور وہ مشتری یا شوہر یہ اعتقاد نہیں رکھتے (مثلاً دونوں شافعی المذہب ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مذہب میں نہ پڑوسی کو حق شفعہ پہونچتا ہے اور نہ بائنہ طلاق والی کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہے) تو ایسی صورت میں اس مشتری یا شوہر کو سبب پر قسم دی جائے گی (مثلاً وہ مشتری یوں کہے خدا کی قسم یہ مکان میں نے نہیں خریدا یا شوہر قسم کھائے کہ میں نے اسے بائنہ طلاق نہیں دی) اور اگر کسی کو ایک غلام میراث میں پہونچا تھا دوسرے شخص نے غلام پر دعوی کر دیا کہ یہ میرا ہے تو اس کو علم پر قسم دیجائے (یعنی مدعا علیہ یوں کہے کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ یہ غلام اسکا ہے) اور اگر کسی نے ایک غلام کسیکو دیدیا یا اسنے خرید لیا تو ان دونوں صورتوں میں اس شخص کو امر واقعی پر قسم دیجائیگی (جاننے نہ جاننے پر نہیں دیجائیگی مثلاً قسم کھانے والا یوں کہے کہ خدا کی قسم یہ غلام میرا ہے اس مدعی کا نہیں ہے) اگر مدعا علیہ (یعنی منکر) اپنی قسم کا کچھ بدلا دیدے یا مدعی کو کچھ دیکر قسم کی بابت اس سے صلح کرے تو یہ درست ہے پھر اس منکر (مدعا علیہ) کو قسم نہیں دیجائے گی۔

باب التحالف (دونوں کے قسم کھانے کا بیان)

ت اگر بائع مشتری مقدار قیمت یا مقدار مبیع میں اختلاف کریں (مثلاً بائع کہے قیمت ایک ہزار روپیہ ہے اور مشتری کہے پانسو ہیں یا مبیع کی بابت بائع کہے میں نے دس من گیہوں بیچے ہیں اور مشتری کہے تو نے بیس من بیچے ہیں) تو ان میں سے جونسا گواہ لے آئے اُسی کے موافق حکم کر دیا جائیگا اور اگر دونوں ہی گواہ لے آئیں تو جس کے گواہوں سے زیادہ ثابت ہوگا اُسی کے موافق حکم کر دیا جائیگا۔ اور اگر دونوں گواہ نہ لا سکیں اور نہ دونوں ایک دوسرے کے کہنے پر راضی ہوں تو اب دونوں قسم کھائیں اور اول مشتری کو قسم دی جائے اور اگر دونوں میں سے ایک بھی بیع فسخ کرانا چاہے تو قاضی فسخ کر دے اور جو قسم کھانے سے انکار کریگا دوسرے کا دعوی اسپر ثابت ہو جائیگا اور اگر قیمت ادا ہونے کی مدت میں دونوں کا اختلاف ہوا (مثلاً ایک کہے قیمت دس روز کے بعد دینی ٹھہری تھی دوسرا کہے مدت کچھ نہیں ٹھہری تھی) یا شرط خیار میں جھگڑا ہوا (ایک کہے بیع اختیار سے ہوئی دوسرا کہے بلا اختیار ہوئی) یا تھوڑی سی قیمت کے لینے میں اختلاف ہوا (ایک کہے تو نے چوتھائی لیلی ہے دوسرا کہے میں نے کچھ بھی نہیں لی) یا مبیع تلف ہونیکے بعد مقدار قیمت میں نزاع ہوا (ایک کہے قیمت دس روپیہ تھی دوسرا کہے پانچ روپیہ تھی) یا مبیع میں سے کچھ حصہ تلف ہونیکے پیچھے جھگڑا ہوا یا آقا اور مکاتب کے درمیان بدل کتابت کی مقدار میں جھگڑا ہو

یا بدھنی توڑ لینے کے بعد راس المال کی مقدار وغیرہ مین جھگڑا ہو تو ان سب صورتون مین بائع مشتری کو قسم
نہین دی جائیگی ور سب صورتون مین منکر کے کہنے کا مع قسم کے اعتبار کیا جائے گا یعنی جب مدعی گواہ نہ
لا سکے اور اگر بیع ٹوٹنے کے بعد بائع مشتری کے درمیان قیمت کی مقدار مین نزاع ہو تو دونون کو قسم دلائینگے اور
پہلی ہی بیع پھر لوٹ آئیگی یعنی ان کا بیع توڑنا بیکار اور بیع بدستور رہیگی اگر میان بیوی کا مہر کی مقدار مین
جھگڑا ہو تو ان مین سے جو گواہ پیش ہون اسی کو ڈگری دیجائیگی اور اگر دونون گواہ پیش کر دیت تو عورت کی
ڈگری ہوگی اور اگر دونون گواہ نہ لا سکین تو دونون پر قسم آئیگی یعنی دونون کو قسم کھانی ہوگی اور نکاح نہین
ٹوٹیگا بلکہ مہر مثل کو حکم ٹھیرایا جائیگا اگر مہر مثل اتنا ہے جتنا شوہر کہتا ہے یا اس سے کم ہے تو دونون صورتون
مین شوہر کے کہنے کے موافق حکم ہوگا اور اگر مہر مثل اتنا ہے جتنا عورت کہتی ہے یا اس سے زیادہ ہے تو
دونون صورتون مین عورت کے کہنے کے موافق حکم ہوگا اور اگر مہر مثل دونون کے کہنے کے بیچ بیچ مین ہے تو
مہر مثل ہی کا حکم کیا جائے گا اگر ٹھیکہ دینے اور لینے والے کا ٹھیکہ کرنے (روپیہ وغیرہ) مین کام پورا کرنے سے
پہلے نزاع ہو جائے تو دونون کو قسم دینگے اور بعد کام پورا کرنے کے نزاع ہونے کی صورت مین سے قسم
نہین دینگے اس وقت ٹھیکہ لینے والے کا کہنا مع قسم کے معتبر ہوگا اور تھوڑا سا کام کرنے کے بعد نزاع ہونا
مثل سارے کام کے بعد نزاع ہونے کے ہے یعنی دونون کا ایک ہی حکم ہے وہ یہ کہ جتنا کام ہو چکا ہے اسمین دونون
کو قسم دینی منع ہے اسمین ٹھیکہ لینے ہی والے کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا اور جتنا کام رہگیا ہے اسمین دونون پر قسم آئیگی اور
ٹھیکہ ٹوٹ جائیگا اگر میان بیوی کے درمیان گھر کا اسباب مین جھگڑا ہو ایہ دی کہے یہ سب میرا ہے میان کہے یہ
سب میرا ہے تو ایسی صورت مین دونون کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا یعنی جو چیز جس کے کار آمد سمجھی جائیگی اسی کو دیجائیگی اور
جو چیزیں ایسی ہین کہ دونون کے کار آمد ہین وہ بھی شوہر ہی کو ملینگی اور دونون مین سے ایک مرجائے اور مرنے والے کا
وارث دعوی کرنے لگے تو دونون کی کار آمد چیز زندہ کو ملیگی اور اگر دونون مین سے ایک مملوک یعنی غلام یا لونڈی
ہے تو اگر دونون زندہ ہین تو اسباب زندہ کو ملیگا اور اگر ایک مرگیا ہو تو جو زندہ ہو اسی کو ملیگا **فصل** اگر مدعا علیہ
نے مدعی کے دعوے کے جواب مین یون کہا کہ یہ چیز جسکا تو دعوی کرتا ہے میرے پاس فلان شخص نے جو اسوقت
یہان نہین ہے امانت رکھی ہے یا کرایہ پر دے رکھی ہے یا مانگے دے رکھی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے یا مین نے اس سے
زبردستی چھین لی ہے اور اپنے اس کہنے پر گواہ بھی پیش کردے تو ان پانچون صورتون مین مدعی کا دعوی خارج
کر دیا جائے گا اور اگر یون کہا کہ مین نے فلان آدمی سے جو یہان نہین ہے مول لی ہے یا مدعی کہے کہ یہ چیز میری

پاس سے چوری گئی ہے اور قابض کہے کہ یہ میرے پاس امانت رکھی ہے اور اسپر گواہ لے آئے تو ان دونون
صورتون مین دعوی خارج نہوگا اگر مدعی کہے کہ مین نے یہ چیز فلان آدمی سے خریدی ہے اور قابض کہے
کہ میرے پاس اسی نے یہ امانت رکھی ہے تو اس صورت مین بھی دعوی خارج ہو جائے گا۔

باب ما یدعیہ الرجلان

اگر ایک چیز ایک شخص کے پاس ہو اور دو مدعی کھڑے ہو کر اس کو گواہون سے اپنی ہونا ثابت کردین تو یہ دونون کو نصفا نصف دلا دیجائیگی اور اگر دو مدعی ایک عورت سے اپنا اپنا نکاح ہونا گواہون سے ثابت کرین تو دونون کے گواہونکی گواہی رد کردی جائیگی اور وہ عورت اسکو ملیگی جسکو یہ خود ہی سچا کہے یا جسکے گواہ پہلے گذر چکے اور اگر کوئی چیز ایک ہی شخص سے خریدنے پر دو مدعی ہو کر گواہ پیش کردین تو ہر ایک کو وہ چیز آدھی آدھی نصف نصف قیمت پر دلائی جائیگی چاہے ہر ایک لے چاہے نہ لے اور اگر مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد ایک مدعی آدھی چیز لینے سے انکار کر دے تو دوسرا مدعی ساری نہین لے سکتا اور اگر وہ مدعی تھے) دونون نے خریدنے کی تاریخ بیان کی تو جسکی تاریخ پہلی ہوگی اسیکو ڈگری دیجائیگی ورنہ جسکا قبضہ ہوگا اسیکو ملیگی اور خریدنے کا دعوی اسکے گواہ ہبہ کے دعوی اور اسکے گواہون سے بہتر ہین[1] اور خریدنے کا دعوی اور مہر مین لینے کا دعوی دونون برابر ہین اور رہن ہبہ سے بہتر ہے یعنی اگر ایک شخص کسی چیز پر رہن کا دعوی کرے کہ یہ میرے پاس رہن ہے اور دوسرا کہے یہ مجھے فلان شخص نے بخشدی ہے تو رہن کا مدعی مقدم رہیگا اگر دو شخص غیر قابض کسی چیز پر ملکیت کا دعوی کرکے گواہون سے مع تاریخ ثابت[2] کردین یا دونون ایک ہی سے خریدنے کو گواہون سے ثابت کردین تو دونون صورتون مین جس مدعی کی تاریخ اول[3] ہوگی اسیکو ڈگری دیجائیگی اور اگر ایک مدعی نے ایک شخص سے خریدنا گواہون سے ثابت کیا اور دوسرے نے دوسرے شخص سے اور دونون نے تاریخ بھی ایک ہی بیان کی تو دونون مدعی برابر رہینگے (یعنی وہ چیز دونون کو آدھی آدھی دیجائیگی) اگر غیر قابض نے اپنی ملکیت مع تاریخ گواہون سے ثابت کی اور قابض کی تاریخ اس سے پہلے سے اسکی ملکیت ثابت کرتی ہو یا قابض اور غیر قابض دونون نے اس دعوی پر گواہ پیش کیے کہ یہ بچہ میرے گھر پیدا ہوا میرے ہی جانور کا ہے یا ملکیت کے سبب دونون نے گواہ گذرانے اور وہ سبب بھی ایسا ہے کہ دو دفعہ نہین ہو سکتا (مثلاً گواہون نے یہ بیان کیا کہ یہ سوتی کپڑا اسی نے بنا اسی کی ملک ہے یا یہ دودھ اسی نے دوہا اسیکا ہے) یا غیر قابض نے گواہون سے نقد ثابت کرایا کہ یہ چیز میری ہے اور قابض کے گواہون نے یہ بیان کیا کہ ہمارے مدعی نے اس مدعی ثانی سے خریدلی ہے تو ان سب صورتون مین قابض کی ڈگری ہوگی اگر ایک چیز پر دو مدعی ہون (

[1] یعنی اگر ایک شخص یہ دعوی کرے کہ یہ چیز مین نے فلان تاریخ خریدی ہے اور دوسرے نے دعوی کیا کہ مجھکو فلان شخص نے ہبہ کی ہے اور دونون نے گواہ پیش کیے تو خریدار کے گواہ منظور کیے جائینگے اور اگر مرد نے خریدنے کا دعوی کیا اور ایک عورت نے مہر مین لینے کا تو دونون کا دعوی درگاہ برابر ہین یعنی دونون کو آدھی آدھی وہ چیز دیجائیگی

[2] یعنی یہ بھی گواہون سے ثابت کرادین کہ یہ چیز فلان تاریخ سے میری ملک ہے ۱۲ منہ

[3] مثلاً ایک کے گواہ کہین کہ ہمارے مدعی نے دسوین محرم کو خریدی ہے اور دوسرے کے کہین ۱۹

(یہ کہے میری ہی وہ کہے میری ہی) اور دونون کے گواہ ایک دوسرے سے خریدنا بیان کرین (یعنی ان ہی دونون
مین سے اسکے گواہ کہین اس سے خریدی ہی اسکے گواہ کہین اس سے خریدی ہی) تو دونون کے گواہ ساقط الاعتبار
ہونگے اور وہ گھر وغیرہ) قابض ہی کے پاس چھوڑ دیا جائیگا اور ایک کے گواہون کے گنتی زیادہ ہونیسے اس کے
دعوی وغیرہ کو ترجیح نہین دیجائیگی اگر ایک مکان ایک شخص کے قبضہ مین ہی اسپر دوسرے نے دعوی کیا کہ اسمین آدھا میرا
ہے اور تیسرے نے دعوی کیا کہ سارا ہی میرا ہی اور دونون نے گواہ بھی پیش کردیے تو ایسی صورتمین آدھے کے مدعی
کو چوتھائی مکان ملیگا اور سارے کے مدعی کو باقی کے تین حصے ف یہ حکم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
ہے جسکی دلیل یہ ہی امام موصوف رح فرماتے ہین کہ جو شخص سارے کا مدعی ہی آدھے مین تو اسکا کوئی مخالف ہی نہین ہی
لہذا آدھا مکان تو بلا نزاع اس کا ہوگا اور باقی کے آدھے مین دونون کا نزاع چونکہ ایک درجہ کا ہے لہذا وہ آدھا
دونومین نصفا نصف کردیا جائیگا اس حساب سے ایک کو ایک چوتھائی پہونچیگا اور دوسرے کو تین چوتھائی اور
صاحبین کا مذہب یہ ہی کہ اُس مکان کے تین حصے کیے جائینگے جنمین سے ایک حصہ نصف کے مدعی کا اور دو حصے اسکے کہ جو
سارے کا مدعی ہی حاشیہ اور اگر وہ مکان انہی مدعیون ہی کے قبضہ مین ہی اگر جنمین سے ایک آدھے کا مدعی ہی اور
دوسرا سارے کا) تو مکان سارے کے مدعی کو مل جائیگا اگر دو شخص ایک جانور کے بچہ پر اس بات کے گواہ پیش کرین کہ یہ
بچہ ہمارے ہی ہان پیدا ہوا ہمارا ہی ہی (یعنی ہر ایک مدعی یہی ثابت کرے) اور دونون اسکے پیدا ہونیکی تاریخ بھی بیان
کرین تو جسکی تاریخ اسکی عمر کے مطابق پڑیگی وہ بچہ اسی کو دلا دیا جائیگا اور اگر عمر معلوم نہ ہوسکے تو وہ بچہ دونون کا رہیگا
(کیونکہ گواہ مع تاریخ دونون کے پاس ہین ایک دوسرے سے بڑھا ہوا نہین ہی) اگر ایک چیز ایک شخص کے قبضہ
مین ہی اور دو شخص غیر قابض اسپر مدعی ہین انمین سے ایک کے گواہ یہ بیان کرتے ہین کہ یہ چیز اصل مین ہمارے
مدعی کی ہے اور اس قابض نے اسکی زبردستی دبا رکھی اور دوسرے مدعی کے گواہ کہتے ہین کہ یہ اصل مین ہمارے
مدعی کی ہے اسنے اسکے پاس بطور امانت کے رکھی ہے تو دونون کے گواہ برابر ہین (یعنی وہ چیز دونون مین سے کسیکو بھی نہین
ملیگی) اگر ایک جانور کے دو مدعی ہین ایک اسپر سوار ہی دوسرا لگام پکڑے ہی یا ایک کپڑے کے دو مدعی ہین ایک پہنے
ہوے ہی دوسرا آستین پکڑے ہوے ہی تو انمین جو جانور پر سوار اور جو کپڑا پہنے ہوے ہی اُس کا حق ان دونو سے زیادہ
ہے لہذا جانور سوار کو ملیگا اور کپڑا پہننے والے کا ہوگا اگر ایک اونٹ کے دو مدعی ہون کہ ان مین سے ایک کا
اسپر بوجھ لدا ہوا ہے اور دوسرا ویسے ہی پکڑے ہوے ہی تو وہ اونٹ بوجھ کے مالک کو ملیگا اور اگر ایک دیوار پر دو آدمیونکا
جھگڑا ہو کہ انمین سے ایک کی چھت کی کڑیان اسپر رکھی ہوئی ہین اور دوسرے کی نہین ہین) تو وہ دیوار اُن

کڑیون والے کی ہوگی یا ایسی دیوار پر جھگڑا ہو کہ ایک کے گھر سے ملی ہوئی ہے اور دوسرے کے سے کسی قدر
علیحدہ ہو تو وہ دیوار اسی کی ہے جسکے گھر سے ملی ہوئی ہے دوسرے کی نہین ہے۔ ایک کپڑا ایک کے ہاتھ مین
ہے اور دوسرے کے ہاتھ مین اسکا ایک پلہ ہے تو دونون کو آدھا آدھا بانٹ دیا جائے۔ ایک لڑکا ایک آدمی
کے پاس ہے جو اپنا حال (یعنی کہ) کہہ سکتا ہے اب وہ لڑکا کہتا ہے کہ مین آزاد ہون (کسی کا غلام نہین ہون) اور
وہ آدمی کہتا ہے کہ یہ میرا (غلام ہے) تو لڑکے کا کہنا معتبر ہوگا اور اگر سمجھدار لڑکا یون کہے کہ مین فلان
شخص کا غلام ہون یا اپنا حال نہ کہہ سکے تو ان دونون صورتون مین اُسی کا غلام رہیگا جسکے پاس ہے
اگر ایک مکان کی دس کوٹھریان ایک کے پاس ہین اور ایک کوٹھری ایک کے پاس ہے تو اس مکان کا صحن (یعنی
آنگن) دونون کا آدھا آدھا ہوگا۔ ایک زمین کے اگر دو مدعی ہین اور ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ زمین میری ہے اور
ان مین سے ایک نے اسمین اینٹین یا پتھر رکھی ہین یا مکان بنایا تھا یا اسمین کنوان کھدوایا تھا تو یہ زمین اسی کی ہے
جسکے قبضہ مین ہے (یعنی اسمین یہ تصرف کر رکھے ہین) کہ اگر کوئی ان مین سے اس مضمون کے گواہ پیش کردے
کہ یہ زمین میرے قبضہ مین ہے تو اسی کو ملتی ہے یہی حکم اس کا بھی ہے

باب دعوی النسب

ت ایک شخص نے لونڈی بیچی تھی اور مشتری کے ہان جا کر بیعکے وقت سے لیکر چھ مہینے سے بھی کم مین اسکے بچہ ہوگیا اور
بیچنے والے نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرے نطفہ سے ہونیکے باعث میرا ہے تو اُسیکا ہوگا اور یہ لونڈی اسکی ام ولد ہوگی اور بیع ٹوٹ
جائیگی اور مشتری کو دام واپس دیدیے جائینگے اگرچہ مشتری کا دعویٰ بائع کے ساتھ ہی ہو یا بعد مین ہوا ہو اور یہی حکم
اس صورت مین ہے کہ بائع اس بچہ پر لونڈی کے مرنیکے بعد دعویٰ کرے بخلاف بچہ کے مرنیکے بعد دعویٰ ہونے کے اور دونون
کا آزاد ہونا اس حکم مین شامل ہے (دونون کے مرنیکے) (یعنی اگر کسی نے لونڈی بیچی اور اسکے چھ مہینے سے کم مین بچہ
پیدا ہوگیا پھر لونڈی کو مشتری نے آزاد کردیا تو نسب ثابت ہونے مین اس کا حکم بھی وہی ہے جو اس لونڈی کے مرنے
کیوقت حکم ہے یعنی بائع کا نسب ثابت ہوجائیگا اور اگر بچہ کو آزاد کیا اور پھر بائع نے دعویٰ کیا تو اب یہ بچہ اسکا نہین ٹھیریگا
ت اور اگر وہ چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی ہو تو اسوقت بائع کا یہ دعویٰ خارج کردیا جائیگا ہان اگر مشتری بھی اسکی تصدیق
کرے تو اس صورت مین وہ بائع کا بیٹا قرار دیا جائیگا اگر دو جڑوان بچے پیدا ہوئے اور ان مین سے ایک کو کوئی یون
کہے کہ یہ میرا ہے تو دونون اسی کے ٹھیرینگے یا اگر ایک نہ زمین سے ایک بچہ پیدا ہوا اور مشتری نے خرید کر اُسے آزاد بھی کردیا
اسکے بعد بائع نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو دونون کا نسب اس سے ثابت ہوجائیگا اور مشتری کا آزاد کرنا بیکار ہوگا

ایک آدمی کے پاس ایک لڑکا ہے پہلے اسنے یہ کہا کہ یہ لڑکا فلان شخص کا بیٹا ہی پھر کہا کہ میرا ہی بیٹا ہی تو اب اوسکا بیٹا نہین ہو سکتا اگرچہ وہ شخص جسکا بیٹا ہونیکا اسنے اقرار کیا تھا اسکے بیٹا ہونے سے انکار بھی کردے اگر ایک لڑکا ایک مسلمان اور ایک عیسائی کے پاس ہے عیسائی کہتا ہی یہ میرا بیٹا ہی اور مسلمان کہتا ہی میرا غلام ہی تو یہ لڑکا عیسائی کا بیٹا آزاد ہے اگر دو میان بیوی کے پاس ایک لڑکا ہی میان کہتے ہین یہ میرا لڑکا اور بیوی سے ہی اور بیوی کہتی ہی کہ یہ میرا بیٹا دوسرے شوہر سے ہی تو وہ ان دونوں کا ہوگا کسی نے ایک لونڈی خریدی تھی اسکے بچہ ہوا اور مشتری نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہی پھر وہ لونڈی کسی اور کی نکلی تو اب یہ مشتری اس بچے کی قیمت بھرے اور بچہ آزاد ہی اور اگر یہ بچہ مرجائے تو اسوقت بچہ کی قیمت مشتری کو نہین دینی پڑے گی اگرچہ یہ بچہ کچھ مال بھی چھوڑے (جو ورثہ ہوکر اس مشتری کو پہونچ جائے) اور اگر اس بچہ کو کسی نے قتل کردیا اور اب وہ لونڈی کسی اور کی نکلی تو یہ (مشتری یعنی) باپ اس کی قیمت کا تاوان بھرے اور بعد مین لونڈی کے دام اور بچہ کی قیمت (جسکا ڈنڈ بھرا ہے) بائع سے پھیرے باقی صحبت کی اجرت اب نہین پھیرے گی (یعنی بائع نے اگر غیر کی لونڈی کا نام کرکے اس مشتری سے صحبت کی اجرت بھی لیلی ہو تو وہ واپس نہوگی)

کتاب الاقرار

اقرار کا بیان

مسئلہ غیر کا حق اپنے ذمہ ثابت ہونیکی خبر کرنیکو (شرع مین) اقرار کہتے ہین (اور جسکے حق کا اقرار کرے اسے مقر لہ کہتے ہین اور جو اقرار کرے اسے مقر کہتے ہین) اگر کوئی آزاد عاقل بالغ کسی حق کا اقرار کرلے تو یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ وہ گول مول ہی ہو مثلاً (یون کہا کہ میرے ذمہ فلان شخص کی) کوئی چیز ہے یا کچھ حق ہی پھر اس گول مول کو اس سے زبردستی بیان کرایا جاویگا اور بیان مین وہ ایسی چیز کہے جسکی کچھ قیمت بھی ہو پھر اگر مقر لہ اس سے زیادہ کا دعویٰ کرے تو اسوقت اس مقر کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا اگر کسی نے یون اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلانے کا مال ہی (یہ نہین کہا کہ کتنا ہی) اب اگر وہ ایک درہم سے کم بتلانے لگے تو اسکا اعتبار نہین کیا جائیگا اور اگر بڑے مال کا اقرار کیا ہو تو نصاب (زکوٰۃ کی مقدار) کا اقرار ثابت ہوگا اور اگر یون اقرار کیا ہے کہ میرے ذمہ بہت بڑے مال ہین تو اسے تین نصابون (کی مقدار) کا اقرار ثابت ہوگا اور اگر اقرار یون ہے کہ بہت سے روپے کے ہین تو دس روپے کا اقرار ہے اور اگر روپے کے بارے مین کہا کہ میرے ذمہ فلانے کے روپے ہین تو تین روپون کا اقرار ہی اور اگر کہا کہ میرے ذمہ اتنا روپیہ ہی تو یہ ایک روپیہ کا اقرار ہی (کیونکہ اسنے اتنے کی خود ہی روپیہ سے تشریح کردی ہی) اور اگر یون اقرار کیا کہ میرے ذمہ اتنے اتنے ہین تو یہ گیارہ روپے کا اقرار ہے اور اگر کہا کہ اتنے اور اتنے ہین تو اکیس روپے کا اقرار ہی اور اگر یون کہا کہ اتنے اور اتنے اور اتنے (تیسری دفعہ بھی پھر اور لایا) تو اس سے ایک سو اکیس کا

اقرار ثابت ہوگا اور اگر چوتھی دفعہ پھر اور ذکر کیا تو اس سے ایک ہزار اور ڈیڑھ سو لازم آوینگے اور اگر یون کہا کہ فلانے کا مجھ پر یا
میری طرف اسقدر رہی تو یہ قرض کا اقرار ہے اور اگر کہا کہ میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر مین یا میرے صندوق
مین یا میری تھیلی مین فلانے کے (روپیے) ہین تو یہ امانت کا اقرار ہے اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے تجھ پر ہزار
روپیہ ہے وہ بولا لے اُن کو تول لے یا کہا پرکھ لے یا کہا مجھے اُن کی کچھ مہلت دیدے یا کہا مین تو وہ
ادا کر چکا ہون یا کہا مین دوسرے کا حوالہ دے چکا ہون تو سب صورتونمین یہ کہنا قرض کا اقرار ہے اور اگر ایسا کوئی
لفظ نہین کہا جس سے اُن روپیون کی طرف اشارہ ہو (وہ سمجھ مین آتے ہون) تو اس صورت مین ان سب
کلمات سے اقرار ثابت نہوگا اگر کسی نے میعادی قرض کا اقرار کیا اور جسکے لیے اقرار کیا تھا اُس نے دعوی کیا کہ میعادی
نہین ابھی دینے کا ہے تو اُسے ابھی دینا پڑیگا اور اسی مقرلہ کو میعاد نہ ہونے پر قسم دیجائیگی اور اگر کسی نے یون کہا
کہ میرے ذمہ فلان شخص کا ایک سو اور ایک روپیہ ہے تو اس سو سے بھی روپیے ہی مراد ہونگے اور اگر یون کہا کہ ایک
سو اور ایک کپڑا ہے تو سو کو اس سے بیان کرینگے کہ سو کہنے سے تیری کیا مراد ہے اور اسی طرح اگر یون کہا ہو کہ
ایک سو اور دو کپڑے ہین اس صورت مین بھی سو کو اس سے پوچھینگے بخلاف اسکے کہ یون کہا ہو کہ میرے ذمہ
ایک سو اور تین کپڑے ہین کہ اس اقرار مین سب کپڑے ہی مراد ہونگے اگر کسی نے یون اقرار کیا کہ فلانے کا میرے پاس
ایک ٹوکرہ چھوہارونکا ہے تو ٹوکرہ اور چھوہارے دونون دینے پڑینگے اور اگر یون اقرار کیا کہ اصطبل مین فلانے کا گھوڑا
مجھے دینا ہے تو اُسے فقط گھوڑا ہی دینا پڑیگا اور انگوٹھی کے اقرار مین چھلا اور نگینہ دونون دینے ہونگے اور تلوار
کے اقرار مین پھل۔ میان۔ اور پرتلہ تینون چیزین دینی ہونگی اور چھپرکھٹ کا اقرار کرے تو اسکی لکڑیان اور پردے
دونون دینے ہونگے اور اگر کہا کہ میرے ذمہ فلانے کے ایک گٹھری کپڑے ہین یا ایک کپڑے مین بندھے
کپڑے ہین تو دونون صورتون مین کپڑا اور گٹھری دونون دینے پڑینگے اور اگر یون اقرار کیا کہ دس کپڑونمین ایک کپڑا
میرے ذمہ ہے تو ایک ہی کپڑے کا اقرار ہوگا اور اگر کہا پانچ مین پانچ روپے میرے ذمہ ہین اور اس کہنے سے اسنے
ضرب مراد لی تو پانچ ہی روپے دینے ہونگے اور اگر اُسنے یہ نیت کی تھی کہ پانچ کے ساتھ پانچ اور میرے
ذمہ ہین تو دس دینے ہونگے اگر یون اقرار کیا کہ فلان شخص کے میرے ذمہ ایک سے دس روپے تک ہین یا کہا
کہ ایک روپے سے دس روپے تک کے درمیان میرے ذمہ ہین تو دونون صورتونمین نو روپے دینے پڑینگے اور اگر کسی نے
یون کہا کہ میرے گھر مین سے اس دیوار سے لیکر اس دیوار تک (زمین) فلان شخص کی ہے تو فقط ان دونون
دیوارون کے بیچ کی زمین اسکی ہوگی (دیوارین اسکی نہ ہونگی) اور حمل کا اقرار کرنا درست ہے ف مثلاً

کسی نے اگر یوں کہا کہ میری اس لونڈی کا حمل فلاں شخص کی ملک ہے یا اس چارپایہ کے حمل کا فلانا آدمی مالک ہے تو یہ اقرار درست ہے بچہ دینا پڑیگا اور حمل کیلیے اقرار کرنا درست ہے اگر مقر حمل کی ملکیت ثابت کرے (کوئی لائق سبب بیان کردے ورنہ پھر اقرار درست نہوگا بلکہ لغو ہو جائیگا) اگر کسی نے یوں کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ایکہزار روپے ہیں اس شرط پر کہ تین دنکا مجھے اختیار ہے تو یہ روپیہ اُسے دینے پڑینگے اور شرط کا نام لینا بیکار ہوگا۔

باب الاستثناء وما فی معناہ

ت جس چیز کا اقرار کر لیا ہو اسمیں سے تھوڑی سی چیز کا استثناء کرنا (یعنی اقرار میں سے اسکو الگ کر لینا) درست ہے اگر اقرار کے ساتھ ہی ساتھ استثناء کیا ہو مثلاً کہا میرے ذمہ فلاں شخص کے چار روپے ہیں مگر ایک اور جیسا یوں کہا کہ میرے ذمہ چار روپے ہیں ایک کم تو دونوں صورتوں میں ایک کو اقرار میں سے نکالنا درست ہے بشرطیکہ ایک ساتھ ہی کہدیا ہو اس صورت میں استثناء سے جسقدر روپے بچینگے وہ اسکے ذمہ لازم ہونگے اور جتنے کا اقرار کیا ہو اس سبکا استثناء کرنا درست نہیں (مثلاً کوئی یوں کہے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر دس تو یہ استثناء غلط اور لغو ہے) اور جو چیزیں نپتی یا تلتی ہیں انکو روپوں میں سے استثناء کرنا درست ہے (مثلاً کوئی یوں کہے میرے ذمہ اسکے ہزار روپے ہیں مگر دس من گیہوں کم تو یہ استثناء درست ہے) اور ان کے سوا اور چیزوں کو استثناء کرنا درست نہیں ہے ف مثلاً کسی نے یوں اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے ایک ہزار روپے ہیں مگر دس تھان کم تو یہ استثناء درست نہیں ہے ت اگر کسی نے اپنے اقرار کے ساتھ انشاء اللہ بھی ملا دیا تو اس کا اقرار باطل ہوگا اگر کوئی مکان کا اقرار کر کے عمارت کو مستثنیٰ کرنے لگے تو یہ استثناء درست نہیں (دونوں چیزیں مقر کی ہونگی یعنی مکان اور عمارت دونوں دینے پڑینگے) اور اگر یوں اقرار کیا کہ اس مکان کی دیواریں میری ہیں اور صحن تیرا ہے تو اسکے کہنے کے موافق کیا جائیگا اور اگر کسی نے یوں کہا کہ ایک غلام کی قیمت کے ایکہزار روپے فلاں شخص کے میرے ذمہ ہیں مگر وہ غلام ابھی میں نے اس سے لیا نہیں ہے پس اگر اسنے غلام معین کر دیا تھا اور اس شخص نے (جسکے لیے اسنے اقرار کیا ہے) غلام اسکے حوالہ کر دیا تو ہزار روپے اسے دینے پڑینگے اور اگر غلام نہیں دیا تو نہ دینے پڑینگے اور اگر اسنے غلام کی کچھ تعیین نہیں کی تو ہزار روپے اسے ابھی دینے لازم ہو جائینگے جیسا کہ اگر کوئی یوں کہدے کہ شراب کی یا سور کی قیمت کے ایکہزار روپے فلاں شخص کے میرے ذمہ ہیں (تو مقر کے ذمہ ہزار ہو جاتے ہیں اور مقر کے ذمہ شراب یا سور نہیں ہوتا) اور اگر یوں کہا کہ میرے ذمہ ایکہزار ہیں اسباب کی قیمت کے یا کہا اُسنے مجھے قرض دیے تھے ہزار اور وہ کھوٹے ہیں یا غیر مروج ہیں اور مقر له

کہتا ہے میرے کھرے ہیں تو مقر کو کھرے ہی دینے پڑینگے بخلاف غصب ودیعت کے ف یعنی اگر کوئی یون کہے
کہ مین نے ایکہزار کھوٹے روپے اس سے چھین لیے تھے یا اُسنے کھوٹے امانت کے طور پر میرے پاس رکھے تھے
توان دو صورتون مین اس کا کہنا معتبر ہوگا ت اگر کسی نے یون کہا کہ میرے ذمہ فلان شخص کے ہزار روپے
ہین اور ساتھ ہی یہ کہا مگر اتنے (مثلاً سو یا کم و بیش) اُسنے کم کردیے تو اسکے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر ساتھ
نہین کہا تو اس کہنے کا اعتبار نہین ہونے کا اگر کسی نے ایک کپڑا چھین لینے کا اقرار کیا تھا اور پھر عیبدار لاکے
دیا کہ تیرا یہی ہے اور کپڑے والا کہتا ہے میرا اور تھا تو اس لانے والے کا کہنا معتبر ہوگا اگر کسی نے (کسی سے)
یون کہا کہ مین نے تجھ سے ایک ہزار روپے امانتاً لیے تھے اور وہ (میرے پاس سے) جاتے رہے ہین اور
دوسرا کہتا ہے تو نے وہ روپے مجھ سے زبردستی چھینے تھے تو یہ روپے اقرار کرنیوالے کو دینے ہونگے اگر کسی نے
(دوسرے سے) یون کہا کہ تو نے مجھے ایکہزار روپے امانتاً دیے تھے وہ بولا تو نے مجھ سے زبردستی چھینے تھے
تو یہ اس منکر کو دینے نہین پڑینگے (کیونکہ مقر نے خود لینے کا اقرار نہین کیا) اگر (مثلاً) زید نے عمرو سے کہا
کہ میری یہ چیز تیرے پاس امانت تھی ایسے نے لیلی ہے عمرو بولا (تو جھوٹا ہے) یہ تو میری ہی ہے تو یہ عمرو اسکو
لے سکتا ہے اگر اسکے پاس ہو ورنہ اسکی قیمت لیلے اگر زید کہے کہ مین نے اپنا یہ اونٹ یا یہ کپڑا فلان شخص کو کرایہ پر
دیا تھا وہ سوار ہوا اور اپنا کام کرکے اب مجھے واپس دے گیا ہے یا کہا یہ کپڑا اُسنے پہنا تھا اور اب واپس دیا ہے
(اور وہ کہتا ہے کہ تو جھوٹا ہے یہ اونٹ یا یہ کپڑا تو میرا ہی ہے) تو اس صورت مین زید کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اگر
کسی نے یون کہا کہ (میرے پاس) یہ ہزار روپے فلان شخص کی امانت ہین نہین بلکہ فلان شخص کی (یعنی کسی اور
کا نام لے دیا) تو اس اقرار کرنیوالے کو ایکہزار روپے پہلے کو دینے پڑینگے (یعنی جسکا پہلے نام لیا ہے) اور اتنے ہی دوسرے کو۔

باب اقرار المریض

(بیماری کے اقرار کا بیان)

ت اگر کوئی بیمار اپنے مرض الموت مین کسی کے قرض کا اقرار کرے تو صحت کی حالت کا قرض اور وہ کہ جو اس کی
بیماری مین اسکی دوا وغیرہ معمولی سبب سے ہوا ہو اُسپر مقدم ہوگا (یعنی اگر وہ مرگیا تو اسکے ترکہ مین تو اول اسکی صحت
کیحالت کا قرض اور دوا وغیرہ کا ادا کیا جائیگا اور اسکے بعد مین یہ ادا کیا جائیگا جس کا بیماری مین اقرار کیا ہے) اور وارثون
کو دینا اس سے بھی مؤخر کیا جائیگا (یعنی وارثون کو ترکہ کل قرض ادا کرکے دیا جائیگا) اگر بیمار نے اپنے ذمہ کسی
وارث کے روپیہ ہونیکا اقرار کیا تو یہ اقرار باطل ہے (اس اقرار کا اعتبار نہین کیا جائیگا) ہان اگر باقی سب وارث
اسکی تصدیق کرلین (تو اسوقت اقرار معتبر ہوگا) اور اگر بیمار کسی غیر آدمی کے لیے اقرار کرے تو یہ اقرار درست ہے گو اس

[illegible]

اقرار میں اس کا سب مال آ جائے۔ اگر کسی غیر آدمی کے لیے اقرار کیا تھا کہ اس کا اتنا قرض میرے ذمہ ہے پھر کہا کہ یہ تو میرا بیٹا ہے تو اس مقر سے اس کا نسب ثابت ہو جائیگا یعنی یہ اس کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور وہ قرض کا اقرار باطل ہوگا۔ اگر بیمار نے کسی اجنبی عورت کیلیے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو اس کا اقرار صحیح ہے بخلاف ہبہ اور وصیت کے ف یعنی اگر اجنبی عورت کو کسی بیمار نے کوئی چیز بخشدی یا وصیت کردی پھر اس سے نکاح کر لیا تو یہ بخشش اور وصیت باطل ہوگی اور نکاح میں فرق نہ آئے گا ت اگر کوئی اس عورت کے لیے جسکو بیماری میں تین طلاق دیچکا ہو قرض کا اقرار کرے تو اس عورت کو وہ ملیگا جو میراث اور اقرار میں سے کم آتا ہو ف یعنی اگر میراث میں اسکو کم پہنچتا ہو اور اقرار بہت روپیہ کا ہو تو میراث دینگے اور اگر اقرار تھوڑے روپے کا ہو اور میراث میں اسکو بہت پہونچتا ہے تو اقرار پورا کر دیا جائیگا ت اگر کسی نے ایسے لڑکے کیلیے جسکے باپ کا کچھ پتہ نہیں اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور اتنا لڑکا اس مقر جیسے آدمی کے ہو بھی سکتا ہے اور اس لڑکے نے بھی اس کی تصدیق کر لی (کہ ہاں میں اسکا بیٹا ہوں) تو لڑکے کو اسی کا بیٹا قرار دیا جائے گا اگرچہ مقر بیمار ہو اور یہ لڑکا میراث میں اس کے اور وارثوں کے شریک ہوگا۔ اگر مرد کسی کو اپنا بیٹا یا باپ ماں یا جورو یا آقا ہونے کا اقرار کرے یا عورت کسی کی بابت اپنی ماں یا باپ یا خصم یا آقا ہونے کا اقرار کرے تو دونوں کے اقرار صحیح ہیں اور اگر عورت کسی لڑکے کو اپنا بیٹا بتلائے تو یہ اقرار اسوقت صحیح ہے کہ ایک دائی اس بات کی گواہی دیدے (کہ اُسی کا بیٹا ہے)۔ یا اس کا خصم اسکی تصدیق کرے اور ان سب صورتوں میں مقر لہ کا تصدیق کرنا بھی ضروری ہے اور مقر کے مرنے کے بعد بھی انکا تصدیق صحیح اور قابل اعتبار ہوگا۔ مگر شوہر کا اُس عورت کے مرنے کے بعد اس کی تصدیق کرنا (کہ ہاں میں اُس کا شوہر ہوں) معتبر نہیں ہے۔ اگر کسی نے اپنا بھائی یا چچا جیسے رشتوں میں سے کسی رشتہ کا اقرار کیا تو وہ اُس کا بھائی یا چچا نہیں بنے گا ہاں اس کے سوا قریب کا یا دور کا اس کا اور کوئی رشتہ دار نہیں ہے تو یہ مقر لہ (یعنی جس کا اُس نے بھائی یا چچا بنایا ہے) اُس کا وارث ہو جائے گا ورنہ نہیں ہونے کا۔ اگر کسی کا باپ مر گیا تھا۔ اُسنے ایک لڑکے کی بابت اپنا بھائی ہونے کا اقرار کیا (کہ یہ میرا بھائی ہے) تو وہ ورثہ میں اسکا شریک ہو کر (اُس سے آدھا بٹوالے) گا۔ اور اُس کے باپ سے اُس کا نسب ثابت نہیں ہونے کا اگر ایک شخص نے دو بیٹے چھوڑے تھے اور ایک غیر شخص کے ذمہ اُس کے سو روپے آتے تھے ان دونوں بھائیوں میں سے ایک نے یوں کہا کہ اُن سو روپوں میں سے پچاس روپے باپ لے چکے ہیں تو اس کہنے والے کو ان سو میں سے کچھ نہیں ملے گا اور یہ پچاس اس دوسرے کے ہونگے۔

کتاب الصلح

صلح کا بیان

ت صلح (شرع میں) اُس معاملہ کا نام ہے جس سے آپس کا نزاع رفع ہو جائے اور یہ جائز ہے خواہ اقرار کے ذریعہ سے ہو کہ مدعا علیہ مدعی کے دعوے کا اقرار کرلے) یا سکوت کے ذریعے یا انکار کے ذریعہ (یعنی مدعا علیہ منکر ہو یا نہ منکر ہو نہ مقر ہو) اگر اقراری مال کے بدلے میں مال ہی پر صلح ہوئی تو یہ صلح بیع کے حکم میں ہوگی۔ اس میں حق شفعہ۔ خیار عیب۔ خیار رویت اور خیار شرط کے سب احکام جاری ہوں گے ف مثلاً ایک شخص نے ایک مکان کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے ایکہزار روپیہ دے کر اس سے صلح کرلی۔ کہ یہ لے لے اور اب تو غیر داعی ہو جا۔ اب اس مکان میں حق شفعہ کا دعویٰ ہو سکتا ہے اگر اس میں کوئی عیب نکل آئے تو واپس ہو سکتا ہے اور اگر اسنے اچھی طرح دیکھا نہیں تھا تو تین دن میں دیکھکر واپس ہو سکتا ہے۔ یا اگر اُسنے دو ایکدن کا اختیار واپس کرنے کا لے لیا تھا تو یہ بھی ہو سکتا ہے ت اور جس پر صلح ہوا اگر وہ معلوم نہ ہو تو صلح صحیح نہیں ہو نیگی۔ اور جس چیز کے دعوے سے صلح ہوئی وہ معلوم نہ ہو تو صلح صحیح ہو جائیگی (جس چیز کے دعوے سے صلح ہوئی ہے اگر وہ تھوڑی سی یا ساری کسی اور کی نکلی تو حصہ رسد یا سارا بدل صلح مدعا علیہ مدعی سے پھیر لے (یعنی پہلی صورت میں حصہ رسد اور دوسری صورت میں سارا مدعی سے وصول کرلے) اور اگر بدل صلح (یعنے جس پر صلح ہوئی ہو) سارا یا تھوڑا سا کسی اور کا نکل آئے تو جس چیز کے دعوی سے صلح ہوئی تھی وہ (پہلی صورت میں) ساری اور دوسری صورت میں حصہ رسد مدعا علیہ سے لیلے۔ اگر مال کے جھگڑے میں مدعی کو کسی چیز کا فائدہ پہونچانے پر صلح ہو جائے (مثلاً مدعی نے مال کا دعویٰ کیا تھا مدعا علیہ نے اسے رہنے کی جگہ دے کر صلح کرلی تو یہ صلح کرایہ پر دینے کے حکم میں ہے لہذا اس مکان میں مدعا علیہ کے رہنے کی مدت معین ہونی چاہیے۔ اور دونوں میں سے ایک اگر مر جائے تو یہ صلح باطل ہو جائیگی (جیسا کہ کرایہ کا حکم ہے) اگر مدعا علیہ کے ساکت ہونے یا انکار کرنے پر صلح ہوئی تو جس پر صلح ہوئی ہے یہ منکر (یعنی مدعا علیہ) کے حق میں قسم کا فدیہ ہوا اور مدعی کے حق میں معاوضہ ہے پس اگر کسی مکان پر جھگڑا تھا اسمیں انکار یا سکوت سے صلح ہوئی تو اس مکان میں شفعہ کا دعوی نہیں ہو سکے گا اور اگر ان ہی انکار یا سکوت سے کسی مکان پر صلح ہوئی تھی تو اسمیں ہمسایہ کا) شفعہ ضرور ثابت ہوگا اور اگر (صلح ہونیکے بعد) متنازع فیہ کا کوئی مستحق نکل آئے تو اب مدعی اس مستحق سے جھگڑے اور بدل (صلح جو مدعا علیہ سے لیا تھا) واپس کردے اور اسمیں سے تھوڑے سی کا کوئی مستحق نکل آئے تو

اس صورت مین حصہ رسد بدل پھیر دے۔ اور اگر جسپر صلح ہوئی تھی (یعنی بدل صلح یا صلح کا بدلہ کہلاتا ہو) اسکا
کوئی حقدار کھڑا ہو گیا ساری کا یا تھوڑی سی کا تو دونون صورتون مین دونون طرح کا دعوی مدعی مدعا علیہ پر کرے
اور بدل صلح کا مدعی کے سپرد کر دینے سے پہلے تلف ہونا صلح کی (دونون صورتون مین یعنی خواہ اقراری صلح
ہونے کی صورت ہو یا سکوت و انکار سے صلح ہونیکی ہو دونون حالت مین) وہی حکم رکھتا ہو کہ جو اُسکا حقدار
کھڑا ہونے کی صورت مین ہو **فصل** مال منفعت اور کسی نقصان کے دعوون سے صلح کرنی درست ہے۔
حدود کے مقدمات مین صلح کرنی درست نہین ہو کیونکہ وہ اللہ کا حق ہے اسمین بندہ درک نہین دے سکتا
اگر کسی عورت پر نکاح کا دعوی تھا پھر میان نے کچھ روپیہ دے کر اُس سے صلح کرلی تو یہ صلح درست اور
بمنزلہ خلع کے ہوگی۔ اور اگر کسی پر اپنے غلام ہونیکا دعوی کیا تھا پھر اُس سے کچھ لے کر صلح کرلی تو یہ صلح جائز
اور روپیہ لیکر آزاد کرنے کے حکم مین ہو۔ اگر ماذون[1] غلام نے قصداً کسی کو مار ڈالا تو اُس غلام کا اپنی طرف سے
کچھ روپیہ دیکر صلح کرنا جایز نہین ہو۔ اور اگر ماذون غلام کے غلام نے کسی کو قصداً مار ڈالا تھا اسکی طرف سے اس
ماذون نے صلح کرلی تو یہ صلح جائز ہے اگر چھینی ہوئی چیز تلف ہو چکنے کے بعد اسکا مالک اُس چیز کی قیمت سے زیادہ
یا کسی قدر اسباب پر صلح کرلے تو درست ہو۔ اگر کسی دو شریک (شریک) نے شراکت کے غلام کو آزاد کر دیا
تھا دوسرے شریک نے اُس غلام کی نصف قیمت سے زیادہ پر اس آزاد کرنے والے سے صلح کرلی تو یہ صلح
درست نہین ہو اگر کسی نے اپنی طرف سے صلح کرنے کے لیے کسی کو وکیل کیا اُسنے صلح کرلی تو جسپر صلح کی ہو
(یعنی بدل صلح) وکیل کے ذمے نہوگا جبتک کہ وکیل خود ضامن نہو جائے بلکہ موکل کے ذمہ لازم ہوگا۔ اگر کسی
ایک شخص کی طرف سے اُسکی اجازت بغیر (اُسکے مدعی سے) صلح کرلی تو یہ درست ہے اگر یہ صلح کرنیوالا اُس
مال کا ضامن ہو گیا ہو یا اپنا مال دینا کیا ہو یا یون کہکر کہ ایکہزار پر صلح کرتا ہون فوراً دیدیا ہو اور اگر ان تینون صورتون مین
سے کوئی نہین ہو تو یہ صلح موقوف رہیگی اگر مدعا علیہ نے اجازت دیدی تو ہو جائیگی ورنہ باطل و لغو ہوگی۔

باب الصلح فی الدین

(قرضے مین صلح کرنیکا بیان)

مدعی جس چیز کے لینے کا عقد مداینت[2] سے مستحق ہوا ہو اُس سے صلح کرنا اپنا تھوڑا سا حق لینا اور
تھوڑا سا چھوڑ دینا ہے یہ معاوضہ نہین ہے (یعنی اس صلح مین حق شفعہ وغیرہ کا دعوی نہین ہو سکے گا
جو معاوضہ کی صورت مین ہوتا ہے) پس اگر کسی کے ذمہ ایکہزار روپیہ تھا اُسنے پانسو دینے پر صلح کرلی
یا (اُسکا) ایکہزار ابھی دینا تھا اُسمین کچھ دنون کی مہلت لیکر صلح کرلی تو یہ صلح جائز ہو اور اگر کسیکے ذمہ ایکہزار درہم اب دینے

[1] ماذون غلام اُس غلام کو کہتے ہین کہ جسے آقا کی طرف سے تجارت کرنیکی اجازت ہو۔ [2] عقد مداینت سے مراد وہ خرید و فروخت ہو جس سے کسی بائع یا مشتری کے ذمہ قرض ہو جائے۔ مثلاً اُدھار بیچنا یا قرض دینا وغیرہ ۱۲ مترجم

تھے اُسنے ایکہزار دینار کچھ وعدے کیساتھ دینے پر صلح کرلی یا ہزار درہم ہی کچھ وعدے سے دینے یا سیاہ درہمون سے آدھے درہم اُسی وقت دینے پر یا سفید درہمون کے دینے پر صلح کرلی تو ان سب صورتون مین صلح درست نہوگی۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے تھے ان مین قرضخواہ نے مقروض سے کہا اگر تو پانسو کل دیدے تو باقی روپیہ سے تو بری الذمہ ہے (یعنی وہ پانسو مین نہین لینے کا) اور اُسنے ایسا ہی کیا تو وہ پانسو سے بری ہوگا اور اگر کل پانسو اُس نے ادا نکئے تو بری نہین ہونے کا۔ ایک شخص نے اپنے قرضخواہ سے کہا کہ مین تیرے روپیہ کا اقرار نہین کرنے کا یہانتک کہ تو مجھے کچھ مہلت ندیدے یا کچھ چھوڑ ندے اُسنے اسے مہلت دیدی یا کچھ چھوڑ دیا تو ایسا کرنا درست ہے

فصل

دو ساجھیون کا ایک پر قرض تھا ان مین سے ایک نے اپنے حصہ کی بابت ایک کپڑے پر صلح کرلی تو اب اُسکے ساجھی کو اختیار ہے کہ چاہے اپنے آدھے قرض کی بابت مقروض کے سر ہوجائے چاہے اپنے ساجھی سے آدھا کپڑا لیلے۔ ہان اگر صلح کرنیوالا ساجھی مقروض کی طرف سے (چوتھائی قرض کا ضامن ہوگیا ہو (تو اب یہ آدھا کپڑا وغیرہ نہین لے سکتا اور اگر دو ساجھیون کا ایک آدمی پر قرض تھا ان مین سے ایک نے اپنا حصہ لے لیا ہے تو وہ دوسرا ساجھی اس مین شریک ہوجائیگا اور جو روپیہ باقی ہے وہ دونون ملکر وصول کرین۔ اور اگر ایک ساجھی نے اپنے حصہ مین کوئی چیز خرید لی تو یہ خریدنیوالا مقروض کیطرف سے (چوتھائی قرضہ کا ضامن ہوگا۔ اگر دو ساجھیون نے بیع کی تھی پھر ایک نے اپنے حصہ کی بابت اپنا دیا ہی ہوا روپیہ ملنے پر صلح کرلی تو یہ صلح درست نہین ہے اور اگر وارثون نے اسباب مین یا زمین کی بابت ایک وارث کو کچھ دیکر ورثہ سے علیحدہ کردیا۔ (ترکہ کا سونا تھا) اُس سونے کے بدلے چاندی دیکر یا چاندی کے بدلے سونا دیکر علیحدہ کردیا (یعنی اس طرح صلح کرلی) تو یہ سب درست ہے خواہ وہ مال جس پر صلح کی ہے تھوڑا ہو یا بہت ہو۔ اور اگر ترکہ مین روپے اشرفیان اور زمین وغیرہ سب تھی وارثون نے ایک وارث کو فقط روپے یا کچھ دیکر صلح کرلی تو یہ صلح درست نہین ہونے کی جبتک کہ بدل صلح اُسکے حصہ سے زیادہ نہو جو اسکو ترکہ مین سے روپیہ یا اشرفیان ملتی ہین اور اگر ترکہ مین لوگون پر قرض بھی تھا اور وارثون نے ایک وارث کو (کچھ دیکر اس لیے) علیحدہ کردیا تاکہ قرضہ سارا اُن ہی کو ملے تو یہ صلح درست نہین ہونے کی۔ ہان اگر یہ اُس وارث سے یہ شرطین کرلین کہ تو بدل صلح لیکر قرضداردن کو اپنا حصہ معاف کردینا تو صلح درست ہوجائے گی۔ اور اگر مردے کے ذمے اسقدر قرض ہو جو اسکے سارے ترکے کو گھیرے ہوئے ہے تو اس صورت مین صلح کرنا اور ترکہ کو تقسیم کرنا دونون فضول اور بیکار ہین۔

کتاب المضاربۃ

(عقد مضاربت کا بیان ہے)

ت مضاربت اُس شرکت (اور ساجھے) کو کہتے ہین کہ ایک کا روپیہ ہو دوسرے کی محنت ہو اور روپیہ کے مالک کو رب المال کہتے ہین اور محنت کرنے والے کو مضارب کہتے ہین) اور مضارب (مضاربت پر روپیہ لینے کے بعد اُس روپے مین) امین ہوتا ہی اور (اُس مین) تصرف کرنے سے وکیل اور نفع ہونے کے بعد نفع کا شریک ہوتا ہی اور یہ عقد مضاربت ٹوٹنے کے بعد بمنزلہ مزدور اور ملازم کے ہوتا ہے (یعنی ایسی صورت مین اُسکو اسکی محنت کی مزدوری ملے گی) اور خلاف[۹۲] کرنے سے یا غاصب قرار دیا جائیگا۔ اور مضارب نے یہ شرط کرلی ہو کہ نفع سارا مین ہی لونگا تو یہ (مضارب نہین رہنے کا بلکہ) مقروض شمار ہوگا اور اگر رب المال نے یہ شرط کرلی کہ نفع سارا مین لونگا تو مضارب مستبضع[۹۳] ہوگا۔ اور یہ مضاربت اُس مال سے درست ہوتی ہی کہ جس سے شراکت درست ہوتی ہی (مثلاً روپیہ ہون یا اشرفیان ہون) اور نفع دونون کے درمیان (آدھون آدھ یا تہائی چوتھائی کا) مشترک ہوتا ہی۔ پس اگر ایک نے یہ شرط کرلی کہ مین تمھاری نسبت (نفع مین سے دس روپیہ زیادہ لونگا تو (یہ مضاربت نہی لہذا) اس مضارب کو اسکی محنت دیکھکر مزدوری دیجائیگی مگر یہ مزدوری اُس سے زیادہ نہ دیجائیگی کہ جو ان دونون کے درمیان مین ٹھیر چکا ہو اور جو شرط نفع کی جہالت کا سبب ہو وہ اس عقد مضاربت کو فاسد کردے گی ف مثلاً رب المال نے یہ شرط کرلی کہ مین مضارب کے گھوڑے پر سوار ہوکر کلکتہ تک جاؤنگا تب آدھا نفع دونگا مضارب نے تسلیم کرلیا تو اس صورت مین اس نے آدھے نفع کو گھوڑے کے کرائے اور اپنی محنت دونون کے عوض کردیا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ گھوڑے کا کرایہ کتنا لگا یا اور مضاربت کا نفع کتنا۔ اس صورت مین مضاربت فاسد ہوجائیگی ت اور اگر ایسی شرط نہ ہو تو اس سے مضاربت فاسد نہ ہوگی بلکہ وہ شرط ہی باطل ہوجائیگی مثلاً یہ شرط کرنا کہ اگر نقصان رہے تو وہ مضارب کے ذمہ ہوگا (اصل مالک کے ذمہ کچھ نہ ہوگا) اور مضاربت طے ہونیکے بعد) مالک روپیہ مضارب کو دیدے اسکے دینے کے بعد مضارب کو اختیار ہی کہ چاہے اس روپیہ سے خرید و فروخت نقدون کرے یا ادھارون کرے (ضرورت پڑے تو) وکیل کرے سفر کرے اور مال کو بضاعت[۹۴] دیدے یا امانت رکھدے لیکن (اس مال سے) کسی غلام یا لونڈی کا نکاح نہ کرے اور نہ یہ روپیہ کسیکو مضاربت پر دیوے۔ ہان اگر اصلی مالک نے اجازت دیدی یا یون کہدیا ہو کہ (جس طرح تیرے دل مین آئے تو اپنی رائے سے کر) تو اُسوقت مضارب کو اختیار ہی کہ وہ روپیہ کسی اور کو مضاربت پر دیدے) اگر رب المال یعنی

جو دوسرے کے سرمایہ سے تجارت اور منافع سارا اُسیکو دے ۱۲ [۹۴] یعنی سرمایہ کے طور پر کسیکو تجارت کرنے کے لیے دیدے ۱۲

(اصلی مالک نے) (اپنے مضارب کو تجارت کے لیئے) کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین کر دیا ہو یا
کوئی شخص معین کر دیا ہو کہ تجارتی معاملہ اسی سے کریو تو مضارب ان سے تجاوز نکرے جیسا کہ ایک شریک
دوسرے شریک کے کہنے سے ایسے اُمور مین تجاوز نہین کر سکتا۔ اور مضارب ایسے غلام کو نہ خریدے
جو اسکے خریدنے سے) رب المال پر آزاد ہو جائے (یعنی رب المال کا ذی رحم محرم نہ ہو) اور نہ ایسے شخص کو
جو نفع ظاہر ہونے کی صورت مین خود مضارب پر آزاد ہو جائے اگر اُسنے ایسا کیا تو اُس روپیہ کا دینیدار ہوگا
ہان اگر نفع ظاہر نہ ہوا اُس وقت (مضارب کو اپنا ذی رحم محرم) خرید لینا درست ہی پھر اگر تجارت مین نفع
ظاہر ہوا تو مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا اور رب المال کے حصہ کا یہ ضامن نہوگا ہان وہ آزاد شدہ غلام
رب المال کے حصہ کی قیمت (کما کر دینے) مین کوشش کرے۔ اگر مضارب کی پاس ایکہزار روپیہ آدھون آدھ کے
نفع پر تھا اُسنے اُس روپیہ سے ایک لونڈی خرید لی اُسکی قیمت بھی ایکہزار روپیہ ہی۔ پھر اُس لونڈی کے بچہ ہوا
(اتفاق سے وہ بھی ایکہزار روپیہ قیمت کا تھا اب مضارب نے دعوی کیا کہ یہ لڑکا میرا ہی اور یہ مضارب ایسے
مالدار آدمی ہی اُسکے دعوی کرنے کے بعد اس لڑکے کی قیمت ڈیڑھ ہزار تک پہنچ گئی تو اب رب المال
کو اختیار ہی چاہی ایکہزار دو سو پچاس روپیہ اُس لڑکے سے کما لے اور چاہے اسے آزاد کر دے اگر رب المال
نے ایکہزار روپیہ (لڑکے سے) لیلیا ہی تو اب لونڈی کی نصف قیمت اس مدعی (یعنی) مضارب سے) لیلے

باب المضارب یضارب

(اس مضارب کا بیان جو اور دوسرے شخص سے مضاربت کرتا ہو)

اگر مضارب نے (رب المال کی) اجازت بغیر مضاربت پر کسیکو روپیہ دیدیا تو جبتک وہ دوسرا مضارب
اس روپیہ سے کچھ کام نکریگا پہلا مضارب اس روپیہ کا ضامن نہ ہوگا۔ پس اگر پہلے مضارب نے رب المال کی اجازت
سے مضاربت پر روپیہ دیدیا حالانکہ اُسے یون کہکر روپیہ دیا گیا تھا کہ میان جو کچھ اللہ دے ہم تم آدھو آدھ
بانٹ لین گے تو اس صورت مین (دوسرے مضارب کی تجارت کے نفع مین سے) نصف تو رب المال
کا ہوگا اور چھٹا حصہ پہلے مضارب کا اور تہائی دوسرے مضارب کا۔ اور اگر رب المال نے یون کہا تھا
کہ جو کچھ اللہ تجھے دے وہ ہم تو دونون آدھوں آدھ بانٹ لین گے تو اس صورت مین ایک تہائی نفع دوسرے
مضارب کا ہی باقی جو بچے اُسکو رب المال اور پہلا مضارب آدھون آدھ بانٹ لین اور اگر رب المال نے پہلے
مضارب سے یون کہا تھا کہ میان جو نفع ہو وہ ہمارا تیرا آدھون آدھ ہے اور پہلے مضارب نے آدھے ہی
نفع پر روپیہ دیا تھا تو اب دوسرے مضارب کو اُس مین سے آدھا ملیگا اور باقی آدھا آدھا یہ دونون

لینگے اور اگر پہلے مضارب سے رب المال نے یون کہا تھا کہ جو اللہ نفع کرے اُس مین سے آدھا میرا ہے یا یون کہا تھا کہ جو کچھ نفع ہو وہ ہمارا تمھارا انصافا نصف ہی اب اس مضارب نے آدھے نفع پر وہ روپیہ کسی اور کو دیدیا تو ایسی صورت مین آدھا نفع تو رب المال کا ہی اور آدھا دوسرے مضارب کا اور پہلے مضارب کا کچھ نہین ہے اور اگر اس صورت مین پہلے مضارب نے دوسرے مضارب کو دو تہائی نفع دینا ٹھیرالیا تھا۔ تو اب بھی پہلا دوسرے کو نفع کا چھٹا حصہ اور اپنے گھر سے اپنے دیگا۔ اگر کسی مضارب نے ایک تہائی منافع رب المال کو دینا کیا۔ اور ایک تہائی اُسکے غلام کو بشرطیکہ غلام اسکے ساتھ کام کرے اور ایک تہائی اپنے لئے رکھنا کہا تو یہ درست ہی۔ رب المال ور مضارب مین سے اگر ایک مر گیا یا مرتد ہو کے دار الحرب مین چلا گیا تو عقدِ مضاربت اس سے فورًا ٹوٹ جائیگی۔ اور مضارب رب المال کے معزول کرنے سے معزول ہو جاتا ہی اگر اُسی معزول کرنا معلوم ہو جائے اور اگر معلوم تو ہو گیا مگر روپیہ اسباب کی صورت مین پڑا ہوا ہے تو یہ مضارب باوجود معزول ہونے کے اس اسباب کو بیچدے اور اسباب کی قیمت مین کچھ تصرف نکرے اور اگر امضاربت توڑ کے) دونون علیحدہ ہو جائین اور مضاربت کا روپیہ لوگون پر قرض ہو اور نفع بھی ہو تو قرضدارون پر مضارب سے بزور تقاضا کرایا جائے اور اگر نفع نہ ہو تو مضارب کے ذمے تقاضا کرنا لازم نہین ہی ہان وہ تقاضا کرنے کے لیے اپنی طرف سے رب المال کو وکیل کردے۔ اور دلال سے بھی زبردستی تقاضا کرایا جائے اور مضاربت کے روپیہ مین سے اگر کچھ تلف ہو جائے تو اس نقصان کو نفع مین سے پورا کرنا چاہیے پس اگر نقصان نفع سے بھی بڑھ گیا تو وہ مضارب کو دینا نہ آئیگا (کیونکہ یہ امین ہوتا ہی اس سے تاوان نہین لے سکتے) اور اگر منافع تقسیم کرلیا گیا اور عقد مضاربت ابھی باقی ہی اب مضاربت کا سارا روپیہ یا تھوڑا سا جاتا رہا تو جو نفع دونون نے بانٹ لیا ہی پھر اُسے جمع کرین تاکہ پہلے رب المال اپنی جمع پوری کرلے اسکے بعد جو بچے اُسی دونون بانٹ لین اور اگر کمی رہی تو اسکا مضارب ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر منافع تقسیم کرنیکے بعد مضاربت توڑ دی اسکے بعد از سر نو پھر کی اور اب وہ روپیہ جاتا رہا تو اس صورت مین پہلے اُس نفع کو نہین لوٹائینگے **فصل** اصل مالک کو بضاعت پر (مضاربت کا) روپیہ دیدینے سے مضاربت نہین ٹوٹتی اگر مضارب کہین تجارت کرنیکے لئے سفر کرے تو اسکا کھانا۔ پینا۔ کپڑا۔ اور سواری کا خرچ بھی اسی مضاربت کی روپیہ مین سے اُٹھے گا۔ اور اگر مضارب وہین شہر ہی مین (تجارت کا) کام کرنے لگا تو اپنا سب خرچ وہ اپنے ہی پاس سے اٹھائے مثلاً دوا دارو کا خرچ (خواہ شہر مین ہو خواہ سفر مین) اپنے ہی پاس سے کرے) اگر تجارت مین نفع ہو تو پہلے مالک وہ خرچ وضع کرے جو مضارب نے

مضاربت کا اسلئے دیا کہ تم اس سے تجارت کرو اور جو نفع ہو وہ سب مجھے دینا تو اس سے مضاربت مین فرق نہین آتا ۱۲ منہ

اصل جمع سے صرف کرلیا ہو۔ اگر مضارب کچھ مال مرابحت کے طور پر بیچنے لگے تو جو کچھ اس مال پر خرچ بیٹھا ہو
اسکی قیمت مین شامل کرلے (اور سب کو جوڑ کے یون کہے کہ یہ چیز مجھے اتنے مین پڑی ہی) اور اپنا ذاتی خرچ اسکے
حساب مین نہ لگائے۔ اگر مضارب نے (مضاربت کا خریدا ہو کپڑا) اپنے روپیے دھلوایا یا ڈھلوایا اور رب المال
نے اس سے یون کہدیا تھا کہ تو اپنی رائے سے جس طرح چاہی تجارت وغیرہ کرے تو یہ مضارب ارب المال
کیساتھ) سلوک کرنیوالا شمار ہوگا (اور جو کچھ اسنے اپنے پاس سے دھلائی ڈھلائی مین خرچ کردیا ہی) اسکا اسے کچھ
نہین ملیگا۔ اور اس کپڑے کو سرخ رنگوالیا تو رنگین ہونیسے جسقدر اسکی قیمت زیادہ ہوگی اس مین یہ شریک ہی
اور رنگانے سے کم قیمت ہونیکی صورت مین یہ ضامن نہوگا۔ اگر ایک مضارب کے پاس ایکہزار روپیہ آدھون آدھ کے
نفع پر تھا اس روپیہ کا اسنے کپڑا خریدکر دو ہزار مین بیچدیا اور ان دو ہزار کا ایک غلام خریدلیا اور ابھی قیمت
نہین دی تھی کہ) دونون ہزار روپیہ تلف ہوگیا تو ایسی صورت مین ایکہزار روپیہ تو مالک اور مضارب دونون
ملکر بائع کو دینگے اور ایکہزار روپیہ فقط مالک دیگا اور اسیطرح غلام مین حصے ہونگے کہ) چوتھائی غلام مضارب
کا ہوگا اور باقی تین حصے مضاربت پر ہونگے اور دو ہزار پانسو روپیہ اصلی جمع ہوگی اکیونکہ مالک کے اس
غلام پر اتنے ہی صرف ہوئے ہین ہزار روپیہ نے ہی اور ایکہزار پہلے دیچکا تھا) اب اگر مضارب اس غلام کو نفع سے بیچنا
چاہی تو دو ہزار اصلی قیمت ٹھیراکر اس پر نفع لگائے اور اگر مضارب نے اپنے رب المال سے ایکہزار مین ایک غلام
خریدلیا جو اسنے پانسو مین خریدا تھا۔ اب اگر یہ نفع سے کہکر بیچے تو پانسو پر نفع لگائے (یعنی یون کہے کہ مجھے یہ غلام
پانسو مین پڑا ہی اور اتنا مین نفع لیتا ہون) اگر مضارب کے پاس آدھون آدھ کی نفع سے ایکہزار روپیہ تھا اس روپیے
اس نے ایک غلام خریدا جو دو ہزار کی قیمت کا تھا اس غلام نے غلطی سے کسیکو مارڈالا تو اس خون کی خونبہا کی تین
چوتھائیان مالک کے ذمہ ہونگی اور ایک چوتھائی مضارب کے ذمہ اور یہ غلام تین روز مالک کی خدمت کرے
اور ایک روز مضارب کی۔ ایک مضارب کے پاس (مضاربت کا) ایکہزار روپیہ تھا اس روپیے اسنے ایک غلام خریدا
ابھی قیمت دی نہین تھی کہ یہ غلام مرگیا۔ مالک نے ایکہزار روپیہ اور دیا وہ بھی جاتا رہا پھر اور دیا وہ بھی تو پھر اور دیا
توجسقدر یہ روپیہ مالک نے دیا ہی سب اصلی جمع ٹھیریگا۔ اگر مضارب کے پاس دو ہزار روپیہ تھا اسنے رب المال سے کہا
کہ تمنے تو مجھے ایک ہی ہزار دیا تھا اور ایکہزار کا مجھے اب نفع ہوا ہی اور رب المال کہتا ہی مین نے تجھے دو ہزار دیئے تھی تو
مضارب کے قول کا اعتبار کیا جائیگا۔ اگر مضارب کے پاس ایکہزار روپیہ ہی اسنے رب المال سے کہا کہ یہ روپیہ آدھون
آدھ کی مضاربت پر ہی اور ایکہزار مجھے اب نفع ہوا ہی اور رب المال کہتا ہی کہ بضاعت پر ہی (یعنی نفع میرا

سلہ فلا اسکی رنگائی دہلائی ڈھلائی وغیرہ سب اس مین لگا دے ۱۲ سلہ اسکی وجہ یہ ہے کہ نفع کا ایک ہزار روپیہ تو دونون کی شرکت کا تھا

تیرا حصہ نہیں ہے میں نے خشک تجارت کرنے کو دیا تھا) تو اس صورت میں رب المال کا قول معتبر ہوگا

کتاب الودیعۃ

(امانت رکھنے کا بیان)

ت اپنے مال کو حفاظت کیلیے دوسرے کے قبضہ میں کردینے کو (شرع میں) ودیعت رکھنا کہتے ہیں اور ودیعت وہ چیز ہے جو امین (یعنی شخص امانت دار کے پاس حفاظت کی لیے) رکھی جائے یہ ودیعت امانت ہوتی ہے اسیوجہ سے اسکی تلف ہونے پر اس شخص سے اسکا تاوان لینا جائز نہیں ہے۔ اور اس امین کو اختیار ہے کہ چاہے اسکی حفاظت خود کرے یا اپنے گھر والوں سے کرالے (یعنی حفاظت کے لئے انکے پاس رکھدے) پس اگر ان کے سوا اسنے اور کسی غیر آدمی کے پاس رکھدی (اور وہ تلف ہوگئی) تو اسے دینی آئیگی۔ ہان اگر اپنے مکان میں اسکے جل جانے کا اندیشہ ہوا (کشتی میں بیٹھا تھا اور) اسکے ڈوبنے کا اندیشہ ہوا اور اسے اپنے ہمسایہ کے پاس یا دوسری کشتی میں رکھدے (اور وہ تلف ہوجائے) تو اسے دینی نہیں آئیگی۔ پس اگر مالک نے اپنی امانت مانگی اور یہ امین باوجودیکہ دیسکتا تھا مگر پھر نہیں دی یا اپنے مال میں ایسی طرح ملالی کہ اب اسکی پہچان نہ رہی تو ان دونوں صورتوں میں اسے دینی پڑیگی۔ ہان اگر بغیر اسکے ملائے مل گئی ہو تو اس امانت میں دونوں شریک ہوجائیں گے۔ اور اگر امین نے امانت میں سے تھوڑی سی خرچ کرلی اور پھر ویسی ہی لیکر باقی امانت میں ملادی تو ساری کا ضامن ہوگا۔ اگر امانت میں امین نے ایسی تعدی کی تھی جس سے اس پر ضمان آتا تھا پھر وہ تعدی جاتی رہی تو ضمان بھی جاتا رہیگا۔ ف تعدی کے معنی زیادتی کے ہیں اگر مالک امانت نے اجازت نہیں دی تھی اور امین نے وہ امانت کسی کو دیدی تو یہ بھی زیادتی ہے اس صورت میں تلف ہونے پر تاوان دینا پڑے گا ہان اگر اسنے جون کی تون واپس لیلی تو وہ تاوان بھی جاتا رہیگا بخلاف مانگ کر لینے والے اور کرایہ پر لینے والے کے یا (امانت کا) انکار کرنے کے بعد اقرار کرنیکے (کہ ان تینوں صورتوں میں تعدی کرنیکے بعد اگر تعدی جاتی بھی رہی تب بھی انکو تاوان دینا ہوگا) اگر مالک امانت نے منع نہ کیا ہو یا اسکی تلف ہونیکا اندیشہ نہ ہو تو امین کو اپنے ساتھ سفر میں امانت کا لیجانا جائز ہے۔ اگر دو شخصوں نے ملکر کوئی امانت رکھی تھی تو اب یہ امین ان میں سے ایک کو اس کا حصہ نہ دے جبتک کہ دوسرا نہ آجاوے اگر ایک آدمی نے دو شخصوں کے پاس ایسی چیز امانت رکھی جو تقسیم ہوسکتی ہے تو اسے وہ دونوں تقسیم کرلیں اور اپنے اپنے حصہ کی دونوں حفاظت کریں اگر ایک نے (اپنا حصہ) دوسرا دیدیا تو دینے والا ضامن ہوگا بخلاف اس چیز کے جو تقسیم نہ ہوسکتی ہو (جیسے ایک یا ایک غلام وغیرہ ہو کہ ایسی امانت میں اگر ایک اپنے حصے کی بھی دوسرے سے حفاظت

کرالے تو اُس پر ضمان نہین آتا (اگر امانت کے مالک نے امین سے یون کہدیا کہ یہ امانت تم اپنی گھر والون کے حوالے نکرنا یا خاص اسی کوٹھری مین حفاظت سے رکھنا اور امین نے ایسے شخص کے حوالے کردی جسکے حوالے کئے بدون چارہ ہی نہین تھا (مثلاً اپنی جورو یا نوکر کے پاس رکھدی یا اسی مکان کی دوسری کوٹھری مین حفاظت کی تو ان دونون صورتون مین تلف ہونے پر) ضامن نہوگا۔ اور اگر بلاضرورت کسی کے حوالے کردی یا دوسرے مکان مین حفاظت کی (اور تلف ہوگئی) تو یہ ضامن ہوگا اور غاصب کے امین پر (تلف کی صورت مین) ضمان آتا ہے اور امین کے امین پر ضمان نہین آتا۔ ایک شخص کے پاس ایکہزار روپیہ ہے اُس پر دو آدمیون نے دعوی کیا ہر ایک کا یہ دعوی ہے کہ یہ ہزار روپیہ میرا ہے اور وہ (دونو مین سے کسیکا بھی نہین بتاتا اور) دونون کے نہونے پر قسم بھی نہین کھاتا تو یہ ہزار روپیہ ان ہی دونون مدعیون کو ملیگا اور ایک ہزار روپیہ اور اُسے انہی دونون مدعیون کو دینا پڑے گا۔

کتاب العاریت
(مانگے چیز دینے کا بیان)

اپنی چیز کے فائدے کا بلاعوض کسی کو مالک کر دینا (شرع) مین عاریت کہلاتا ہے اور ان الفاظ کے کہنے سے عاریت ہوجاتی ہے کہ یہ چیز مین نے تجکو عاریت دی یا مین نے اپنی زمین (کی پیداوار) تجھے کھانیکو دی مین نے اپنا کپڑا تجھے (پہننے کو) دیا مین نے اپنی سواری تیرے سوار ہونے کو دی۔ مین نے اپنا غلام تیری خدمت کو دیا میرا مکان تیرے رہنے کیلئے ہے۔ میرا گھر تیرے رہنے کے لئے عمر بھر کو ہے۔ عاریت کے دینے والا (جسکو عربی مین معیر کہتے ہین) جب چاہے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر بغیر تعدی کے مانگی چیز تلف ہوجائے تو مانگنے والے پر ضمان نہین آتا۔ اور مانگی چیز کو امانت کیطرح کرایہ دینا اور رہن رکھنا جائز نہین ہے اگر مانگ کر لینے والے نے کرایہ پر دیدی تھی وہان وہ تلف ہوگئی تو ضامن ہوگا (اسے دینی پڑیگی) مانگ کر لینے والا دوسرے کو مانگی چیز دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایسی ہو کہ استعمال کرنیوالے کے بدلنے سے اس مین کچھ فرق نہ آتا ہو۔ اگر مانگی چیز دینے والا (دیتے وقت) یون کہدے کہ اس چیز کو فلان دن یا فلان ہی مہینے کام مین لانا یا فلان ہی کام مین لانا یہ دونون باتین کہدے تو مانگ کر لینے والا اس کے اس کہنے کے خلاف نہ کرے۔ ہان اگر اسنے اس طرح کچھ تعیین نہ کی ہو تو اُس سے مستعیر جس قسم کا چاہے اور جس وقت چاہے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور روپیہ اشرفی یا وہ چیزین جو ناپ کے بکتی ہین۔ (جیسے گیہون وغیرہ) یا وہ چیزین جو تُل کے بکتی ہین (جیسے گھی شہد وغیرہ) یا وہ چیزین جو گنتی سے بکتی ہین (جیسے انڈے وغیرہ) ان سب کو مانگے دینا قرض ہے۔ اگر کسی نے مکان بنانے

[illegible]

... اگر عاریت مین ... اپنا کام کرنے کے بعد دی ... چیز واپس ... ہے اور ... دیا جاتا ہے۔

یا باغ لگانے کے لیئے زمین مانگے دی تو یہ درست ہی اور پھیر لینا اسکے اختیار مین ہی (جب چاہی لیلے) اور مکان اور درختون کو اکھڑوادے اور اگر اسنے عاریت کا کوئی وقت مقرر نہ کیا ہو (یعنی یون نہ کہا ہو کہ مین فلان وقت لیلونگا) تو اسکو کچھ دینا نہ آئیگا۔ ہان اگر عاریت کا وقت مقرر کر دیا تھا اور اُس وقت سے پہلے (وہ زمین وغیرہ جو کچھ تھی) پھیر لی تو اُسے اُس اکھڑوانے والے کے نقصان کا تاوان دینا ہوگا۔ اور اگر کسی نے کھیتی بونے کے لیئے زمین مانگی دیدی تو جب تک کھیتی درو نہ ہوجائے وہ لی نہین جاسکتی برابر ہی کہ یہ وقت معین کر دیا ہو یا نہ کر دیا ہو۔ اور مانگی چیز کے واپس کرنیمین جو کچھ خرچ ہو وہ مانگی لینے والے کے ذمے ہی اور امانت مین مالک کے ذمے اور کرایہ مین کرایہ پر دینے والے کے ذمہ اور غصب مین غصب کرنیوالے کے ذمہ اور رہن مین رہن رکھنے والے کے ذمہ۔ اگر کسی نے کوئی سواری کا جانور مانگا لیا تھا اور پھر اُسکے مالک کے اصطبل مین پہنچا دیا (یا غلام لیا تھا اور) اُسے اُسکے مالک کے گھر پہنچا دیا تو یہ بری الذمہ ہی بخلاف غصب کی ہوئی چیز اور امانت کی (کہ ان دونون کو اُنکے مالک کی سپرد کر دینا ضروری ہی۔ بغیر سپرد کئے غاصب اور امین بری الذمہ نہین ہو سکتے) اگر مستعیر نے اپنے غلام یا اپنے نوکر کے ہاتھ مانگا جانور بھیجدیا یا مالک کے غلام یا نوکر کے ہاتھ بھیجدیا (اور وہ رستے مین تلف ہوگیا) تو مستعیر بری الذمہ ہی اور اگر کسی غیر کے ہاتھ بھیجا تھا اور وہ تلف ہوگیا تو اسے اسکا بدلہ دینا ہوگا اور مستعیر (اطمینان کے لیئے) عاریت نامہ مین لکھدے کہ تو نے اپنی زمین مجھے کھانے و کمانے کے لیے عاریۃً دی ہی۔

كتاب الهبة

سے[1] ایک چیز کا بلا عوض کسیکو مالک کر دینا ہبہ کہلاتا ہے اور یہ اُس وقت صحیح ہوجاتا ہی کہ جب دینے والے کی طرف سے ایجاب ہو مثلاً وہ یون کہے کہ مین نے (فلان چیز) ہبہ کردی یا دے ڈالی یا یہ کھانا مین نے تجھے کھانے کے لیے دیدیا۔ یا یہ چیز مین نے تیری ہی کردی۔ یا یہ چیز مین نے تجکو عمر بھر کو دیدی یا ہبہ کی نیت سے یون کہدیا کہ یہ سواری مین نے تجھے سوار ہونے کو دیدی یا یہ کپڑا مین نے تجھے پہننے کو دیدیا۔ یا یہ میرا گھر تیرے لیے ہبہ ہی رہنے کو۔ یا میرا گھر تیرے رہنے کو ہبہ ہی تو ان دونون صورتون مین ہبہ نہین ہونے کا اور اس ایجاب کے بعد موہوب لہ کی طرف سے) قبول اور قبضہ بھی ہو اگر اسی مجلس مین (یعنی وہین بیٹھے) ہبہ لینے والا اپنا قبضہ کرلے تو واہب کی اجازت کی ضرورت نہین ہی اور اگر اس مجلس کے بعد قبضہ کرے تو واہب کی پھر اجازت ہونی چاہیے اور ہبہ ایسی چیز کرنی چاہیے جو تقسیم ہوکر واہب کے

---

[1] یعنی ایک چیز کسیکو مفت دیدینے کا نام ہبہ ہی اور دینے والا واہب کہلاتا ہی اور جسے دیگر وہ موہوب لہ اور جو چیز دیجائے وہ موہوب ۱۲ مترجم

قبضہ میں ہو یا ایسی مشترک ہو جو تقسیم ہی نہیں ہو سکتی (جیسے کنوان وغیرہ) اور جو چیز تقسیم ہو سکتی ہو اُسمین سے
(بلا تقسیم کوئی حصہ) ہبہ کرنا درست نہین ہے اور اگر ایسی چیز کسی نے ہبہ کر دی تھی اور پھر اُسے تقسیم کر کے موہوب لہ کو
دیدی تو یہ ہبہ درست ہو جائیگا۔ اگر کسی نے گیہون کے اندر کا آٹا ہبہ کیا تو یہ درست نہین ہے اگرچہ پیسنے والا پیس کر
آٹا ہی دے اسی طرح تلون مین کا تیل یا دودھ مین کا گھی کوئی ہبہ کرے تو یہ بھی ہبہ نہین ہو سکیگا (جو چیز ہبہ کیجائے اگر وہ پہلے ہی سے
موہوب لہ کے قبضہ مین ہو تو اُسے قبضہ کرنیکی ضرورت نہین) اور جدید قبضہ کیے بغیر مالک ہو جائیگا۔ اگرچہ باپ نے اپنی اولاد کیلیے
کچھ ہبہ کیا ہے تو فقط اُسکے کہنے ہی سے ہبہ پورا ہو جائیگا (قبضہ وغیرہ کی ضرورت نہین) اور اگر ایک اجنبی آدمی نے کسی بچہ کیلیے
کچھ ہبہ کیا تو اُسکے وارث یا اُسکی مان کے قبضہ کر لینے سے یا اگر کسی اجنبی آدمی کی پرورش مین ہے تو اُسکے قبضہ کر لینے سے ہبہ پورا
ہو جائیگا اگر وہ سمجھدار ہے تو اُس کا قبضہ کر لینا ہے اگر دو شخص ایک مکان ایک آدمی کو ہبہ کر دین تو یہ درست ہے اور اگر ایک آدمی
ایک مکان دو کو ہبہ کرنے لگے تو یہ ہبہ درست نہین ہو سکیگا کیونکہ مکان مشترک ہونیکی وجہ سے ہر ایک اپنے اپنے حصہ پر قبضہ نہین
کر سکتا جو ہبہ مین شرط ہے (دس درم کو دو فقیرون پر صدقہ کرنا یا ہبہ کر دینا درست ہے اور دو دولتمندون کیلیے صدقہ یا ہبہ کرنا درست نہین ہے
فائدہ دونون صورتون مین فرق ہونیکی یہ وجہ ہے کہ صدقہ دینے سے اللہ کی خوشی مقصود ہوتی ہے اور اللہ ایک ہے وہان کسی طرح کا
شیوع نہین ہے اور ہبہ سے دولتمند کو خوش کرنا ہوتا ہے اور وہ دو ہین اور دولتمند پر صدقہ کرنا در حقیقت ہبہ ہے مجازاً جیسا کہ فقیر کو ہبہ کرنا
حقیقت مین صدقہ ہے اور مجازاً ہبہ ہے کیونکہ اُن دونون کے درمیان معنوی اتصال و تعلق ہے اور وہ یہ کہ ان مین سے ہر ایک مفت دیا جاتا ہے۔ بحر الرائق۔

باب الرجوع فی الہبۃ

ت ہبہ کر کے پھیر لینا درست ہے اور پھیرنے سے روکنے والے سات امر ہین جو **دمع خزقہ** کے حروف سے
مفہوم ہوتے ہین یعنی **د** سے وہ زیادتی مراد ہے جو موہوب لہ نے موہوب چیز مین اسی طرح کر دی کہ اس سے علیحدہ نہین ہو سکتی
مثلاً کسی نے زمین ہبہ کر دی تھی موہوب لہ نے اُس مین باغ لگا لیا یا مکان بنوا لیا یا کوئی جانور تھا اُسے موٹا تازہ
کر لیا اور **م** سے مراد واہب اور موہوب لہ دونون مین سے ایک کا مر جانا ہے (کہ ایک کے مرنے کے بعد بھی ہبہ واپس
نہین ہو سکتا) اور **ع** سے مراد عوض ہے مثلاً اگر موہوب لہ نے واہب سے یون کہا کہ تو اپنے ہبہ کا بدلہ یا اُسکا بدلہ یا اُسکے
مقابلہ مین یہ لیلے اور واہب نے لے لیا تو اب ہبہ کو پھیر لینے کا اختیار جاتا رہا اور اگر موہوب لہ کے علاوہ کوئی غیر آدمی ہبہ کا
بدلہ دیدے تو بھی جائز ہے اور اگر نصف ہبہ کا کوئی حقدار نکل کر موہوب لہ سے لیلے تو یہ موہوب لہ نصف عوض واہب
سے واپس لے لے اور اگر بدلے کی چیز مین سے نصف کا کوئی حقدار نکلکر لے لے تو واہب نصف ہبہ بھی واپس نہین لے
سکتا جبتک موہوب لہ ہبہ کا دوسرا نصف بھی واپس نہ کرے اور اگر موہوب لہ نے نصف ہبہ کا بدلہ دیدیا تھا تو اب

واہب اُسے واپس لے سکتا ہے جس کا اس نے ابھی کچھ بدلہ نہین دیا اور زؔ سے مُراد یہ ہی کہ ہبہ کی چیز موہوب لہ کے قبضہ سے نکل جائے اگر موہوب لہ نے ہبہ کی آدھی چیز بیچڈالی ہو تو باقی آدھی کو واہب واپس لے سکتا ہے جیسا کہ اگر اُسنے بالکل نہ بیچی ہو تب واپس کر سکتا ہے اور زؔ سے مراد زوجیت ہے یعنی واہب اور موہوب لہ اگر ہبہ کیوقت میان بیوی ہون تو وہ ہبہ بھی نہین پھر سکتا پس اگر ایک مرد نے ایک عورت کو کچھ ہبہ کیا تھا پھر اُس سے نکاح کر لیا تو یہ واپس ہو سکتا ہی اور اُسکے عکس مین[لہ] واپس نہین ہو سکتا۔ اور قؔ سے مراد قرابت ہی پس اگر کسی نے اپنے ذی رحم محرم کو کچھ ہبہ کر دیا تھا تو اب اُسکو واپس لینا جائز نہین ہے اور ہؔ سے مراد ہلاک ہے اگر موہوب لہ ہبہ کی چیز کے ہلاک ہونیکا دعوی کرے تو اُس کا کہنا معتبر ہوگا اور ہبہ کا واپس ہونا جب ہی صحیح (اور درست) ہوتا ہے کہ جب واہب اور موہوب لہ دونون راضی ہو جائین یا واپسی کا حاکم حکم کرے۔ فؔ یعنی ہبہ کی واپسی مین ان دو امرون مین سے ایک امر کا ہونا ضروری ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ عقد ہبہ تو صحیح اور پورا ہو چکا ہوا اور صحیح ہونے کے بعد عقد کا ٹوٹنا اس شخص پر موقوف ہوتا ہی کہ جسکو توڑنیکا اختیار ہو اور وہ حاکم ہوتا ہی یا جن دونون نے وہ عقد کیا ہو لہذا جب تک حاکم کا حکم نہو یا واہب اور موہوب لہ دونون راضی نہ ہو جائین ہبہ کی چیز کا موہوب لہ ہی مالک رہیگا۔ تؔ اگر ہبہ کی چیز تلف ہو گئی اور بعد مین اُس کا کوئی مستحق کھڑا ہوا جسنے موہوب لہ سے اُس کا عوض لے لیا تو اب یہ موہوب لہ اپنا دیا ہوا تاوان واہب سے نہین لے سکتا۔ اور جس ہبہ مین بدلہ لینے کی شرط ہو وہ ابتدا مین تو ہبہ ہی کے حکم مین ہی لہذا ہبہ کی طرح وہان (دونون عوضون مین قبضہ ہو جانا شرط ہے۔ اور اگر وہ مشترک غیر منقسم ہی تو ہبہ باطل ہو گیا (جیسا کہ ایسی چیزونکا ہبہ باطل ہوا کرتا ہی) اور انتہا مین بھی ہبہ بیع کا حکم رکھتا ہی اسوجہ سے ہبہ کے بعد اگر اس چیز مین کوئی عیب نکل آئے تو واپس ہو سکتا ہی اور اسمین شفعہ کا اختیار ہوتا اور حق شفعہ بھی پہونچ سکتا ہے (اگر ہبہ زمین یا مکان وغیرہ ہو) **فصل** اگر کسی نے حاملہ لونڈی ہبہ کی اور حمل اُس کا استثنا کر کے اپنا ہی رکھا یا اس شرط پر ہبہ کی کہ یہ پھر مجھے ہی دیدینا یا اسے آزاد کر دینا یا اسکو ام لد کر لینا یا کوئی مکان اس شرط پہ ہبہ کیا کہ اسمین سے تھوڑا سا حصہ پھر مجھے واپس کر دینا یا اس مین سے کسی قدر حصہ کا مجھے بدلہ دے دینا تو یہ ہبہ صحیح ہو جائیگا اور یہ استثنا اور شرطین سب باطل (اور بیکار) ہونگی۔ اگر کوئی اپنے قرضدار سے کہے کہ جبکل ہو تو یہ (قرض کا) روپیہ جو تیرے ذمہ ہی تیرا ہی ہے یا تو اس سے بری الذمہ ہے یا یون کہا کہ اگر تو آدھا قرض ادا کرے تو باقی آدھا تیرا ہی ہی یا کہا کہ باقی کے آدھے سے تو بری الذمہ ہی تو یہ کہنا بالکل بیکار اور فضول ہی کیونکہ اس نے قرض کے ہبہ کو ایک شرط پر معلق کیا ہی اور یہ جائز نہین ہی عمری کرنا جائز ہی جس کے لیے عمری کیا گیا ہو اُسکی

[لہ] عکس کی وہی صورت ہے جو بریکیٹ مین مذکور ہوئی اگر ہبہ کے وقت میان بیوی تھے اور پھر طلاق ہوگئی اگر وہ ہبہ پھیرنا چاہے تو یہ جائز نہین ہے ۱۲ مترجم

زندگی تک اُسکے پاس رہے گا اور اُس کے (مرنے کے) بعد اس کے وارثون کو ملیگا اور عمریٰ اسے کہتے ہین کہ ایک شخص دوسرے سے یون کہے کہ میرا گھر تیری عمر بھر کے لیے تیرا ہی ہے (اس دینے والے کو مُعمِر کہتے ہین اور دوسرے کو معمر لہ یہ بھی درحقیقت ہبہ ہی ہے پس جس وقت یہ مُعمر لہ یعنی موہوب لہ مرجائے گا تو یہ گھر اسی معمر (یعنی واہب) پر واپس ہو جائیگا لیکن رقبی جائز نہین ہے یعنی واہب کسی سے یون کہے کہ اگر مین تجھ سے پہلے مرجاؤن تو یہ (میرا) گھر تیرا ہے (تو اُسے رقبی کہتے ہین یہ جائز نہین ہے) باقی صدقہ اور ہبہ کا حکم ایک ہی ہے اس لیے صدقہ بھی بغیر قبضہ کے درست نہین ہوتا اور نہ مشترک چیز مین (جو تقسیم ہو سکتی ہے) مگر ہوتی نہین یہ جائز ہے اور ہان اتنا فرق ہے کہ صدقہ پھر نہین سکتا۔

کتاب الاجارہ

"کرایہ پر دینے کا بیان"

ایک (مکان وغیرہ کے) معین فائدے معین دامون سے بیچنے کو (شرع مین) اجارہ کہتے ہین اور جو چیز قیمت بن سکتی (یعنی بجائے قیمت دیجا سکتی) ہے کرایہ بھی ہو سکتی ہے۔ اور فائدہ معین ہونے کی تین صورتین ہین اول یہ کہ فائدے کی مدت بیان کر دیجائے مثلاً (مکان دیا ہے تو رہنے کی مدت اور زمین دی ہے تو) کاشت کرنیکی مدت پس اس معینہ مدت پر کرایہ دینا درست ہے خواہ کتنی ہی مدت ٹھہر جائے۔ ہان اوقاف کے مکانات یا زمینون) مین تین سال سے زیادہ (اجارہ) نہ بڑھایا جائے۔ دوسرے یہ کہ اس فائدے کا نام لے دیا جائے مثلاً کسی کو کپڑا رنگنے یا کپڑا سینے پر نوکر رکھنا۔ تیسرے یہ کہ اس فائدے کو اشارے سے بتلا دیا جائے مثلاً دہلی سے میرٹھ تک یا بنت سے بڑھانہ تک کچھ غلہ لیجانے کے لیے کسیکو نوکر رکھنا اور مزدور مزدوری کا فقط نوکر ہو جانے سے مالک نہین ہو جاتا بلکہ (ان چار وجہون سے ہو سکتا ہے مثلاً) یا تو مزدوری بلا شرط پہلے دیدیجائے اور یا پیشگی مزدوری لینا شرط ٹھہر جائے یا وہ کام پورا کر دے یا نوکر رکھنے والے کے وہ کام وغیرہ قابو مین آجائے اگر کسی نے کوئی مکان وغیرہ کرایہ پر دیا تھا اور کرایہ دار سے وہ مکان کسی نے چھین لیا تو اُسکے ذمے سے کرایہ ساقط ہو جائیگا (اور یہی حکم اجارہ کی ہر چیز کا ہے) زمین یا مکان کا مالک اگر چاہے تو روز کا کرایہ روز لے سکتا ہے اور (شتر و گھوڑے وغیرہ) والا اپنے اونٹ وغیرہ کا کرایہ ہر منزل پر پہونچ کر لے سکتا ہے اور دھوبی اور درزی اپنا اپنا کام کرنیکے بعد لے سکتے ہین اور نانبائی تنور سے روٹی نکالنے کے بعد اپنی مزدوری لے سکتا ہے (یعنی ان کا سوائے اسکے پہلے ان لوگون کو مزدوری مین زبردستی کرنے کا استحقاق نہین ہے) پس اگر نانبائی نے روٹی نکالی مگر وہ جل گئی ہے تو اُسکو مزدوری برابر ملیگی اور روٹی جلنے کا تاوان اُسکے ذمہ نہ ہوگا اور باورچی جب سالن وغیرہ رکابی مین

آتا ہو۔ یا اینٹیں بنانے والا جب ناکر کھڑی کرے تب وہ مزدوری مانگنے کا حقدار ہوتا ہے۔ اور جن پیشہ وروں کے کام کا اس اصل چیز میں اثر ہو جاتا ہے۔ جیسے رنگریز اور دھوبی یہ اپنی مزدوری وصول کرنے کی غرض سے اس کپڑے وغیرہ کو روک سکتے ہیں جو اُن کے پاس رنگنے یا دُھلنے کو آیا ہو کہ مزدوری لے کر دینگے پس اگر کسی نے اس خیال سے روک لیا تھا۔ اُسکے پاس وہ ضائع ہو گیا تو نہ اُس سے اُسکا بدلہ لیا جائیگا اور نہ مزدوری ملیگی۔ اور جن پیشہ وروں کے کام کا اس چیز میں کچھ اثر نہ ہوتا ہو جیسے پلہ دار اور ملاح (وغیرہ) تو انکو مزدوری کیوجہ سے اس چیز کو روکنے کا اختیار نہیں ہے۔ اگر کسی نے یہ ٹھیرا لیا ہو کہ میرا یہ کام تو خود کرنا تو اسے دوسرے سے کرانے کا اختیار نہیں ہے اور اگر اُسنے کچھ تعیین نہیں کی تھی تو یہ اُجرت پر دوسرے سے کرا سکتا ہے اگر کسی نے اپنے گھر کے آدمیوں کو لانے کیواسطے کوئی مزدور کیا تھا اور اُس کے کچھ آدمی اُسکے لانے سے پہلے مر گئے اور جو باقی رہے انکو یہ آیا تو اُسکو مزدوری حصہ رسد ملیگی۔ اگر کسی نے خط پہونچا کر جواب منگانے یا کسی پاس کھانا پہونچانے کے لیے کوئی مزدور کیا تھا مگر وہ شخص مر گیا اور یہ مزدور خط یا کھانا پھیر لایا تو اُسے مزدوری نہیں ملیگی۔

باب ماتجوز الاجارۃ وما یکون خلافا فیہا

مکانوں اور دکانوں کو بغیر اس بات کے بیان کیے کہ انمیں کیا کام کیا جائیگا کرایہ پر دینا درست ہے اور کرایہ دار کو اختیار رہیگا کہ ان میں جو کام چاہے کرے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ اپنی طرف سے کسی لوہار یا دھوبی یا آٹا پیسنے والوں کو نہ بسائے کیونکہ انکے رہنے سے عمارت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور کھیتی بونے کے لیے زمین اجارہ پر دینی درست ہے بشرطیکہ یہ بیان کر دیا جائے کہ اسمیں فلاں چیز بوئی جائیگی یا کاشتکار یہ شرط کر لے کہ میں جو چاہونگا بوؤنگا اور زمین کو مکان بنانے اور باغ لگانے کے لیے بھی اجارہ پر دینا درست ہے۔ اور جب اجارہ کی مدت گزر جائے تو جس نے اجارہ پر لی تھی وہ اپنی عمارت اور درخت اُکھاڑ کر زمین خالی کر کے مالک کو سونپ دے۔ ہاں اگر وہ اُن کی اتنی قیمت بھرنے پر آمادہ ہو جو اُن کے اُکھڑنے کے بعد ملے اور اپنی ملک کرنا چاہے تو اس وقت اُکھیڑنا ضروری نہیں یا وہ اس مکان اور باغ کے بدستور رہنے پر راضی ہو تو اس صورت میں عمارت اور درخت اُس کے رہینگے اور زمین اصل مالک کی رہیگی۔ جیسا کہ یہی حکم (ایک آدھ) درخت لگانے اور ترکاری بونے کا ہے۔ اور اگر زمین کھیتی کے لیے دی گئی تھی اور ابھی کھیتی کٹنے پر نہیں آئی تھی کہ اجارہ کی مدت گزر گئی تو اُسکے آنے تک اُسی لگان کے حساب سے وہ کھیتی رہنے دیجائے اور چوپایہ سوار ہونے اور بوجھ لادنے اور کپڑا پہننے کے لیے کرایہ پر لینا درست ہے لیکن اگر یہ نہ ٹھیرا ہو کہ کون سوار ہوگا یا کون پہنیگا تو کرایہ پر لینے والا جسے

[illegible]

چاہے سوار کرائے اور جسے چاہے پہنائے اور اگر سوار یا پہننے والا معین ہو چکا تھا اور پھر اسکے خلاف کیا۔ اور جانور یا کپڑا تلف ہو گیا تو دنیا آئیگا۔ اور جو چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں ایک کی جگہ دوسری کے استعمال کرنے سے کچھ فرق نہیں آتا اُن میں ایسی تعیین بالکل بیکار ہے جیسا کہ کوئی مکاندار کسی کو رہنے کی شرط کرے تو اُس کرایہ دار کو اختیار ہے کہ اپنے عوض میں اور کسی کو بسا دے[۱] اور اگر بوجھ لادنے کے لیے کرایہ پر لینے میں بوجھ کی قسم اور مقدار معین ہو چکی ہے مثلاً کسی نے گیہوں کی ایک گون لادنے کے لیے گدھا وغیرہ کرایہ کیا ہے تو اس کرنے والے کو اختیار ہے کہ ایسا ہی بوجھ یا اس سے کم اور کچھ لادے باقی ایسی چیز نہیں لاد سکتا جس سے جانور کو تکلیف زیادہ ہو جیسے نمک کہ اسکی ایک بوری میں بوجھ بھی زیادہ اور بھینچنے کی وجہ سے تکلیف بھی زیادہ ہوتی ہے اگر کرایہ کی سواری وہ سکر آدمی کو پیچھے بٹھانے سے مر جاوے تو کرایہ کرنیوالے کو نصف قیمت دینی پڑے گی اور اگر مقررہ بوجھ سے زیادہ لاد لیا تھا اور اس وجہ سے وہ جانور مر گیا تو جسقدر بوجھ زیادہ لاد لیا تھا اور اس وجہ سے وہ جانور مر گیا تو جسقدر بوجھ زیادہ کیا تھا اُسی کے موافق قیمت ادا کرنی ہوگی اور اگر مارنے یا لگام کھینچنے یا زین اتارنے کے سبب سے یا ایسی زین کسنے کے سبب سے جو اس جیسے جانور پر نہ کستے ہوں یا جو راستہ ٹھیر چکا تھا اُسکو چھوڑ کے اور راستہ کو لیجانے کے سبب جانور مر جائے بشرطیکہ ان دونوں راستوں میں تفاوت ہو یا خشکی کے راستے سے لیجانے کے لیے کرایہ کیا تھا اور دریا میں کو لے گیا اس سے وہ جانور مر گیا تو ان سب صورتوں میں اس جانور کی پوری قیمت دینی پڑیگی۔ اور اگر وہ منزل مقصود پر پہونچ گیا تو جو کرایہ ٹھیر چکا ہے وہ اسے ضرور دینا چاہیے اور اگر گیہوں بونے کے لیے زمین لی تھی اور اس میں رطبہ بو دیا تو اُس زمین کے نقصان کا معاوضہ دینا پڑے گا لگان نہیں دیا جائیگا کیونکہ تاوان اور لگان جمع نہیں ہو سکتے اگر کسی نے کرتہ سینے کو کہا تھا اور درزی نے قبا سی دی تو درزی کو کپڑے کی قیمت دینی پڑیگی اور کپڑے والے کو اتنا اختیار ہے کہ یہ چاہے تو قبا لیلے اور اسکی معمولی سلائی دیدے۔

باب الاجارة الفاسدة

(یہ باب بیان میں ہے)

شرط (جو بظاہر کہ تقاضائے عقد کے موافق نہ ہو وہ) عقد اجارہ کو ناجائز کر دیتی ہے لیکن اگر مزدور نے وہ کام کر دیا تو اس کام کی اُسے مزدوری ملیگی اور جو پہلے ٹھیری تھی اُس سے زیادہ نہیں کی جائیگی پس اگر کسی نے ہر مہینہ پر مکان کرایہ لیا تو ایک مہینہ کے لیے اُسکو رہنا درست ہو گیا ہاں اگر سب مہینے بیان کر دیے ہوں مثلاً مکاندار نے یوں کہا ہو کہ میں اپنا مکان دس مہینے کے لیے کرایہ پر دیتا ہوں تو ایسی صورت میں دس مہینے کے لیے رہنا درست ہو جائیگا اور جس مہینے کی ایک ساعت بھی کوئی کسی مکان میں رہا تو اس مہینے کا کرایہ دینا ہوگا

[۱] [illegible]

درست ہو گیا۔ اگر کسی نے ایک سال بھر کے لیے مکان کرایہ پر لیا تو یہ درست ہے اگرچہ ہر مہینے کا کرایہ مقرر نہ کیا ہو
اور کرایہ طے ہوتے ہی وہ مکان وغیرہ کرایہ میں آجائیگا پس اگر چاندرات کو کرایہ طے ہوا ہے تو چاندوں کا حساب
رہیگا ورنہ دنوں کی گنتی سے حساب کیا جائیگا حمام (میں نہلانے) کی اور بھری سینگی لگانے کی مزدوری لینا جائز
ہے اور نر کو مادہ پر ڈالنے اذان کہنے حج کرنے اور امامت کرنے اور قرآن اور فقہ پڑھانے کی مزدوری ناجائز ہے
لیکن آجکل فتویٰ اس پر ہے کہ قرآن شریف کے پڑھانے کی تنخواہ اور مزدوری لینی جائز ہے کیونکہ اب مفت
پڑھانے کی توفیق کم ہے اگانے کی اور نوحہ کرنے اور سارنگی ستار وغیرہ بجانے کی مزدوری درست نہیں ہے اور مشترک
مکان وغیرہ کے آدھے تہائی حصہ کو کرایہ پر دینا درست نہیں ہے ہاں اپنے شریک کو دینا درست ہے انّا کو معین
تنخواہ یا کھانے کپڑے پر نوکر رکھنا درست ہے اور اسکے خاوند کو اُس سے ہم بستری کرنے سے منع نہ کیا جائے ہاں اگر اُسے
حمل رہ جائے یا بیمار ہو جائے تو یہ اجارہ فسخ ہو جائیگا اور اس بچے کے کھانے پینے کی دیکھ بھال اسی انّا کے ذمہ ہے
اور اگر اس نے (اپنے دودھ کے عوض) بچہ کو بکری کا دودھ پلایا تو اُسے تنخواہ نہیں ملیگی اگر کسی نے سوت بننے
کو دیا کہ اس میں سے آدھے کا کپڑا اُس نے دے اور آدھا بنائی میں رکھ لے یا ایک مزدور کیا کہ میرا یہ غلہ فلاں جگہ پہنچا دے
اس میں سے ایک پیالہ بھر تجھے دونگا یا نانبائی سے یہ بات ٹھیرایا کہ آج اتنے آٹے کی ایک روپیہ میں روٹیاں پکا دے
تو یہ تینوں صورتیں ناجائز ہیں اگر کسی نے اجارہ پر زمین اس شرط سے لی کہ اس میں ہل چلا کر کھیتی کریگا یا پلے کر
بو دیگا تو یہ اجارہ درست ہے اور اگر یہ شرط ٹھیری کہ بونے والا اس میں دو دفعہ ہل چلائیگا یا پانی جانے کی نالیاں
کھود دیگا یا اس میں کھاد ڈالے گا یا یہ شرط ٹھیری کہ یہ کاشتکار اپنی زمین کاشت کرنے کے لیے بدلہ میں دے تو یہ
اجارہ کی چاروں صورتیں ناجائز ہیں جیسا کہ کوئی اپنے گھر میں رہنے کا کرایہ دار کے مکان میں رہنا ٹھیرا
لے (تو یہ بھی ناجائز ہے) اگر دو آدمیوں کے ساجھے کا غلہ تھا ان میں سے ایک نے دوسرے کو اسی غلہ کے لے جانے
کے لیے مزدور کیا تو اُسے مزدوری نہیں ملیگی جیسا کہ راہن اپنی رہن کی ہوئی چیز مرتہن سے اجارہ پر لے لے تو اُسے
اجارہ کے دام نہیں دینے آتے اگر کسی نے زمین اجارے پر لی اور یہ ذکر نہیں کیا کہ اس میں بوئے گا یا کیا کریگا
یا کیا چیز بوئے گا پھر اُسے بوئی اور اجارے کی مدت گزر گئی تو جو دام ٹھیرے ہوں دینے ہوں گے اگر کسی نے
(کرایہ کا) گدھا لیا اور یہ نہیں بتلایا کہ کیا چیز لادیگا اور پھر ایسی چیز لادی جو لوگ لادا کرتے ہیں مگر وہ
گدھا راستہ ہی میں مر گیا تو اسے گدھے کے دام نہیں دینے پڑیںگے اور اگر اس گدھے نے مکہ تک (یعنی جس جگہ
جانا ٹھیرا تھا) پہنچا دیا تو جو کرایہ ٹھیرا تھا دینا ہوگا اور اگر زمین بونے یا بوجھ لادنے سے پہلے دونوں میں جھگڑا ہو
اور عدالت تک نوبت پہنچ جائے تو یہ اجارہ ٹوٹ جائیگا تاکہ یہ فساد رفع ہو۔

باب ضمان الاجیر

ف مزدور دو طرح کا ہوتا ہے ایک مزدور مشترک دوسرا مزدور خاص ت مزدور مشترک وہ ہی جو کسی خاص شخص کا
کام نہ کرے (بلکہ اس سے جو کوئی چاہے کام کرالے) یہ جبتک کام (پورا) نہ کردے مزدوری لینے کا مستحق نہین ہوتا
جیسے رنگریز دھوبی انکے پاس کپڑا وغیرہ امانت ہوتا ہی اانکی زیادتی بغیر تلف ہونے سے ان پر تاوان
نہین آتا۔ اور جو چیز ایسے مزدور کے کام کرنے سے تلف ہو جائے جیسے دھوبی کے کپڑا پٹکنے سے وہ کپڑا
پھٹ جائے یا پلہ دار کا پیر پھسلنے یا جس رسی سے اسباب باندھا تھا اُسکے ٹوٹنے سے کچھ نقصان ہو جائے یا
ملاح کے کھینچنے سے کشتی ڈوب جائے تو ان چارون صورتون مین جسقدر نقصان ہوگا اُس کا ان سے تاوان
لیا جائے گا۔ ہان کشتی ڈوبنے کی صورت مین جو آدمی ضائع ہو گئے ہون ملاح اُن کا ذمہ دار نہین ہوگا۔ اگر کسی نے
ایک مٹکا لیجانے کے لیے مزدور کیا تھا اور وہ مٹکا رستہ مین ٹوٹ گیا تو جہان سے اس نے مٹکا اُٹھایا تھا
وہان جتنے کو وہ مٹکا بکتا ہو وہ قیمت مزدور کو دینی پڑے گی اور اسے مزدوری نہین ملیگی یا مٹکے والا اگر چاہے تو
جہان مٹکا ٹوٹا ہے وہان جتنے کو بکتا ہے وہ قیمت مزدور سے لے اور حساب کرکے وہان تک کی مزدوری
اُسکو دیدے۔ حجام (یعنی سینگی لگانے والا) یا سالوتری۔ یا فصاد اگر اپنے معمول کے مطابق عمل کرین (اور
مریض اتفاقًا مر جائے) تو یہ ذمہ دار نہ ہونگے۔ اور (مزدور کی دوسری قسم) مزدور خاص (ہے اور یہ مزدوری
کے وقت اپنے آپ کو سونپ دینے سے مزدوری کا مستحق ہو جاتا ہے اگرچہ اس سے کچھ کام نہ لیا جائے مثلاً کوئی
خدمتگاری یا بکریان چرانے کے لیے نوکر رکھا گیا) تو اب خواہ اُس سے کوئی کام لیا جائے یا نہ لیا جائے یہ تنخواہ
کا مستحق ہی اور جو چیز اسکے ہاتھ سے یا اسکے کام کرنے سے تلف ہو جائے اس سے تاوان نہین لیا جائے گا۔

باب الاجرۃ علی احد الشرطین

ت باعتبار کسی قسم یا وقت کے کپڑے کی سلائی مین یا دوکان یا مکان مین رہنے کی تردید کے موافق مزدوری یا کرایہ
مین تردید کرنی درست ہی ف یعنی اگر کسی نے درزی کو سینے کے لیے کپڑا دیا اور یون کہا کہ اگر تو حیدر آبادی سلائی
سی دیگا تو سلائی کے دو روپیہ دونگا اور اگر سادی چکن سی دیگا تو ایکروپیہ دون گا۔ یہ تردید تو باعتبار قسم کے
ہوئی۔ یا یون کہا کہ اگر آج سی دیگا تو دو روپیہ سلائی دونگا اور اگر کل سیے گا تو ایک روپیہ دونگا تو یہ تردید باعتبار
وقت کے ہوئی تو یہ دونون تردیدین درست ہین اسی طرح دوکان یا مکان کرایہ پر دیتے ہوے یون کہا کہ اگر
لوہار وغیرہ کا کام کروگے تو کرایہ آٹھ روپیہ ماہوار لونگا اور اگر بزاز وغیرہ کی دوکان کروگے تو چار روپیہ لیا کرونگا تو
یہ بھی درست ہی۔ ہان اتنا ضرور ہوگا کہ اگر درزی یا کرایہ دار نے اسکے پہلے کہنے کو اختیار کیا تو جو کچھ کہہ چکا ہی

وہ دینا ہوگا اور اگر دوسری صورت کو اختیار کیا تو جو سلائی یا کرایہ کا دستور ہوگا وہ دیا لیا جائے گا ت اور پھر یا پہین باعتبار مسافت یا بوجھ کے دو سرا کرایہ مقرر کرنا درست ہی ف مثلاً کسی نے ایک گھوڑا کرایہ کیا اور یون کہا کہ اگر مین اس پر میرٹھ تک گیا تو چار روپے کرایہ دونگا اور اگر آگے مظفرنگر تک گیا تو آٹھ روپیہ دونگا یا یون کہا کہ اگر مین پانچ من بوجھ لے گیا تو ایک روپیہ دونگا اور اگر دس من بھر لے گیا تو آٹھ آنے تو یہ بھی درست ہے ۔

باب الاجارۃ العبد

ت اگر کسی غلام کو خدمتگاری پر نوکر رکھا ہو تو بلا پہلے سے ٹھہرائے اُسے سفر مین لیجانا درست نہین ہو اگر کسی نے مجور غلام کو نوکر رکھا اور اُسکے کام کی مزدوری اُسے دیدی تو یہ دی ہوئی مزدوری مستاجر واپس نہ لے اگر کسی نے ایک غلام زبردستی چھین کر اُس سے محنت مزدوری کرائی اور اُسکی کمائی مین سے کچھ کھا پی لیا تو اس چھیننے والے سے تاوان نہین لیا جائیگا ہان اگر اس غلام کے آقا کو غلام سے کچھ ملجائے تو وہ لے اور غلام کو اپنی مزدوری لینی جائز ہو یعنی اگر اس غلام کا آقا پھر اس مستاجر پر دعوی کرنے لگے کہ اسکی تنخواہ مجھے ملنی چاہیے تھی تو اس کا دعوی خارج کیا جائیگا اگر کسی نے ایک غلام دو مہینے کے لیے اس طرح نوکر رکھا کہ ایک مہینے کے چار روپے اور دوسرے کے پانچ روپے دونگا تو یہ درست ہوا اور پہلے مہینے کے چار اور دوسرے کے پانچ ہی روپے دینے ہونگے اگر کسی نے ایک غلام نوکر رکھا اور پھر تنخواہ کے وقت اس نوکر اور غلام کے آقا مین اس غلام کے بھاگنے یا بیمار ہونے کی بابت جھگڑا ہوا نوکر رکھنے والا کہتا ہے کہ اس نے میرا کام کاج کچھ نہین کیا بلکہ یہ تو جب ہی سے بیمار یا بھاگا رہا ہے اور آقا کہتا ہے کہ یہ غلط ہے اس نے برابر تیرا کام کیا ہے تو اس صورت مین اس جھگڑے کے وقت دیکھا جائے گا اگر غلام بھاگا ہوا یا بیمار ہے تو اُس کا حکم کیا جائے گا ورنہ آقا کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا اور کرتہ یا قبا کے سینے اور سُرخ یا زرد رنگنے اور مزدوری یا بے مزدوری کام کی بابت کپڑے والے کے قول کا اعتبار کیا جائے گا ف یعنی ایک شخص نے درزی کو کپڑا سینے کے لیے دیا تھا اب کپڑے والا کہتا ہے مین نے قبا سینے کو کہا تھا اور درزی کہتا ہے تم نے کرتہ سینے کو کہا تھا۔ یا کپڑے والا کہتا ہے مین نے سُرخ رنگنے کو کہا تھا اور رنگریز کہتا ہے تم نے زرد کو کہا تھا۔ یا کپڑے والا کہتا ہے کہ تو نے بے مزدوری سینے کو کہا تھا۔ اور درزی کہتا ہے مین نے مزدوری پر کہا تھا تو ان تینون صورتون مین اس کپڑے والے کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا۔

باب فسخ الاجارۃ

ت مکان وغیرہ بہت عیب ہونے کی وجہ سے کہ جس سے رہنے مین تکلیف ہوا ور مکان خراب ہوجانے

اور زمین اور پنچکی کا پانی بند ہونے کے سبب سے انکا اجارہ ٹوٹ جاتا ہے اگر کسی نے اپنے لیے کوئی چیز اجارہ پر لی اور پھر یہ یا وہ چیز والا مر جائے تب بھی وہ اجارہ ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر کسی نے دوسرے کے لیے عقد اجارہ کیا تھا تو وہ اس کرنیوالے کے مرنے سے نہیں ٹوٹتا جیسا کہ وکیل یا وصی یا وقف کا متولی اگر عقد اجارہ کریں تو وہ انکے مرنے سے نہیں ٹوٹنے کا اور اسیطرح خیار شرط اور خیار رویت کی اجارہ نہیں ہوتا اور عذر سے بھی اجارہ ٹوٹ جاتا ہے اور عذر وہ معتبر ہوتا ہے کہ اجارہ لینے والا اس سے اپنا مطلب نہ کر سکے اگر کرے تو اُسکو سخت تکلیف برداشت کرنی پڑے کیونکہ جو اجارہ سے اسپر لازم نہیں ہوئی مثلاً ایک شخص نے درد کیوجہ سے اپنی ڈاڑھ اُکھڑوانیکے لیے ایک مزدور کیا تھا اور اتنے ہی میں درد جاتا رہا یا ولیمہ پکانے کیلیے کوئی نوکر رکھا تھا اتنے میں اُس عورت نے اُس سے خلع کر لیا یا ایک دُکان تجارت کرنیکے لیے کرایہ پر لی تھی پھر وہ مفلس ہوگیا۔ یا کسی نے اپنا مکان وغیرہ کرایہ پر دیا تھا پھر اُسپر اتنا قرض ہوگیا کہ گواہوں کے بیان کرنیسے یا اُسکے خود کے اقرار کرنیسے قرض ثابت ہوگیا اور اسی ایک مکان وغیرہ کے سبب سے اور اُسکے پاس مال بالکل نہیں ہے یا کسی نے کہیں جانیکے لیے گھوڑا وغیرہ کرایہ کیا تھا پھر ایسی کوئی صورت پیش آئی کہ جس سے اُس کا جانا نہیں ہوسکتا تو ان سب صورتوں میں اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ہاں کرایہ کرنیوالا اپنے کسی عذر کی وجہ سے اجارہ کو نہیں توڑ سکتا یعنی اگر کسی نے اپنا گھوڑا کرایہ کر لیا تھا پھر اُسے کوئی ایسی صورت پیش آئی کہ وہ جا نہیں سکتا تو اس کا یہ عذر قابل سماعت نہیں کیونکہ وہ اپنے گھوڑے کے ساتھ اور کسیکو بھیج سکتا ہے۔

مسائل متفرقہ

ت اگر کسی کسان نے اجارہ سے پڑی ہوئی یا مانگی ہوئی زمین کی کھیتیاں جلائی تھیں جس سے دوسرے کی زمین میں سے بھی کوئی چیز جل گئی تو اس کا وہ ذمہ دار نہ ہوگا۔ اگر کسی درزی یا رنگریز نے اپنی دکان میں ایسے آدمی کو بٹھا لیا جو آدھوں آدھ پر کام کرے یعنی اپنی مزدوری میں سے آدھی مزدوری اس درزی یا رنگریز کو دیا کرے) تو یہ درست ہے۔ اگر کسی نے ایک اونٹ مکہ تک یا اور کسی شہر تک) یہ کہکر کرایہ کیا کہ اسپر ایک کجاوہ رکھونگا اور دو آدمی سوار ہونگے تو یہ درست ہے اور اسکو ایسا کجاوہ رکھنا چاہیے جو اونٹ والو نہیں مروج ہو اور اونٹ والے کو دکھا دینا اور زیادہ بہتر اور مستحب ہے تاکہ آئندہ جھگڑا فساد نہ ہو۔ اگر کسی نے زاد راہ لادنے کے لیے کوئی اونٹ وغیرہ کرایہ کیا اور اس کی مقدار معین کر دی (کہ مثلاً ایک من یا دو من ہوگا) اور پھر اس میں سے کچھ کھا لیا تو اُسکے عوض اُتنا ہی اور رکھ سکتا ہے۔ اور عقد اجارہ کرنا۔ اجارہ کو توڑنا۔ کھیتی کرنا کھیتی میں پانی دینے کا معاملہ کرنا۔ مقاربت کرنا۔ وکالت کرنا۔ کفالت کرنا۔ کسی کو وصی بنانا۔ وصیت کرنا قاضی بنانا۔ افسری دینا۔ طلاق دینا۔ آزاد کرنا۔ اور وقف کرنا اسی طرح کہ یہ کسی وقت پر معلق ہوں درست ہے ف مثلاً پہلی صورت کے متعلق کوئی شخص شعبان میں یوں کہے کہ میں نے اپنا مکان شروع رمضان سے

کرایہ پر دیا تو یہ صورت اجارہ کی درست ہوگا اور اسیطرح ان کل امور کو آئندہ زمانہ پر معلق کرنا درست ہے۔ بیع کی اجازت (یعنی جسوقت کسی بیع کے بجو لئے نے بیع کردی ہو اسکی اجازت) اور خیار شرط وغیرہ کے بعد بیع کا فسخ کرنا اور تقسیم۔ شرکت ہبہ کرنا۔ نکاح کرنا۔ طلاق سے رجوع کرنا۔ مال پر صلح کرنا اور قرض معاف کرنا کسی وقت پر معلق کرکے درست نہیں ہے (جیسا کہ کوئی یون کہے کہ مین یہ چیز کل بیچونگا یا بیع کی کل اجازت دونگا اور علی ہذا القیاس تو اسوقت یہ کہنے سے یہ معاملے طے نہ ہون گے)۔

كتاب المكاتب

ہے اپنے لونڈی غلام پر سے فی الحال اپنا اختیار اٹھا لینا اور انجام کار اسے بالکل ہی آزاد کردینا شرع مین مکاتب کرنا کہلاتا ہے۔ اگر کسی نے اپنے نابالغ سمجھدار مملوک کو کسی قدر مال پر مکاتب کردیا (یعنی یون کہدیا کہ اگر تو اتنا مال مجھے دیدے تو آزاد) خواہ وہ مال ابھی دینا ٹھیرا ہو یا کچھ مدت معین کے بعد یا قسط وار اور اسنے قبول کرلیا تو عقد کتابت درست ہوگئی اور اسی طرح اگر آقا یون کہدے کہ مین نے تیرے ذمہ ہزار روپے ٹھیرا دیے ہین تو انکو قسط وار ادا کردے پہلی قسط مین اتنے روپے ہون اور آخر کی مین اتنے ہون اور جسوقت یہ ہزار روپیہ تو ادا کرچکے تو تو آزاد ہے اور نہین تو (جیسا کا تیسا) غلام ہے (اسنے اسکو منظور کرلیا) تو یہ غلام آقا کے قبضہ سے اسیوقت نکل جائیگا مگر ملکیت سے نہین نکلے گا۔ اگر آقا اپنی مکاتبہ (لونڈی) سے صحبت کرلے یا اسکا یا اسکی اولاد کا ہاتھ پیر وغیرہ توڑ ڈالے یا اسکا مال تلف کردے تو وہ اس کا تاوان بھریگا۔ اگر کسی مسلمان نے اپنے غلام کو شراب یا سور پر یا اسی غلام کی قیمت پر یا سو روپے پر اس شرط سے مکاتب کیا کہ یہ آقا ایک غلام یا ایک لونڈی غیر معین اپنے پاس سے اسکو دیگا تو ان سب صورتون مین کتابت فاسد ہوگی۔ ہان اگر اس غلام نے شراب آقا کو دیدی تو یہ آزاد ہوجائیگا اور اپنی قیمت بھی کما کر آقا کو دینی پڑے گی اور اس پر بھی اگر اس غلام کی قیمت شراب کے دامون سے کم ہے تو کم نہین لی جائیگی اور اگر زیادہ ہوئی تو زیادہ لی جائیگی اگر کسی نے اپنے غلام کو ایک حیوان پر مکاتب کردیا اور اسکی جنس بیان کردی کہ گھوڑا ہو یا گدھا ہو اور وصف نہین بیان کیا (کہ گھوڑا عربی ہو یا دیسی ہو) یا ایک کافر نے اپنے کافر غلام کو شراب پر مکاتب کردیا تو یہ دونون کتابتین درست ہین اور ان دونون مین سے ایک بھی اگر مسلمان ہوجائے تو اسوقت آقا کو شراب کی قیمت لینی ہوگی اور اگر اسنے شراب لیلی تو جب بھی یہ غلام آزاد ہوجائے گا۔

باب ما يجوز للمكاتب ان يفعله ولا يفعله

ہے مکاتب کو خرید و فروخت کرنی اور سفر کرنا جائز ہے اگر چہ آقا نے یہ ٹھیرا لیا ہو کہ اس شہر سے باہر نہ جانا

اور اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کرنا اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا بھی جائز ہے اور اس دوسرے مکاتب کا ترکہ اس پہلے مکاتب کو پہنچے گا اگر اسنے اپنی کتابت کا بدلہ پہلے مکاتب کے آزاد ہونیکے بعد ادا کیا ہو اور اگر اسکے آزاد ہونیسے پہلے ہی ادا کر دیا تو یہ آقا کا حق ہو کر اس کو پہنچے گا اور آقا کی بلا اجازت سے اپنا نکاح کرنا یا ہبہ کرنا یا قدرے قلیل چیز کے سوا صدقہ کرنا درست نہیں ہے۔ اسیطرح کسی کا ضامن ہونا کسیکو قرض دینا یا اپنے غلام کو آزاد کر دینا اگرچہ مال ہی کے عوض میں ہو اور اپنے آپکو بیچنا اور اپنے غلام کا نکاح کر دینا درست نہیں ہے اور باپ اور وصی چھوٹے بچے کے لونڈی غلام کے حق میں مثل مکاتب کے ہیں اور مضارب اور شریک کو ان امور مذکورہ میں سے کسی امر کا کچھ اختیار نہیں ہوتا خواہ شرکت کسی قسم کی ہو مفاوضہ یا عنان ہو جو باب الشرکۃ میں مذکور ہو چکی ہیں) اگر کوئی مکاتب اپنے باپ یا اپنے بیٹے کو خرید لے تو وہ اسکی کتابت میں آ جاوینگے (اور جب آزاد ہوگا تو وہ بھی آزاد ہو جاوینگے) اور اگر کسی مکاتب نے اپنے بھائی وغیرہ رشتہ دار کو خرید لیا تو وہ اسکی کتابت میں داخل نہونگے (یہانتک کہ اسکے آزاد ہونیسے وہ آزاد بھی نہونگے) اگر کسی مکاتب نے اپنی بی بی جو دوسرے کی لونڈی تھی مع بچہ کے خرید لی تو اس لونڈی کو بیچنا ناجائز ہے اگر کسی مکاتب کی لونڈی کے اس مکاتب ہی سے بچہ پیدا ہو جاوے تو وہ بچہ بھی اسیطرح مکاتب ہوگا اور اس بچہ کی کمائی اس مکاتب کی ہوگی اگر کسی مکاتب نے اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے نکاح کر دیا تھا پھر دونوں کو مکاتب کر دیا اور ان کے بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ اپنی ماں کی کتابت میں داخل ہو کر مکاتب ہو جاوے گا اور اس بچہ کی کمائی اس ماں ہی کی ہوگی اگر کسی مکاتب نے یا ماذون غلام نے اپنے آقا کی اجازت سے ایسی عورت سے نکاح کر لیا جو اپنے زعم میں اپنے آپکو آزاد جانتی تھی پھر اس سے اولاد ہوئی اور اب اسکا کوئی مستحق نکل آیا تو اس عورت کا لڑکا (بھی اس مدعی کا) غلام ہوگا۔ اگر کسی مکاتب نے ایک لونڈی خرید کر اس سے صحبت کر لی پھر معلوم ہوا کہ وہ کسی اور کی تھی (غلطی سے بک گئی ہے) یا ایک لونڈی کا کوئی مکاتب خلاف شرع خرید کر مالک بن بیٹھا تھا مگر وہ لونڈی پھر بائع کو واپس ہو گئی تو ان دونوں صورتوں میں بھی (یعنی کتابت ہی کی حالت میں) صحبت کرنے کی خرچی دینی پڑے گی۔ اور اگر مکاتب نے لونڈی سے نکاح کر کے صحبت کی تھی (پھر وہ لونڈی کسی اور کی نکل آئی تو اس سے بھی صحبت کی خرچی لیجاویگی مگر آزاد ہونے کے بعد۔

فصل اگر کسی مکاتبہ لونڈی کے اپنے آقا سے اولاد ہو جاوے اب اس لونڈی کو اختیار ہے چاہے اپنی کتابت پر رہے یعنی بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جاوے اور چاہے اسکی ادائیگی سے عاجزی ظاہر کر کے ام ولد بنکر رہے۔ اگر کوئی اپنی ام ولد یا اپنے مدبر کو مکاتب کر دے تو درست ہے اور وہ ام ولد اسکے مرنے پر مفت آزاد ہو جاویگی اور یہ مدبر اپنی دو تہائی قیمت کما کر آقا کو دے یا اگر وہ فقیری کی حالت میں مر جاوے (اور اسکے پاس کچھ نہو) تو اپنا کل بدل کتابت ادا کرے۔ اور اگر کوئی اپنے مکاتب کو

مدبر کردے تو یہ بھی درست ہے پھر اگر یہ بدل کتابت ادا کریگا تو آزاد ہوجائیگا اور اگر اپنے عاجز ہونیکا اقرار کریگا تو مدبر ہی رہیگا اور اگر اس کا آقا مفلس ہوکر مرجاوے تو اُسوقت مکاتب کو دو باتوں میں اختیار ہو کہ چاہے اپنی قیمت کی دو تہائی کما کر دے اور چاہے بدل کتابت کی دو تہائی کما دے۔ اگر کوئی اپنے مکاتب کو آزاد کر دے تو وہ آزاد ہوجائیگا اور بدل کتابت اسکے ذمہ سے اتر جائیگا اگر کسی نے اپنے مکاتب کو ایکہزار روپے اُدھار پر مکاتب کیا تھا پھر پانسو نقد دینے پر اس سے صلح کرلی تو یہ بھی درست ہے۔ ایک بیمار نے اپنے غلام کو دو ہزار روپے پر مکاتب کیا تھا اور برس روز کے اندر روپیہ ادا کرنے کا وعدہ ٹھیرا تھا اور وہ قیمت میں ایکہزار روپیہ کا تھا اب یہ آقا مر گیا اور وارثوں نے یہ برس روز کا وعدہ نہ مانا تو اب یہ غلام اپنے بدل کتابت کی دو تہائی ابھی ادا کردے اور باقی ایک تہائی روپیہ وعدہ کی مدت ختم ہونے تک دیدے اور اگر نہ ہوسکے تو غلامی میں رہے۔ اور اگر کسی بیمار نے اپنے غلام کو ایکہزار روپے پر مکاتب کیا اور روپیہ ادا ہونیکا وعدہ وہی برس روز کے اندر دینا ٹھیرا اور یہ غلام قیمت میں دو ہزار روپیہ کا ہے اور وارث اس وعدہ کو منظور نہیں کرتے تو یہ غلام یا تو اپنی دو تہائی قیمت ابھی ادا کردے یا غلامی اختیار کرے۔ ایک شخص نے جو غلام نہیں تھا ایک غلام کو اُسکے آقا سے ایکہزار روپے پر مکاتب کرلیا اور روپیہ اپنے پاس سے ادا کردیا تو یہ غلام آزاد ہوگیا اور اگر اس غلام نے اپنے مکاتب ہونیکی خبر سنی اور اُسکے روپیہ ادا کرنے سے پہلے کتابت منظور کرلی تو یہ مکاتب ہوجائیگا آزاد نہیں ہونیگا اور وہ روپیہ اسی کو ادا کرنا پڑیگا۔ ایک شخص نے اپنے دو غلاموں کو مکاتب کیا جن میں سے ایک یہاں ہے اور ایک نہیں ہے اور جو یہاں ہے اُسنے کتابت منظور کرلی تو یہ کتابت درست ہوجائے گی اور ان میں سے جونسا کل بدل کتابت جب ادا کریگا تو اُسی وقت دونوں آزاد ہوجاینگے اور ادا کرنے والا دوسرے غلام سے کچھ نہیں لے سکتا اور نہ غیر حاضر سے بدل کتابت کا مطالبہ ہوسکتا ہے اور اس کا اس کتابت کو منظور کرنا بھی لغو ہے یعنی اگر وہ منظور کرے تب بھی کتابت کا روپیہ اُس کے ذمہ نہ ہوگا اگر کوئی لونڈی اپنی طرف سے اور اپنے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کی طرف سے عقد کتابت کرے تو درست ہے اور کتابت کی ہونیکے بعد ان تینوں میں سے جو کوئی کتابت کا کل روپیہ ادا کردیگا وہ اوروں سے کچھ نہیں لے سکیگا اور تینوں آزاد ہوجائینگے۔

باب کتابۃ العبد المشترک

اگر ایک غلام دو شخصوں کا ہے ان میں سے ایک نے دوسرے کو اس بات کی اجازت دیدی کہ تو میرا حصہ ایک ہزار میں مکاتب کرکے بدل کتابت وصول کرلے چنانچہ اُسنے مکاتب کردیا اور کچھ بدل کتابت وصول بھی کرلیا اس کے بعد وہ غلام باقی کا روپیہ ادا کرنے سے عاجز ہوگیا تو جو روپیہ وصول ہوا تھا وہ سب وصول کرنیوالے کا ہوگا۔ دو آدمیوں کے ساجھے کی ایک لونڈی تھی دونوں نے اُسے مکاتب کردیا اسکے بعد ایک نے ان میں سے اس سے صحبت کرلی جس سے اُسکے اولاد ہوئی اور اس صحبت کرنے والے ہی نے دعوی کیا کہ یہ میرا بچہ ہے اس کے

بعد دوسرے نے بھی صحبت کرلی اُس سے بھی اولاد ہوئی اور اُس نے بھی دعوی کیا کہ یہ میری اولاد ہے اب وہ لونڈی بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوگئی تو یہ لونڈی اُسکی ام ولد ہے جسنے پہلے صحبت کی تھی یہ اپنے ساجھی کو لونڈی کی نصف قیمت اور صحبت کرنیکی نصف خرچی دیدے اور وہ اسکو صحبت کرنیکی پوری خرچی اور بچہ کی پوری قیمت دیگا اور یہ دوسرا بچہ اسی کا ہوگا اور ان میں سے جو کوئی صحبت کی خرچی اُس لونڈی کو دیدے تو یہ بھی درست ہے ادا ہو جائیگی کیونکہ یہ حق اُسی کا ہے اور اگر دوسرے ساجھی نے اس مکاتبہ کو مدبرہ کردیا اور اس سے صحبت نہین کی اور پھر وہ لونڈی کتابت کا روپیہ ادا کرنے سے عاجز ہوگئی تو اُسکا مدبرہ کرنا باطل ہو جائیگا اور یہ لونڈی پہلے کی ام ولد ہوگی یہ اپنے ساجھی کو لونڈی کی نصف قیمت اور اُس سے صحبت کرنے کی نصف خرچی اُسکو دیگا اور وہ بچہ اسی کا ہے اگر دو ساجھی ایک لونڈی کو مکاتب کردین پھر انمین سے ایک جو مالدار ہے اُسے آزاد کردے اسکے بعد وہ لونڈی بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو یہ آزاد کرنیوالا اپنے ساجھی کو لونڈی کی نصف قیمت دیگا اور یہ دمی ہوئی قیمت اس لونڈی سے وصول کریگا ایک غلام دو آدمیون کا تھا ایک نے اسکو مدبر کردیا اسکے بعد دوسرے نے جو مالدار تھا اُسکو آزاد کردیا تو مدبر کرنیوالے کو اختیار ہے کہ اس غلام کی قیمت اس آزاد کرنیوالے سے وصول کرلے اور اگر دونون مین سے ایک نے پہلے آزاد کردیا اسکے بعد دوسرے نے اسکو مدبر کیا تو اب آزاد کرنیوالے سے کچھ نہین لے سکتا اب اتنا اختیار ہے کہ چاہے آزاد کردے اور چاہے اُس غلام سے نصف قیمت کرالے۔

باب موت المكاتب وعجزه وموت المولى

مسئلہ ایک مکاتب ہے کہ اُسنے اپنے بدل کتابت ادا کرنے کی قسطین مقرر کرلی تھین اور وہ ایک قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہوگیا اور کہین قریب عنقریب اُسکو کچھ مال ملنے والا ہے تو تین روز تک حاکم اُس پر عاجز ہونیکا حکم نہ لگائے اور اگر اُس کو تین روز کے اندر کچھ مال ملنے کی اُمید نہ ہو تو اسپر عاجز ہونے کا حکم لگادے اور کتابت کو فسخ کردے یا اگر وہ مکاتب راضی ہو تو یہ آقا ہی فسخ کردے اور اب اُس پر پھر وہی غلام ہونے کے احکام جاری ہو جائینگے اور اسوقت جو کچھ اُسکے پاس ہوگا وہ آقا کا ہو جائیگا۔ اگر مکاتب کچھ مال چھوڑکے مرجائے تو اس صورت مین اسکی کتابت فسخ نہ ہوگی بلکہ اسکے مال مین سے کتابت کا روپیہ ادا کرکے یہ حکم کیا جائیگا کہ یہ مکاتب اپنے مرنے سے کچھ پہلے آزاد ہوگیا تھا۔ اور اگر مکاتب مرگیا اور اس نے ایک بیٹا چھوڑا جو اُسکے مکاتب ہونے کی حالت مین پیدا ہوا تھا اور مال اتنا نہین چھوڑا جس سے بدل کتابت ادا کردیا جائے تو یہ لڑکا اپنے باپ کی طرح اسکی قسطین ادا کرنے مین کوشش کرے جب یہ ادا کردیگا تو اسپر یہ حکم لگایا جائیگا کہ یہ بھی آزاد ہے اور اسکا باپ بھی مرنے سے کچھ پہلے آزاد ہوگیا تھا۔ اور اگر مکاتب نے

ایسا لڑکا چھوڑا ہی جو اُسنے (اپنے مکاتب ہونیکی حالت مین) خرید لیا تھا تو اب یہ لڑکا یا تو بدل کتابت (اُنھی) ادا
کر دے اور یا غلام ہو کر آقا کے پاس رہے۔ اگر کسی مکاتب نے اپنے بیٹے کو خریدا تھا پھر وہ مکاتب مرگیا اور اتنا مال
چھوڑا جس سے بدل کتابت ادا ہو سکتا ہی تو یہ لڑکا اُسکا وارث نہوگا۔ ف اسکی وجہ یہ ہی کہ جب لڑکا باپ کی کتابت
کا روپیہ ادا کر دیگا تو اُسکے آزاد ہونیکا حکم ہو جائیگا اور اُسوقت چونکہ یہ باپ کے تابع ہو کر آزاد ہوگا لہذا یہ باپ کا
وارث ہوگا۔ ت اور یہی حکم اُسوقت ہی کہ جب مکاتب اور اُسکا بیٹا دونوں ایک ہی عقد سے مکاتب ہوئے ہون
اور بیٹا بدل کتابت ادا کر دے تو یہ باپ کا وارث ہوتا ہی اور اگر مکاتب نے ایک بیٹا آزاد عورت سے چھوڑا اور
لوگون کے ذمہ اتنا قرض بھی جو اُسکے بدل کتابت کو کافی ہو جائے پھر اس لڑکے نے کوئی ایسا جرم کیا کہ اُس کا
جرمانہ حاکم نے اُسکی مان کے کنبہ پر ڈالا تو اس جرمانہ کے پڑنے سے اس مکاتب کے عاجز ہونیکا حکم نہوگا ہان اگر کسی
مکاتب لونڈی کا بچہ ہو اور اس بچہ کے ترکے مین اُسکی مان اور باپ کے آزاد کرنے والے جھگڑین (یعنی دونون
فریق اس کا ترکہ طلب کرین) اور حاکم مان کے آزاد کرنیوالونکو ترکہ دلا دے تو اس سے بیشک اس مکاتب کے عاجز
ہونے کا حکم ثابت ہو جائیگا۔ اگر مکاتب نے (بدل کتابت ادا کرنیکی غرض سے لوگون سے صدقہ وغیرہ کا روپیہ لیکر آقا کو
دیدیا تھا اور اب وہ عاجز ہو گیا تو یہ روپیہ آقا کو کھانا درست ہوگا اگرچہ ایسا روپیہ لینا آقا کو خود درست نہو اور
اُسکی وجہ یہ ہی کہ ملک بدلنے سے روپیہ بدلنے کا حکم ہو جاتا ہے گویا یہ مکاتب تو اس روپیہ کا بطور صدقہ وخیرات
کے مالک ہوا تھا۔ اور آقا کو آزاد کرنے کے عوض مین ملا ہی اگرچہ آزادی کا ظہور بعد ہی مین ہوا ہے اگر غلام
نے کوئی جرم کر دیا تھا اور آقا کو اسکی اطلاع نہ تھی اُسنے اس غلام کو مکاتب کر دیا پھر دونون بعد یہ بدل کتابت
ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو اب یہ آقا اس غلام کو دیدے (یعنی جسکا اُسنے جرم کیا ہے اُسکے حوالہ کر دے) اور
یا اُسکے جرم کا تاوان دیدے اور یہی حکم اُس صورت مین ہی کہ ایک مکاتب نے کچھ جرم کر دیا تھا اور ابھی جرمانہ
ہونے کا حکم نہ ہوا تھا کہ یہ مکاتب عاجز ہو گیا تو اب اس کا آقا خواہ اسیکو دیدے اور خواہ جرمانہ بھر دے اور اگر
اس پر کتابت ہی کی حالت مین جرمانہ کا حکم ہو چکا تھا اور اب یہ بدل کتابت سے عاجز ہو گیا تو یہ جرمانہ اُسکے
ذمہ بمنزلہ قرض کے ہوگا یعنی اُسکے ادا کرنے مین اس غلام کو فروخت کر دیا جائیگا اگر عقد کتابت طے کرنیکے بعد
آقا مر جائے تو عقد کتابت فسخ نہوگی بلکہ مکاتب کتابت کا روپیہ اپنے آقا کے وارثون کو قسط وار ادا کرے
اور اگر وہ اپنی خوشی آزاد کر دین تو یہ مفت آزاد ہو جائیگا اور سارے نکرین بلکہ بعض آزاد کرین تو اسکے آزادی نہوگی

ملہ یعنی اُس لڑکے کو باپ کی طرح قسط وار ادا کرنے کی مہلت نہوگی اور اگر بدل کتابت یکمشت ادا کر دے تو آزاد ورنہ یہ غلام ہو جائیگا اور یہ حکم امام صاحب کے نزدیک ہے

کتاب الولاء

اگر کسی کا غلام مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا ترکہ آقا کو پہنچتا ہے اس ترکہ کو ولا کہتے ہین ت
لونڈی غلام کا ترکہ آزاد کرنے والے کو پہنچتا ہے خواہ آزادی مدبر کرنے کے ذریعہ سے ہو خواہ مکاتب کرنے سے ہو
یا ام ولد کرنیسے ہو۔ اور یا کسی قریب رشتہ دار کے خرید لینے سے آزاد ہو گیا ہو[1] اور ولا نہ ملنے کی شرط ٹھیرانا لغو
ہے۔ اگر کسی نے ایسی لونڈی آزاد کی جو اپنے شوہر غلام سے حاملہ تھی تو اس بچہ کی ولا یعنی اس وقت حمل مین
ہو اپنی مان کے آقاؤن سے منتقل نہین ہو سکتی (یہان تک کہ اگر اس بچہ کا باپ بھی آزاد کر دیا جائے تو بچہ کی
ولا اُسکے باپ کے آقا کی طرف نہین جا سکتی۔ مگر اس مین یہ بات ضروری ہو کہ اس لونڈی کے آزاد ہونیکے
بعد چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہو جائے) پس اگر اسکے آزاد ہونے کے بعد چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ پیدا ہوا ہے
تو اب بھی اُس کی ولا ماں ہی کے آقا کو پہنچے گی (بشرطیکہ اس بچہ کا باپ آزاد نہ ہوا ہو) اور اگر آزاد ہو گیا ہے تو یہ
اپنے لڑکے کی ولا کو اپنے آقاؤن کی طرف کھینچ لے گا (یعنی پھر اس بچہ کی ولا کے اس غلام کے آقا وارث
ہو جائین گے۔ اگر ایک عجمی نے کسی آزاد شدہ لونڈی سے نکاح کر لیا تھا پھر اُسکے بچہ ہوا تو اس بچہ کی ولا اُسکی
مان کے آزاد کرنے والون ہی کو پہنچے گی اگرچہ اس عجمی کے کوئی مولی الموالات بھی ہو (جس کا بیان اگلی
فصل مین آتا ہے) آزاد کرنے والا وارث ہونے مین ذوی الارحام پر مقدم ہے اور نسبی عصبہ سے مؤخر ہے
(یعنی آزاد کرنے والے کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام وارث نہین ہوتے اور نسبی عصبہ کے ہوتے آزاد کرنے
والا وارث نہین ہو سکتا) نسبی عصبہ اُسکو کہتے ہین جو ذوی الفروض کے حصہ لینے کے بعد باقی مال کا
وارث ہوتا ہو) پس اگر ایک غلام آزاد کرنے کے بعد یہ آزاد کرنیوالا آقا مر گیا اور اُسکے بعد یہ آزاد شدہ
غلام بھی مر گیا تو اسکی میراث آقا کے عصبون مین سے اس عصبہ کو ملیگی جو سب مین زیادہ قریب ہو (اسکے ہوتے
اور وارثون کو نہین ملیگی) اور عورتون کو حق ولا نہین پہنچتا۔ ہان اُس غلام یا لونڈی کا کہ جس کو عورتون
ہی نے آزاد کیا ہو یا اُنکے آزاد کردہ نے آزاد کیا ہو اور وہ کرنے والا بیچارہ مر گیا ہو یا عورتون نے کسی کو
مکاتب کیا ہو یا اُنکے مکاتب نے کسی کو مکاتب کیا ہو اور اُن کا مکاتب مر گیا ہو تو اُسکے وسیلہ سے ولا آزاد
کرنے والی عورت کو پہنچ جائیگی۔

فصل

اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور یون کہے کہ میرے
مرنے کے بعد تو ہی میرا وارث ہوگا اور اگر مجھ سے کوئی خون وغیرہ ہو جائے تو اسکی خونبہا بھی تجھے ہی دینی
ہوگی (تو اس معاملہ کو عقد موالات کہتے ہین) یا جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے اُس کے سوا اور

[1] مثلاً ایک شخص نے اپنے بیٹے اور کسی خویش کو خرید لیا تھا اور قرابت کے باعث اسکے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو گیا تو اس کا ترکہ جسکو ولا کہتے ہین اس شخص کو ملے

کسی ایسا معاملہ (یعنی عقد موالات) کرلے تو یہ درست ہے اگر نو مسلم کے اور کوئی وارث نہوگا تو یہی اسکا وارث ہوگا اور اسی کو اس کی طرف سے خونبہا دینی پڑے گی اور اس موالات کرنے والے کو سب ذوی الارحام کے بعد ترکہ ملتا ہو (یعنی اگر اس کا کوئی ذوی الارحام ہو تو اس صورت میں اُسی کو ترکہ ملتا ہے اور یہ مولی الموالات ترکہ سے محروم رہتا ہے) اور یہ نو مسلم اگر اپنے عقد موالات کو منتقل کرنا چاہے تو جس سے یہ پہلے عقد کرچکا ہے اُسکے روبرو منتقل کرسکتا ہے مگر اُسی وقت تک کہ اُس نے اسکی طرف سے کوئی خونبہا وغیرہ نہ بھری ہو اور آزاد کردہ غلام کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ کسی سے عقد موالات کرے (کیونکہ اس کا اور کوئی مولا نہیں ہوسکتا مگر جس نے اُسے آزاد کیا ہو وہی اس کا مولی ہے) اگر ایک عورت نے کسی مرد سے عقد موالات کرلیا تھا پھر اُسکے بعد کچھ پیدا ہوا تو یہ بچہ بھی اپنی ماں کی موالات میں شامل رہے گا۔

کتاب الاکراہ (زبردستی کا بیان)

ف۔ اکراہ کے لغوی معنی یہ ہیں کہ کسی سے ایسا فعل کرایا جائے جس کو وہ برا سمجھے اور کرنا نچاہے اور شرعی معنی یہ ہیں جو آگے مصنف بیان کرتے ہیں۔ ت اکراہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمی دوسرے کے سبب سے کوئی فعل کرے اس فعل سے وہ کرنے والا راضی نہیں ہوا کرتا اور اکراہ میں یہ شرط ہے کہ زبردستی کرنے والا اس فعل کو کرسکتا ہو کہ جس سے وہ ڈرا رہا ہے (اس بارے میں کسی خاص آدمی کا ہونا ضروری نہیں ہے بادشاہ ہو یا چور ہو) اور دوسری شرط یہ ہو کہ جس پر زبردستی کی گئی ہے اُسے یہ اندیشہ (ڈر اور امید) ہو (کہ اگر میں نے اسکے کہنے کے موافق نہ کیا تو جس بات سے یہ مجھے ڈرا رہا ہے ضرور کردیگا) پس اگر کوئی کسی چیز کے بیچنے پر یا خریدنے پر یا کسی چیز کا اقرار کرنے پر یا ٹھیکہ دینے پر قتل کے ڈراوے سے زبردستی کیا گیا (یعنی زبردست نے یوں کہا کہ اگر تو نہ بیچے گا یا نہ خریدیگا یا سو روپیہ کا اقرار نہ کرے گا یا ٹھیکہ نہ دیگا تو میں تجھے جان سے مار ڈالونگا) یا اسی طرح سخت مارنے یا ایک مدت تک قید میں رکھنے کا ڈراوا دیا گیا (اور اُس ڈر سے اُسنے یہ خرید و فروخت وغیرہ کرلی تو یہ زبردستی جاتے رہنے کے بعد اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے اس بیع وغیرہ کو بدستور رکھے اور چاہے توڑ ڈالے اور ایسی بیع وغیرہ سے مشتری کی ملک بھی ثابت ہوجاتی مگر اُسی وقت جبکہ وہ مبیع پر قبضہ کرلے کیونکہ ایسی بیع فاسد ہوتی ہے (اور بیع فاسد کا حکم یہی ہے کہ اسکے بعد مشتری کے بیع پر قبضہ کرلینے سے ملکیت ثابت ہوجاتی ہے اور ایسی صورت میں) اگر بائع خوشی سے قیمت لے لے تو یہ (اس کی طرف سے) بیع کی اجازت ہے

ڈراوا دیا کہ اگر تونے یوں نہ کیا تو میں تیرا گلا گھونٹ دونگا اور اس میں گلا گھونٹ دینے کی قدرت ہونی ضروری ہے ۱۲

جیسا کہ اگر مبیع خوشی سے مشتری کے حوالہ کردے تو وہ اُسکی طرف سے اجازت شمار ہوتی ہے۔ اگر مشتری کے پاس سے مبیع جاتی رہی اور اس پر خریدتے وقت کچھ زبردستی نہین کی گئی تھی بلکہ بائع پر زبردستی کی گئی تھی (کہ اُس سے زبردستی بکوادی گئی تھی) تو اس مشتری کو اس مبیع کی قیمت بائع کے حوالہ کرنی پڑیگی۔ اور جس پر زبردستی ہوئی ہو اُسکو زبردستی کرنے والے سے (اپنے دیے ہوئے کا) تاوان لینے کا اختیار ہے۔ اگر کسی پر سُوٴر کا گوشت کھانے یا مُردار کھانے یا خون کھانے یا شراب پینے پر ان ڈراوون سے زبردستی کی گئی ہو کہ اگر تو یہ چیز نہین کھائے پیئے گا تو تجھے قید کردین گے یا مارین گے یا مشکین باندھ دین گے تو اُسے ان چیزون کا کھانا پینا حلال نہ ہوگا۔ ہان اگر قتل کردینے یا کسی عضو کے کاٹ دینے سے ڈرایا تو ان چیزون کا کھانا پینا حلال ہو جائیگا بلکہ انکو نہ کرنے اور قتل ہو جانے وغیرہ کی صورت مین وہ گنہگار ہوگا۔ اگر کسی پر کفر کا کلمہ زبان سے نکالنے یا کسی مسلمان کا مال تلف کرنے پر یون زبردستی کی گئی کہ اگر تو ایسا نہین کریگا تو تجھے جان سے مار دین گے یا تیرا ہاتھ پیر کاٹ ڈالینگے ان دو باتون کے سوا اور کسی طرح کا ڈرا وا نہین پایا گیا تو اُسے ان دونون کامون کے کرلینے کی اجازت ہی اور اگر یہ اپنے قتل وغیرہ ہونے پر صبر کرے (اور کفر کا کلمہ زبان سے نہ نکالے یا مسلمان کا مال تلف نہ کرے) تو اسکا پورا پورا اجر ملیگا اور اگر اس سے صبر نہ ہوا اور اسنے زبردستی کے ڈرانے سے کسی مسلمان کا مال تلف کردیا تو اس (مال کے مالک کو اختیار ہے کہ زبردستی کرنے والے سے تلف شدہ مال کی قیمت وغیرہ وصول کرلے۔ اگر کوئی کسی سے زبردستی کسی شخص کو قتل کرائے (یعنی یون کہے کہ اگر تو اسے قتل نہ کریگا تو مین تجھے قتل کردونگا) تو اُسے قتل کرنے کی اجازت نہین ہے اور اگر اُسنے (کسی کے زبردستی کرنے سے) قتل کردیا تو یہ گنہگار ہوگا لیکن قصاص زبردستی کرنے والے ہی سے لیا جائیگا۔ اور اگر کسی پر اُسکے لونڈی غلام آزاد کرانے یا اُسکی بیوی کو طلاق دلوانے مین زبردستی کی گئی اور اُسنے ایسا کردیا[1] تو آزادی اور طلاق دونون واقع ہو جائینگی اور اب یہ اپنے لونڈی غلام کی قیمت یا اگر بیوی سے ابھی ہم بستر نہین ہوا تھا[2] تو نصف مہر اس زبردستی کرنے والے سے وصول کرلے۔ اگر کسی پر مرتد ہونے پر زبردستی کی گئی (اور وہ مجبوراً مرتد ہوگیا) تو اس سے اُسکی بیوی پر بائنہ طلاق نہین پڑنے کی کیونکہ جب تک کسی کا عقیدہ نہ بدلے اُس پر کفر کا حکم نہین ہوتا۔ اور یہان اس شخص کا عقیدہ نہین بدلا بلکہ دل سے یہ ایمان پر قائم ہے اسی وجہ سے یہ حکم ہے کہ اگر ایسی صورت مین عورت یہ دعوی کرے کہ میرا شوہر مرتد ہوگیا ہے اس لیے مین اُسکے نکاح سے باہر ہوگئی ہون اور شوہر اس کا انکار کرے تو شوہر ہی کے کہنے کا اعتبار ہوتا ہے لیکن یہ حکم خلاف قیاس یعنی استحسانا ہے۔ بحر الرائق مختصراً۔

[1] یعنی اپنی لونڈی غلام کو آزاد کردیا یا اپنی بیوی کو طلاق دیدی ۱۲ [2] اور اگر ہم بستری کے بعد ایسا موقع ہوا ہو یعنی اس سے زبردستی طلاق دلائی گئی ہو تو اسے پورا مہر ملیگا

کتاب الحجر

(یعنی روکنے کا بیان)

ف حجر کے لغوی معنی روکنا اور علیحدہ کرنے کے ہین عقل کو حجر اسی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ آدمیونکو برے افعالون کے مرتکب ہونے سے روکتی ہے اور یہ شرعی معنی ہین جو آگے مصنف بیان فرماتے ہین حاشیہ ع بچپن ہونے یا غلام ہونے یا دیوانہ ہونے کی وجہ سے زبانی تصرف (یعنی بیع شرا) کرنے سے روکدینا شرع مین حجر کہلاتا ہے (ہاتھ پاؤن سے) کام کرنے سے روکدینا حجر نہین کہلاتا اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ یہ تینون زبانی تصرف کرنے سے مجبور ہوتے ہین تو پس اسی وجہ سے بچہ کا زبانی تصرف اُس کے ولی (وارث) کی اجازت بغیر درست نہین ہوسکتا اور نہ غلام کا اُسکے آقا کی اجازت بغیر اور جس پر جنون غالب ہو اُس کا تصرف کسی حالت مین بھی درست نہین ہوسکتا برابر ہے کہ اس کا ولی اجازت دے یا نہ دے) اگر ان تینون مین سے کوئی کسی سے خرید وفروخت کا معاملہ کرلے اور اُسے اتنی سمجھ بھی ہو تب بھی اُسکے وارث کو اختیار ہوگا کہ چاہے اس معاملہ کو رہنے دے اور چاہے فسخ کردے اور اگر یہ کسی کی کوئی چیز تلف کردین تو اُسکے دین دار ہون گے ان سے تاوان لیا جائیگا اور بچہ اور دیوانے کے اقرار کا کچھ اعتبار نہین ہوسکتا۔ ہان غلام کا اقرار خود اسی غلام کے حق مین چل سکتا ہے اُسکے آقا کو اس سے کوئی تعلق نہین ہوسکتا مثلاً اگر ایک غلام نے اپنے ذمہ کسی کا روپیہ ہونے کا اقرار کر لیا تو اُسکے آزاد ہونے کے بعد اس روپیہ کا ادا کرنا اُسکے ذمہ ہوگا۔ اگر کوئی غلام اپنے ذمہ ہونے یا قصاص لازم ہونے کا اقرار کرے تو وہ اس پر لگی جاری کردی جائیگی باقی بیوقوفی تصرف کرنے سے مانع نہین ہوتی (یعنی اگر کوئی بیوقوف ہو تو اسکی وجہ سے اُس پر حجر کا حکم نہین ہوسکتا) اگر کوئی لڑکا بالغ ہوگیا مگر وہ بیوقوف ہے تو جبتک وہ پچیس برس کا نہوجائے اُس کا روپیہ پیسہ اُسکو نہ دیا جائے اور پچیس برس سے پہلے اگر وہ کوئی بیع شرا کریگا تو وہ درست قرار دیا جائیگا۔ اور جب وہ پچیس برس کا ہوجائے تو اُس کا مال اُسکے حوالہ کردیا جائے گو خراب کرے اور بدمعاش ہونے یا کاروبار سے غفلت یا قرضدار ہوجانے کی وجہ سے کسی پر مجبور ہونے (یعنی قابل تصرف نہ رہنے) کا حکم کرنا جائز نہین ہے ہان اگر اُسکے قرضخواہ اُسکو قید کرانا چاہین تو حاکم اُسکو قید کردے تاکہ وہ اپنا قرض اُتارنے مین اپنا مال (وغیرہ) فروخت کردے اور اگر اس کے پاس مال بھی روپیہ بھی ہے اور اسکے ذمہ قرض کا روپیہ بھی ہے تو ایسا حاکم بلا اُسکے کہے ادا کردے اور اگر اُسکے ذمہ روپیہ ہے اور اسکے پاس اشرفیاں ہین یا اُس کا الٹا (یعنی اُسکے پاس روپیہ ہین اور ذمہ اشرفیاں ہین) تو وہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

صورت مین اور پیلا شرفیون کو بیچکر قرض ادا کر دیا جائے اور ادا قرض ادا کرنے کی غرض سے اسکی بے اجازت اسکا اسباب یا زمین بیچ نہ کیجائے (ہان اسکو قید وغیرہ کرکے اس پر مجبور کرین کہ وہ خود بیچ کرے) اور مفلسی کے سبب سے بھی کوئی مجبور (یعنی تصرف سے ممنوع) نہین ہوسکتا پس اگر کسی نے کوئی خاص چیز مول لی تھی اور اسکی قیمت ادا کرنے نہین پایا تھا کہ وہ دیوالیہ قرار دیدیا گیا تو جسنے یہ چیز بیچی تھی وہ قیمت وصول کرنے مین اور قرضخواہون کے برابر ہے

فصل فی حد البلوغ

(بالغ ہونے کی حد کی تفصیل) ت اگر لڑکے کو احتلام ہونے لگے یا اس سے عورت کو حمل رہ جائے یا (صحبت کرنے سے) انزال ہوجائے تو (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک) اسپر بالغ ہونیکا حکم ہوجاتا ہے اور اگر ان (تینون صورتون) مین سے کوئی ظاہر نہین ہوئی تو پھر پورے اٹھارہ برس کا ہونے پر بالغ قرار دیا جائیگا۔ اور لڑکی کو اگر حیض آنے یا احتلام ہونے لگے یا حمل رہ جائے تو وہ بالغ ہے اور اگر ان مین سے کوئی بات نہو تو پھر پورے سترہ برس کی ہونے پر بالغ قرار دیجائیگی مگر آجکل فتوے (صاحبین کے) اس (قول) پر ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونون پندرہ برس کے ہونے پر بالغ ہوجاتے ہین اور لڑکے کے حق مین بالغ ہونیکی عمر کم سے کم بارہ برس اور لڑکی کے حق مین نو برس ہین اگر دونون قریب البلوغ ہون (بظاہر بالغ نہ معلوم ہون) اور یہ کہین کہ ہم بالغ ہوگئے ہین تو انکے کہنے کا اعتبار کرلیا جائیگا اور انپر بالغون ہی جیسے احکام جاری ہونگے۔

کتاب المأذون

(ماذون کے احکام میں)

ت اس (گذشتہ حجر یعنی روک یا تصرف سے ممنوعیت) کے اٹھا لینے اور اپنے منع کرنیکے حق کو ساقط کر دینے کو (شریعت مین) اذن (اور اجازت) کہتے ہین۔ اور یہ کسی معین وقت تک یا خاص کام مین منحصر نہین ہوسکتا۔ اور اگر کوئی آقا اپنے غلام کو بیع کرتے ہوئے یا کوئی چیز خریدتے ہوئے دیکھکر چپ ہو رہا تو اس سے اجازت ثابت ہوجائیگی۔ اگر کسی نے (اپنے غلام کو تجارت کی) عام اجازت دیدی کسی چیز کی تعیین کرکے نہین دی تو اب اُسے عام اجازت ہوگی کہ جو چاہے خریدے جو چاہے بیچے اور چاہے خرید و فروخت کے لیے ایجنٹ رکھے چاہے اپنی چیز گروی رکھدے چاہے کسی کی چیز اپنے پاس گروی رکھے چاہے مضاربت پر تجارت کرلے اور آپ نوکری یا مزدوری کرے یا کسی کے قرض کا یا غصب کا یا امانت کا اقرار کرے ہان آقا سے اجازت لیے بغیر اپنا نکاح نہین کرسکتا اور نہ اپنے (خریدے ہوئے) غلام کا نکاح کرسکتا ہے نہ مکاتب کرسکتا ہے نہ آزاد کرسکتا ہے نہ کسی کو قرض دے سکتا ہے نہ کوئی چیز ہبہ کرسکتا ہے اور ایسے غلام کو اتنا اختیار ہے کہ تھوڑا سا کھانا (مثلاً ایک آدھ روٹی) کسی کو بخشدے

سلسلہ ۵ برابر ہونیکا مطلب یہ ہے کہ اب اس چیز کو بیچکر سب کو حصہ رسد دام ملینگے یہ نہین ہوسکتا یہ چیز اسی کیلئے بیچنے والے ہی کو ملجائے اور باقی قرضخواہونکو اس سے کچھ واسطہ

یا جو اُسے کھلاتا پلاتا ہو اُسکی دعوت کرے یا کسی بیچی چیز کی عیب کے سبب سے قیمت کم کر دے۔ اگر ایسے ماذون غلام کے ذمے قرض ہو جائے تو وہ اسکی ذات سے تعلق رکھے گا یہانتک کہ اگر اُس کا آقا اُسکی طرف سے ادا نہ کرے تو قرض میں اس غلام کو بیچ دیا جائے اور اسکی قیمت حصہ رسد سب قرضخواہوں میں تقسیم کر دیجائے اور اگر قیمت میں قرض کا پورا نہ پڑے تو جو باقی رہ جائے اُس کا اُس سے آزاد ہونیکے بعد مطالبہ کیا جائے اور آقا کے روکنے پر یہ تجارت وغیرہ کرنے سے اُسوقت رک جائیگا کہ جب اکثر بازار والوں (اور دکانداروں) کو اسپر روک ہونیکا علم ہو جائے علی ہذا القیاس اسکے آقا کے مرجانے دیوانہ ہو جانے۔ مرتد ہو کر دارالحرب میں چلے جانے اور خود اس غلام کے بھاگ جانے سے بھی تصرف سے روک ہوئی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر آقا نے اپنی اجازت دی ہوئی لونڈی کو ام ولد بنا لیا تو پھر اس کی بھی اجازت جاتی رہے گی اور لونڈی غلام کو مدبر کرنے سے اس اجازت میں فرق نہیں آتا اور ان اخیر کی دونوں صورتوں میں قرض خواہوں کے لیے آقا اُن کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اگر ماذون غلام کے پاس کچھ روپیہ وغیرہ تھا اور اُسے اجازت سے روکنے کے بعد اُسنے یوں کہا کہ یہ روپیہ فلان شخص کا ہے تو یہ اقرار معتبر ہوگا۔ اور اگر ماذون غلام کے ذمہ اتنا قرض ہو کہ جو اُسکے پاس کا سارا روپیہ پیسہ اور اُسکے بیچ دینے سے بھی پورا نہیں ہو سکتا تو ایسی صورت میں اسکے پاس کے روپیہ وغیرہ کا اس کا آقا مالک نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے یہ حکم ہے کہ اگر اس ماذون غلام کی کمائی میں کا ایک غلام آقا آزاد کر دے تو اُس کا آزاد کرنا درست نہ ہوگا۔ ہان اگر اتنا قرض نہیں ہے جو اُسکے سارے روپیہ اور اسکی قیمت سے بھی بے باق نہ ہو (بلکہ کم ہے) تو اُس صورت میں آقا کے آزاد کرنے سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا اور ماذون غلام کو اپنے آقا کے ہاتھ کوئی چیز بیچنی درست نہیں ہے۔ ہان اگر پوری قیمت سے بیچے اور اگر آقا پوری قیمت سے یا کم قیمت سے کوئی چیز اُسکے ہاتھ بیچ دے تو یہ درست ہے۔ اگر آقا نے اپنے ماذون غلام سے قیمت لینے سے پہلے مبیع اسکو دیدی تو اب اس سے قیمت نہیں لے سکتا کیونکہ جب مبیع اُسکو دیدی تو قیمت اُسکے ذمہ قرض ہو گئی اور غلام پر آقا کا قرض نہیں ہوا کرتا۔ ہان آقا کو یہ اختیار ہے کہ قیمت وصول کرنے کی وجہ سے مبیع کو روک لے اور یوں کہدے کہ قیمت لینے کے بعد مبیع دونگا۔ اگر آقا اپنے ماذون (قرضدار) غلام کو آزاد کر دے تو یہ درست ہے ہان اُسکے قرضخواہوں کو اسکی قیمت آقا کو دینی پڑیگی اور جو کچھ قرض بچے گا اُس کا اس سے آزاد ہونے کے بعد مطالبہ کیا جائے گا۔ پس اگر ایسے غلام کو اُسکے آقا نے بیچ دیا تھا اور پھر (مقدمہ ہونے کے وقت) مشتری نے اُسکو غائب کر دیا تو قرضخواہ اس (آقا) بیچنے والے سے اسکی قیمت وصول کر لیں اگر اسکے بعد وہ غلام

کسی عیب (وغیرہ) کی وجہ سے واپس ہو کر آقا کے پاس آجائے تو یہ اپنی دی ہوئی قیمت اُن قرضخواہون سے پھیر لے اور غلام اُنکے حوالہ کر دے کیونکہ قرضخواہون کا حق اس غلام ہی پر ہے یا وہ قرض خواہ اُس مشتری سے قیمت وصول کر لین یا چاہین تو اس بیع کو بدستور رکھین اور قیمت (جو آقا نے لیلی تھی) اب اس سے لے لین اگر آقا نے ماذون غلام کو بیچ ڈالا حالانکہ اسکو خبر تھی کہ یہ قرضدار ہے تو قرضخواہون کو اس بیع کے واپس کر دینے کا اختیار ہے اور یہ بیچنے والا کہین چلا گیا تو قرضخواہون کی جوابدہی کرنی مشتری کے ذمہ نہین ہے۔ اگر کوئی شخص کسی شہر مین آیا اور یہ ظاہر کیا کہ مین (مثلاً) زید کا غلام ہون پھر وہان خرید و فروخت شروع کر دی تو تجارت کے کل احکام اس پر لازم ہو جاینگے اور اگر اس کے ذمہ قرض ہو گیا اور قرضخواہون نے اسکو بکوانا چاہا تو جبتک اس کا آقا نہ آجائے یہ بیع نہین ہو سکے گا اگر بعد مین آقا آگیا اور اسکو اجازت دینے کا اُسنے اقرار کیا تو اب یہ بیع کر دیا جائیگا۔ اور اگر اُسنے اقرار نہ کیا تو نہین بکیگا اگر کسی ولی نے ایسے نابالغ یا کم فہم کو اجازت دیدی جو خرید و فروخت کی سمجھ رکھتے تھے تو وہ خرید و فروخت مین مثل ماذون غلام کے ہے۔

کتاب الغصب (چھین لینے کا بیان)

ف ایک چیز کے ظلماً اور زبردستی لینے کو لغت مین غصب کہتے ہین خواہ مال ہو یا اور کچھ ہو اور شرعی معنے یہ ہین جو آگے مصنف بیان فرماتے ہین (حاشیہ اصل) ت باطل اور ناحق تصرف کے ذریعے دوسرے کے حق تصرف کو زائل کر دینا شریعت مین غصب کہلاتا ہے پس (دوسرے کا غلام زبردستی پکڑکے خدمت لینا اور کسی کا گھوڑا وغیرہ چھین کر اُس پر بوجھ لادنا غصب مین داخل ہے اور اگر کوئی اپنے فرش پر بیٹھا ہوا ور دوسرا آدمی اس فرش پر جا بیٹھے تو یہ بیٹھنا غصب مین داخل نہین ہے (کیونکہ پہلی دونون صورتون مین مالک کا تصرف اُٹھ جاتا ہے اور اس فرش کی صورت مین اُس کا تصرف نہین اُٹھتا لہذا وہان غصب ہے اور یہان نہین ہے) اور چھیننے والے نے جہان کوئی چیز چھینی ہو وہین اُس کا واپس کر دینا اُس پر واجب ہے اگر وہ موجود ہو اور اگر وہ تلف ہو گئی ہے اور مثلی تھی تو اُس کا مثل دینا واجب ہے اور اگر مثل نہ مل سکے تو جھگڑے کے دن (وہان) جتنے کو وہ چیز بکتی ہو اُسکی قیمت دیدے اور اگر ایسی چیز ہے کہ اُس کا مثل ہی نہین ہے (جیسے حیوانات اور گنتی سے بکنے کی چیزین) تو انہین وہ قیمت دینی پڑے گی جو اسکے غصب کرنے کے دن تھی اگر غاصب چھینی ہوئی چیز (یعنی منصوب کے) تلف ہونے کا دعوی کرے تو حاکم اُسے

ف خرید و فروخت کی سمجھ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ بیچنے سے چیز جاتی اور قیمت آتی ہے اور خریدنے سے قیمت جاتی اور چیز آتی ہے　ف　[illegible]

کچھ دنون قید مین رکھے کہ حاکم کو یہ یقین ہو جائے کہ اگر وہ چیز باقی ہوتی (تلف نہ ہوئی ہوتی) تو یہ ضرور ظاہر کر دیتا اسکے بعد غاصب پر اس چیز کا بدلہ دینے کا حکم لگا دے اور غصب اُن ہی چیزون مین ہو سکتا ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکین (جیسے کپڑا غلہ وغیرہ) پس اگر کسی نے کوئی زمین غصب کر لی تھی اور وہ خراب ہو گئی (یعنی بنجر یا دریا برد) ہو گئی تو غاصب پر تاوان نہ آئیگا کیونکہ غصب ہی متحقق نہین ہوا) ہان اگر زمین مین (غاصب کے) رہنے سے یا کاشت کرنے سے کچھ نقصان آگیا تو اس نقصان کا وہ ضامن ہوگا (یعنی اس نقصان کا معاوضہ غاصب کو دینا ہوگا) جیسا کہ منقولی چیزونکا حکم ہے اگر غاصب نے (مغصوبہ زمین کا) غلہ دھول کر لیا ہو تو اُسے خیرات کر دے جیسا کہ غاصب اگر مغصوبہ مین کچھ خرید و فروخت کرکے کچھ نفع کما لے یا امین امانت سے کچھ نفع کما لے تو انکو بھی وہ نفع خیرات ہی کر دینے کا حکم ہے اگر غاصب مغصوبہ چیز مین کچھ تصرف کرے مثلاً بکری چھین کر ذبح کرکے شوربے دار پکا لے یا گیہون چھین کر پیس لے یا لوہا وغیرہ چھین کر اُسکی تلوار۔ یا برتن وغیرہ بنا لے سوائے چاندی سونے کے (کہ ان مین ایسا تصرف کرنے سے انکا مالک نہین ہو سکتا) یا سال کی لکڑی غصب کرکے اسپر عمارت بنا لے (تو ان سب صورتون مین غاصب ان چیزون کا مالک ہو جائے گا مگر قیمت ادا کرنے سے پہلے اس کو ان سے نفع اُٹھانا ہرگز درست نہین ہے اگر کسی نے بکری (غصب کرکے) ذبح کر ڈالی یا کپڑا غصب کرکے بہت سا پھاڑ دیا تو اب مالک کو اختیار ہے چاہے قیمت لیلے اور یہ مغصوبہ (یعنی ذبح ہوا بکرا یا پھٹا ہوا کپڑا) غاصب ہی کو دیدے یا یہ چیزین لیکر نقصان عوض لیلے اور اگر کپڑا (ذرا ہی سا پھاڑا ہے تو اُس مین مالک نقصان ہی لے سکتا ہے (کپڑا واپس کرکے قیمت نہین لے سکتا) اگر کسی نے دوسرے کی زمین مین مکان بنا لیا یا درخت لگا دیے تو انکو اُکھاڑ کر زمین مالک کے حوالے کر دی جائے اور اگر اُکھاڑنے سے زمین کچھ خراب ہوتی ہو تو مالک کو چاہیے کہ اُکھڑنے کے بعد جو کچھ دام اس مکان یا درختون کے لگ سکتے ہون وہ دام غاصب کے حوالہ کرے اور وہ درخت یا مکان اُس کا ہو جائے گا۔ اگر کسی نے کپڑا غصب کرکے اسکو رنگ لیا یا ستو غصب کرکے اُس مین گھی ملا لیا تو اس غاصب کو اُس جیسے سپید کپڑے کی یا اتنے ہی ستو کی قیمت دینی پڑے گی یا اگر چاہے تو ان دونون کو مالک ہی لے لے اور رنگ اور گھی سے جسقدر اُسکے دام بڑھے ہون وہ غاصب کو دیدے۔ **فصل** اگر غاصب نے مغصوبہ چیز کو چھپا لیا اور اسکی قیمت (مالک کو) دیدی تو وہ چیز اُسی کی ہو جائیگی اور قیمت کی بابت غاصب کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا۔ ہان اگر قیمت کی زیادتی کو مالک گواہون سے ثابت کر دے تو اس صورت مین غاصب

[illegible]

کا قول رد اور مالک کے گواہوں پر فیصلہ ہوگا پس اگر غاصب کی قیمت ادا کر دینے کے بعد مغصوب چیز ظاہر ہوئی اور اسکی قیمت واقعی اس سے زیادہ ہے جو اُسنے مالک کو دی ہے لیکن وہ قیمت اس نے مالک کے مانگنے کے موافق یا اُسکے گواہوں کے موافق یا اپنے قسم کھانے سے انکار کرنے پر دی تھی تو اب یہ چیز غاصب ہی کی ہوگی اور مالک کو اس بات کا کچھ اختیار نہیں ہونے کا کہ قیمت واپس کر کے اپنی چیز لے لے اور اگر مالک نے قیمت غاصب کے قسم کھانے پر لی تھی (اور اُسکے کہنے کے موافق نہیں لی تھی) اور اب وہ چیز زیادہ قیمت کی نکلی تو اس صورت میں مالک کو اختیار ہے چاہے اُسی قیمت پر بس کر لے اور چاہے یہ قیمت واپس کر کے اپنی مغصوب چیز لے لے۔ اور اگر غاصب نے مغصوب چیز بیع کر دی تھی اُسکے بعد مالک نے اس سے قیمت لے لی تو قیمت لے لینے کے بعد یہ بیع درست ہو جائیگی اور اگر کسی نے غلام غصب کر کے اسکو آزاد کر دیا اسکے بعد غلام کے مالک نے غاصب سے قیمت لے لی تو اب بھی غاصب کا آزاد کرنا صحیح نہیں ہوئیگا اور اگر مغصوب چیز کسی ذریعہ سے غاصب کے پاس بڑھ جائے تو یہ بڑھوتری اُسکے پاس امانت ہوگی **فصل** مثلاً کسی نے ایک شخص کی دس بکریاں غصب کر لی تھیں اور پھر وہ بیاکر بیس ہو گئیں تو یہ دوسری دس اُسکے پاس بطور امانت کے رہینگی اور امانت کا حکم یہ ہے کہ خود بخود تلف ہو جائے تو امین پر اُس کا تاوان نہیں آتا اسی طرح ان دس میں سے اگر کوئی مر گئی تو غاصب دیندار نہیں ہونے کا ہاں اگر غاصب کی زیادتی سے کوئی چیز تلف ہوگی یا مالک کے مانگنے کے بعد باوجودیکہ یہ دے سکتا تھا مگر نہیں دی تو اسے قیمت دینی پڑیگی اگر مغصوبہ لونڈی کے بچہ ہونے سے کچھ اسمین نقص آجائے تو اس کا پورا کرنا غاصب کے ذمہ ہے لیکن اگر بچہ موجود ہے تو وہ نقص اس بچہ ہی سے پورا کر دیا جائے گا اگر کسی نے لونڈی غصب کر کے اُس سے زنا کر لیا تھا اُسے حمل رہ گیا پھر وہ اپنے آقا کی طرف واپس دی گئی اور وہاں بچہ ہونے کے سبب وہ مر گئی تو غاصب کو اُسکی اُتنی قیمت دینی پڑیگی کہ جتنی اسکے حاملہ ہونے کے دن تھی اور غاصب آزاد عورت کا ضامن نہیں ہونے کا یعنی اگر کسی نے لونڈی کی طرح آزاد عورت کو پکڑ کے زنا کر لیا اور بعد میں بچہ پیدا ہونے کے سبب وہ عورت مر گئی تو زانی غاصب کو اس بارے میں کچھ دینا نہیں پڑیگا کیونکہ غصب اموال میں ہوتا اور وہیں تاوان آتا ہے اور آزاد عورت مال نہیں ہے کہ اُسکو پکڑ لینے سے بھی کچھ تاوان وغیرہ دینا آئے ہاں زنا کی سزا ملیگی دوسری بات یہ ہے اور نہ وہ مغصوب چیز کے منافع کا ضامن ہوتا ہے اور نہ مسلمان کی شراب اور سور کو تلف کر دینے سے ضامن

ہوتا ہی۔ ہان اگر یہ دونون چیزین کسی ذمی کی ہون اور پھر کوئی غصب کرکے تلف کردے تو اُسے تاوان دینا پڑیگا اگر کسی نے کسی مسلمان کی شراب غصب کرکے اُسکو سرکہ کرلیا (یعنی نمک وغیرہ کچھ ڈال دیا تھا جس سے اُس مین سرکہ چاشنی آگئی) یا مردار کی کھال مسلمان سے چھین کر اُسے دباغت دی تو یہ دونون چیزین مالک کو لینی جائز ہین اگر وہ لے تو جسقدر دباغت وغیرہ سے اُسکی قیمت بڑھی ہی وہ واپس کردے اور اگر ان دونون کو غاصب نے تلف کردیا ہے تو فقط سرکہ کا ضامن ہوگا (یعنی اس کی قیمت اسے دینی پڑیگی) اور کھال کا ضامن نہ ہوگا۔ اگر کسی نے دوسرے کا ستار یا سارنگی وغیرہ توڑ دیا یا چھواروں کی شراب یا شراب منصف[1] گرادی تو اُسے تاوان دینا پڑیگا اور ان چیزون کی بیع ہوجاتی ہے اگر کسی نے دوسرے کی ام ولد (لونڈی) کو یا مدبرہ (لونڈی) کو غصب کرلیا تھا اور وہ اُسکے پاس مرگئی تو اُسکو مدبرہ کی قیمت دینی پڑیگی ام ولد کی نہین دینی ہوگی۔

کتاب الشفعہ

شفعہ[2] کے بیان

ت زمین کا کوئی نمبر یا کوئی مکان (جس قیمت کو بکا وہی قیمت مشتری کو بغیر اُسکی رضامندی کے دیکر) اُسکا مالک ہوجانیکو شرع مین شفعہ کہتے ہین سب سے پہلے حق شفعہ اُسکو پہنچتا ہی جو نفس مبیع (یعنی اُس بکی ہوئی چیز ہی) مین شریک ہوا اور اُسکے بعد اُس شخص کو جو مبیع کے حقوق مین شریک ہو مثلاً کسی کنوئین وغیرہ سے پانی آتے ہین یا دونون کھیتون یا مکانونکے ایک رستہ ہو مگر یہ شرطیکہ یہ دونون حق خاص ہون ورا گر سارے زمیندار دنکے شریک ہین تو اسمین حق شفعہ کسیکا نہین ہوتا) اور ان دونونکے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا ہی (یعنی وہ ہمسایہ جو اُس مکانکے پیچھے رہتا ہی اور اُس کا دروازہ دوسری گلی مین کو ہی) اگر کسی مکانکی کڑیان دوسرکی دیوار پر رکھی ہین یا ایک شہتیر کا شریک دوسرکی دیوار پر لگا ہوا ہو تو یہ دونون اس مکان کے ہمسائے ہین (یعنی پہلی قسم کے دونون شریک اگر نہ ہونگے تو انکو حق شفعہ پہونچیگا ورنہ نہین پہونچیگا) اور حق شفعہ کی تقسیم شفعیون کے گنتی پر ہوتی ہے ف یعنی جتنے شفیع ہوتے ہین حق شفعہ کے اُتنے ہی حصہ کردیے جاتے ہین انکے حصونکا اعتبار نہین ہوتا۔ مثلاً ایک زمین مین تین آدمی شریک تھے اُن مین سے ایک نے کسی چوتھے کے ہاتھ اپنا حصہ بیع کردیا اور باقی کے دو شریکون مین ایک کے وہان آٹھ سہام تھے اور دوسرے کے چار سہام تو حق شفعہ ان دونون کو برابر پہونچے گا ایک کو آٹھ سہام ہونیسے نہین ملیگا اور دوسرے کے چار سہام ہونے سے کچھ نہین ہوگا خلاصہ کلام یہ ہی کہ انکے دو ہونے کے سبب سے شفعہ کی چیز کے دو ہی حصہ کردیے جائینگے۔ مترجم عفی عنہ ت اور حق شفعہ زمین وغیرہ کی بیع ہونے سے ثابت ہوجاتا ہے اور اسکے لینے پر گواہ کرلینے سے یہ پختہ اور مقرر ہوجاتا ہی اور شفعہ کی بین وغیرہ شفیع

[1] منصف اُس شیرہ کو کہتے ہین کہ جو پکتے پکتے نصف جل گیا اور نصف رہ گیا ہو اور اس مین غلاظت آگئی ہو ۱۲ مترجم [2] تشفیع کے لغوی معنے ملنے کے ہین ۱۲ حاشیہ

کی ملک مین یا مشتری (اول) کی رضامندی کے دینے سے آتی ہو اور یا حاکم کے حکم کر دینے سے (یعنی خود بخود قبضہ کر لینے کا اعتبار نہین ہے۔

باب طلب الشفعۃ والخصومۃ فیہا

(حق شفعہ کا مطالبہ کرنے اور اس مین جھگڑا کرنیکا بیان)

ت جب شفیع کو حق شفعہ کی چیز کے بکنے کی خبر ہو تو وہ وہین بیٹھے ہوئے اُسکے مطالبے پر لوگون کو گواہ کر دے (یعنی یون کہدے کہ تم گواہ رہنا کہ مین اپنے اس حق شفعہ کا خواہان ہون اس مشتری سے لونگا پھر اگر وہ ابھی بائع کے قبضے مین ہو تو اس پر بھی گواہ کرے (کہ اسنے بیع کی ہی) یا مشتری پر (کہ اسنے خریدی ہے اگر اسنے اپنا قبضہ کر لیا ہو) یا زمین پر کہ یہ زمین بیع ہوئی ہے۔ اسکے بعد اگر دعوی دائر کرنے مین کچھ دن لگ جائین تو اس تاخیر مین حق شفعہ جاتا نہین رہیگا۔ اگر کوئی شفیع حق شفعہ کی قاضی کے ہان درخواست دے تو اول مدعاعلیہ (یعنی مشتری) سے دریافت کرے (کہ یہ زمین یا مکان جس پر فلان شخص نے شفعہ کا دعوی کیا ہو تیری ملک ہو یا نہین) اگر وہ اقرار کرے کہ ہان جس پر یہ شفعہ کا دعوی ہوا ہی میری ملک ہو (مین نے خریدی ہو) یا مشتری (پر قسم لازم ہوئی اور اُسنے قسم کھانیسے انکار کر دیا یا شفیع نے اسکے خرید لینے کو گواہون سے ثابت کر دیا تو ان صورتون مین شفیع کا دعوی مسموع ہوگا اور) اب قاضی (مشتری سے) خریدنے کو پوچھے کہ تو نے خریدی ہو یا نہین اگر خریدنے کا اقرار کرے یا اسکے انکار کرنے پر شفیع خریدنے کو گواہون سے ثابت نہ کر سکنے کے باعث اسکو قسم دیجائیگی اور) یہ قسم کھانیسے انکار کر دے یا اُسکے خریدنیکو شفیع گواہون سے ثابت کر دے تو ان تینون صورتون مین قاضی یہ حکم کر دے کہ یہ مکان اس شفیع کو پہنچتا ہی لہذا تو فوراً اسکو دیدے اور شفیع پر دعوی دائر کرتے وقت قیمت کا حاضر کر دینا لازم نہین ہو (قاضی یعنی حاکم کے حکم کرنے) کے بعد (حاضر کرنا ضرور ہے)۔ اگر شفعہ کی چیز ابھی بائع ہی کے قبضہ مین ہو تو شفیع اس بائع ہی کی نالش وغیرہ کرے مگر حاکم اسکے گواہ نہ سنے جب تک مشتری نہ آجائے جب وہ آجائے تو اُسکے سامنے بیع توڑ دے اور بیع کا کوئی حقدار کھڑا ہو جانیپر اسکی قیمت کی جوابدہی بائع کے ذمہ ہے (مشتری سے باز پرس نہ ہوگی) اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف سے خریدنے کے لیے وکیل کیا گیا تھا (اور اسنے شفعہ کی چیز خرید لی) تو جبتک اسنے وہ زمین وغیرہ اپنے موکل کے حوالے نکی ہو شفیع اس وکیل ہی پر دعوی کرے اور شفیع کو دیکھنے اور (بیع مین) عیب (نکلنے کے بعد واپس کر دینے) کا اختیار رہوگا اگرچہ مشتری نے اس عیب وغیرہ سے بری کرنیکی شرط کر لی ہو۔ ف یعنی اگرچہ مشتری نے خریدتے وقت بائع سے یہ کہہ لیا ہو کہ اگر اس بیع مین کوئی عیب نکل آیا تو تو اس سے بری ہو نہ مین واپس کرونگا نہ قیمت مین کمی کرونگا تو شفیع کے حق مین اسکا یہ کہنا لغو ہوگا اور اسکو واپس وغیرہ کر دینے کا اختیار رہیگا۔

ت اگر قیمت (کی کمی زیادتی) مین شفیع اور مشتری کا جھگڑا ہو جائے تو مشتری کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کئے تو قابل سماعت شفیع کے گواہ ہونگے (یعنی شفیع کے گواہ ہوتے مشتری کے گواہ نہ سُنے جائینگے) اگر مشتری ایک قیمت (سے خریدنے) کا دعوی کرے (کہ مین نے یہ زمین جسپر اب شفعہ کا دعوی ہو گیا ہی پانسو کو خریدی ہی) اور بائع نے اس قیمت سے کم کا دعوی کیا (یعنی یون کہا کہ مین نے تو تین سو مین بیچی ہی دو سو مشتری اپنی طرف سے زیادہ کہتا ہی) اور ابھی اس بائع نے قیمت لی ہی نہین تھی تو شفیع کو چاہیئے کہ وہ (زمین یا مکان) اسی قیمت کو لیلے جو بائع تبلا رہا ہی اور اگر بائع قیمت لیچکا تھا تو اب شفیع اس قیمت کو لے جو مشتری کہتا ہی (کہ مین نے یہ دی ہی) اور (بیع کی قیمت مین بائع کا کچھ کمی کر دینا شفیع کے حق مین (بھی برابر) ظاہر (اور جاری) ہوگا نہ کہ ساری قیمت معاف کر دینا یا بڑھا دینا۔ ف یعنی اگر کسی وجہ سے بائع نے مشتری کو ساری قیمت معاف کر دی یا باوجود پانسو ٹھیر جانے کے چھ سو لیلئے تو یہ دونون صورتین شفیع کے حق مین جاری نہ ہونگی بلکہ اسکو دونون صورتون مین پوری ہی قیمت دینی پڑے گی ت اگر کسی نے کوئی مکان کچھ اسباب دے کر یا زمین دیکر خرید لیا تھا اور اب اسکا شفیع کھڑا ہو گیا) تو اب شفیع اُس اسباب (وغیرہ) کی قیمت دیکر یا اگر وہ مثلی ہی تو اسکی مثل دیکر وہ مکان لیلے اگر مشتری نے ایک مکان یا زمین اُدھار خریدی تھی اور بعد مین شفیع کھڑا ہو گیا) تو شفیع نقد دام دے یا اتنی صبر کرے کہ وہ دن گزر جائین (جنکی مشتری نے مہلت مانگی ہی) اور بعد مین لیلے اور اگر کسی ذمی نے کوئی مکان وغیرہ شراب یا سور سے بیچ یا تھا پھر اسکا شفیع کھڑا ہو گیا اب اگر شفیع (بھی) ذمی ہو تو ویسی ہی (اور اتنی ہی) شراب دیکر یا اس سور کی قیمت دیکر وہ مکان لیلے اور اگر مسلمان ہی تو دونون چیزون کی قیمت دیکر لیلے اور اگر مشتری نے ایک زمین خرید کر اس مین مکان بنا لیا تھا یا باغ لگا لیا تھا۔ (اور اب شفیع کھڑا ہو گیا) یا اُس زمین کی جو قیمت مشتری نے دی ہو وہ اور جو قیمت اس مکان یا درختون کی لوگ بتائین وہ دیکر شفیع لیلے یا مشتری سے (کہکر) یہ دونون چیزین اکھڑوا ڈالے (اور اپنی خالی چٹیل زمین لیلے) اور اگر شفیع نے حق شفعہ کے دعوی سے کوئی زمین لیکر اُس مین مکان بنا لیا۔ یا باغ لگا دیا تھا بعد مین اس زمین کا کوئی حقدار کھڑا ہو گیا تو اب یہ شفیع اس بائع سے فقط اپنی دی ہوئی قیمت لیلے (مکان یا باغ کی قیمت مین ہی اسکو کچھ نہین مل سکتا) اور اگر کسی نے ایک مکان یا باغ خرید لیا تھا اور اُسکے قبضہ مین آکر وہ) مکان آپ ہی آپ گر گیا یا باغ خود بخود ہی سوکھ گیا (اور اب اسکا کوئی شفیع کھڑا ہوا) تو (یہ) شفیع کل قیمت دیکر لے سکتا ہی ہان اگر ایسی صورت مین خود مشتری نے مکان توڑ دیا ہو تو اب شفیع کو صرف میدان (یعنی اس زمین) ہی کی قیمت دینی ہوگی اور ملبہ مشتری کا رہے گا۔

ہی اور کوئی چیز ہو تو اسکی قیمت دیکر لے سکتا ہے ۱۲

اگر کسی نے ایک زمین مع درختوں اور پھلوں کے خرید لی تھی (پھر اسکا کوئی شفیع کھڑا ہو گیا یا پھل خریدنے کے بعد لگا تھا تو ان دونوں صورتوں میں شفیع اس زمین کو مع پھل کے لیلے اور اگر پھل مشتری نے توڑ لیا ہو تو اب شفیع قیمت میں سے انکے دام کم کر دے۔

باب ما یجب فیہ الشفعۃ و ما لا یجب

(ان چیزوں کا بیان کہ جن میں شفعہ ہوتا ہے اور جن میں شفعہ نہیں ہوتا۔)

متن شفعہ اسی زمین میں ثابت ہو سکتا ہے کہ جو مال کے عوض کسی کی ملک میں آئے باقی اسباب میں یا کشتی میں یا ایسے مکان اور درختوں میں جو بلا زمین کے بیچ دیے گئے ہوں حق شفعہ نہیں ہوا کرتا اور نہ ایسے مکان میں جو عورت کے مہر میں دیدیا ہو یا کوئی زمین بجائے اجرت (اور مزدوری) کے دیدی ہو یا کسی عورت نے اپنے شوہر سے خلع کرنے کے بدلہ میں دیدی ہو یا کسی نے جان بوجھ کر خون کر دیا تھا اسکے مقدمہ میں ایک مکان دیکر صلح ہوئی تو ایسے مکان میں بھی شفعہ کا دعویٰ نہیں ہو سکتا یا آزادی کے عوض میں زمین دیگئی ہو یا کوئی زمین بلا کسی قسم کا بدلہ ٹھیرائے مفت دیدیگئی ہو یا کوئی مکان بیع تو ہو گیا ہو مگر ابھی بائع کو پھیر لینے کا اختیار ہو (تو جبتک اس کو اختیار ہے اس میں شفعہ کا دعویٰ نہیں ہو سکتا یا کوئی زمین بیع فاسد سے بکی ہو تو جب تک اس میں مشتری کے مکان وغیرہ بنانے کی وجہ سے اس بیع کے توڑ دینے کا حق نہیں جاتا رہیگا تب تک اس میں حق شفعہ ثابت نہیں ہوسکا یا اگر کوئی زمین حصہ داروں میں تقسیم ہو گئی ہو (تو اس میں بھی شفعہ نہیں ہو سکتا) یا شفیع نے اپنا حق شفعہ مشتری کو دیدیا تھا اور بعد میں وہ مکان خیار رویت یا خیار شرط یا خیار عیب کیوجہ سے حاکم کا حکم ہونے پر بائع پر واپس ہو گیا (تو اس صورت میں بھی حق شفعہ ثابت نہیں ہونے کا ہاں اگر وہ مکان بلا حکم حاکم بائع پر واپس ہو گیا ہو یا بائع مشتری نے بیع کی اقالہ یعنی واپسی کر لی ہو تو اب حق شفعہ ضرور ثابت ہو گا۔

باب ما یبطل بہ الشفعۃ

(ان امور کا بیان جن سے شفعہ جاتا رہتا ہے)

متن طلب مواثبت یا طلب تقریر کے نہ کرنے سے حق شفعہ جاتا رہتا ہے ف یہ دونوں شفعہ طلب کرنیکے دو طریقے ہیں طلب مواثبت اسکو کہتے ہیں کہ جب شفیع یہ سنے کہ فلاں زمین جس میں میرا حق شفعہ ہے بیع ہو گئی تو یہ فوراً ہی اسکی درخواست دینے کیلئے کھڑا ہو جائے اگر یہ خاموش ہو رہا تو شفعہ جاتا رہیگا یا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب خبر سنے تو اگر وہ زمین ابھی بائع کے قبضہ میں ہو تو بائع کے پاس جاکر اور اگر مشتری کے پاس چلی گئی ہو تو اس کے پاس جاکر یا اس زمین ہی وغیرہ کے پاس کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے علی الاعلان یہ کہے کہ میں اس کا شفیع ہوں اور اپنا حق شفعہ چاہتا ہوں۔ اگر ایسا نہ کیا تو حق شفعہ جاتا رہیگا متن اگر شفیع اپنے حق شفعہ کے بدلے

سلہ یعنی پھل مشتری کے خریدنے سے پہلے ہی لگا ہوا تھا اسنے زمین خریدنے کے بعد پھل توڑ لیا تو اس پھل کی قیمت لگا کر اتنے ہی دام زمین کی قیمت میں سے کم کر دیے۔

مشتری سے کچھ روپیہ پیسہ لیلے تو حق شفعہ جاتا رہے اور وہ بدلے کے دام شفیع کو پھیر دینے چاہئیں اور شفیع
کے مرجانے سے بھی شفعہ جاتا رہتا ہے ان مشتری کے مرنے سے نہیں جاتا اور جس مکان وغیرہ کے ذریعے سے شفیع نے
شفعہ کا دعوی کیا ہو اگر حاکم کے شفعہ کا حکم دینے سے پہلے وہ اس مکان کو بیچدے تو اس سے بھی حق شفعہ جاتا
رہیگا اگر شفعہ کا مکان وغیرہ خود شفیع بائع کا وکیل ہو کر فروخت کر دے یا شفعہ کیلیے کوئی اور فروخت کرے یا شفعہ بائع
کیطرف سے استحقاق کا ضامن ہو جائے تو ان تینوں صورتوں میں شفعہ نہیں رہنے کا۔ ف تینوں صورتوں میں سے
پہلی صورت یہ ہے کہ ایک مکان میں سے ایک شخص کو حق شفعہ پہنچتا تھا مگر اس نے بائع کا وکیل بنکر اس مکان کو
خود ہی بیچدیا تو اب یہ اس میں شفعہ کا دعوی نہیں کر سکتا دوسری صورت یہ ہے کہ بائع مضارب تھا اور شفیع
رب المال تو اب اگر یہ مضارب مضاربت کے مکان وغیرہ میں سے کوئی چیز فروخت کر دیگا تو اس رب المال کا
اس میں حق شفعہ نہیں رہنے کا تیسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک مکان بیچا تھا اور شفیع اسکے درک کا
ضامن ہو گیا یعنی وہیں سب کے سامنے یوں کہدیا کہ اگر یہ مکان کسی اور کا نکلے گا تو قیمت دینے کا میں ضامن ہونگا
تو اس صورت میں بھی یہ ضامن حق شفعہ کا دعوی نہیں کر سکتا (عینی) ف اگر کسی نے دوسرے کا وکیل بنکر
کوئی زمین وغیرہ خریدی تھی (اور یہ خود اس کا شفیع تھا) یا اسکے لیے اور کسی نے خریدی تھی تو (دونوں صورتوں میں)
اسکو حق شفعہ پہنچے گا۔ اگر کسی نے شفیع سے کہا کہ فلاں زمین (جو تیرے شفعہ کی ہے) ایک ہزار میں بیع ہو گئی
ہے اس نے (زیادہ قیمت سمجھنے کی وجہ سے) حق شفعہ مشتری کو دیدیا (یعنی یوں کہدیا کہ میں تجھ سے حق شفعہ
نہیں چاہتا) اور پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ زمین ایکہزار سے کم کو بکی ہے یا ایکہزار روپیہ کے گیہوں یا ایکہزار کے
جو کے بکی ہے یا ایکہزار سے زیادہ گیہوں سے بکی ہے تو ان سب صورتوں میں اسکو حق شفعہ پہنچے گا اور اگر (شفیع
کے حق شفعہ چھوڑ دینے کے بعد) یہ معلوم ہوا کہ وہ زمین اتنی اشرفیوں کو بکی ہے جن کی قیمت ایکہزار روپیہ ہے
تو اب اسکو شفعہ نہیں پہنچے گا۔ اگر شفیع سے کسی نے کہا کہ (تیرے شفعہ کا) فلاں مکان فلاں شخص نے لیا ہے
سنکر اسنے حق شفعہ مشتری پر چھوڑ دیا بعد میں اسے معلوم ہوا کہ خریدنے والا اور کوئی ہے (جسکو میں نے سنا
تھا اسنے نہیں خریدا ہے) تو یہ شفعہ کا دعوی کر سکتا ہے۔ اگر شفیع کی طرف سے ایک ہاتھ بھر زمین چھوڑ کے
باقی زمین فروخت کر دی تو اب شفیع کو شفعہ نہیں پہنچ سکتا کیونکہ حق شفعہ ہمسائگی کے استحقاق کیوجہ
سے ہوتا ہے وہ ابھی نہیں ہوا۔ اس لئے کہ وہ ہاتھ بھر زمین ابھی اسکی طرف باقی ہے) اگر کسی مکان میں سے کوئی
سہام روپیہ دیکر کسی نے خرید لیا تھا اور بعد میں باقی مکان بھی خرید لیا تو اب ہمسایہ کا حق شفعہ صرف

ف ۔۔۔ سے کی زمین خریدلی تھی اور اب یہ رب المال اسکا شفیع تھا ۱۲ ف حق شفعہ ساقط کر دینے کا یہ ایک حیلہ ہے ۱۲

پہلے ہی سہام میں ہوگا ان باقی سہاموں میں نہیں ہونے کا ف کیونکہ جب اس مشتری نے پہلے ایک سہام خرید لیا تو اس مکان میں حصہ دار ہوگیا اور حصہ دار کا حق ہمسایہ کے حق سے مقدم ہے اور یہ بھی حق شفعہ توڑ دینے کا ایک حیلہ ہے کہ پہلے ایک سہام کو زیادہ داموں سے خرید لے کہ اُن داموں میں شفیع لینا گوارا نکرے اور بعد میں شراکت کا دعویدار ہوکر بقیہ سہام بھی خرید لے ایسی صورت میں شفیع کا دعوی نہیں چل سکنے کا اور ایسا کرنا جائز ہے ت اگر کسی نے ایک مکان روپیہ سے خریدا تھا یعنی قیمت میں روپیہ دینا ٹھیرا تھا مگر روپیہ کے بدلے بائع کو کوئی کپڑا دیدیا تو اب شفیع کو شفعہ میں اتنا ہی روپیہ دینا ہوگا۔ کپڑا دینا ضروری نہ ہوگا۔ شفعہ اور زکوٰۃ کو ساقط کرنے کیلئے کوئی حیلہ کرنا بُرا نہیں ہے ف یہ مذہب امام ابو یوسفؒ کا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ شفعہ دفع ضرر کے لیئے ثابت ہوا ہے اور رفع ضرر واجب ہے اور کسی کو ضرر پہنچانا حرام ہے لہذا یہ ضرور مکروہ ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کی دلیل یہ ہے کہ آدمی اپنے ضرر رفع کرنیکا محتاج ہے اور اپنے ہی ضرر رفع کرنے کی غرض سے حیلہ کرنا شرعًا جائز ہے اگرچہ دوسرے کو اس سے ضرر ہو لیکن علماء دین اور صلحاء امت کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی شفیع کی ایذا رسانی سے بچنے کیلئے حیلہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر خوشی خواہ کرتا ہے تو بیشک مکروہ ہے اور زکوٰۃ کے ساقط کرنے کی صورت نکالنی دینداری کے خلاف ہے ت اور چند خریدار ہونے کی صورت میں شفیع بعض[1] خریداروں کا حصہ لے سکتا ہے اور چند بائع ہونیکی صورت میں بعض کا حصہ نہیں لے سکتا۔ اگر کسی نے ایک مکان میں سے نصف بلاتقسیم کئے ہوئے خرید لیا تھا تو اب شفیع اس مشتری کا حصہ بائع سے تقسیم کراکر لے سکتا ہے اور ماذون قرضدار غلام کو اپنے آقا سے شفعہ کا دعوی کرکے مکان وغیرہ لے لینا جائز ہے جیسا کہ اس کا عکس جائز ہے۔ ف پہلی صورت یہ ہے کہ ایک مکان غلام کے آقا نے بیچ ڈالا تھا اور اس غلام کو اس میں حق شفعہ پہنچتا تھا تو یہ شفعہ کا دعوی کرکے اس مکان کو لے سکتا ہے اور عکس کی صورت یہ ہے کہ قرضدار غلام نے ایک مکان بیچ ڈالا تھا اور اُسکے آقا کو اُس میں حق شفعہ پہنچتا تھا تو اب آقا کو شفعہ کے ذریعے سے وہ مکان لے لینا جائز ہے (حاشیہ) ت اگر کسی نابالغ کا باپ یا کسی مرنے والے کا وصی یا کسی کا وکیل حق شفعہ سے دست بردار ہو تو یہ درست ہے (یعنی ان تینوں کی طرف سے دست برداری معتبر ہے بعد میں ان میں سے کوئی حق شفعہ کا دعوی نہیں کر سکتا)۔

کتاب القسمۃ

(مشترک چیز کے بانٹنے کا بیان)

ف لغت میں قسمت اقتسام کا حاصل مصدر ہے اور اسکے معنی جمع شیوع اور قطع شرکت کے ہیں اور شرعی

یعنی یہی ہین جو مصنف بیان کرتے ہین (حاشیہ) ت ایک معین چیز مین ملے ہوئے حصہ کو اکٹھا کر دینا
(شرع مین) قسمت کہلاتا ہے اور قسمت مین دو باتین ہوتی ہین (ایک حصہ کا دوسرے حصہ سے جُدا
کر دینا دوسرے ایک حصہ کا دوسرے حصہ سے بدل جانا (کیونکہ اُس مشترک چیز کے ہر جز مین دونون
شریکون کا حصہ ہے لہذا ایک کا حصہ الگ اور معین کرنے مین مبادلہ ضرور ہوگا۔ اور مثلی چیزون کی
تقسیم مین جدا کرنے کو غلبہ ہے اسیوجہ سے ایک شریک کو دوسرے شریک کی عدم موجودگی مین مثلی چیزون
مین سے اپنا حصہ لے لینا درست ہے (کیونکہ اپنے حصے کو جدا کرنے دوسرے کے موجود ہونے کی کوئی ضرورت نہین ہے
اور مثلی مین اپنے ہی حصہ کو جدا کرنا ہوتا ہے) اور مثلی کے سوا (یعنی غیر مثلی) مین مبادلہ کو غلبہ ہے۔ اسیوجہ سے
غیر مثلی چیزون مین ایک شریک دوسرے شریک کے موجود نہ ہونیکے وقت اپنا حصہ نہین لے سکتا۔ اگر
مشترکہ مال ایک جنس کا ہو (مثلاً بہت سی بکریان ہون یا اونی تھان ہون) اور اُن مین بہت سی شریک
ہون اور شریکون مین سے ایک (دوسرے موجود شریک سے) تقسیم کرانی چاہے (اور وہ نکرے) تو اس پر
تقسیم کرانے کیلئے جبر کیا جائیگا (اور دوسرے شریکون کے آنے کا انتظار نہ کیا جائیگا) ہان اگر مال ایک
جنس کا نہ ہو (بلکہ دو جنس کا ہو مثلاً اونٹ اور بکریان ہون) تو اس صورت مین تقسیم کرنے کے لیے موجود
شریک پر جبر نہ کیا جائیگا (بلکہ باقی شریکون کے آنے کا انتظار کیا جائیگا) اور (حاکم کے لیے) مستحب ہے
کہ ایک امین تقسیم مقرر کر دے اور اسکو تنخواہ بیت المال مین سے دیجائے تاکہ وہ بلا اُجرت کی تقسیم کیا کرے اور
اگر بیت المال مین سے اسکو تنخواہ دینے کی گنجائش نہ ہو تو پھر امین تقسیم اس طرح مقرر کیا جائے کہ اسکو تنخواہ
شریکون سے انکی گنتی کے موافق ملا کرے (شریکون کے حصون پر اسکی اُجرت نہ لیجائے) ف یعنی مشترکہ
شے مین جتنے حصہ دار ہون امین کی تنخواہ کے اتنے ہی حصے کرکے اُن سے وصول کر لیجائے انکے حصون کا لحاظ
نہ کیا جائے مثلاً ایک زمین یا مکان مین دو حصہ دار ہین جن مین سے ایک کا ایک چوتھائی حصہ ہے اور دوسرے
کے تین حصے ہین اور امین تقسیم نے انکے حصے الگ کر دیئے۔ تو اس امین کی تنخواہ ان دونون حصہ دارون
سے نصفا نصف لیجائے گی ایک کی چوتھائی اور دوسرے کے تین حصون کا کچھ لحاظ نہ کیا جائیگا۔
(یعنی) ت امین تقسیم کا عادل ہونا۔ امانت دار ہونا۔ اور تقسیم کے قواعد سے خوب واقف ہونا نہایت
ضروری ہے اور (بہتر تو یہ ہے) ایک ہی امین نہ خاص کرنا چاہیئے (کہ لوگ اسی کو نوکر رکھکر تقسیم کرائین اور
کرائین کیونکہ ایسی صورت مین وہ زیادہ تنخواہ مانگنے لگے گا اور لوگون کو تکلیف ہوگی) اور ایک زمین وغیرہ کی

ہے اور اس مین حاکم جبر نہین کر سکتا ۱۲۔

تقسیم مین کئی ہین تقسیم نہ شریک ہونے پائین اگر کسی زمین کی بابت چند وارث یہ اقرار کرین کہ ہمارا فلان وارث مرگیا ہی اس سے یہ زمین ہمین میراث مین پہنچی ہے اور اب ہم سب اسکی تقسیم کے خواہان ہین تو انکے اقرار کر لینے سے زمین تقسیم نہ کیجائے جبتک کہ وہ اسکے مرنے پر اور ورثہ کی تعداد پر گواہ نہ پیش کر دین۔ اگر چند شریک کسی منقولی چیز کو تقسیم کرانا چاہین یا کوئی زمین اپنی زرخرید کہہ کے اسکو تقسیم کرانا چاہیے یا کسی زمین وغیرہ کی بابت یہ دعوی کرین کہ یہ ہماری ملک ہی اور اسکو تقسیم کرانا چاہین تو ان تینون صورتون مین ایسی زمینین تقسیم کرادی) اگر دو آدمیون نے اس پر گواہ گذرانے کہ یہ زمین ہمارے قبضہ مین ہی اور ہم اسکو تقسیم کرانا چاہتے ہین) تو انکے اس کہنے سے) وہ تقسیم نہ کیجائے جبتک کہ دونون اس پر گواہ نہ پیش کر دین کہ یہ زمین ہماری ہی ملک ہی اور کوئی حصہ دار نہین ہی۔ کیونکہ احتمال ہی کہ شاید اور کسی کی نہ ہو) اگر دو آدمیون نے (اپنے ایک رشتہ کے مرنے پر) اور دار ثونکی گنتی پر گواہ پیش کیے (یعنی گواہون سے یہ گواہی دلائی کہ اس مکان کا اصل مالک مر گیا ہی اور یہ تینون اسکے وارث ہین اور کوئی وارث نہین ہی) اور وہ مکان ان ہی دونون کے قبضہ مین ہی اور ایک تیسرا وارث موجود نہین ہی یا لڑکا ہی مگر لڑکا ہی تو ان دونون کی درخواست پر قاضی اس مکان کو تقسیم کرادے اور جو موجود نہین ہی اسکی طرف سے ایک وکیل یا لڑکے کی طرف سے ایک وصی مقرر کر دے کہ وہ اپنے موکل یا موصی کے حصہ کو اپنے قبضہ مین کرلے۔ اور اگر چند آدمیون نے ایک زمین خریدی اور ان مین سے ایک کہین چلا گیا یا (پہلی صورت مین) مکان اس وارث کے قبضہ مین ہی جو یہان موجود نہین ہی یا لڑکے کے قبضہ مین ہی یا ورثہ مین سے فقط ایک ہی وارث ہی (اور وہ تقسیم کرانا چاہتا ہی) تو ان سب صورتون مین وہ مکان تقسیم نہ کیا جائیگا ہان اگر کوئی زمین وغیرہ ایسی ہی کہ اسکے تقسیم ہونے کے بعد ہر حصہ دار اپنے اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا سکتا ہی تو ایسی زمین فقط ایک حصہ دار کی درخواست پر تقسیم کر دیجائے۔ اور اگر تقسیم سے سب کا نقصان ہوتا ہو تو جبتک سب رضامند نہ ہون ہرگز تقسیم نہ کیجائے۔ اور اگر کسی ایسی چیز کے تقسیم کرانیکی درخواست ہی کہ تقسیم ہونے کے بعد بعض حصہ دار تو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہین اور بعض کا کم حصہ ہونے کے سبب سے نقصان ہوتا ہی تو جس کا حصہ زیادہ ہی فقط اسکی درخواست پر تقسیم کر دیجائیگی۔ اگر ایک جنس کا اسباب مشترک ہو اور شرکا تقسیم کرانا چاہین) تو وہ تقسیم کر دیا جائے اور دو جنس کا اسباب جواہرات۔ لونڈی غلام حمام۔ کنوان اور خرانس (چکی) بلا سب کے رضامند ہوئے تقسیم نہ کیے جائین۔ چند مکان مشترک ہین یا ایک مکان اور زراعتی زمین مشترک ہی یا ایک مکان اور ایک دکان مشترک ہین (اور حصہ دار تقسیم کرانا چاہتے ہین تو یہ سب چیزین علیحدہ علیحدہ تقسیم کیجائین

کیونکہ ہر چیز میں سب ہی شریک ہیں اور تقسیم کرنیوالے کو چاہیے کہ جس چیز کو تقسیم کرنی چاہی (خواہ مکان ہو یا زمین ہو) پہلے اُس کا نقشہ کھینچ لے اور جسقدر حصے ہوں سب کو برابر لگائے اور گز سے پیمایش کرے اور اگر مکان مع زمین کے تقسیم کرنا چاہی ہو تو) عمارت کی قیمت ٹھیر لے اور ہر حصہ پر آمد و رفت کا رستہ اور پانی کی باری علیحدہ علیحدہ ضرور تجویز کرے اور سب حصوں کے نام رکھ لے کہ یہ پہلا ہے یہ دوسرا ہے یہ تیسرا ہے (وغیرہ وغیرہ) اور سب شریکوں کے نام لکھکر قرعہ ڈالے (قرعہ میں جس کا نام پہلے نکلے اُسکو پہلا حصہ دے اور جسکا دوسرے نمبر پر نکلے اُسکو دوسرا حصہ (اور علی ہذا القیاس) اور زمین کی تقسیم میں بلا رضامندی سب حصہ داروں کے روپے داخل نہیں ہونیکے **ف** اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً چند آدمیوں کے قبضہ میں ایک زمین تھی اور ان میں دو فریق تھے۔ ایک فریق کے پاس دوسرے سے کچھ زیادہ تھی اور اب سب نے اُسکی تقسیم کرنیکی درخواست دی اور جس فریق کے پاس زیادہ زمین تھی اُس میں سے ایک آدمی نے یہ چاہا کہ میں اس زیادہ زمین کے عوض کچھ روپیہ دیدوں اور دوسرا اس پر رضامند نہیں ہوا تو اس صورت میں یہ روپے تقسیم میں نہیں آنے کے کیونکہ ان روپوں میں کسی کی شراکت نہیں ہے اسکے علاوہ اس سے حصوں کی برابری میں بھی فرق آتا ہے (من التکملہ) **ت** اگر کوئی زمین یا مکان تقسیم کیا گیا اور ایک حصہ دار کے پانی کی نالی یا رستہ دوسرے کی ملک میں کو رہا اور تقسیم کے وقت یہ بات قرار نہیں پائی (کہ اس حصہ دار کا رستہ بھی یہیں کو رہیگا یا اُسکی زمین میں بھی اسی نالی سے پانی آئیگا) تو اگر ہو سکے تو اُس کا رستہ اُدھر سے پھیر کر اسی حصہ دار کی ملک میں کو کر دیا جائے اور اگر نہ پھر سکے تو یہ تقسیم ہی توڑ دیجائے (اور نئے سر سے تقسیم کیجائے کہ اس میں یہ پیچ نہ رہے اگر ایک مکان نیچے اوپر کا اور ایک صرف نیچے کا اور ایک صرف اوپر کا دو آدمیوں کے پاس ہیں اور وہ ان تینوں مکانوں کو تقسیم کرنا چاہیں تو انکی علیحدہ علیحدہ قیمت کر کے قیمت کے اعتبار سے تینوں تقسیم کر دیئے جائیں اگر (تقسیم ہونے کے بعد) حصہ داروں میں جھگڑا ہو تو دو بانٹنے والوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ اور اگر کوئی حصہ دار یہ اقرار کر چکا تھا کہ میں اپنا پورا حصہ لے چکا ہوں اور اسکے بعد دعوی کیا کہ میرے حصہ میں سے کسیقدر دوسرے کے قبضہ میں ہے تو بغیر گواہوں کے اسکے کہنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا۔ دو حصہ داروں میں سے اگر ایک دوسرے سے یوں کہے کہ میں اپنا حصہ لے تو پورا ہی چکا تھا مگر بعد میں میرے حصہ میں سے تھوڑا سا تو نے لیا ہے (اور وہ اس سے انکاری ہے صاف کہتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں لیا) تو مدعا علیہ قسم کھا کر جو کچھ بیان کرے اُسکا اعتبار کر لیا جائے گا اور اگر مدعی نے اپنا پورا حصہ

ملنے کا اقرار ہی نہین کیا اور (مکان یا زمین کی ایک حد کی طرف اشارہ کرکے) دعوی کرتا ہے کہ یہ میرا حصہ ہے اسنے مجھے نہین دیا اور اس کا شریک اس دعوی مین اسکو جھوٹا بتلاتا ہے تو اب (عدالت مین) یہ دونون قسم کھائین اور اسکے (قسم کھانیکے بعد) وہ تقسیم توڑ دیجائے اگر تقسیم مین بہت سا غبن ظاہر ہو تو وہ تقسیم بھی توڑ دیجائے اگر (کوئی مکان یا زمین تقسیم ہونیکے بعد) ایک حصہ دار کے حصہ مین سے کسی قدر (قطعہ کا کوئی حصہ) دار کھڑا ہوگیا اور اُس نے مقدمہ وغیرہ کرکے اپنا حق لے لیا تو جس کے حصہ مین سے اُسنے لیا ہے وہ اُتنا ہی (اپنے شریک کے حصہ مین سے لے) اور تقسیم توڑنے کی کوئی ضرورت نہین ہے اگر ترکہ (وارثون مین تقسیم ہونے کے بعد اس) مین کچھ قرضہ معلوم ہوا تو تقسیم توڑ دیجائے (یعنی اگر ورثہ قرضہ ادا نہ کرین اور اگر ادا کردین تو پھر تقسیم توڑنے کی ضرورت نہین) اگر دو شریکون نے ایک مکان مین رہنے کی یا دو مکانون مین رہنے کی یا ایک غلام سے کام لینے کی یا دو غلامون سے کام لینے کی یا ایک مکان کی آمدنی کی یا دو مکانونکی آمدنی کی آپس مین باری ٹھیرالی (کہ ایک مہینہ کا کرایہ یا خدمت تو لیا کرا اور ایک مہینہ کا کرایہ مین لیا کرون اور دونون اس پر رضامند ہوگئے) تو یہ درست ہے اور ایک غلام یا دو غلامون کی تنخواہ مین یا ایک خچر یا دو خچرون کے کرایہ مین یا ایک خچر یا دو خچرون پر سوار ہونے مین یا کسی درخت کے پھل کھانے مین یا بکری کے دودھ مین باری مقرر کرین (کہ ایک مہینہ تو دودھ پیا کر ایک مہینہ مین پیا کرونگا یا ایک سال پھل مین کھایا کرونگا اور ایک سال تو کھایا کر) تو یہ درست نہین ہے۔

کتاب المزارعہ | زراعت کے بیان

ف مزارعت زرع سے باب مفاعلہ ہے جسکے لغوی معنی زمین مین بیج وغیرہ ڈالنے کے ہین اور شرعی معنی یہ ہین جو آگے مصنف بیان فرماتے ہین ست (شرع مین) مزارعت اُس عقد کو (یعنی اُس معاملہ کو) کہتے ہین کہ زمین کی پیداوار مین کچھ حصہ ٹھیرا کر اُسکو کاشت کرایا جاوے اور یہ مزارعت (یعنی بٹائی آٹھ شرطونکے ہونے پر درست ہوتی ہے اول یہ کہ زمین زراعت کے قابل ہو دوسرے زمیندار اور کاشتکار دونون عاقل بالغ ہون تیسرے زراعت کی مدت صاف بیان کردیجائے (کہ ایک فصل کے لیے یا سال بھر کے لیے یا مثلاً دو سال کیلیے) چوتھے یہ کہ بیج کسکا ہوگا آیا زمیندار کا یا کاشتکار کا، پانچوین یہ کہ کونسی جنس بوئی جائیگی (گیہون جو وغیرہ یا اور کوئی جنس) چھٹے کاشتکار کا حصہ کتنا ہوگا (نصفا نصفی یا تہائی چوتھائی) ساتوین یہ کہ زمین بالکل الگ کرکے کاشتکار کے حوالہ کردی جاے آٹھوین یہ کہ جو کچھ پیداوار ہو (تھوڑا یا بہت) اُس مین زمین والا اور بونے والا دونون شریک ہون۔

نوین یہ کہ زمین اور بیج ایک کا ہو اور بیل اور مزدور و محنت دوسرے کی یا ایک کی فقط زمین ہو اور باقی سب خرچ اور کام دوسرے کے ذمے ہو یا سارا کام ایک کے ذمہ ہو اور باقی (زبیج بیل اور زمین دوسرے کی ہو) جب زمین کو بٹائی پر دینے کے وقت یہ سب شرطین پوری ہو جائین تو وہ بٹائی درست ہو گی ورنہ نہین ہونے کی) پس اگر زمین اور بیل ایک کے ہین اور بیج اور باقی کاروبار دوسرے کا یا دونون مین سے بیج ایک کا ہے اور باقی سب چیزین (یعنی سارا کام بیل اور زمین) دوسرے کی۔ یا بیج اور بیل ایک کے ہین اور باقی (زمین اور سب کام) دوسرے کا یا دونون مین سے ایک کیلیے چند من غلہ معین کر دیا گیا۔ یا یون ٹھیر گیا کہ جسقدر غلہ پانی کی نالیون اور گولوت (کی ڈول پر) پیدا ہو وہ ایک کا ہے (اور باقی دوسرے کا) یا یہ ٹھیرا کہ بیج والا پہلے اپنا بیج لے لیگا اور جو بچیگا اُس مین دونون ساجھی رہین گے یا یہ ٹھیرا کہ سرکاری باقی (یعنی حاکمی) الگ کرنے کے بعد جو کچھ رہے گا اس مین دونون ساجھی رہین گے تو ان سب صورتون مین بٹائی فاسد ہو جائیگی[1] (یعنی یہ بٹائی کا معاملہ جو دونون مین ٹھیرا تھا ٹوٹ جائے گا اور اب انکا جھگڑا اس طرح طے کیا جائیگا کہ زمین کی کل پیداوار تو بیج والے کی ہوگی اور دوسرے کے کام کو دیکھکر معمول کے موافق اُسکو مزدوری دیدی جائیگی اور اگر زمین (بھی بیج والے ہی کی تھی تو اُسکی کاشت) کا بھی روپیہ دیا جائیگا لیکن یہ مزدوری اور زمین اس سے نہ بڑھایا جائیگا کہ جو ان دونون نے آپس مین ٹھیرا لیا تھا اور اگر بٹائی (اپنی سب شرطین پوری ہونے کے باعث) درست ہو جائے تو پھر زمین کی کل پیداوار اُسی حساب سے بٹے گی جو زمیندار اور کاشتکار نے آپس مین ٹھیرالی ہو اور اگر اتفاقاً زمین مین کچھ پیدا نہ ہو تو کاشت کار کو کچھ نہین ملیگا اگر ٹھیرے ہوئے کے بموجب پھر کوئی کام کرنے سے انکار کرے تو اُس سے وہ کام زبردستی لیا جائیگا ہان اگر بیج والا (بیج دینے سے انکار کرے تو اس پر زبردستی نہ کی جائیگی) اگر ان دونون مین سے ایک مر جائے تو اُس وقت بٹائی ٹوٹ جائیگی پس اگر کھیتی کی مدت گزر جائے (یعنی جتنے دنون کو لی تھی وہ پورے ہو جائین) اور کھیتی ابھی کٹا ؤ پر نہ آئی ہو تو جبتک کھیتی کٹاؤ پر آئے اسکا کاشتکار کتنے دنونکا اور روپیہ اسی حساب سے دینا پڑیگا کہ جو ایسی زمین پر اتنے دنونکا ہوتا ہوگا اور کھیتی کا خرچ مثلاً کاٹنے والونکی مزدوری اور ڈھونے۔ دائین چلانے اناج اُڑانے مین جو کچھ خرچ ہو دونونکے حصونکے موافق دونونکے ذمہ رہیگا اور اگر دونون یہ ٹھیرالین کہ یہ سب خرچ کاشتکار کے ذمے رہے تو اُس شرط سے وہ بٹائی ٹوٹ جائیگی[2]۔

[1] یہ مزارعت صاحبین کے نزدیک درست ہے اور امام صاحب رحمۃ اللہ کے نزدیک درست نہیں ہے اور آجکل فتوی صاحبین کے قول پر ہے ۱۲ حاشیہ اصل [2] یعنی اگر الخ

کتاب المساقاۃ

یعنی باغ سپرد کرنے کا بیان

ت (شرع مین) مساقات اُس عقد کو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنا باغ ایسے شخص کو کہ جو اسکی خدمت کرے اس شرط پر دے کہ جو کچھ اس مین پھل آئے وہ ہم دونون بانٹ لیا کرینگے اور یہ مساقات (سب احکام مین) مثل مزارعت کے ہے۔ کھجور وغیرہ کے درختون اور انگورون اور کل ترکاریون اور بیگنون مین یہ مساقات کرنی جائز ہے ف کل ترکاریون کی جگہ عربی نسخہ مین رطاب کا لفظ ہے جو رطبہ کی جمع ہے اور رطبہ مصر مین ایک نرم سی گھاس ہوتی ہے وہان اسکو برسیم کہتے ہین اور خوید کی طرح گھوڑون وغیرہ کو کھلاتے ہین لیکن یہان رطاب سے مراد کل ترکاریان ہین (ہکذا فی حاشیۃ الاصل) ت اگر کسی نے پھل لگا ہوا باغ بال پر دیا اور پھل ابھی ایسا ہو کہ وہ (نلائی وغیرہ کرنے یا پانی دینے سے بڑھتا ہو تو یہ معاملہ درست ہے اور اگر پھل کا بڑھنا پورا ہو چکا ہے تو پھر بٹائی کی طرح یہ درختون کی بال بھی درست نہین ہونگی (یعنی کھیتی تیار ہونیکے بعد جیسے بٹائی درست نہین ہوتی) اور جب یہ درختون کی بال کا معاملہ ٹوٹ جائیگا تو اس وقت سارا پھل باغ والے کو ملیگا اور اس کام کرنے والے کو اسکی محنت کے مطابق مزدوری دیدی جائیگی اور ان دونون عقد کرنیوالون مین سے اگر ایک مرجائے تو جب بھی یہ معاملہ ٹوٹ جاتا ہے اور علی ہذا القیاس مزارعت کی طرح کوئی عذر ہونیکی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اور عذر سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کام کرنیوالا چور ہو یا بیمار ہو کہ اب کام نہین کر سکتا۔

کتاب الذبائح

یعنی ذبیحون کا بیان

ف مزارعت اور ذبائح مین مناسبت ہونے کی تمام شرح یہ کہتے ہین کہ ان دونون مین فی الحال تلف کرنا آیندہ کو فائدہ حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے کیونکہ مزارعت کرتے وقت دانہ خاک مین اسی لیے ملاتے ہین کہ آیندہ اناج پیدا ہو اسی طرح حیوان کی روح کھو کر اسکو بھی اسکے بعد فائدے ہی حاصل کرنے کے لیے ذبح کرتے ہین (تکملہ مختصراً) ت ذبائح ذبیحہ کی جمع ہے اور ذبیحہ اُس جانور کو کہتے ہین جو ذبح کیا جائے اور ذبح گلے کی رگین کاٹنے کو کہتے ہین مسلمان اور کتابی نابالغ لڑکے۔ عورت۔ گونگے اور بے ختنہ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے اور آتش پرست بت پرست مرتد اور احرام باندھے ہوئے اور ذبح کے وقت قصداً بسم اللہ نہ پڑھنے والے کا ذبح کیا ہوا حلال نہین ہے۔ اگر کسی نے بھول کر بسم اللہ نہ کہی تو اس کا ذبح کیا ہوا حلال ہے اور ذبح کرنے وقت اللہ تعالی کے نام کے ساتھ اور کسی کا نام لینا یا یون کہنا کہ خدا وند یہ فلانے کی طرف سے

ف یہان تک کہ یہ بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہین اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے ۱۲ شیخ

قبول کر مکروہ ہی۔ ہاں اگر بسم اللہ کہنے سے پہلے یا جانور کو گرانے سے پہلے کہہ لے تو مکروہ نہیں ہی بلا کراہت جائز ہے
اور ذبح حلق اور سینہ کی اُوپر کی ہڈی کے درمیان ہونا چاہیے اور نرخرا اور دانہ پانی جانے کی رگ اور وہ شہ رگین
دوان گلے اِدھر اُدھر ہوتی ہین کاٹنی چاہیین اگر ان چارون کی جگہ ذبح کرتے ہوئے تین کٹ گئین تو بھی کافی
ہو اگر ناخن سے یا تیز سینگ سے یا تیز ہڈی سے یا ایسے دانت سے جو بدن مین لگا ہوا نہ ہو علیحدہ ہو یا تیز
کھپچی سے یا تیز پتھر کی کنکر سے یا اور ایسی چیزون سے جو خون بہا دیتی ہون ذبح کر لیا ہو وہ بھی حلال ہی
ہان دانت اور ناخن ایسے نہ ہون جو بدن مین لگے ہوئے ہون بلکہ بدن سے الگ کٹے ہوئے ہون اور جانور کو ذبح کرنیکے لیے
گرانے سے پہلے چھری کو تیز کر لینا مستحب ہی اور نخع تک چھری پہنچانا یا سر علیحدہ کر دینا یا گدی کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہی ف
نخع اس سپید دھاگہ کو کہتے ہین جو گردن کی ہڈی کے بیچ مین ہوتا ہی جس کو گودا بھی کہتے ہین مطلب یہ ہی کہ ذبح مین اسطرح
نہ کرے کہ گردن کی ہڈی کے گودے تک چھری پہنچ جائے ۱۲ طرفہ اور جو وحشی جانور مثلاً ہرن وغیرہ آدمی کے پاس ہل گیا ہو
اُسے ذبح کرنا چاہیے ہان جو چوپایہ وحشی ہو کر بھاگ جائے خواہ اونٹ ہو یا بکری یا گائے وغیرہ ہو یا کنوئین مین گرجائے
اور وہ ذبح نہ ہو سکے تو اُسکو زخمی کرکے مار دینا کافی ہے پھر ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہی اور اُونٹون کو
نحر کرنا اور گائے بکری بھینس وغیرہ کو ذبح کرنا مسنون ہے اور اسکا اُلٹا کرنا مکروہ ہے یعنی اُونٹونکو ذبح کرنا
اور گائے بکری کو نحر کرنا مکروہ ہی ہان ایسا کرنے سے وہ جانور حلال ہو جائیگا اور ان کے ذبح ہونے سے اُسکے پیٹ
کے اندر کا بچہ اگر نکل آئے تو وہ ذبح نہیں ہوتا اگر بچہ زندہ نکلا ہو اور اُسکو کھانے کا ارادہ ہی تو ذبح کر لینا چاہیے
اور مرا ہوا نکلا ہے تو وہ مردار اور حرام ہی۔

فصل فیما یحل اکلہ وما لا یحل اکلہ

جتنا چوپائے جانورون مین سے جو کچلیون (نوکیلے دانتون) والے درندے ہون یا جو پرندے پنجے سے شکار کر لیتے
ہون وہ سب حرام ہین اور جو کوا کھیت کھایا کرتا ہے وہ حلال ہی مگر ابقع کوا حلال نہیں ہی جو مردار کھاتا ہو ف
عربی کتابون مین ابقع کوے کی جگہ ابقع ہی اور ابقع ابلق کو کہتے ہین جس مین سیاہی اور سپیدی دونون ہون
بعض علماء نے اسکو ابلق سے یہی دیسی کوا مراد لیا ہو جو اکثر آبادی مین رہتا ہے اور جسکی گردن کا رنگ نسبت
پرون کے سپیدی مائل ہوتا ہے اور اسی پر ابقع کا اطلاق کرکے حرام کر دیا ہو مگر حضرت مولانا رشید احمد صاحب
محدث گنگوہی مرحوم اور حضرات علماء دیوبند و علماء سہارنپور کا فتویٰ یہ ہے کہ ابقع یہ کوا نہیں ہی کیونکہ یہ دیسی

سلہ اگر ایسے نہ ہونگے تو اُنسے ذبح کیا ہوا حلال نہ ہوگا بلکہ حرام ہوگا لہ یعنی ابھی قوا ور باقی ہونیکے بعد اس جانور کا حکم شکار کا سا نہیں رہتا اور شکار کا حکم یہ ہو کہ اگر کسی سے ۱۲

کوا تو روٹی وغیرہ اور مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے لہذا اس کا حکم مرغی جیسا ہے کہ وہ بھی دونوں چیزیں کھاتی ہے اور غراب ابقع وہ ہے جسکی غذا فقط مردار ہی ہو جیسے کہ کرگس وغیرہ کی غذا فقط مردار ہی ہے باقی واللہ اعلم (مترجم) ت بجو۔ گوہ۔ بھڑ زرد ہو یا لال ہو اور بچھو اور زمین میں رہنے والے جانور مثلاً سانپ بچھو اور چوہے وغیرہ اور بستی کے گدھے اور خچر گھوڑے حلال نہیں ہیں اور خرگوش حلال ہے ف بعض نے خرگوش کو اس لیے حرام کہا ہے کہ خرگوشنی کو عورتوں کی طرح حیض آتا ہے سبب چونکہ اس میں آدمی کی مشابہت ہے لہذا حرام ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک خرگوش حلال ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ خرگوش کا بھنا ہوا گوشت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے صحابہؓ کے سامنے پیش کیا گیا تھا اور سب نے اسکو کھایا تھا یہ روایت امام احمد اور امام نسائی نے نقل کی ہے دوسری عقلی دلیل یہ ہے کہ یہ درندوں میں سے نہیں ہے اور نہ مردار کھاتا ہے لہذا یہ ہرن جیسا ہے باقی آدمی کی مشابہت سے حرام کہنا عقلی بات ہے اور شریعت میں عقل کو اتنا دخل نہیں ہے کہ عقل کے زور سے کسی چیز کو حرام کہا جائے " تکملہ بحر الرائق) ت اور جن جانوروں کا گوشت کھانا درست نہیں ہے انکو ذبح کرنے سے انکا گوشت اور کھال پاک ہو جاتے ہیں (اگرچہ گوشت کا کھانا پھر بھی حرام ہی رہتا ہے) سوائے آدمی اور سور کے کہ اگر یہ دونوں ذبح بھی کیے جائیں تب بھی انکا گوشت یا چمڑا پاک نہیں ہوتا اور پانی کے جانوروں میں سے سوائے مچھلی کے اور کوئی جانور حلال نہیں ہے اور مچھلی بھی ایسی نہ ہو کہ جو مر کے پانی پر تیرنے لگی ہو۔ اور مچھلی کو بلا ذبح کیے کھانا حلال ہے جیسے ٹڈی مگر اتنا فرق ہے کہ ٹڈی اگر خود بھی مرگئی ہو تب بھی حلال ہے۔ بخلاف مچھلی کے کہ وہ خود مری ہوئی حلال نہیں، اگر کسی نے بیمار بکری ذبح کی اور ذبح کرتے وقت اسنے کچھ حرکت یا خون دیدیا تو وہ حلال ہے اور اگر نہ اس نے حرکت کی اور نہ خون دیا تو وہ حلال نہیں ہے۔ ہاں اگر اور کسی ذریعہ سے اس میں دم ہونا معلوم ہو جائے تو وہ ذبح کرنے سے حلال ہو جائیگی اگرچہ نہ وہ کچھ حرکت کرے اور نہ خون دے اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو وہ حلال نہیں ہے۔

کتاب الاضحیۃ

ت ایسے مسلمان پر جو آزاد مقیم اور مالدار ہو اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے اپنی اولاد کی طرف سے کرنا واجب نہیں ہے (ایک آدمی کی طرف سے خواہ) ایک بکری ہو یا بکرا خصی ہو یا دنبہ یا انکی مادہ ہو یا بدنہ کا ساتواں حصہ ہو ف بدنہ کا اطلاق اونٹ گائے اور بھینس تینوں پر ہوتا ہے خواہ نر ہوں یا مادہ ہوں اور قربانی کا واجب ہونا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے کہ قربانی

سنت ہے اور یہی قول امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا ہے۔ امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قربانی واجب ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک سنت ہے انکے سنت کہنے کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا واذا رأیتم ہلال ذی الحجۃ واراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعرہ واظفارہ (یعنی جب تم بقرعید کا چاند دیکھو اور کوئی تم میں سے قربانی کرنی چاہے تو اُسے چاہیے کہ قربانی سے پہلے اپنا خط اور ناخن نہ بنوائے) یہ حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے اس میں حضور انور نے قربانی کرنیکو ارادے پر موقوف رکھا ہے اور ارادے پر موقوف رکھنا واجب ہونے کے منافی ہے اور امام صاحبؒ کی دلیل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے کہ من وجد سعۃ فلم یضح فلا یقربن مصلانا (یعنی جسمیں وسعت ہو اور پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے) یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور ایسی وعید وجوب کے سوائے اور امور میں نہیں ہوا کرتی (عینی) **مسئلہ** قربانی کرنے کا وقت بقرعید کی صبح سے لیکر بارھویں تاریخ کی شام تک ہے ہاں شہر کا رہنے والا کہ جہاں عید کی نماز ہوتی ہو عید کی نماز پڑھنے سے پہلے قربانی نہ کرے۔ غیر شہری (یعنی گاؤں والوں) کو اختیار ہے کہ چاہے سویرے ہی کرلے اور چاہے نماز پڑھکر آکر کرے) اگر کسی جانور کے سینگ نہوں (خواہ بکری وغیرہ ہو یا گائے وغیرہ ہو) یا خصی (یا بدھیا) ہو یا دیوانہ ہو تو اسکی قربانی کرنا جائز ہے۔ ہاں جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو یا بہت دُبلا ہو (کہ چمڑا اور ہڈی ہی ہوں) یا لنگڑا ہو (کہ جو ذبح تک نہیں جاسکتا) یا جس کا آدھے سے زیادہ کان کٹا ہوا ہو یا آدھے سے زیادہ دُم کٹی ہوئی ہو یا دانت ٹوٹے ہوئے ہوں یا آنکھ پھوٹی ہوئی ہو (کہ اس سے نظر کم آتا ہے) یا آدھی سے زیادہ چکتی کٹی ہوئی ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے اور قربانی اونٹ گائے (بھیڑ دنبہ) بکری کی ہونی چاہیے نر مادہ ہوں تو انمیں کچھ فرق نہیں ہے باقی مرغی مرغے کو بقرعید کے دن ذبح کرکے قربانی سمجھنا مکروہ ہے یہ قربانی نہیں ہوسکتی اور قربانی کے جانور عمر میں ایسے ہونے چاہئیں کہ اگر اونٹ ہے تو وہ پانچ برس سے کم نہ ہو اور اگر گائے بھینس کی کرنی ہے تو دو برس سے کم نہ ہو اور اگر بکری ہے تو برس روز سے کم نہ ہو ہاں مینڈھا چھ مہینے سے زیادہ کا (قربانی میں) درست ہے بشرطیکہ وہ ایسا ہونہار یا تیار ہو کہ بڑی بھیڑوں میں ملتا ہو اگر قربانی کے اونٹ یا گائے میں سات آدمی شریک تھے اور قربانی کرنے سے پہلے ان میں سے ایک مرگیا اور اسکے وارثوں نے یہ کہا کہ تم اپنی طرف سے اور اسکی طرف سے اسکی قربانی کرلو تو اسکی قربانی درست ہے اگر ایک گائے وغیرہ میں سات آدمی شریک ہیں (چھ مسلمان اور ساتواں نصرانی یا مرتد ہے یا ایک شریک کی نیت قربانی کی نہیں ہے بلکہ گوشت لینے کے ارادے سے شریک ہوگیا ہے تو یہ قربانی ان میں سے کسی کی طرف سے بھی درست نہیں ہوگی

قربانی کے گوشت مین سے کرنے والا خود بھی کھائے اور (غریبون) امیرون کو بھی کھلائے اور بعد مین کھانے کے لیے بھی رکھ چھوڑے اور مستحب ہی کہ تہائی سے کم خیرات نہ کرے (بلکہ تہائی سے زیادہ خیرات کرے) اور باقی کا اسکو اختیار ہے اور اسکی کھال کو بھی خیرات کرے یا اپنے کام مین لے آئے مثلاً تھیلہ یا چھلنی وغیرہ بنوالے اور مستحب یہ ہی کہ اگر قربانی کرنے والا ذبح کرنا جانتا ہو تو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے باقی کسی نصرانی (یعنی عیسائی) یا یہودی سے ذبح کرانا مکروہ ہی۔ اگر قربانی کے دو بکرے دو آدمیون کے تھے اور دونون نے غلطی سے[۱] دوسرے کا بکرا ذبح کر دیا تو دونون کیطرف سے قربانی ہو جائیگی اور ایک دوسرے سے کچھ تاوان نہ لیگا۔

کتاب الکراہیۃ

ف مکروہ (تحریمی) امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک (حرام کے قریب ہی قریب ہوتا ہی اور امام محمد رحمہ اللہ نے یہ تصریح کردی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے۔

فصل فی الاکل والشرب

ت گدھی کا دودھ (پینا یا کھانا) مکروہ (تحریمی) ہے اور مرد و عورتون سبکو چاندی سونے کے برتن مین کھانا پینا۔ تیل لگانا اور خوشبو لگانا سب مکروہ (تحریمی) ہی۔ ہان رانگ۔ کانچ اور عقیق اور بلور وغیرہ کے برتنون مین کھانا پینا مکروہ نہین ہے اور جسین برتن پر چاندی کا کام ہو (خواہ وہ برتن لکڑی کا ہو یا تانبے وغیرہ کا ہو) اس مین پینا (یا کھانا) یا جس زین پر چاندی کا کام ہو اُس پر سوار ہونا۔ یا جس کرسی پر چاندی کا کام ہو اُس پر بیٹھنا جائز ہے مگر جس جگہ چاندی لگی ہوئی ہو اُس سے بچے اور حلت و حرمت کے بارے مین کافر کے قول کا اعتبار کر لیا جائیگا (مثلاً کسی مسلمان کا غلام کافر ہو اور وہ گوشت لاکر یون کہے کہ یہ گوشت بکری کا ہی حرام جانور کا نہین ہے تو اُس کا گوشت کھانا درست ہی) ہدیہ اور اجازت کے بارے مین غلام اور لڑکے کے کہنے کا اعتبار کر لیا جائے گا **ف** ہدیہ عربی مین تحفہ کو کہتے ہین اسکی صورت یہ ہی کہ اگر کسی غلام نے یا لڑکے نے یون کہا کہ میرے آقا نے یا فلان شخص نے تمھین تحفہ بھیجا ہی یا کسی سے کہین کہ ہمین ہمارے آقا یا ولی نے تجارت کی اجازت دیدی ہے تو اس کا اعتبار کر لیا جائیگا **ت** (دنیوی) معاملات مین بدمعاش یعنی فاسق کے کہنے کا اعتبار کر لیا جائیگا اور دین کی باتون مین اسکا اعتبار نہین کیا جائیگا (مثلاً اگر وہ کسی کھانے کو یون کہے کہ یہ حلال ہے یا کسی پانی کی بابت کہے کہ یہ ناپاک ہی تو اسکا اعتبار نہین کیا جائیگا) ان

[۱] یعنی مثلاً زید اور عمرو کے دو بکرے تھے اتفاقاً غلطی سے زید نے عمرو کا اور عمرو نے زید کا بکرا ذبح کر دیا تو دونون کی طرف سے قربانی درست ہو گئی ۱۲ منہ

اگر یون کہے کہ مین فلان شخص کا وکیل ہون یا اس کا مضارب وغیرہ ہون تو ایسی باتون مین اسکا اعتبار کرلیا جائیگا کیونکہ یہ دنیوی معاملات ہین ان مین فاسق کے کہنے پر یقین کرسکتے ہین۔ اگر کسی کی ولیمہ کی دعوت کی گئی اور جہان کھانا کھلایا جارہا ہو وہان کھیل تماشا اور گانا بجانا ہورہا ہو تو وہان بیٹھ جائے اور کھانا کھاکر چلا آئے **ف** یہ اجازت ایسے آدمی کے لیے ہے جو لوگون کا پیشوا اور ایسا نہو کہ لوگ اسکو کوئی فعل کرتے دیکھکر اس سند پکڑتے ہون اور نہ اسکے روکنے اور منع کرنے سے رُکتے اور نہ منع ہوسکتے ہون غرضکہ معمولی درجہ کا لوگون سے اگر ہو تو ایسے موقع کی دعوت کھالے اور اگر ایسا ہو کہ اسکے منع کرنے سے لوگ ضرور رُک جاتے ہین تو اسکو ایسی جگہہ ہرگز دعوت کھانا جائز نہین ہو بلا کھائے واپس آجاتا اور اُنکو منع کردینا چاہیئے (حاشیہ عربی)۔

فصل فی اللبس

ت مردونکو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہو عورتونکو پہننا حرام نہین ہے۔ ہان چار انگل چوڑی سنجاف مردون کے لیے بھی مباح اور درست ہو۔ علی ہذا القیاس ریشمی کپڑے کا تکیہ بنانا یعنی تکیہ پر غلاف چڑھانا، یا بچھونا بنانا مردونکو بھی جائز ہے اور جس کپڑے مین تانا ریشم کا ہو اور بانا سوت یا اُون کا ہو مردون کو پہننا بھی جائز ہے اور جس کپڑے مین اس کا عکس ہو یعنے تانا سوت کا ہو اور بانا ریشم یا اُون کا تو وہ مردونکو فقط جنگ مین پہننا درست ہو۔ مردون کو سونے چاندی کا زیور پہننا درست نہین ہو ہان اگر ایک انگوٹھی یا پیٹی یا تلوار کا ساز چاندی کا بنوالیا جائے تو کچھ مضائقہ نہین ہو مگر تمام سواے بادشاہ اور قاضی کے اور ونکے لیے انگوٹھی کا نہ پہننا ہی اولی افضل ہے باقی پتھر کی یا لوہے کی یا پیتل کی یا سونیکی انگوٹھی پہننی یقیناً حرام ہو۔ پتھر کے نگینہ مین اگر سوراخ ہو تو اسمین سونے کی کیل لگوالینی درست ہو اور دانتونکو چاندی کے تار سے کسوالینا درست ہو یعنی اگر دانت ہلتے ہون سونے کے تار سے کسوانا درست نہین ہے اور لڑکون کو سونا اور ریشمین کپڑا پہنانا مکروہ ہو ہان وضو کا پانی یا ناک پونچھنے کے لیے ریشمین رومال رکھنا یا یاد رکھنے کے لیے انگلی پر ریشمی دھاگا باندھنا مکروہ نہین ہے۔

فصل فی النظر والمس

ت آزاد عورت کے چہرے اور ہتھیلیون کے سوا اور بدن غیر مرد کو دیکھنا نا جائز ہے بلکہ حاکم اور گواہون کے سوا جس کو دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو اسکو چہرہ دیکھنا بھی درست نہین ہو طبیب کو مرض کی جگہ دیکھنا درست ہے اور ایک مرد کو دوسرے کا ناف سے لیکر گھٹنون تک کے سوا اور سارے بدن کو دیکھنا جائز ہے

له یہان عربی کتاب مین خرکا لفظ ہو جو ایک دریائی جانور کا نام ہو لیکن چونکہ ... اسی جانور کی اون ... اسکا ترجمہ اون کیا گیا ہی ۱۲ ... مترجم ...

ف مرد کا ناف سے لیکر گھٹنون تک کا بدن شرع مین ستر کہلاتا ہے اسکو دیکھنا قطعی حرام ہے ت ایک عورت کا دوسری عورت کو یا مرد کو دیکھنا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک مرد کا دوسرے مرد کو دیکھنا (یعنی ایک عورت کو دوسری عورت کی یا مرد کے بدن مین سے ناف سے لیکر گھٹنون تک کے سوا اور بدن کو دیکھنا جائز ہے) مرد کو اپنی بیوی اور لونڈی کی شرمگاہ کو دیکھنا منع نہین ہے اور اسی طرح عورت کو اپنے خاوند کا اور لونڈی کو اپنے آقا کا ستر دیکھنا جائز ہے اور مرد کو اپنی محرم عورت کا منہ اور سر اور سینہ پنڈلیون اور بازو و نکا دیکھنا جائز ہے (محرم اسکو کہتے ہین جس سے نکاح کرنا درست نہو مثلاً مان خالہ پھوپھی وغیرہ) ان کی پیٹھ یا پیٹ یا ران کا دیکھنا جائز ہے اور جن اعضا کا دیکھنا جائز ہے انکو ہاتھ لگانا بھی جائز ہے اور غیر کی لونڈی اپنی محرم برابر ہوتی ہے (محرم کی طرح اسکی بھی منہ اور سر وغیرہ کو دیکھنا جائز ہے) اور اگر اسکے خریدنے کا ارادہ ہو کہ (ان اعضا) کو (کہ جن کو دیکھنا درست ہے) ہاتھ لگانا بھی جائز ہے اگرچہ شہوت ہو رہی ہو جب لونڈی بالغ ہوجائے تو اسکو (فقط ایک تہمد بندھا کر (یا پائجامہ پہنا کر بیچنے کیلئے) لوگون کے سامنے کرنا جائز نہین ہے (بلکہ اوپر بھی کوئی کپڑا ضرور ہونا چاہیئے اگرچہ ایک کرتا ہی ہو) خصی آدمی (جس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو) یا مخنث ہو تو یہ تینون مردون مین شمار ہین اور عورت کا غلام (اسکے حق مین) مثل غیر آدمی کے ہوتا ہے ف یعنی جیسا کہ ایک آزاد عورت کو غیر آدمی سے پردہ کرنا ضروری ہے ایسا ہی اپنے غلام سے بھی اسکو پردہ کرنا ضروری ہے اور جتنا اس کا بدن غیر آدمی کو دیکھنا جائز ہے اتنا ہی اس غلام کو بھی دیکھنا جائز ہے ت آقا کو اپنی لونڈی سے بلا اجازت اور مرد کو اپنی بیوی سے اجازت لیکر عزل کرنا درست ہے (عزل اسے کہتے ہین کہ جب صحبت کرتے ہوئے حاجت ہونے کو ہو تو آلۂ تناسل نکال کر باہر حاجت کردے۔ عیالداری کی پریشانیون سے بچنے کے لئے عرب لوگ ایسا کیا کرتے تھے)

فصل فی الاستبراء وغیرہ

(عورت کے رحم کو اگلے بچے کے شبہہ سے صاف کرنے وغیرہ کی تفصیل)

ت جب آدمی (کسی ذریعہ سے) کسی لونڈی کا مالک ہو تو جب تک اُسے ایک حیض نہ آئے اُس سے صحبت کرنا یا مساس کرنا یا شہوت سے اُسکی شرمگاہ کو دیکھنا اس مرد پر حرام ہے۔ اگر کسی کی دو لونڈیان آپس مین دو بہنین ہون اور اُسنے شہوت کی حالت مین ان دونون کا پیار لے لیا تو ان مین سے کسی کے ساتھ اسکو صحبت کرنا یا صحبت کے اسباب پیدا کرنا (مثلاً مساس کرنا یا گلے لگانا وغیرہ) سب حرام ہین یہانتک کہ ان مین سے ایک کسی کو دیکر یا کسی سے نکاح کرکے یا آزاد کرکے اپنے اوپر اُس سے صحبت کرنا حرام نہ کرلے (اگر کوئی اپنی باندی کسی کو دیدے یا کسی سے نکاح کردے یا اُسے آزاد کردے تو اب اس باندی سے اسکو صحبت کرنا حرام ہو جاتا ہے)

ف یعنی بدن کے جن جن اعضا کو دیکھنا یا ہاتھ لگانا مردون کو جائز ہے وہی ان تینون کو جائز ہے اور جن کا دیکھنا یا ہاتھ لگانا انکو حرام ہے وہی انکو بھی حرام

یہی مطلب اس مسئلہ کا ہی) ایک مرد کو دوسرے مرد کا بوسہ لینا یا گلے ملنا ایسی حالت مین مکروہ ہی کہ وہ فقط ایک تہمد ہی باندھی ہوئے ہو اگر تہمد پر کرتہ بھی پہنے ہوئے ہی تو اس وقت (بلا کراہت) جائز ہی جیسا کہ مصافحہ کرنا جائز ہی

فصل فی البیع والاحتکار والاجارۃ وغیرہا

(بیع اور غلہ بھرنے اور اجارہ دینے وغیرہ کی تفصیل)

ت) آدمی کا پاخانہ بیچنا مکروہ ہی اور گوبرا یا لید یا مینگنیون) کا بیچنا مکروہ نہین ہے۔ اگر کسی کو معلوم ہو کہ یہ لونڈی زید کی ہی اور دوسرا شخص مثلاً) عمر و یون کہے کہ مجھے اس لونڈی کے مالک مثلاً) زید نے اُسکے بیچنے کا (اختیار دیدیا ہی یعنی) وکیل کر دیا ہی تو اسکو اُس زید کی لونڈی کا خریدنا جائز ہی (یعنی اسکو ضرورت نہین کہ اسکی وکالت کے ثبوت کے لیے گواہ تلاش کرتا پھرے) اگر کسی مسلمان کے ذمے دوسرے مسلمان کا کچھ قرض تھا اور قرضدار نے اپنی شراب بیچکر اُس روپیہ سے اپنا قرضہ بیباق کرنا چاہا تو اُس قرضخواہ کو یہ شراب کی قیمت کا روپیہ لینا مکروہ ہی۔ ہان مسلمان کو کافر سے ایسا روپیہ لینا مکروہ نہین ہی۔ آدمی کی غذا (مثلاً گیہون چنا وغیرہ) اور جانورون کی غذا (مثلاً بھس گھاس وغیرہ) کو گرانی کیوقت بیچنے کی نیت سے ایسے شہر مین بھر لینا مکروہ ہی کہ اسکے بھرنے سے وہان کے باشندون کو تکلیف ہوتی ہو ہان فقط اپنی زمین کا غلہ یا جو دوسرے شہر سے کوئی تجارت کے لئے) لایا ہو اس کو اس نیت سے روک لینا مکروہ نہین ہی حاکم (اپنی طرف سے) بھاؤ مقرر نہ کرے۔ لیکن اگر غلہ بیچنے والے (گران بیچتے ہین) قیمت کی حد سے زیادہ بڑھ جائین تو اُسوقت حاکم ضرور بھاؤ ٹھیرا دے) اور شراب بنانے والے کے ہاتھ شیرہ بیچنا جائز ہی۔ علیٰ ہذا القیاس گاؤن مین کوئی مکان اس لیے کرایہ پر دینا جائز ہے کہ کرایہ دار اپنی پوجا پاٹ کرنے کے لیے وہان آگ جلائے یا (یہودی کرایہ دار اپنا) مندر بنالے یا (نصرانی کرایہ دار اپنا) گرجا بنالے یا اس مین شراب بکا کرے ف اس مسئلہ مین گاؤن کی قید اس لیے ہی کہ اسلامی شہرون مین چونکہ شعائر اسلام کا چرچا زیادہ ہوتا ہے اس لئے وہان غیر مذہب والے اپنے مذہبون کو چندان رواج نہین دیسکتے بلکہ اکثر فقہاء کا قول ہی کہ شہر مین یہ اُمور چونکہ بادشاہ کی طرف سے ممنوع ہوا کرتے ہین لہذا گاؤن مین انکے لیے مکان کرایہ پر دینا جائز ہے اور یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہی باقی صاحبین کے نزدیک وہان بھی کرایہ پر دینا جائز نہین کیونکہ یہ اعانت المعصیۃ علی المعصیۃ (گناہ پر مدد کرنی) ہی جو جائز نہین ہی شمس الائمہ سرخسی اور امام فخر الاسلام کا مختار مذہب یہی ہی (فتح القدیر وعنایہ شرح ہدایہ) ت مسلمان کو ہندو کی شراب مزدوری پر اُٹھانی جائز ہے۔ شہر مکہ کے مکان اور

ہین ۱۲ مترجم

وہان کی زمین کو بیچ کرنا اور قرآن شریف کی دس آیتون پر رعب یا م یا ز کا نشان لگانا یا اُس پر نقطے اور زبر زیر لگانا یا اُس کو سونے چاندی کے پانی سے مزین کرنا اور ہندو وغیرہ کا مسجد مین جانے دینا اور مسلمان کو ہندو کی بیمار پرسی کو جانا اور چوپایون کو خصی (بدھیا) کرنا اور اخچر پیدا ہونے کی غرض سے گھوڑی پر گدھا ڈالنا۔ اور تاجر غلام کا تحفہ قبول کرنا یا اسکی دعوت مان لینا یا اُس کا گھوڑا وغیرہ (کوئی سواری کا جانور) مانگ لینا یہ سب باتین جائز ہین ہان اگر ایسا غلام کسی کو تحفۃً کپڑا پہننے کے لئے دینے لگے یا روپے اشرفیان بطور تحفہ دینے لگے تو اُن کا لینا مکروہ ہے۔ اور خصی آدمی سے خدمت لینی (یعنی کام کاج کی غرض سے اُسکو زنانے مین آنے دینا) یا اس طرح دعا کرنا کہ خداوندا اپنے عرش پر عزت سے بیٹھنے کی جگہ کے طفیل مین میرا فلانا کام پورا کر دے یا یون دعا کرنا کہ الٰہی بحق فلان میرا یہ کام کر دے یہ سب مکروہ ہے شطرنج یا چوسر وغیرہ سب کھیل مکروہ ہین غلام کے گلے مین طوق وغیرہ ڈالنا مکروہ ہے اسے قید کرنا مکروہ نہین ہے کسی تکلیف کیوجہ سے حقنہ کرنا جائز ہے۔ قاضی کو (بیت المال سے) تنخواہ لینی بقدر کفایت درست ہے۔ لونڈی اور ام ولد کو بغیر محرم مرد ساتھ لئے سفر کرنا درست ہے۔ مان کو اپنی نابالغ اولاد کیلئے اور چچا یا کو اپنی بھائی کی نابالغ اولاد کیلئے انکی ضروری چیزون کو خریدنا اور جو کار آمد ہون اُنکو بیچ ڈالنا جائز ہے علیٰ ہذا القیاس اگر کسی کو کوئی بچہ پڑا ہوا (لاوارثہ) مل گیا (تو جبتک یہ بچہ اُسکی پرورش مین ہے اس کو بھی اسکی چیز کی خرید و فروخت جائز ہے (اور پرورش سے نکلنے کے بعد یہ اختیار جاتا رہیگا) بچے سے مزدوری کرانی فقط مان کو جائز ہے (اور ان مین سے کسی کو جائز نہین ہے)۔

کتاب احیاء الموات

(افتادہ زمین کا کاشت کرنا)

ف احیا کے معنی زندہ کرنے کے ہین اور موات سحاب کے وزن پر مردے کو کہتے ہین مگر یہان موات سے مراد وہ زمین ہے جو پانی نہ آنے کیوجہ سے بنجر پڑی ہو کسی کی ملک نہ ہو آبادی سے اتنی دور ہو کہ اگر کوئی آبادی سے چیخے تو وہانتک آواز نہ پہنچ سکے اور احیا سے مراد اُس مین کاشت کرنا یعنی اُس کو چلتی کر لینا ہے ترجمہ جس زمین مین (نہر یا کنوئین وغیرہ سے) پانی نہ آسکنے کے باعث یا زیادہ پانی آجانے کے باعث کھیتی ہونی دشوار ہوگئی ہو اور اب بالکل نہوتی ہو اور کسی کی ملک ہو اور آبادی سے الگ ہو اس کو (شرع مین) موات کہتے ہین۔ اگر ایسی زمین کو کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے چلتا کر لے (یعنی اُس مین ہل وغیرہ چلا کر زراعت کے قابل کر لے) تو وہ زمین اُسی کی ہو جائے گی اور اگر ایسی زمین کے چوطرفت کوئی

سلہ تاجر غلام سے مراد یہ ہے کہ آقا نے اسکو تجارت کرنے کی اجازت دیدی ہو اسی کو ماذون فی التجارۃ بھی کہتے ہین ۱۲ مترجم سلہ ظالم آدمیون کی گذشتہ زمانہ مین عادت تھی کہ غلام کے گلے مین ایک طوق اسلئے ڈالدیتے تھے کہ وہ گردن کو اونچا اور دور نہ پھیر سکے یہ بالکل ناجائز ہے یعنی اس مسئلہ مین ابھی اختلاف ہے مگر چونکہ سلطنت کا حاشیہ

کو وقف وغیرہ باندھ دے تو وہ زمین اسکی نہیں ہونے کی آبادی کے قریب کی زمینوں کو اس قصد سے جلتی کرنا جائز نہیں ہے (بلکہ وہ اُس آبادی کے چوپاؤں کے چرنے یا اناج کے پیر وغیرہ ڈالنے کے لئے ویسی پڑی رہنے دیجائے اور اگر باوجود ممانعت کے بھی کوئی جلتی کر لیگا تو وہ اُس کا مالک نہیں ہوئیگا) اگر ایسی بنجر زمین میں کسی نے کنواں کھود لیا تو اُس کنوئیں کے چاروں طرف مجموعہ چالیس ہاتھ زمین اسکی ہو گی اور اگر کسی نے چشمہ یا تالاب بنوالیا ہے تو اسکے چاروں طرف سے پانسو ہاتھ تک زمین اسکی ہوگی اب اگر اسکے حق میں کوئی اور کنواں کھودنا چاہیگا تو اُسکو اُس سے منع کر دیا جائیگا۔ اور نہر یا رجبہ وغیرہ کا حق اُسکے دونوں طرف اتنی ہی زمین ہے کہ جتنی سے اُسکی مرمت اور درستی ہو سکے۔ اگر فرات وغیرہ دریا اپنی جگہ چھوڑ کے اور جگہ اس طرح بہنے لگا کہ اب اسکے پھر وہاں بہنے کی امید نہیں ہے وہ زمین موات میں شمار ہوگی اور اگر دریا کے وہاں پھر آنے کا احتمال ہے تو وہ موات میں شمار نہ ہوگی۔ اگر کوئی دوسرے کی زمین میں نہر کھود لے تو اُسے آس پاس کی زمین کچھ نہیں ملیگی (یہ امام صاحب کے نزدیک ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک چلنے کا رستہ اور مٹی کاٹنے کی مقدار زمین اسکو ملیگی۔

فصل فی الشرب

(پانی لینے میں باری ہونیکی تفصیل)

شرب (شین کے زیر سے) پانی کی باری کو کہتے ہیں۔ بڑے بڑے دریا مثلاً دجلہ فرات (اور گنگا جمنا) کسی کی ملک نہیں لہٰذا جو کوئی چاہے ایسے دریاؤں کے پانی سے اپنی زمین میں پانی دے لے۔ وضو وغیرہ کرے پی لے اور چاہے تو اُنپر پن چکی کھڑی کرے اور ان سے نہریں کھود کر اپنی زمین کی طرف لیجائے۔ بشرطیکہ اسکے نہر نکالنے سے عام لوگوں کو کچھ نقصان نہ ہوتا ہو اور جو نہریں یا کنوئیں یا تالاب کسی کی ملک ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو پانی پینا اور جانوروں کو پلا لینا جائز ہے۔ ہاں اس سے زمین کی آبپاشی کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی نہر کسی کی ملکیت ہو اور زیادہ بیل ڈنگر آجانے کیوجہ سے اسکے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں پانی پلانے سے لوگوں کو منع کر دینا جائز ہے اور جو پانی کسی کوزے (یا مٹکے) یا چھوٹے سے حوض میں کسی کا محفوظ رکھا ہو تو اس کو اسکے مالک کی بلا اجازت استعمال کرنا جائز نہیں ہے جو نہر کسی کی ملک نہ ہو اسکی کھدائی۔ اور مرمت بیت المال کے روپے سے کرا دینی چاہیئے اگر بیت المال میں اتنا روپیہ نہ ہو تو لوگوں کو (بیگار میں بلا کر) زبردستی کرا دیجائے۔ اور جو نہر کسی کی ملک ہو اُس کی کھدائی (اور مرمت) اُسکے مالک کے ذمہ ہے اگر وہ کھودنے سے انکار کرے تو حاکم اُس سے زبردستی کھدوائے۔ اگر ایک نہر میں کئی شریک ہیں تو اسکی مرمت وغیرہ جہاں سے وہ شروع ہوئی ہے اُنہی کے ذمہ ہے

ف: بیت المال اسلامی خزانہ کو کہتے ہیں ۱۲۔

اور جس جس کی زمین تک مرمت ہوتی جائے وہ اُسکے خرچ سے بری ہوتا جائیگا۔ اور شفیعون کے ذمہ مرمت وغیرہ نہین ہی۔ **ف** یہان شفیعون سے وہ لوگ مراد ہین کہ جو ان نہرون کا پانی پیتے اور اپنے جانورون کو پلاتے ہون اپنی زمینون کو ان نہرون سے پانی نہ دیتے ہون سو انکے ذمے یہ خرچ نہین ہی مت اگر کوئی باوجود اپنے پاس زمین نہ ہونیکے یہ دعویٰ کرے کہ اس پانی مین میرا حق ہے (خواہ کنوئین کی بابت ہو یا نہر کی بابت ہو) تو اسکا دعویٰ درست (قابل مسموع) ہوگا اگر ایک نہر بہت سے آدمیون کی شراکت مین ہو اور وہ اپنی اپنی باری مین آپس مین جھگڑتے ہین تو جتنی جتنی جسکی زمین ہو اُسی کے موافق انکی باریان مین کر دیجائین صحیح قول یہی ہے اور بعض فقہا کا قول یہ ہی کہ جو جتنا محصول دیتا ہو اُسکے موافق انکی باریان مقرر ہونی چاہئین) ان شریکون مین سے کسی کو اتنا اختیار نہین ہی کہ اُس نہر مین سے ایک چھوٹی سی نکال کر اپنی زمین مین چلاوے یا اس نہر پہ پن چکی کھڑی کر دے یا اس پہ رہٹ لگا دے یا پل باندھ دے یا نہر کا دہانہ چوڑا کر دے۔ یا باریان قلون کے حساب سے معین کرنے لگے۔ حالانکہ وہ قلابون کے حساب سے پہلے تقسیم ہو چکی ہی۔ اور نہ ایک حصہ دار کو یہ اختیار ہی کہ اور حصہ دارون کی رضامندی بغیر اپنے حصہ کا پانی اپنی دوسری زمین مین لیجائے جس مین پانی اس نہر سے جاتا تھا اگر ان سب صورتون مین سب حصہ دار رضامند ہون تو اسوقت ایک حصہ دار یہ مذکورہ صورتین کر سکتا ہی ورنہ نہین کر سکتا) پانی کے باری ورثہ مین دوسرے کو پہنچ سکتی ہے یا اگر ایک حصہ دار کسی خاص آدمی کو یہ وصیت کر دے کہ اس نہر وغیرہ مین جو میرا حق ہی تو اُسکو اپنے خرچ مین لایا کرنا تو یہ وصیت بھی درست ہی اور یہ باری بیع اور ہبہ نہین ہو سکتی اگر کسی نے اپنی زمین کو پانی دیا تھا اس سے (اتفاقاً) پاس والی زمین خراب ہو گئی یا ڈوب گئی تو اس پانی دینے والے پر کچھ تاوان نہ آئیگا۔ **ف** یہ حکم اسوقت ہی کہ جب اُسنے اپنی زمین کو اتنا پانی دیا ہو کہ جو عادتاً وہ برداشت یعنی جذب کر سکتی ہو اور اگر اُسنے زیادہ پانی دیدیا جس سے دوسرے کی زمین خراب ہو گئی تو اس صورت مین اُسے تاوان دینا پڑیگا۔ (حاشیہ عربی)

کتاب الاشربۃ

(شرابون کا بیان)

جو چیز (پینے سے) نشہ کرے اُسکو (فقہا کی اصطلاح مین) شراب کہتے ہین اور حرام چار قسم کی شراب ہین پہلی قسم خمر ہے اور وہ انگورون کے نچڑے ہوئے شربت کو کہتے ہین جو پکایا نہ گیا ہو۔ اور رکھے ہی رکھے اس مین (سرکہ کی طرح) جوش آکر غلیظ ہو گیا ہو اور اُوپر جھاگ آ گئے ہون اس کا پینا قطعی حرام ہے۔ تھوڑی ہو یا بہت ہو (یہان تک کہ اس کا ایک قطرہ بھی پیشاب کے قطرہ کی طرح ناپاک اور حرام ہے۔ دوسری قسم

طلا ہی کہ وہ انگور کے اس شربت کو کہتے ہین جو اس قدر پکایا گیا ہو کہ دو تہائی کے قریب جل گیا ہو اور ایک تہائی سے کچھ زیادہ رہا ہو۔ تیسری قسم کی شراب سکر ہے کہ چھوہارون کو پانی مین بھگو کر شربت نچوڑ لیا جائے (اس کچے شربت کو سکر کہتے ہین) چوتھی قسم کی شراب نقیع الزبیب ہی کہ کشمش یا منقی کو پانی مین بھگو کر شربت نچوڑ لیا جائے اس کچے شربت کا نام نقیع الزبیب ہی اور یہ تینون شرابین اُس وقت حرام ہوتی ہین کہ گاڑھی ہو جائین انکی حرمت (پہلی قسم یعنی) خمر کی حرمت سے کم درجے کی ہین کہ ان تینون کے پینے کو اگر کوئی حلال سمجھے تو اس پر کفر کا فتوی نہ دیا جاویگا بخلاف خمر کے کہ اگر اُسکے پینے کو کوئی حلال اور درست کہے تو اسکو کافر کہین گے۔ اور چار قسم کی شرابین حلال ہین ان مین سے ایک یہ ہی کہ چھوہارون یا منقی کو پانی مین بھگو کر خفیف سا جوش دے لیا جائے پس یہ شربت اگرچہ سرکے کی طرح اُٹھ آئے لیکن اس مین سے اتنا مین پینا کہ جس سے نشہ نہ ہو جائز ہی لیکن محض فرحت اور درست بننے کے لیے پینا جائز ہے (اگر بیماری مین دوا کے لیئے پیئے تو چندان حرج نہین ہے) دوسری خلیطان ہی (اور خلیطان اسے کہتے ہین کہ چھوہارون اور منقی دونون کے شربت کو ملا کر خفیف سا جوش دے لیا جائے پھر وہ رکھا رہنے سے اُٹھ کھڑا ہو اسکا پینا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ اتنا نہ پیئے جس سے نشہ ہو جائے) تیسری قسم یہ ہی کہ شہد یا انجیر یا گیہون یا جو یا جوار کو بھگو کر ٹپکا (عرق کے طور پر) پانی نکال لیا جائے اسکو پکا لیا جائے یا نہ پکایا جائے (جب یہ اُٹھ جائے تو یہ بھی مثل شراب کے ہو جاتا ہی یہ بھی جائز ہی) چوتھی قسم مثلث عنبی ہی (یعنی انگورون کے عرق کو اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی رہ جائے پھر اُسے چھوڑ دین کہ وہ سرکے کی طرح اُٹھ جائے) اگر یہ شرابین بھی لہو و لعب کے لیئے پی جائین تو اُس وقت بالاتفاق حرام ہین) دُبا حنتم مزفت اور نقیر مین شربت بنانا درست ہی (دبا کدو کی تونبی کو کہتے ہین۔ اور حنتم روغنی ٹھلیون کو کہتے ہین۔ بعض کہتے ہین سُرخ روغن ہو اور بعض کہتے ہین سبز ہو اور مزفت اُس برتن کو کہتے ہین کہ جس پر رال کا روغن ہو (زفت کے معنی رال کے ہین) اور نقیر یعنے منقور یعنی لکڑی کا کھدا ہوا برتن مصنف نے ان چارون برتنون مین شربت بنانے کے درست ہونے کو یہان اس لیئے ذکر کیا کہ پیغمبر آخر الزمان کی تشریف آوری سے پہلے عرب کے لوگ ان مین شرابین بنایا کرتے تھے اسلئے حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان برتنون کے استعمال ہی کو حرام فرما دیا تھا جسکی وجہ یہ تھی کہ ان مین بنانے سے شربت مین بہت جلدی نشہ آجاتا تھا اور جو لوگ شراب کے عادی تھے ان کا مطلب پورا ہو جاتا تھا لیکن جب اس استعمال کی

اگر شہد سے بنی ہے تو نبیذ شہد کہینگے اور اگر انجیر سے بنائی ہے تو نبیذ انجیر اور علی ہذا القیاس ۱۲-

حرمت سے وہ رُک گئے اور اُنکی عادتین بدل گئین تو یہ حرمت منسوخ ہوگئی لہذا اب ان چارون قسم کے برتنون کا استعمال جائز ہے ۱۲ حاشیہ ۱۹۰ل وغیرہ ت شراب کا سرکہ (کھانا) درست ہی۔ برابر ہی کہ شراب (مین نمک وغیرہ ڈالکر وہ) سرکہ بنائی گئی ہو یا (چھاؤن سے دھوپ مین یا دھوپ سے چھاؤن مین رکھدینے سے) وہ خود بخودہی سرکہ ہوگئی ہو۔ شراب کی تلچھٹ پینا اور اُس مین کنگھی کچھ کر کرنا مکروہ ہی اور تلچھٹ پینے والے کو جب تک کہ نشہ نہو اس پر شراب پینے کی حد جاری نہوگی۔

کتاب الصید

(شکار کرنے کا بیان) ۱۲

ت صید کے (لغوی) معنی شکار کرنے کے ہین اور شکار کرنا سکھائے ہوئے کتے چیتے اور باز سے اور انکے سوا اور جتنے شکاری جانور سکھائے ہوئے ہون سبسے کرنا جائز ہے۔ اور شکار کرنے مین تین باتین ہونی ضروری ہین اول تعلیم یافتہ ہونا اور کتے مین تعلیم یافتہ ہونے کی علامت یہ ہی کہ جب وہ (کم سے کم) تین مرتبہ شکار پکڑکے خود نہ کھائے (بلکہ اپنے مالک کے لئے چھوڑ دے) تو وہ تعلیم یافتہ ہی اور باز وغیرہ کے تعلیم یافتہ ہونے کی یہ علامت ہی کہ (شکار پر چھوڑنے کے بعد) جب اُسے اُسکا مالک بلائے تو واپس چلا آئے اور دوسرے بات یہ ہی کہ جب کسی شکار پر کوئی جانور چھوڑا جائے تو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے اور تیسری بات یہ ہی کہ اس شکار کے کسی نہ کسی جگہ زخم ہوجائے پس اگر باز (وغیرہ) نے کوئی شکار پکڑکر اُس مین سے کچھ کھالیا تو اس شکار کا کھانا درست ہی اور اگر کتے یا چیتے نے اپنے پکڑے ہوئے مین سے کھالیا تو اُن سے بچے ہوئے کو کھانا درست نہین ہے اگر ان مذکورہ شکاری جانورون مین سے کوئی جانور (چھوڑنے کے بعد) شکاری کو شکار زندہ ملجائے تو اُسے ذبح کرلے اگر اسنے ذبح نہ کیا یا کتے نے اسکو جان سے ماردیا اور کہین سے زخمی نہین کیا یا (شکار کو پکڑنے مین) تعلیم یافتہ کتے کے ساتھ ایک غیر تعلیم یافتہ کتا مل گیا یا کسی آتش پرست (وغیرہ کافر) کا کتا مل گیا یا ایسا کتا مل گیا کہ جس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ قصدًا نہین پڑھی گئی تھی تو ان پانچون صورتون مین اس شکار کا کھانا حرام ہوگا۔ اگر ایک مسلمان نے (اپنا تعلیم یافتہ) کتا (شکار پر) چھوڑا تھا پھر ایک ہندو نے اسکو ہلکار دیا اور اس ہلکار پر اُسنے تیز ہوکر شکار مار لیا تو وہ شکار حلال ہے۔ اور اگر کسی ہندو نے کتا چھوڑا تھا اُسکے بعد مسلمان نے اس کو ہلکار دیا اور اُسکے ہلکار پر اُس نے تیز ہوکر شکار مارا تو مسلمان کو وہ شکار کھانا حرام ہے اور اگر کسی نے نہین چھوڑا تھا (بلکہ کتا خود ہی شکار کے پیچھے دوڑ پڑا تھا) پھر کسی مسلمان نے اسکو ہلکار دیا

اور کتے نے اُسکے ہلکارنے پر شکار مار لیا تو وہ شکار حلال ہے۔ اگر کسی مسلمان نے بسم اللہ پڑھکر شکار کے تیر مارا اور وہ زخمی ہوکر مر گیا (زندہ ہاتھ نہ آیا) تو اُس کا کھانا درست ہے۔ اگر وہ زندہ ہاتھ آجائے تو اس کو ذبح کرلے اگر نہ کیا (اور وہ مر گیا) تو اُس کا کھانا حرام ہے اگر کسی مسلمان نے بسم اللہ پڑھکر شکار کے تیر مارا اور تیر اسکے لگ گیا مگر وہ تیر کھاکر غائب ہوگیا اور شکاری اُسکو ڈھونڈتا پھرے گیا پھر وہ مرا ہوا ملا تو اسکا کھانا حلال ہے۔ اور اگر اُسنے تلاش نہ کیا چپ ہوکر بیٹھ رہا بعد میں وہ مرا ہوا ملا تو اُس کا کھانا درست نہیں اگر کسی نے (بسم اللہ پڑھکر) شکار کے تیر مارا اور وہ (تیر کھاکے) پانی میں یا چھت پر یا کسی پہاڑ پر گر پڑا پھر وہاں سے (مرا ہوا) زمین پر آپڑا تو اُس کا کھانا حرام ہے اور اگر اول ہی زمین پر گرکے مر جائے تو اُسکا کھانا درست ہے ف پہلے مسئلے کی بابت حدیث شریف میں آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدی صحابی سے فرمایا تھا اذا رمیت سہمک فاذکر اسم اللہ تعالی علیہ فان وجدتہ قتل فکل الا ان تجدہ قد وقع فی ماء فانک لا تدری الماء قتلہ ام سہمک یعنی جب تم تیر سے شکار کرو تو بسم اللہ پڑھکر تیر مارا کرو اسکے بعد اگر وہ تمھیں مرا ہوا بھی ملے تو تمھیں اسکا کھانا جائز ہے۔ ہاں اگر وہ پانی میں گرا ہوا تمھیں ملے (تو اُسکا کھانا تمھیں جائز نہیں) اسلیے کہ تمھیں کیا خبر ہے کہ وہ پانی سے مر گیا ہے یا تمھارے ہی تیر کے زخم سے مرا ہے یہ حدیث امام بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پانی کے سوا اس میں اور وجوہ سے بھی مرجانیکا احتمال ہے لہذا وہ شکار حرام ہے اور یہی وجہ چھت پر یا پہاڑ پر گرنیوالے شکار میں ہے من الکمالات اگر تیر کو لکڑی کیطرح شکار کے مارا یا گولی (چھرے یا غلے) سے مارا (اور وہ مر گیا) تو اُسکا کھانا حرام ہے اگر کسی نے شکار کے تیر مارا اور تیر سے اُسکا کوئی عضو کٹ گیا (یعنی الگ ہوگیا) تو وہ شکار حلال ہے اور عضو حلال نہیں اور اگر تلوار وغیرہ سے شکار مارا تھا اور وہ تہائی کٹ گیا ایک حصہ سر کیطرف رہا اور دو حصے دم کیطرف تو وہ سارا شکار کھانا درست ہے آتش پرست اور بت پرست اور مرتد کا مارا ہوا شکار حرام ہے (علی ہذا القیاس محرم کا مارا ہوا بھی) اور ان عیسائیوں اور یہودیوں کا مارا شکار درست ہے۔ بشرطیکہ گلا گھوٹنے وغیرہ سے نہ مارا ہو اور وجہ انکے شکار کے حلال ہونے کی یہ ہے کہ انکا ذبح کیا ہوا حلال ہوتا ہے اور جس کا ذبیحہ درست ہو اُسکے ہاتھ کا شکار بھی درست ہوتا ہے) اگر ایک آدمی نے شکار کے تیر مارا اور اُسکے کاری زخم نہ آیا (یعنی وہ ایسا زخمی نہ ہوا کہ اس تکلیف سے وہ کمزور ہوجاتا بلکہ ویسے ہی اڑتے چلا گیا) پھر اسی کے دوسرے نے تیر مار دیا جس سے وہ مر گیا تو یہ شکار اس دوسرے آدمی کا ہے (جس نے بعد میں مارا ہے) اور اگر اسنے بسم اللہ پڑھکر تیر مارا ہوگا تو یہ شکار حلال ہوگا

نہیں ۱۲ مترجم ۵۲ اور اگر اسکا عکس ہو مثلاً سر کی طرف زیادہ ہو اور دم کی طرف کم رہے تو اس وقت دم کی طرف کا حصہ کھانا حرام ہوگا ۱۲ -

اور اگر پہلے ہی کے تیر سے کمزور ہوگیا تھا اور اسکے بعد دوسرے نے اس کو جان سے ہی مار دیا تو یہ شکار پہلے کا ہی اور اس کا کھانا حرام ہی (کیونکہ جب وہ پہلے ہی تیر سے کمزور ہوگیا تو اسکو ذبح کرنا چاہیے تھا اور چونکہ ذبح نہین کیا لہذا حرام ہوگیا) مگر اس صورت مین بعد مین مارنے والے کو اس شکار کی قیمت پہلے مارنے والے کو دینی پڑے گی۔ ہان یہ اُتنے دام قیمت مین سے مجرا کرلے کہ جتنے دامون کا پہلے کے زخم سے اس مین نقصان آیا ہو۔ اور شکار کرنا سب جانورونکا درست ہی برابر ہے کہ وہ جانور ہون جن کا کھانا حلال ہی یا وہ جانور ہون کہ جو حرام ہین (کیونکہ جن کا گوشت حرام ہی انکی ہڈی اور چمڑے کو کام مین لانا جائز ہے۔

کتاب الرہن

رہن کے بیان مین

ف رہن کے لغوی معنی مطلق روکنے کے ہین اور شرعی معنی آگے مصنف خود بیان کرینگے اُردو مین رہن گرو کرنے کو کہتے ہین اور اس کا مشروع اور جائز ہونا قرآن حدیث اور اجماع تینون سے ثابت ہی۔ قرآن مین تو اس آیت سے ثبوت ہوتا ہے کہ فرھان مقبوضۃ اور حدیث سے ثبوت اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے اپنی زرہ مدینہ منورہ مین ایک یہودی کے پاس گرو رکھی تھی جس کا نام ابوشحم تھا اور حضرت کے سامنے صحابہؓ بھی رہن کے معاملات کرتے تھے آپنے اُنکو منع نہین فرمایا اور اسی پر سب کا اجماع ہے۔ ملامسکین وفتح مختصرات اپنے کسی حق مثلاً قرض وغیرہ کے عوض مین قرضدار کی ایسی چیز روک لینے کو (شرع مین) رہن کہتے ہین کہ جس کے ذریعے سے وہ اپنا قرض وصول کرسکے اور راہن ومرتہن مین زبان سے معاملہ طے ہونیکے بعد وہ چیز مرتہن کے قبضہ مین آجانے سے رہن لازم ہوجاتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایک جگہ جمع ہوئی ہوا ور راہن کے تصرف اور قبضہ سے بالکل الگ ہو (اسی وجہ سے جو پھل درخت پر لگا ہوا ہو وہ رہن نہین ہوسکتا۔ یعنی پہلی شرط یعنی ایک جگہ جمع ہونا وہان نہین پایا جاتا۔ اسی طرح جو چیز راہن کی اور چیز مین ملی ہوئی ہو وہ بھی رہن نہین ہوسکتی کیونکہ مرہون اُسکی ملک سے الگ نہین) ہان اگر راہن نے مرہون چیز اپنے قبضہ سے نکالکر مرتہن کے پاس اس طرح رکھدی کہ جسکو لیکر وہ اپنے قبضہ مین کرسکے یا بائع نے اسی طرح اپنی بکی ہوئی چیز مشتری کے سامنے رکھدی تو یہ اُن دونون کے قبضہ کرلینے مین داخل ہے اور جب تک کہ مرتہن نے مرہون چیز کو اپنے قبضہ مین نہ کیا ہو راہن کو رہن سے پھر جانا جائز ہے۔ اور اگر مرہون چیز مرتہن کے پاس سے جاتی رہے

سلہ مثلاً یہ صورت ایک ہرنمین پیش آگئی جو زخمی ہونیسے پہلے پانچ روپیہ کا تھا اور پہلے شکاری کے تیر سے زخمی ہونیکے بعد وہ تین روپیہ کا رہگیا اور دوسرے شکاری نے

ع کہ رہن کرنیوالے کو راہن کہتے ہین اور رہن رکھنے والے کو مرتہن اور رہن کی چیز کو مرہون ان تینون کو یاد رکھنا آگے کام آویگا

تو اس چیز کی قیمت اور اُسکے قرض مین سے جونسا کم ہوگا اتنا مرتہن کو دینا پڑیگا۔ **ف** مثلاً قرض بیس روپیہ تھا اور مرہون چیز پچیس کی تھی تو اس صورت مین مرتہن کو اپنا قرض چھوڑنا پڑے گا اور اگر اسی صورت مین وہ چیز پندرہ کی تھی تو قرض مین سے پندرہ مجرا دیکر فقط پانچ روپیہ کا یہ لیندار رہے گا چنانچہ آگے ترجمہ مین بھی اسکی تفصیل آتی ہے۔ **ت** پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر وہ چیز جو جاتی رہی ہے اتنی ہی قیمت کی تھی کہ جتنا اس کا روپیہ راہن کے ذمہ تھا تو اب گویا اسنے اپنا قرض وصول کر لیا (راہن کے ذمہ اس کے کچھ نہین رہا) اور اگر وہ چیز اسکے قرض سے زیادہ قیمت کی تھی تو وہ زیادتی اس مرتہن کے پاس بطور امانت کے رہے گی (اور باقی مین اس کا قرض مجرا ہوجائے گا گویا اسنے وصول کر لیا۔ اور اگر قرض کے روپیہ سے وہ کم قیمت کی تھی تو قرض مین سے بقدر قیمت کے تو گویا اُسنے وصول کر لیا اور قیمت کے علاوہ جو اس کا قرض رہا تو اسکے وصول کرنے کا اسکو استحقاق ہوگا اور مرتہن کو باوجود رہن رکھ لینے کے اتنا اختیار رہتا ہے کہ راہن پر اپنے روپیہ کا تقاضا کرتا رہے (یا اُسکے نہ دینے کے سبب سے اُسکو قید کرا دے اگر مرتہن عدالت مین اپنے روپیہ کا دعوی کرے تو حاکم اول مرتہن کو حکم کرے کہ تو مرہون چیز حاضر کر اور جب وہ حاضر کرے تو راہن کو حکم دے کہ تو پہلے اس کا قرضہ ادا کر (بعد مین اپنی چیز لینا) اگر مرہون چیز مرتہن کے قبضہ مین ہو تو وہ راہن کو نہ دے جب تک کہ اُس سے اپنا قرض نہ وصول کر لے اور جب راہن اس کا قرض ادا کر دے تو یہ اُسکی چیز فوراً اُسکو دیدے۔ ہان راہن کی بلا اجازت) مرتہن کو مرہون چیز سے کچھ فائدہ اُٹھانا جائز نہین (مثلاً مرہون اگر غلام ہے تو اُس سے اپنی خدمت کرانا جائز نہین اور اگر مکان ہے تو اُس مین رہنا یا کپڑا ہے تو اُسکو پہننا یا کرایہ پر یا مانگا دینا جائز نہین ہے۔ مرتہن کو اختیار ہے کہ مرہون کی حفاظت خواہ خود کرے یا اپنی بی بی یا اولاد سے یا ایسے خدمتگار سے کرائے کہ جس کا کھانا کپڑا وغیرہ سب اسی کے ذمہ ہو اگر انکے سوا اور کسی سے حفاظت کرائی یا کسی کے پاس امانۃً رکھ دی یا خود تلف کر دی تو یہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا جس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے اگر مرتہن مرہون کو حفاظت کیغرض سے کسی کرایہ کے مکان مین رکھے تو اس مکان کا کرایہ اور وہان کے چپراسی کی تنخواہ مرتہن کے ذمہ ہوگی (کیونکہ اسکی حفاظت اسی کے ذمہ تھی جب اسنے اپنے ذمہ کا کام اُجرت پر کرایا تو یہ اُجرت اسی کے ذمہ ہے) اور اگر مرہون کوئی جانور تھا تو اُس کے چرانے والے کی تنخواہ اور اُسکے گھاس دانہ کا خرچ راہن کے ذمہ ہوگا اور اگر مرہون محصولی زمین تھی تو اس کا محصول بھی راہن کے ذمہ ہوگا۔

باب ما یجوز ارتہانہ والارتہان بہ ومالا یجوز

(اُن چیزوں کے بیان میں جن کا رہن رکھنا اور جنکے عوض میں رہن کرنا جائز یا ناجائز ہے)

ت ایک ساجھے کی چیز کو بلا تقسیم کیے رہن کرنا درست نہیں ہوا اور اسی طرح درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کو بلا درختوں
کے اور زمین پر کھڑی کھیتی کو بلا زمین کے اور باغ کو بلا زمین کے رہن کرنا درست نہیں ہوا علیٰ ہذا القیاس آزاد
آدمی کو یا مدبر غلام کو یا مکاتب غلام کو یا ام ولد لونڈی کو رہن کرنا درست نہیں ہے اور نہ امانت
کے عوض میں اور نہ درک اور مبیع کے عوض میں رہن کرنا درست ہے۔ ف امانت کے عوض میں رہن کر
کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے عمرو کے پاس دس روپیہ امانت رکھے تو اب اگر ان روپونکے عوض میں زید عمرو کی
کوئی چیز رہن رکھنے لگے تو یہ درست نہیں ہے اور درک کی صورت یہ ہے کہ زید نے عمرو سے مثلاً ایک گائے
خریدی اور عمرو دیا اور کوئی اس بات کا ضامن ہو گیا کہ اگر اس گائے کا کوئی دعویدار کھڑا ہوا تو قیمت کا میں
ضامن ہوں اب اگر اس ضامنی کے اطمینان اور پختہ کرنے کے لیے زید اس ضامن کی کوئی چیز رہن رکھنے
لگے تو یہ درست نہیں ہے اور مبیع کی صورت یہ ہے کہ زید نے عمرو کے ہاتھ ایک گائے بیچی تھی اور اسپر قبضہ نہیں پایا اگر یہ
عمرو اس گائے کے عوض میں زید بائع کی کوئی چیز رہن رکھنے لگے تو یہ درست نہیں ہے۔ ملخصاً از حاشیہ کنز عربی ت
ہاں قرض کے عوض میں رہن کرنا درست ہے اگرچہ اسکے ادا کرنے کا کوئی وعدہ مقرر ہو چکا ہو علیٰ ہذا القیاس بدھنی کے روپونکے
عوض میں رہن رکھ لینا یا سونا چاندی بیچکر انکی قیمت کے عوض میں رہن کو لینا یا جس چیز میں بدھنی ٹھیری ہو اُسکے
عوض میں رہن کرنا درست ہے۔ پس اگر ان صورتوں میں یہ رہن شدہ چیز ہلاک ہو جائے تو مرتہن نے اپنا حق ادا کر لیا
اگر کسی شخص کے ذمہ قرضہ ہو تو اس قرض کے عوض میں باپ اپنے نابالغ لڑکے کے غلام کو رہن رکھ سکتا ہے یعنی اُس کا یہ رہن
جائز ہے اور چاندی سونے کو یا کیلی چیزوں کو جیسے گیہوں چنے وغیرہ ہیں یا وزنی چیزوں کو جیسے تانبا پیتل وغیرہ
ہیں رہن رکھنا درست ہے۔ اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز اُس جیسی چیز کے عوض میں رہن رکھی
تھی اور رہن شدہ چیز جاتی رہی تو وہ قرض میں مجرا ہو جائے گی ف مثلاً ایک شخص نے پانچ روپیہ
کی قیمت کی ایک دیگچی خریدی تھی اور اُسکی قیمت کے عوض میں اپنی تین روپے کی دیگچی رہن رکھدی تھی
اور یہ رہن شدہ دیگچی تلف ہو گئی تو اب اسکو فقط دو روپے دینے پڑینگے اور تین روپیہ اس دیگچی کی قیمت
میں مجرا ہو جائیں گے (مترجم عفی عنہ) ت اور ایسی چیزوں میں گھٹیا بڑھیا ہونے میں کچھ فرق نہیں کیا
جائیگا۔ اگر کسی نے اپنا غلام دیا اور یہ کہا اس شرط پر کہ مشتری اس کی قیمت ابھی نہ دے بلکہ

اسکی قیمت کے عوض میں ایک معین چیز رہن رکھدے اور مشتری نے یہ شرط منظور کرکے وہ چیز خریدلی) اور پھر رہن رکھنے
سے انکار کردیا تو اب مشتری پر کچھ زبردستی نہیں ہوسکتی ہاں اس بیچنے والے کو اتنا اختیار ہے کہ اگر مشتری نے ابھی قیمت
نہ دی ہو یا اُس چیز کی قیمت (جس کا رہن کرنا ٹھیرا تھا) رہن نہ رکھدی ہو تو اس بیع کو توڑ دے - اگر کسی نے ایک
کپڑا خرید کر بزاز سے یہ کہا کہ جب تک میں تمھیں اسکی قیمت نہ دوں یا سکو تم ہی رکھو تو یہ کپڑا رہن ہوجائیگا اگرچہ اسنے
زبان سے رہن کا لفظ نہیں کہا اگر کسی نے دو غلام ایک ہزار کے عوض میں رہن کئے تھے اور پھر ایک غلام کے حصہ کے روپے
ادا کردیے تو ابھی یہاں میں سے ایک غلام کو لے نہیں سکتا بلکہ ہزار پورے کرکے دونوں غلام ایکدفعہ ہی چھڑا لے
چنانچہ مبیع میں بھی یہی حکم ہوتا ہے - ف یعنی یہ کہ ایک شخص نے دو غلام اگر ایک ہزار میں خریدے ہوں اور پھر وہ
ایک غلام کی قیمت ادا کردے تو ابھی ایک غلام کو لے نہیں سکتا جب تک کہ ہزار پورے نہ کردے اور پورے
کرکے دونوں لے لے (مترجم عفی عنہ) ت اگر کسی نے کوئی معین چیز (مثلاً کوئی زیور یا جانور وغیرہ) دو آدمیوں
کے پاس رہن رکھی اگرچہ اُن دونوں کا روپیہ اسکے ذمہ تھا تو یہ رہن درست ہوا اگر یہ تلف ہوجائیگی تو ان
دونوں کو اپنے اپنے روپے کی مقدار اُسکی قیمت میں دینی آئیگی (پھر اُس قیمت کو خواہ پاپنے قرضہ میں مجرا ہی کرلیں)
اور اگر اس راہن نے ان میں سے ایک کا روپیہ ادا کردیا تو اب یہ چیز دوسرے کے پاس رہن رہے گی - اگر دو
آدمیوں میں سے ہر ایک نے ایک شخص پر علیحدہ علیحدہ دعوی کیا کہ تو نے اپنا غلام ہمارے پاس رہن رکھا
تھا اور غلام ہمارے قبضہ میں بھی آگیا تھا اور دونوں نے اپنا اپنے دعوے پر گواہ بھی پیش کردیے تو دونوں
کے گواہ قابل سماعت نہ ہونگے ف اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں دونوں فریق کے گواہوں سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ سارا غلام ہر ایک مدعی کے پاس رہن کیا گیا ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک وقت میں ایک غلام پورا پورا دونوں
کے پاس رہن ہوجائے - کیونکہ رہن ہوجانے کے بعد تو مرہون چیز مرتہن یعنی روپیہ دینے والے کے قبضہ میں چلی
جاتی ہے لہذا اس صورت میں یہ غلام کسی کو نہیں ملے گا ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور اگر ہر ایک کو نصف غلام
دلایا جائے تو ایک مشتری چیز کا رہن کرنا لازم آئیگا یہ بھی ناجائز ہے اس لیے اس صورت میں گواہی باطل ہے
ت اور اگر یہ راہن ان دونوں مرتہنوں کے قبضہ میں غلام چھوڑ کے مرجائے اور مرتہن بموجب بیان سابق
کے گواہ گزرانیں (یعنی ہر ایک کے گواہوں سے یہ ثابت ہو کہ میت نے خاص اسی کے پاس رہن رکھا تھا)
تو اس صورت میں وہ غلام دونوں کے پاس دونوں کے روپے کے عوض میں نصف نصف رہن رہے گا -

سلہ یعنی اگرچہ اس غریب کو ایک کوڑی بھی وصول نہیں ہوئی کیونکہ مرہون چیز تو ہلاک ہوہی چکی ہے مگر چونکہ اسنے اپنے روپے کے عوض میں یہ چیز رکھی تھی لہذا یہ جانے

باب الرہن یوضع علی ید عدل

(مرہون چیز کو کسی اور معتبر آدمی کے پاس رہن رکھنے کا بیان)

ت اگر راہن مرتہن دونوں (خوشی سے) مرہون چیز کو کسی دوسرے معتبر آدمی کے پاس رہن رکھدیں تو یہ درست ہے اور اب اس معتبر آدمی سے لینے کا ان دونوں میں سے کسی کو اختیار نہ ہوگا اور اگر یہ چیز اسکے پاس سے جاتی رہی تو اسکی قیمت مرتہن کے ذمہ ہوگی (کیونکہ اسی کے روپیہ کے باعث یہ اسکے پاس رکھی گئی اب یا تو مرتہن اسکی قیمت دے ورنہ راہن کے ذمہ سے اس کا قرضہ اُتر جائے گا) اگر قرضہ ادا کرنے کی مدت گذرنے پر مرتہن کو یا اس معتبر آدمی کو جس کا ذکر ابھی ہوا ہے) یا کسی اور آدمی کو مرہون چیز کے فروخت کرنے کے لیے وکیل کر دے تو یہ درست ہے۔ اور اگر یہ وکالت راہن ہی کرنیکے وقت ٹھیر گئی تھی تو اب یہ وکیل راہن کے موقوف کرنے یا راہن کے مرجانے یا مرتہن کے مرجانے سے موقوف نہوگا (بلکہ یہ بدستور وکیل رہکر اس قصہ کو ختم ہی کریگا) اگر اس صورت میں راہن مرگیا ہو تو اُسکے وارثوں کی عدم موجودگی میں اس وکیل کو اُس مرہون چیز کے فروخت کردینے کا اختیار ہوگا۔ ہاں اگر یہ وکیل مرجائے تو یہ پھر وکالت بھی نہیں رہیگی۔ راہن اور مرتہن میں سے ایک کو بھی بغیر دوسرے کی رضامندی کے اُس مرہون چیز کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اگر قرضا ادا کرنے کے وعدے کی مدت ختم ہوجائے اور راہن موجود نہ ہو تو اُسکے وکیل پر اُس مرہون چیز کے فروخت کردینے کے لیے جبر کردیا جائیگا (کیونکہ وکیل کا موجود ہونا قائم مقام مؤکل ہی کے موجود ہونیکے ہے جیسا کہ جوابدہی کے وکیل کا حکم ہے کہ اگر اس کا مؤکل (جواب دہی نہ کرے اور یا غیر حاضر ہو تو مقدمہ کی جواب دہی اُسکے وکیل سے جبراً کرائی جاتی ہے) اور اگر مرہون چیز ایک عادل معتبر آدمی کے پاس رکھی تھی اور قرضہ کے وعدے کی مدت پوری ہونے پر اس عادل نے فروخت کرکے مرتہن کا قرضہ چکتا دیا اور اب وہ مرہون چیز کسی اور کی نکلی اور اُس حقدار نے اس (بیچارے) عادل سے اپنی چیز کی قیمت وصول کرلی تو اب اس عادل کو اختیار ہے کہ چاہے راہن سے اُس چیز کی بازاری قیمت لیلے اور چاہے مرتہن سے اُتنے روپیے وصول کرلے کہ جتنے اُسنے حقدار کو دیے ہوں۔ اگر رہن (غلام یا گھوڑا تھا اور وہ) مرتہن کے یہاں مرگیا اور اب اُس کا کوئی مالک کھڑا ہوگیا یعنی ایک شخص نے دعوی کردیا کہ یہ تو میرا ہے اور گواہوں سے ثبوت بھی دیدیا تو اس صورت میں یہ رہن مرتہن کے روپیے کے عوض مرا ہے (گویا مرتہن کا روپیہ مرگیا ہے اب راہن کو کچھ دینا نہیں پڑنے کا کیونکہ اسنے روپیہ کے عوض قیمت دیدی ہے) اور اگر اُس (مدعی) مالک نے مرتہن سے قیمت لیلی ہے تو یہ مرتہن راہن سے اُسکی قیمت بھی وصول کرلے (جواسنے دی ہے) اور اپنا دیا ہوا روپیہ بھی لے۔

باب التصرف فی الرہن والجنایۃ علیہ وجنایتہ علی غیرہ

(مرہون چیز میں تصرف کرنے اور اُسمیں نقصان ڈالنے اور اُسکے دوسرون کا نقصان کردینے وغیرہ کا بیان)

مسئلہ اگر راہن اپنی رہن کردہ چیز کو جو مرتہن کے پاس ہے، بیچدے تو اُس کا بیچنا مرتہن کی اجازت یا اُس کا قرضہ ادا کردینے پر موقوف رہیگا اگر اُسکے بعد مرتہن نے اجازت دیدی یا اُسنے اس کا روپیہ دیدیا تو بیع ہوجائے گی ورنہ نہیں ہوگی) اور اگر رہن غلام تھا اور راہن نے اُسے آزاد کردیا تو اُس کا آزاد کرنا جاری ہوجائے گا یعنی غلام اُسی وقت آزاد ہوجائیگا اب اگر قرضہ ادا کرنے کی کوئی مدت نہین ٹھیری تھی (بلکہ ابھی دینا تھا) تو راہن سے قرضہ کا مطالبہ ابھی کیا جائیگا (کہ فورًا ادا کرو) اور اگر ادا کرنے کی کچھ مدت مقرر ہوگئی تھی (جسکے پورے ہونے مین ابھی کچھ دن باقی ہین) تو راہن سے اس غلام مذکور کی قیمت لیکر غلام کے عوض مین مرتہن کے پاس رہن رکھدی جائیگی (جب یہ مرتہن کا روپیہ دیدیگا تو اس سے اپنی قیمت رہن رکھی ہوئی لیلے گا) اور اگر اس صورت مین یہ راہن تنگدست ہو کہ غلام کی قیمت رہن رکھنے کی وسعت نہ رکھتا ہو تو اب اس (آزاد شدہ) غلام کو چاہیے کہ اپنی قیمت مین اور مرتہن کے قرضہ مین جو نسا روپیہ کم ہو اُتنا ہی کما کر مرتہن کو دیدے اور جو کچھ مرتہن کو دے اپنے آقا یعنی اس راہن سے لیلے۔ اگر راہن رہن چیز کو تلف کردے (مثلاً کوئی جانور ہو اور اُسے مار دے) تو اسکا حکم مثل آزاد کردینے کے حکم کے ہے جسکی تفصیل ابھی مذکور ہوئی ہے اور اگر رہن چیز کو کسی غیر آدمی نے تلف کردیا ہے تو مرتہن اُس اجنبی سے اُس کی قیمت لیلے اب یہ قیمت اُسکے پاس رہن رہیگی۔ اگر رہن چیز مرتہن راہن کو مانگی دیدے تو مرتہن اُس سے بری الذمہ ہوجاتا ہے۔ اب اگر وہ راہن کے پاس سے جاتی رہے تو راہن ہی کی جائیگی اور مرتہن اُس سے اپنا روپیہ وصول کرے گا، ہان اگر راہن نے پھر مرتہن کو دیدی تو پھر وہ اس کا ذمہ دار ہوجائیگا اور اگر راہن مرتہن میں سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے یہ رہن چیز کسی غیر آدمی کو مانگی دیدی تو مرتہن اسکا دیندار نہ رہیگا کیونکہ اُسکے ذمہ دینداری تو اُسکے قبضہ مین ہونے کی وجہ سے تھی اور اس صورت مین اسکا قبضہ ہی نہین رہا اور راہن مرتہن مین سے ہر ایک کو اتنا اختیار ہے کہ یہ رہن اُس مانگنے والے سے لیکر پھر بدستور رہن کردے اگر کوئی رہن کرنے کے لیے کسی سے کوئی کپڑا مانگا لیلے تو درست ہے [illegible] [illegible] [illegible] کا مالک [illegible] روپیہ کی مقدار بیان [illegible] [illegible] کہدے کہ اُس کپڑے کو دس تک روپیہ پر یا [illegible] [illegible] رہن رکھنا [illegible] اسکے

کرنے کے خلاف کرے تو اب اس کپڑے والے کو اختیار ہے کہ چاہے اُس کپڑے کی قیمت راہن سے لے اور چاہے
مرتہن سے لیلے اور اگر اس راہن نے اسکی شرطون کے موافق ہی کیا تھا اور پھر وہ کپڑا مرتہن کے پاس سے
جاتا رہا تو اب مرتہن اپنا روپیہ وصول کر چکا راہن کے ذمہ اس کا کچھ نہین رہا) ہان اس مانگ کر لینے والے
(یعنی راہن) پر یہ واجب ہو کہ مرتہن کا جتنا روپیہ اسکے ذمہ سے اُترا ہے اُتنا کپڑے والے کو ضرور دیدے اور
اگر کپڑے والا اس مرتہن کا قرضہ دیکر اپنا کپڑا چھڑانا چاہے تو دینے مین تامل نہ کرے اور اگر راہن یا مرتہن رہن
شدہ چیز کو عیبدار کر دین تو اُنھین اسکا نقصان بھرنا پڑیگا۔ ف اس موقعہ پر عربی کتب مین جنایت کا لفظ
ہے جسکے معنی نقصان اور خطا کے ہین اور یہ نقصان بالکل تلف کر دینے کو بھی شامل ہے پس اگر راہن نے رہن
مین اُس کا کچھ نقصان کر کے اُسے عیبدار کر دیا تو اس عیب سے جتنا اسکی قیمت مین کمی ہو جائیگی وہ اُسے
بھرنی ہوگی۔ اور اگر بالکل تلف کر دی تو ساری قیمت رہن کرنی پڑیگی یا اُسی وقت قرضہ دینا ہوگا۔ علی
ہذا القیاس اگر مرتہن نے عیبدار کر دی یا تلف کر دی تو اُسکے قرضہ مین سے اُتنا ہی روپیہ کم ہو جائے گا۔
(حاشیہ اصل) ۳ اور اگر یہ رہن چیز راہن کا یا مرتہن کا کچھ جانی یا مالی نقصان کرے تو اسکا کسی پر کچھ
تاوان نہ ہوگا۔ اگر کسی نے ہزار روپیہ کی قیمت کا ایک غلام یا گھوڑا ہزار ہی روپیہ مین رہن کیا اور اُسکے
ادا کرنے کی ایک مدت معین ہوگئی پھر (غلام یا گھوڑے کا) ارزان ہونیکے باعث اس غلام (یا گھوڑے) کی قیمت
سو روپیہ رہ گئی اور پھر دو تین مہینے بعد کسی نے غلام کو (یا گھوڑے کو) مار ڈالا۔ اور اس مارنے والے سے سو ہی
روپیہ تاوان مین لیے گئے اور اب مرتہن کے قرضہ کی میعاد پوری ہوگئی۔ تو مرتہن اپنے حق مین یہ سو روپیہ
لے باقی راہن کیطرف سے اب اُسکو کچھ نہین ملسکتا کیونکہ راہن نے تو اس سے ہزار روپیہ لیکر اپنا ہزار
ہی روپیہ کا مال اُسکے حوالہ کر دیا تھا اسکی قسمت سے اگر وہ مال سو روپیہ کا رہ گیا تو اس مین راہن کی
کوئی خطا نہین ہے۔ ہان اگر مرتہن نے یہ ہزار روپیہ کا غلام راہن کے کہنے سے سو روپیہ مین فروخت کر دیا
اور یہ سو روپیہ اپنے روپیہ مین لیلیے تو اس صورت مین یہ مرتہن باقی نوسو روپیہ راہن سے وصول
کرے۔ ف اسکی وجہ یہ ہو کہ جب مرتہن نے وہ غلام وغیرہ راہن کے کہنے سے فروخت کیا ہے تو گویا کہ راہن نے
واپس لیکر خود ہی فروخت کیا ہے اور فقط سو روپیہ مرتہن کو دیے ہین پس جب یہ صورت بنگئی تو رہن
ٹوٹ گیا اور روپیہ راہن کے ذمہ رہا۔ فتح القدیر ۳ اگر ایک مرہون غلام کو دوسرے سو روپیہ کی قیمت کے غلام
نے قتل کر دیا اور یہ قاتل مقتول کے عوض مرتہن کو ملگیا تو اب راہن اپنے ذمہ کا سارا قرضہ دیکر اس قاتل غلام کو

چھڑا سکتا ہے یعنی ایکبار پورے دیکر اس قاتل کو لے سکتا اور فک رہن کر سکتا ہے) اور اگر راہن مر جائے تو اس کا وصی (مرتہن سے اجازت لیکر) اس رہن کو فروخت کر کے مرتہن کا قرضہ بیباق کر دے۔ اور اگر راہن کا کوئی وصی نہ ہو تو حاکم کیطرف سے اسکا ایک وصی مقرر ہو اور اسکو رہن کے فروخت کر دینے کا حکم کر دیا جائے **فصل** ایک شخص نے دس روپیہ کی قیمت کا انگور کا شیرہ دس ہی روپے میں رہن کیا تھا پھر وہ شیرہ شراب ہو کر سرکہ بن گیا اور یہ سرکہ بھی دس روپیہ کی قیمت کا ہے تو اب یہ سرکہ انھی دس روپے کے عوض میں رہن رہیگا اور اگر کسی نے دس روپیہ کی قیمت کی بکری دس ہی روپے میں رہن کی تھی پھر وہ (مرتہن کے ہان) مر گئی اور اسنے اسکی کھال نکلوا کے رنگوائی جو قیمتہً ایک روپیہ کی ہی تو یہ کھال ایک ہی روپیہ میں مرتہن کے ہان رہن رہیگی اب راہن اسکو ایک ہی روپیہ میں چھڑا سکتا ہے اسکے سوا اور اسکے ذمہ کچھ نہیں ہی **ف** یہ بریکٹ مین مجتبائی کنز کے اس موقعہ پر کے بین السطور کا ترجمہ ہی اگر ناظرین میں سے کسیکو شبہہ ہو تو وہ عربی کنز مجتبائی کے اس موقعہ کو دیکھ لین اور یہان ان چند حرف لکھنے کی یہ وجہ ہے کہ قدیم احسن المسائل میں اس موقع پر یہ لکھا ہی اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہینگے اب خدا جانے مترجم سابق نے یہ حکم کہان سے لکھا یا ہے یا کہ یہان اپنی عقل سے کام لیا ہے کیونکہ اصل کنز میں تو ایسا کوئی لفظ نہین کہ جس کا یہ ترجمہ سمجھا جائے اور حاشیہ میں بھی اس حکم کے خلاف ہی ہے اور طرفہ یہ کہ اس احسن المسائل کا مؤلف ہی عربی کنز مجتبائی کا محشی بھی ہے خیر اللہم استر عیوبنا ۱۲ مترجم **ت** اور رہن میں جو کچھ بڑھے وہ سب راہن کا ہوگا۔ مثلاً ایک لونڈی رہن تھی اسکے بچہ پیدا ہو گیا (یا بکری وغیرہ رہن تھی وہ بیا گئی) یا درخت رہن تھے ان پر پھل آگیا یا گائے بھینس دودھ دیتی ہوئی رہن ہوئی یا دنبہ وغیرہ رہن تھا اسپر سے اون اتری تو یہ سب چیزین راہن کی ملک ہین) اور اصل رہن کے ساتھ مرتہن کے یہان رہن ہی رہینگی اور اگر یہ جاتی رہین تو مرتہن کو انکے عوض کچھ دینا بھی نہین پڑیگا (یعنی انکے تلف ہونے پر مرتہن کے روپے مین سے کچھ مجرا نہ ہوگا) اور اگر یہ زیادہ ہوئی چیز رہ جائے اور اصل رہن تلف ہو جائے تو راہن اسکے موافق حصہ رسد دام دے کر چھڑا سکتا ہے اس صورت سے کہ اس زیادہ ہوئی چیز کی وہ قیمت لگائے جو رہن چھڑانے کے دن ہو اور اصل رہن کی وہ قیمت لگائے جو مرتہن کے قبضہ مین جانے کے دن تھی۔ اور ان دونون قیمتون کو مرتہن کے پورے قرضہ پر بانٹ دے اب مرتہن کا روپیہ جو اصل رہن کے مقابلہ مین پڑیگا وہ (اصل رہن میں مجرا ہو کر) راہن کے ذمے سے اتر جائے گا اور جسقدر اس زیادہ ہوئی چیز کے مقابلہ مین پڑے گا وہ فک رہن مین مرتہن کے حوالہ کرنا ہوگا اور رہن (کرنے کے بعد راہن) مین کچھ زیادہ کر دینا جائز ہے مگر اسکے عوض کے

له یعنی قاضی کو اختیار ہے کہ وہ اسکا کوئی وصی مقرر کر دے تاکہ وہ اسکی طرف سے رہن کو بیچ کر مرتہن کا قرض ادا کرے ۱۲ مترجم

قرض کا زیادہ کرنا جائز نہیں۔ ف مثلاً کسی نے سو روپے میں ایک گائے رہن کی تھی تو اب راہن کیلئے جائز ہے کہ اس گائے کے ساتھ دوسری اور ملا کر دونوں مرتہن کے حوالے کر دے اب یہ جائز نہیں ہے کہ اس ایک ہی گائے کے بدلے میں سو کی جگہ سوا سو لیلے۱۲۵ ۱۲ مترجم ت اگر کسی نے ایک ہزار روپے کے عوض ایک غلام رہن کیا تھا اور اسکی جگہ دوسرا غلام رہن میں دیدیا اور قیمت میں دونوں ایک ایک ہزار کے ہیں تو اس صورت میں پہلا ہی غلام رہن ہوگا یہانتک کہ مرتہن اس پہلے غلام کو راہن کے حوالے نہ کر دیوے اسکے دینے کے بعد دوسرا غلام رہن ہو جائیگا اور اسکے دینے سے پہلے اگر مر گیا تو مرتہن کو اسکی قیمت بھرنی پڑیگی۔ اور جب تک کہ مرتہن دوسرے غلام کو پہلے کے عوض رہن نہ سمجھ لے تو دوسرے کے حق میں امین ہوگا۔ ف یعنی پہلے کے عوض رہن قرار دے لینے سے پہلے اگر یہ غلام مر جائیگا تو اسکی قیمت اسکے قرضہ میں مجرا نہ ہوگی کیونکہ وہ اسکے پاس بطور امانت کے تھا اور امانت کے خود تلف ہو جانے پر اس پر تاوان دینا نہیں آیا کرتا۔ ہاں اگر مرتہن اس دوسرے کو پہلے کی جگہ سمجھ لے تو اب اسکے تلف ہونے پر تاوان دینا ہوگا کیونکہ اب یہی رہن ہے اور پہلا غلام رہن سے نکل گیا۔

کتاب الجنایات

(جنایت کے معنی بدن یا اعضا میں نقصان پہنچانیکے ہیں)

ف جنایت کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں کہ خون کرنے اور نقصان کرنے کے ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قتل کرنے یعنی جان سے مار ڈالنے کی چار صورتیں ہیں اور ان چار صورتوں میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے ت قتل عمد کی سزا (جو ان چاروں صورتوں میں سے پہلی صورت ہے) اور قتل عمد اسے کہتے ہیں کہ جان بوجھ کر کسی کو ہتھیار سے یا ایسی چیز سے مار ڈالے جو (بدن کے) اعضا جدا کر سکے مثلاً دھاردار لکڑی ہو یا پتھر ہو یا بانس کی کھپچی ہو (ان سے مار دیوے) یا آگ میں جلا دیوے (تو ان سب صورتوں کا حکم) یہ ہے کہ قاتل گنہگار ہوتا ہے اور قصاص معین لازم آتا ہے (یعنی یہی قاتل اس مقتول کے بدلہ میں مارا جائیگا) ہاں اگر مقتول کے ورثہ خون چھوڑ دیں (تو قصاص جاتا رہیگا اور قتل کی اس صورت میں کفارہ (واجب) نہیں ہوتا اور (دوسری صورت) شبہ عمد (ہے) اور وہ یہ ہے کہ ان مذکورہ چیزوں کے سوا اور کسی چیز سے آدمی کو قصداً مار دے اس میں قاتل گنہگار بھی ہوتا ہے کفارہ بھی لازم ہوتا ہے اور قاتل کے کنبہ قبیلہ کو مغلظہ خونبہا بھی دینی پڑتی ہے (مغلظہ خونبہا کی تصریح عنقریب آ جائیگی ۱۲) اور اس میں قصاص لازم نہیں آتا اور (تیسری صورت) قتل خطا (ہے) اور وہ یہ ہے کہ ایک

آدمی نے شکار کا قصد کرکے تیر مارا تھا (یا بندوق چلائی تھی) اور وہ کسی آدمی کے جا لگا . یا اس نے (اپنا بیری احربی (کافر) سمجھکر مارا تھا اور وہ مسلمان آدمی تھا یا نشانہ پر مارتا تھا وہ ناگہان کسی آدمی کے جا لگا یا اور ایسی ہی صورتین لیلو مثلاً ایک آدمی سو رہا تھا اُسنے (نیندمین) ایسی طرح کروٹ لی کہ (اُسکے پاس پڑا) ایک آدمی اُسکے نیچے دبکے مر گیا تو اُس قتل کا حکم یہ ہے کہ اس قاتل پر کفارہ آئیگا اور اسکے کنبے قبیلہ (کو خونبہا دینی پڑےگی - اور (چوتھی صورت) قتل[1] بسبب اور وہ یہ ہی کہ مثلاً ایک آدمی نے (بادشاہ کی بغیر اجازت کے) دوسرے کی ملک مین ایک کنوان کھود لیا تھا یا پتھر رکھ دیا تھا (اس کنوئین مین کوئی گر کے مر گیا یا پتھر سے ٹھکرا کے مر گیا) اس کا حکم یہ ہے کہ اس قاتل کے کنبہ قبیلہ پر فقط خونبہا ہی اسمین کفارہ واجب نہین ہونے کا اور ان سب صورتون مین قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہوجاتا ہی . سوائے اس اخیر چوتھی صورت کے (کہ اُس مین قاتل محروم نہین ہوتا) اور شبہ عمد جان سے مار ڈالنے کے سوا اور اعضا کے نقصان مین قصداً کا حکم رکھتا ہی - ف یعنی اور کسی صورت مین شبہ عمد کا حکم نہین ہوتا بلکہ یا وہ خطأ ہوگا یا عمداً ہوگا . مثلاً کسی نے ایک زور سے لٹھ مار کے ایک آدمی کا ہاتھ بالکل الگ کر ڈالا تو یہ قاعدے کے مطابق شبہ ہونا چاہیے کیونکہ مذکورہ ہتھیار اور دھار دار چیزون کے سوا چیز سے (لٹھ اآکے) کیا ہی مگر چونکہ اور اعضا مین شبہ عمد نہین ہوتا لہذا یہ چھری یا خنجر سے کاٹنے کے قائم مقام ہوکر اس لٹھ مارنے والے سے قصاص لیا جائیگا یعنی اسکا بھی ہاتھ کٹیگا - مترجم عفی عنہ -

باب ما یوجب القصاص و ما لا یوجب

(اُن صورتون کا بیان کہ جن مین قصاص واجب ہوتا ہے اور جنمین واجب نہین ہوتا)

ت ایسے شخص کا قصداً خون کرنے سے کہ جس کا خون کرنا ہمیشہ[2] کو حرام ہو قصاص (یعنی خون کا بدلہ خون) واجب ہوجاتا ہے - اگر کوئی آزاد آدمی دوسرے آزاد کو یا غلام کو جان سے مار دے تو اُنکے بدلہ مین وہ بھی جان ہی سے مار دیا جائیگا یا کوئی مسلمان ذمی (ہندو) کو مار دے تو وہ مسلمان بھی جان ہی مارا جائیگا ہان اگر کوئی مسلمان یا ذمی کسی مستامن کو مار دے (تو مستامن کے بدلہ مین مسلمان یا ذمی سے خون نہین لیا جائیگا) اگر مرد عورت کو مار ڈالے یا ایک بڑا آدمی چھوٹے سے بچے کو (یعنی بالغ نابالغ کو) مار ڈالے یا آنکھون والا اندھے کو یا اپاہج کو مار ڈالے یا جس کے ہاتھ پاؤن مین نقصان ہو اُسکو یا دیوانے کو مار ڈالے یا بیٹا باپ کو مار ڈالے تو ان سب صورتون مین قصاص لیا جائیگا اگر باپ بیٹے کو مار ڈالے تو بیٹے کا اس سے

[1] یعنی قاتل نے ایک ایسا کام کر دیا کہ جسکے سبب سے آدمی مر گیا ۱۲
[2] یعنی مقتول کافر حربی یا مستامن یا زانی محصن یا مرتد ہو کیونکہ انکا مارنا حرام نہین رہتا ۱۲

قصاص نہین لیاجائیگا باقی مان نانا۔ نانی اور دادی (اس حکم مین) مثل باپ کے ہین ف یعنی اگر
دادا دادی اپنے پوتے کو یا نانا نانی اپنے نواسہ کو جان سے مار ڈالین تو باپ کی طرح ان سے بھی قصاص نہین
لیاجائیگا ت اگر کوئی شخص اپنے غلام کو یا اپنے مدبر کو یا اپنے مکاتب کو یا اپنے بیٹے کے غلام کو یا اپنے شراکت
کے غلام کو مار ڈالے تو انکا بھی اس سے قصاص نہین لیاجائیگا۔ اگر کسی کو ایک قصاص ورثہ مین پہنچے
جو اُس کے باپ پر لازم ہو تو وہ قصاص جاتا رہیگا (مثلاً ایک شخص نے اپنی بیوی کو مار ڈالا تھا جس سے
ایک لڑکا بھی تھا اب یہ لڑکا اُسکے قصاص کا وارث ہو تو اس صورت مین یہ اپنے باپ سے قصاص نہین لیسکتا)
اور قصاص فقط تلوار ہی سے لینا چاہیے اگر کسی مکاتب کو کوئی قصدًا مار دیوے اور وہ مکاتب اتنا مال چھوڑ گیا
جس سے اُس کا بدل کتابت ادا ہوجائے اور اُس کا والی وارث سوائے اُسکے آقا کے اور کوئی نہو۔ یا مکاتب
اتنا مال نہ چھوڑے کہ جو اُسکے بدل کتابت کو کافی ہو اور اسکے وارث موجود ہون تو دونون صورتون مین اس
مکاتب کے قاتل سے قصاص لیاجائیگا۔ اور اگر اُسنے اپنے بدل کتابت کے مقدار مال چھوڑا تھا لیکن وارث
بھی چھوڑے تھے تو اب قاتل سے قصاص نہین لیاجائیگا۔ ف اسکی وجہ یہ ہے کہ اس صورت مین مکاتب کے
قصاص کا حقدار کون ہے کیونکہ اگر مال چھوڑنے کے باعث یون کہین کہ یہ آزاد مرا ہے جیسا کہ حضرت علیؓ اور
عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہین تو اس صورت مین قصاص کا حقدار وارث ٹھیرتا ہے اور اگر یہ کہین کہ یہ غلامی
ہی کی حالت مین مرا ہے کیونکہ آقا تک ابھی بدل کتابت نہین پہنچا تھا جیسا کہ زید بن ارقمؓ کا قول ہے تو اب
قصاص کا حقدار آقا ٹھیرتا ہے تو بس قصاص کے حقدار مین شبہ ہونیکے باعث قصاص ساقط ہوگیا۔
اب قاتل سے اس مقتول کی قیمت لیکر اُسکے وارثون کو دلائی جائیگی اور جو روپیہ بدل کتابت کیلئے اسنے
چھوڑا ہے وہ آقا کو بدل کتابت مین ملجائے گا۔ (عینی و مترجم عفی عنہ) ت اگر کوئی مرہون غلام کو جان سے
مار ڈالے تو بھی اسکے قاتل سے قصاص نہین لیاجائیگا یہانتک کہ راہن و مرتہن دونون جمع (ہوکر قصاص
کے طالب نہ ہون) اگر بے عقل آدمی کو کوئی مار ڈالے تو مقتول کے باپ کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے لے
اور چاہے مال لیکر صلح کرلے ہان اگر کسی بے عقل کو اُسکے ولی نے مار دیا ہو تو اس صورت مین معاف کرنا
درست نہین ہے ف مثلاً ایک بے عقل کا لڑکا اپنے باپ کو مار ڈالے تو اب اس بے عقل کا باپ اپنے پوتے
سے چاہے قصاص لے لے اور چاہے خونبہا کا روپیہ لیلے معاف نہ کرے ت اور اس بے عقل کے حق مین
قاضی کا حکم مثل باپ کے ہے یعنی اگر باپ نہ ہو تو قاضی کو بھی اتنا اختیار ہے کہ چاہے اس کا قصاص لیلے

اور چاہے خونبہا پر صلح کرے) اور اگر مقتول کا وصی فقط (یا باپ نہ ہو) تو وہ خونبہا پر صلح ہی کر سکتا ہے (اُسے
قصاص لینے یا معاف کرنیکا اختیار نہیں ہے) اور نابالغ بچہ اس حکم میں مثل معتقل کے ہے (یعنی اگر نابالغ بچہ کو
اسکی ماں یا نانی مار ڈالے تو اس بچہ کا باپ چاہے تو اُس سے قصاص لے لے اور چاہے خونبہا لیلے معاف نہ کرے)
اور اگر ایک مقتول کے کئی وارث ہیں جن میں بعض بالغ ہیں بعض نابالغ ہیں تو) بالغوں کو اختیار ہے کہ
نابالغوں کے بالغ ہونے سے پہلے قاتل سے قصاص لے لیں (ان کے بالغ ہونے کا انتظار نہ کریں)
اگر کوئی شخص کسی کو پھاوڑے (وغیرہ) سے مار ڈالے تو اگر اسنے دھار کی طرف سے مارا ہے تو (یہ قاتل ہے اس
سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مونڈ کیطرف سے مارا ہے۔ تو قصاص نہ لیا جائیگا (کیونکہ مونڈ کی طرف سے مارنا
ایسا ہی جیسا پتھر یا لاٹھی سے مارنا اس میں قصاص نہیں آیا کرتا خونبہا آئیگی) جیسا کہ کوئی گلا گھونٹ کر
یا پانی میں ڈبو کر مار دے (کہ اس صورت میں بھی قاتل کے کنبہ قبیلہ کو خونبہا ہی دینی آئیگی قاتل پر قصاص
نہ آئیگا) اگر کسی نے ایک آدمی کو جان کر زخمی کر دیا تھا جس سے وہ چارپائی پر سوار ہو گیا اُس سے اُٹھا نہ
گیا اور آخر کو وہ اُسی تکلیف میں مر گیا تو اب اس زخمی کرنے والے سے قصاص لیا جائیگا (گو اس زخم
سے اُسیوقت نہیں مرا اور بظاہر اپنی موت مرا ہے مگر چونکہ اسکے مرنیکا سبب وہ زخم ہے لہذا اُسی کو ذمہ ہوگا)
اگر ایک شخص نے اپنے آپکو زخمی کر لیا تھا اور بعد میں مثلاً زید نے بھی اس زخمی کے ایک زخم کر دیا اور زید کے بعد
ایک شیر نے یا سانپ نے بھی اُسے زخمی کر دیا اور ان سب کے زخم کھانے کے بعد وہ مر گیا تو زید کو اُسکی ایک تہائی
خونبہا دینی پڑیگی۔ ف اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص تین طرح کے زخموں سے مرا ہے مگر ان میں ایک زخم تو ایسا ہے کہ اُسکی
بازپرس نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں مثلاً شیر یا سانپ کا زخم کیونکہ وہ مکلف ہی نہیں ہیں جو اُن سے بازپرس ہو
اور ایک زخم ایسا ہے کہ اسکی بازپرس آخرت ہی میں ہوتی دنیا میں نہیں ہوتی وہ اسکا اپنے آپکو زخمی کر لینا ہے اور
ایک زخم ایسا ہے کہ اسکی بازپرس دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہوگی وہ یہاں زید کا زخم ہے بس اسی طرح اسکی
خونبہا ان تینوں زخموں پر بٹ گئی اور چونکہ پہلے دو زخموں کی دنیا میں بازپرس نہیں لہذا اُن زخموں والے یہاں
بری رہے اور زید کے زخم کی یہاں بازپرس ہونیکے باعث زید کو تہائی خونبہا دینی آئی۔ (از حاشیہ اصل ملخصاً)
ت اگر کوئی شخص مسلمانوں پر تلوار سونتے تو اسے (بھی) مار ڈالنا ضروری ہے ایسے آدمی کی مار ڈالنے سے کوئی چیز
واجب نہیں ہوتی (یعنی نہ قصاص اور نہ خونبہا) اگر کسی شخص نے رات کو یا دن کو شہر میں یا شہر سے باہر دوسرے
شخص کے مارنے کو تلوار اٹھائی تھی یا رات کو شہر میں یا دن کو شہر سے باہر لاٹھی مارنے کو اٹھائی تھی

لہ یعنی مار ڈالنے کا ارادہ [illegible] ۱۲

اتفاق سے اُسی شخص لاٹھی والے یا تلوار والے کو مار ڈالا تو اب اسکے ذمہ کچھ نہیں ہے (نہ قصاص نہ خونبہا
کیونکہ اس نے اپنی جان بچانے کو مارا ہے) اور اگر شہر میں دن کو مثلاً زید نے عمرو پر لاٹھی اٹھائی تھی اور عمرو نے
(قابو پاکر) زید کو مار ڈالا تو اب عمرو سے خون کا بدلہ خون لیا جائیگا۔ اگر ایک دیوانہ نے دوسرے پر (مثلاً
زید پر) تلوار کھینچی تھی اور اسنے اس دیوانہ کو قصداً مار ڈالا تو اس پر دیوانہ کی خونبہا دینی واجب (اور ضروری)
ہوگی اسیطرح اگر کسی لڑکے نے دوسرے پر تلوار سونتی تھی اور اسنے اس لڑکے کو مار ڈالا تو اسکو بھی اس لڑکے
کی خونبہا دینی پڑیگی۔ علی ہذا القیاس اگر کسی کے جانور نے کسی پر حملہ کیا تھا اور اسنے اس جانور کو جان سے مار ڈالا
تو اسکو اس جانور کی قیمت مالک کو دینی پڑیگی۔ اگر ایک شخص پر دوسرے شخص مثلاً زید نے تلوار کا ایک ہاتھ چھوڑ کے
چلا گیا اور بعد میں دوسرے مثلاً عمرو نے اس غریب کا کام تمام کردیا تو اس صورت میں پہلا قاتل قتل
کیا جائیگا۔ اگر کسی کے گھر میں چور گھس گیا تھا اور وہ مال چرا کے باہر لے آیا اور گھر والے نے چور کا پیچھا کرکے
اُسکو مار ڈالا تو اس مارنے والے (یعنی مالک مال) کے ذمہ کچھ نہیں ہے)۔

باب القصاص فیما دون النفس

(خون کر ڈالنے سے نیچے کے قصوروں کا بیان)

ت اگر کسی نے ایک شخص کا ہاتھ پہنچے پر سے کاٹ ڈالا تو اس کاٹنے والے کا ہاتھ بھی پہنچے ہی پر سے
کاٹا جائیگا اگرچہ اسکا ہاتھ اُسکے ہاتھ سے لنبا ہو اور یہی حکم پیر کا بھی ہے (کہ اگر کسی نے دوسرے کا پیر
گٹے پر سے کاٹ ڈالا تھا تو اس کاٹنے والے کا بھی گٹے ہی پر سے کاٹا جائے) اگر کسی نے دوسرے کی ناک کا
نتھنا یا ایک کان کاٹ لیا تھا یا ایک آنکھ ایسی طرح پھوڑی تھی کہ اُسکی روشنی بالکل جاتی رہی مگر وہ نکلی
نہیں اپنی جگہ ہی پر رہی تو ان تینوں صورتوں میں اسکو بھی اتنی ہی ضرر دیجائے گی (اسی کا نام اعضا
کا قصاص ہے یعنی اس سے ان اعضا کا قصاص لیا جائیگا) اور اگر اُسکے مارنے سے آنکھ باہر نکل آئی
ہو تو اب آنکھ کا قصاص نہیں لیا جائیگا (بلکہ خونبہا دلائی جائے گی جس کی مقدار آگے بیان ہوگی
اگر کوئی کسی کا دانت توڑ دے تو اُسکے بدلے میں دانت ہی توڑا جائیگا اگرچہ دونوں کے دانتوں
میں چھوٹے بڑے ہونیکا فرق ہو اور جو زخم ایسا ہو کہ اُس میں مماثلت ہو سکتی ہو (یعنی اسی زخم کی
برابر زخمی کرنے والے کے زخم کیا جاسکتا ہو کمی زیادتی کا احتمال نہ رہتا ہو) تو اس کا قصاص
لیا جائیگا (یعنی اتنا ہی زخم کردیا جائے گا) اور (دانت کے سوا اور ہڈی جسکو توڑ دے سینہ میں (ایضا

ہونا مشکل ہے کہ جس طرح ایک نے دوسرے کی ہڈی توڑی ہے اسی طرح اسکی بھی ہڈی توڑ دیجائے اور قصاص آنیکا دار مدار مماثلت اور برابری پر ہے) اگر مرد عورت کا ہاتھ پیر کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتھ یا پیر کاٹ ڈالے تو ان مین قصاص نہین لیا جائیگا (کیونکہ مرد و عورت کے ہاتھ پیرون مین بہت فرق ہوتا ہے ان مین مماثلت نہین ہوسکتی) اسی طرح اگر ایک آزاد آدمی نے غلام کا یا غلام نے آزاد آدمی کا یا ایک غلام نے دوسرے غلام کا ہاتھ پیر کاٹ ڈالا تو ان مین بھی (مماثلت نہ ہونیکے سبب) قصاص نہین آسکتا۔ ہان مسلمان اور کافر کے ہاتھ پیر برابر ہین دان مین اگر ایک دوسرے کا ہاتھ یا پیر کاٹ ڈالے تو اس سے قصاص لیا جائیگا۔ اگر کوئی کسی کا نصف کلائی پر سے ہاتھ کاٹ ڈالے تو اس سے بھی قصاص نہین لیا جائیگا (کیونکہ اس صورت مین ہڈی ضرور ٹوٹے گی اور ہڈی کے توڑنے مین برابری کرنی مشکل ہے) اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہوجائے تو اسمین بھی قصاص نہین ہے اور نہ زبان اور ذکر کے کاٹ ڈالنے مین قصاص ہے (کیونکہ یہ دونون اعضا بھی سکڑتے پھیلتے ہین ان مین بھی برابری کرنی مشکل ہے) ہان اگر ذکر مین سے صرف سپاری (پوری) کاٹی ہوگی تو اس وقت بیشک کاٹنے والے سے قصاص لیا جائیگا) اگر کسی کا ہاتھ شل ہو یا انگلیان چھوٹی ہون اور یہ ایک اچھے آدمی کا ہاتھ یا انگلیان کاٹ دے تو اب اسکو اختیار ہے کہ چاہے اپنے ہاتھ کے بدلے مین اس کا سوکھا ہوا ہاتھ کاٹ دے اور یا اپنے ہاتھ کاٹنے کے روپے لیلے اور یہی حکم اس صورت مین ہے کہ ایک شخص دوسرے کا سر پھوڑ دے اور پھوڑنے والے کا سر بہت بڑا ہو (اور دوسرے کا چھوٹا ہو تو چاہے یہ بدلہ مین اس کا سر ہی پھوڑ دے اور چاہے اس زخم ہونے کے روپے لیلے) **فصل** اگر قصاص لینے والے (یعنی مقتول کے وارث) مال لینے پر راضی ہوجائین تو قاتل کو یہ مال ابھی دینا ہوگا (تھوڑا ہو یا بہت ہو) اور قصاص ساقط ہوجائیگا۔ اگر ایک آزاد اور ایک غلام ملکر کسی کو مار ڈالین اور پھر یہ آزاد (قاتل) اور اس غلام (قاتل) کا آقا کسی سے کہین کہ تم ان دونون کے خون کرنے کے عوض ایک ہزار پر صلح کرادو اور اسنے اتنے ہی پر کرادی تو یہ روپیہ دونون کو نصفا نصفی دینا پڑیگا۔ **ف** یعنی پانسو روپیہ اس آزاد کو دینے ہونگے اور پانسو اس غلام کے آقا کو۔ کیونکہ قتل دونون نے کیا ہے **ت** اگر مقتول کے چند وارث ہون اور ان مین سے ایک اپنے حصہ کے عوض کسی قدر مال پر صلح کرلے یا معاف کردے تو اب اور وارثون کو بھی خونبہا کا حصہ ہی ملے گا (اب وہ قصاص نہین لے سکین گے) اگر کئی آدمی ملکر ایک آدمی کو مار دین تو اسکے قصاص مین وہ سب مارے جائینگے اور اگر ایک آدمی

کئی کو مار دے تو انکے قصاص مین بھی اس اکیلے ہی کو مارنا کافی ہوگا (یہ نہین ہوسکنے کا کہ ایک کے قصاص مین اسے مار کر باقی مقتولین کی خونبہا اس سے دلوائین) پس اگر اس صورت مین ان مقتولون کے وارثون مین سے فقط ایک کے وارث یا) ایک وارث آیا اور اسکی درخواست پہ وہ قاتل قصاص مین مار دیا گیا تو اب باقی مقتولون کے وارثون کا حق ساقط ہوجائیگا جیسا کہ قاتل کے مرجانے کی صورت مین ساقط ہوجاتا ہی (اور پھر قاتل کے وارثون سے اسکا مواخذہ نہین رہتا) اگر دو آدمیون نے ملکر ایک آدمی کا ایک ہاتھ کاٹ دیا تھا تو اس ایک کے عوض مین ان دونون کے ہاتھ نہ کاٹے جائین ہان ان دونون سے اس ہاتھ کی خونبہا لی جائیگی ف یعنی چونکہ یہ ہاتھ کا تلف ہونا ان دونون کے فعل سے ظہور مین آیا ہی تو نصف خونبہا ان دونون کے ذمہ لازم ہی اب ہر ایک سے چوتھائی چوتھائی خونبہا لیجائیگی۔ اور یہ انکو اپنے ہی مال مین سے دینی پڑیگی۔ کیونکہ قصداً قصور کرنے سے لازم آتی ہی وہ کنبہ قبیلے کے ذمہ نہین ہوا کرتی ۱۲ تکملۃ البحر۔ اگر ایک آدمی نے دو آدمیون کے دونون داہنے ہاتھ کاٹ ڈالے تو ان دونون کو اختیار ہی کہ ایک ہاتھ کے عوض مین اسکا داہنا کاٹ لین اور دوسرے ہاتھ کی اس سے خونبہا لےلین اور اگر ان دونون مین سے ایک یہان تھا اور اسنے دعوی کرکے اپنے ہاتھ کے عوض مین اسکا ہاتھ کٹوا دیا تو اب دوسرے کو اسکے ہاتھ کے عوض مین نصف خونبہا ملیگی۔ اگر کوئی غلام جان بوجھ کے خون کرنیکا اقرار کرلے تو اسے قصاص مین قتل کردیا جائیگا۔ اگر ایک آدمی نے دوسرے کے قصداً تیر مارا تھا (یا بندوق ماری تھی) اور وہ تیر ایک کے بیچ کو نکل کر دوسرے کے جا لگا اور یہ دونون مرگئے تو اس تیر چلانیوالے (یا بندوق چلانیوالے سے) پہلے آدمی کا قصاص لیا جائیگا اور دوسرے کی خونبہا ف اسکی وجہ یہ ہی کہ دوسرے کو اسنے قصداً قتل نہین کیا بلکہ وہ خطاءً قتل ہوگیا ہی یعنی اسکے غلطی سے تیر لگ گیا ہی اور اس طرح کے قتل کرنے مین خونبہا ہی دینی پڑا کرتی ہی۔ بخلاف پہلے خون کے کہ وہ اسنے قصداً کیا ہی اور قصداً خون کرنا قصاص لازم ہونے کا سبب ہی (از حاشیہ جمل) ومترجم

فصل اگر ایک شخص نے دوسرے کا اول ہاتھ کاٹا اور پھر اسے جان سے ہی مار دیا تو اس سے ان دونون فعلون کا مواخذہ کیا جائیگا برابر ہے کہ یہ دونون حرکتین اسنے نادانستہ کی ہون یا اسکی غلطی سے ہوگئی ہون (جسکو خطاءً ہوجانا کہتے ہین) اور یا ایک اسنے نادانستہ کی ہو اور دوسری غلطی سے اور برابر ہی کہ ہاتھ کا زخم کھا کر وہ اچھا بھی ہوگیا ہو یا نہ ہوا ہو غرض یہ ہی کہ ان مذکورہ سب صورتون مین دونون حرکتون کا مواخذہ اس سے ضروری کیا جائیگا) ہان اگر ایسا موقع ہو کہ ایک شخص کی غلطی سے دوسرے کا ہاتھ کٹ گیا اور ابھی یہ ہاتھ اچھا نہین ہوا تھا کہ غلطی ہی سے

لہ اور دو چوتھا نصفا نصف ... برابر حصہ ... ہاتھ ایک دوسرے کا ... دونوں ... ۱۲

اُس نے اُس کٹے ہوئے ہاتھ والے کو قتل بھی کر دیا تو اس صورت مین اسکے ذمہ بیشک ایکہی خونبہا
واجب ہوگی۔ جیسا کہ ایک شخص نے دوسرے کے سو کوڑے مارے تھے نوسے کوڑے تو وہ سہار گیا اور تندرست
رہا اور باقی کے دس کوڑے کھاکے مر گیا تو اس صورت مین بھی ایک ہی خونبہا لازم ہوتی ہی) اگر ایک شخص نے دوسرے
کا ہاتھ کاٹ دیا تھا پھر اُس ہاتھ کٹے ہوئے نے اپنا ہاتھ کٹنا معاف کر دیا اور بدلا لینے سے دست برداری ظاہر
کر دی) اور اُسکے بعد اسی ہاتھ کے صدمہ سے مر گیا تو اس ہاتھ کاٹنے والے کو اسکے ہاتھ کا روپیہ بھرنا پڑیگا ہان
اگر اسنے یون کہہ کے معاف کیا تھا کہ یہ ہاتھ کاٹنا بھی معاف کرتا ہون اور جو کچھ اس کے بعد مین مجھ پر گزرے
وہ بھی معاف کرتا ہون یا یون کہدیا تھا کہ مین اسکی اس خطاہی سے درگزر کرتا ہون تو اب وہ ہاتھ کاٹنے والا
بیشک بری رہیگا پس اگر ان دونون صورتون مین ہاتھ غلطی سے کٹ گیا تھا اور پھر یہ معافی کی صورت پیش
آئی تو یہ خونبہا کی معافی اس معاف کرنیوالے کے تہائی مال سے متصور ہوگی ف اور اگر قصدًا ہاتھ کاٹا گیا تھا
اور پھر یہ صورت ہوئی تو خونبہا کی معافی کل مال سے متصور ہوگی یعنی اگر معاف کرنیوالے کے پاس اتنا مال ہو
کہ خطا کی صورت مین تہائی مال مین سے ایک ہاتھ کی خونبہا پوری ہو سکے تو فبہا ورنہ اس خونبہا کی کمی اُس
ہاتھ کاٹنے والے کے وارثون سے لیکر پوری کیجائیگی اور اگر قصدًا کاٹا تھا تو اسوقت اس مرنیوالے کے کل مال
سے خونبہا محسوب ہوگی۔ اور وجہ اس محسوب کرنے کی یہ ہو کہ مرنے والے کا جسقدر مال ہو وہ سب وارثون کا ہو گیا
ہے اگر خطا کی صورت مین بھی کل ہی مال مین سے محسوب کرین تو ورثہ کی حق تلفی ہوتی ہے لہذا
حتی الوسع ان کے حق کا لحاظ کیا جائیگا۔ (از حاشیہ اصل) ت اگر ایک عورت نے ایک مرد کا ہاتھ
قصدًا کاٹا تھا پھر اُس مرد نے اپنے ہاتھ کا تاوان اُس کا مہر ٹھیرا کر اُس سے نکاح کر لیا اور اُسکے
بعد اس ہاتھ ہی کی تکلیف سے مر گیا تو اس عورت کو (اس مرنے والے کے ترکہ مین سے) مہر مثل
دلایا جائیگا اور عورت کو اپنے ہی مال مین سے اُسکے ہاتھ کا تاوان یعنی خونبہا دینی ہوگی اور اگر
اس عورت نے غلطی سے کاٹ دیا تھا تو اب خونبہا عورت کے کنبے قبیلہ پر پڑے گی۔ اور اگر اسی مرد
نے اس سے نکاح یون کہہ کے کیا تھا کہ اس ہاتھ کے کٹنے پر اور جو صورت اس سے آیندہ پیش آئے
سب کو مہر قرار دیکر نکاح کرتا ہون یا اس عورت کی اس خطاہی کو مہر قرار دیا اور پھر اسی تکلیف
سے مر گیا تو اب بھی اس عورت کو مہر مثل ملیگا اور عورت کو کچھ نہین دینا پڑیگا کیونکہ مہر کے قصد کو
تو وہ شوہر ہی ختم کر چکا ہی اور اگر عورت نے خطاءً ہاتھ کاٹا تھا اور اسکے بعد نکاح کی بھی وہ صورتین

ف یعنی ان دونوں صورتوں میں [illegible] ۱۲

ہوئیں جو ابھی مذکور ہوئی ہیں) تو اب عورت کے قبیلہ کے ذمہ سے مہر مثل معاف ہو جائے گا اور مرنے والے نے جو کچھ اپنے خونبہا کا حصہ چھوڑا ہوگا اُس میں سے ایک تہائی بطور وصیت کے عورت کے قبیلہ کو ملیگا۔ ف عورت کے قبیلہ کو خونبہا کا تہائی حصہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ جب اس عورت کا شوہر ہاتھ ہی کی تکلیف میں مرگیا تو معلوم ہوا کہ اس عورت کے ذمہ ہاتھ کی خونبہا نہیں ہے بلکہ ایک خون کرنے کی خونبہا ہے اور خونبہا مہر ہو سکتی ہے مگر چونکہ اس کا شوہر نکاح کے وقت ہاتھ کی تکلیف میں مبتلا تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی مجروح یا بیمار کسی عورت سے نکاح کسی قدر روپے کے عوض میں کرتا ہے تو اس عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہے۔ اور اگر وہ روپیہ مہر مثل سے زیادہ ہوتا ہے تو وہ وصیت میں شمار ہوا کرتا ہے لیکن یہاں اس عورت کے حق میں وصیت بھی نہیں کہہ سکتے اس وجہ سے کہ یہ مرد کی قاتل ہے جسکی وصیت ہم بتائی جا رہی ہیں اور قاتل کے حق میں وصیت نہیں ہوا کرتی تو اس وجہ سے مجبوراً اس مرنے والی کی یہ وصیت اس عورت کے کنبہ قبیلے کے لئے ہوگی اور جب یہ وصیت انکے لیے ٹھیر گئی تو عورت کا حق اس خونبہا میں صرف مہر مثل ہے اس وجہ سے اسکے قبیلے کے ذمے سے مہر مثل ساقط ہو جائیگا اور خونبہا کا تہائی حصہ اسکے قبیلے کو ملیگا۔ مگر ہاں اتنا اور یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ تہائی اس صورت میں ہوگی کہ مہر نکالنے کے بعد جو کچھ خونبہا میں سے بچے وہ میت کے ترکہ کی تہائی ہو سکے تاکہ وصیت اُس میں جاری ہو سکے (از حاشیہ جلل وغیرہ) ت اگر ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ دیا تھا اُسکے بدلے میں اسکا ہاتھ بھی کاٹا گیا اور بعد میں پہلا شخص اس ہاتھ ہی کی تکلیف کی وجہ سے مرگیا تو اب یہ دوسرا بھی اسکے قصاص میں قتل کیا جائیگا (یعنی کاٹنے والے کا ایک ہاتھ کٹ جانے کے باعث اسکے ذمے سے خون کا قصاص معاف نہیں ہونے کا) اگر کسی مقتول کا وارث قاتل کا ہاتھ کٹوا کر خون معاف کر دے تو اس وارث کو اس قاتل کے ہاتھ کی خونبہا دینی پڑے گی۔

باب الشہادۃ فی القتل

(خون کے مقدمے میں گواہی دینے کا بیان)

ت اگر کوئی خون ہو جائے اور مقتول کے دو بیٹے اُسکے خون لینے کے مستحق ہوں اور ان دونوں میں سے ایک غیر حاضر ہو اور دوسرا اس خون کے ہونے پر گواہ پیش کرے تو ابھی یہ حاضر اُس قاتل سے قصاص نہیں لے سکتا (جب تک کہ اُسکا بھائی نہ آجائے) اور جب وہ غیر حاضر آجائے تو اپنی طرف سے

دعوی کرکے پھر نئے سرے سے گواہ پیش کرے تاکہ قاتل سے دونون مل کر قصاص کرلین اور اگر خطا سے خون ہوگیا تھا تو اُس وقت خونبہا کا ثبوت دینے کے لئے دوسرے بھائی کا ہونا ضروری نہین ہے بلکہ اگر ایک ہی بھائی خطا سے قتل کرنے کو گواہون سے ثابت کردیگا تو وہ خونبہا لینے کا مستحق ہوجائیگا اور یہی حکم اُس صورت مین ہے کہ جب ایسے دو بھائیون کے باپ نے کسی پر کچھ روپیہ چھوڑا ہو یعنی قرض کی صورت مین بھی غیر حاضر بھائی کا انتظار نہین کیا جائیگا۔ بلکہ اگر یہ موجود ہی گواہون سے قرضہ ثابت کردیگا تو لینے کا مستحق ہوجائیگا۔ اگر ایک قصاص لینے کے دو بھائی مستحق تھے ایک حاضر دوسرا غیر حاضر اور حاضر کے خون کا ثبوت دینے پر قاتل نے یہ ثابت کردیا کہ اسکے غیر حاضر بھائی نے اپنا حق (خون مین سے) مجھے معاف کردیا ہے تو اب اس سے قصاص نہین لیا جائیگا۔ اور یہی حکم اس صورت مین ہے کہ ایک شخص نے دو کے ساجھے کے غلام کو قتل کردیا اور ایک ساجھی غیر حاضر ہے تو ابھی یہ حاضر ساجھی قصاص نہین لے سکتا جب تک کہ دوسرا آکر دعوی کرکے اپنے گواہ پیش کردے۔ اگر کسی مقتول کے تین وارث ہون اور اُن مین سے دو یہ گواہی دین کہ تیسرے وارث نے اپنا حق (قاتل کو) معاف کردیا ہے تو یہ گواہی لغو ہوگی ہان اگر انکے ثبوت کے بعد قاتل بھی ان دونون کی تصدیق کرے تو اب اس قاتل کو خونبہا دینی ہوگی اور وہ خونبہا ان تینون وارثون پر تین حصہ ہوکر تقسیم ہوجائیگی اور اگر قاتل نے ان دونون کو جھوٹا بتایا تو اب خونبہا مین سے ان دونون وارثون کو کچھ نہین ملیگا ہان تیسرے کو خونبہا مین سے ایک تہائی حصہ ملیگا اگر دو گواہ یہ گواہی دین کہ فلان شخص نے زید کو (قصدًا) مارا تھا اور جب سے وہ بیمار پائی پر پڑا رہا اور آخر کو مر گیا ہے تو اب اس مارنیوالے سے قصاص لیا جائیگا۔ اگر خون کے گواہون کا خون کرنے کے وقت مین یا جگہ مین اختلاف ہوجائے (مثلاً ایک کہے رات کو قتل کیا ہے دوسرا کہے دن کو کیا ہے یا ایک کہے گھر کے اندر کیا ہے دوسرا کہے باہر کیا ہے) یا جس چیز سے مارا ہے اُس مین اختلاف ہوجائے (مثلاً ایک کہے لاٹھی سے مارا ہے دوسرا کہے ایک ہتھیار سے مارا ہے) یا ایک کہے کہ لاٹھی سے مارا ہے اور دوسرا کہے مجھے خبر نہین کہ کس چیز سے مارا ہے تو ان سب صورتون مین گواہی لغو ہوگی۔ اگر دو گواہ بالاتفاق یہ بیان کرین کہ (مثلاً زید نے عمرو کو مار دیا ہے اور پھر دونون ہی یہ بھی کہین کہ ہمین یہ معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا ہے تو اس صورت مین قاتل پر خونبہا لازم ہوجائے گی۔ اگر ایک مقتول کی بابت دو آدمیون مین سے ہر ایک یہ بیان کرے کہ اسکو

[illegible]

ہین نے ہی مارا ہے اور مقتول کا وارث یہ دعوی کرے کہ تم دونون نے ملکر مارا ہو تو اب وارث کو ان دونون کے قتل کر دینے کا اختیار ہے - اور اگر اقرار کی جگہ گواہی ہو تو وہ لغو ہوگی. ف مثلاً ایک مقتول کی بابت دو گواہ یہ گواہی دین کہ اس کو اکیلے عبد اللہ ہی نے مارا ہے اور دو گواہ یون گواہی دین کہ اسکو عبد الرحمن ہی نے مارا ہے اور وارث کا دعوی یہ ہو کہ عبد اللہ و عبد الرحمن دونون نے ملکر مارا ہے تو یہ دونون گواہیان لغو ہو جاوینگی کیونکہ یہان مشہود یعنی وارث جسکی گواہی دی جا رہی ہے خود ہی گواہون کی تکذیب کرتا ہے تو اب یہ گواہ قابل اعتبار نہیں رہ سکتے ہین ۱۲ (از ملا مسکین مختصرا)

باب فی اعتبار حالة القتل

(یہ باب قتل کی حالت کا اعتبار کرنے کے بیان مین ہے)

ت (آدمی کے مرنے مین) کمان سے تیر نکلنے کے وقت کا اعتبار کیا جاتا ہے مثلاً کسی نے ایک مسلمان پر تیر چلایا ابھی تیر اسکے لگا نہین کہ وہ مرتد ہو گیا اور بعد مین تیر لگ کے مرگیا تو اس صورت مین تیر مارنے والے کو خونبہا دینی پڑیگی (کیونکہ کمان سے تیر نکلنے کے وقت وہ مسلمان تھا) اور اگر ایک کافر کے تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا (بعد مین تیر لگ کے مرگیا) تو اب مارنیوالے کے ذمہ کچھ نہین (کیونکہ جو مرا ہے کمان سے تیر نکلنے کیوقت وہ کافر تھا) اور اگر کسی نے ایک غلام کے تیر مارا تھا اور تیر لگنے سے پہلے وہ آزاد ہو گیا (یعنی اتفاقاً اسی وقت اسکے آقا نے آزاد کر دیا) اور بعد مین تیر لگ کے مرگیا تو اب تیر مارنے والے کو اسکی قیمت دینی پڑیگی (کیونکہ غلام کو مار دینے کی صورت مین اسکی قیمت ہی دینی پڑا کرتی ہے اور تیر چلنے کے وقت یہ غلام ہی تھا) اگر کسی زانی پر سنگساری کا حکم ہونے کے بعد ایک شخص نے پتھر مارا تھا ابھی پتھر اس کے لگا بھی نہین تھا کہ زنا کے گواہون مین سے ایک گواہ پھر گیا اور بعد مین اسکے پتھر لگا اور اس پتھر کی زد سے وہ مرگیا تو اس پتھر مارنے والے کو اسکے خون کا تاوان نہین دینا آئیگا ف اسکی وجہ یہ ہے کہ جس وقت اس مارنے والے نے پتھر پھینکا تھا اس وقت اس کا سنگسار کرنا واجب تھا اگرچہ زنا کے گواہون مین سے ایک گواہ کے پھرنے کے بعد وہ سنگساری کا مستحق نہ رہا مگر چونکہ خونبہا کے آنے مین پتھر یا تیر کے پھینکنے کے وقت کا اعتبار ہوتا ہے لہذا یہ مارنے والا بری کیا جائیگا (۱۲ فتح) ت اگر ایک مسلمان نے (بسم اللہ کہکر) شکار کے تیر مارا اور اسکے تیر لگنے سے پہلے وہ مرتد ہو گیا اور اب تیر لگ کے وہ شکار مرگیا تو یہ شکار حلال ہوگا (کیونکہ

[illegible] ۱۲ [illegible]

کمان سے تیر نکلنے کے وقت وہ مسلمان تھا اور اعتبار اسی وقت کا ہوتا ہے) اور اگر کافر نے تیر مارا تھا اور
آگے یہی مذکورہ صورت ہوئی تو یہ شکار حلال نہیں ہونیکا۔ اسی طرح اگر کسی محرم نے شکار کے تیر مارا اور
تیر لگنے سے پہلے یہ احرام سے نکل گیا اور بعد میں وہ شکار اس تیر کی زد سے مرگیا تو اس مارنیوالے
کو اسکی جزا دینی پڑے گی (کیونکہ اسنے احرام کی حالت میں تیر مارا تھا) ہان اگر کسی نے تیر چلانیکے
بعد احرام باندھا اور اب شکار تیر کھا کے مرگیا تو اسکی جزا دینی ہوگی (کیونکہ تیر چلانیکے وقت محرم نہ تھا)

کتاب الدیات

(خونبہاؤن کی مقدار وغیرہ کا بیان)

ت شبہ عمد کی خونبہا (کی مقدار) سو اونٹ ہین چار قسم کے بنت مخاض سے لیکر جذعہ تک ف
اگر شبہ عمد وغیرہ مین کسی کو شبہ ہو تو ابھی کتاب الجنایات مین اسکی پوری تفصیل گزر چکی ہے وہان
دیکھ لینی چاہیئے۔ بنت مخاض اونٹنی کے اُس پوتے کو کہتے ہین جو برس روز کا ہو کر دوسرے
مین لگ گیا ہو تو پچیس پوتے تو اس عمر کے دینے ہونگے اور پچیس وہ کہ جو دو برس کے ہو کر تیسرے مین
لگ گئے ہون اور پچیس ایسے کہ جو تین سال کے ہو کر چوتھے مین لگ گئے ہون اور پچیس ایسے کہ جو چار
سال کے ہو کر پانچوین مین لگ گئے ہون۔ چار قسمون سے یہی بچے دینے مراد ہین اور جذعہ اس اخیر کی
قسم کو کہتے ہین ۱۲ (مترجم بڈھانوی) ت اور سخت خونبہا فقط اونٹون ہی مین ہے کیونکہ کئی قسم کے
برابر دینے پڑتے ہین۔ بخلاف روپون وغیرہ کے خونبہا کے کہ ان مین آدمی ایک طرح کے دے سکتا ہے) اور
خطا سے قتل کرنے کی خونبہا کے بھی سو اونٹ ہین مگر پانچ قسم کے کہ جن مین بیس بنت مخاض ہون
بیس ابن مخاض ہون بیس بنت لبون ہون بیس حقے ہون اور بیس جذعے ہون یا ہزار دینار ہون
یا دس ہزار درہم ہون (یعنی اگر اونٹ میسر نہ ہون تو اتنا نقد دے) اور ان دونون (یعنی شبہ عمد اور
شبہ خطا) کا کفارہ وہی ہے جو قرآن شریف مین مذکور ہے ف یعنی ایک مسلمان غلام یا لونڈی آزاد کرنا
اگر یہ نہو سکے تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے جو پانچوین کے آخر نصف رکوع وما کان لمؤمن
مین مذکور ہے (۱۲ مترجم بڈھانوی عفی عنہ) ت قتل کے کفارے مین (ساٹھ آدمیون کو) کھانا
کھلا دینا یا ایسے بچہ کو آزاد کر دینا جو ابھی اپنی مان ہی کے پیٹ مین ہے کافی نہیں ہو سکتا۔ ہان اگر
کوئی غلام ابھی دودھ پیتا ہے اور اسکے مان باپ مین سے ایک مسلمان ہے تو اس کا آزاد کرنا

ابن مخاض دوسرے سال مین لگے ہوئے شتر کو ۱۲

ف یعنی تیر لگنے سے پہلے یہ کافر مسلمان ہو گیا اور اب تیر لگ کر وہ شکار مر گیا تو یہ شکار حرام ہے ۱۲ ف اوپر کے فائدے مین ان ہی درجون کے معنی بیان کیے گئے ہین ہان اتنا اور خیال رہے کہ بنت مخاض دوسرے سال مین لگی ہوئی مادہ کو کہتے ہین ور

کافی ہوجائیگا۔ ماں باپ میں سے کم از کم ایک کا مسلمان ہونا اسلئے ضروری ہے تاکہ اسکے تابع کرکے اُسکو مسلمان قرار دیا جائے گا) اور عورت کی خونبہا خواہ جان کے بدلے کی ہو خواہ ہاتھ پاؤں وغیرہ کے بدلے کی ہو مرد کی خونبہا سے نصف ہے اور مسلمان اور ذمی کی خونبہا برابر ہے **فصل** (یعنی اُن صورتوں کی تفصیل کہ جن میں خونبہا پوری دینی پڑتی ہے) جان سے مارنے ناک کاٹنے۔ زبان کاٹنے۔ ذکر (یعنی عضو مخصوص) کاٹنے۔ سپاری کاٹنے عقل کھودینے۔ بہرہ کردینے۔ اندھا کردینے۔ سونگھنے اور چکھنے کی قوت کھودینے اور ڈاڑھی کو ایسی طرح مونڈنے میں کہ پھر بال نہ جمیں اور دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالنے۔ دونوں ہاتھ کاٹ ڈالنے۔ دونوں ہونٹ یا دونوں بھوئیں مونڈنے یا دونوں پیر یا دونوں کان یا دونوں خصیے یا عورت کی دونوں چھاتیاں کاٹنے میں پوری خونبہا دینی پڑیگی اور ان مذکورہ چیزوں میں سے جتنی چیزیں دو دو ہیں (مثلاً آنکھیں کان ہاتھ اور پیر وغیرہ) تو ان میں سے ایک کے کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دینی آئیگی اور دونوں آنکھوں کی سب پلکیں مونڈنے میں پوری خونبہا ہے اور فقط ایک پلک کے مونڈنے میں چوتھائی خونبہا ہے (کیونکہ پوری خونبہا چاروں پلکوں پر ہے تو ایک پلک پر چوتھائی ہوئی) اور ہاتھوں پیروں کی انگلیوں میں سے ہر ایک انگلی کے عوض میں خونبہا کا دسواں حصہ دینا آئیگا اور جس انگلی میں تین پورے ہوں اور اُن میں سے ایک پورہ کوئی کاٹ ڈالے تو اس انگلی کی ایک تہائی خونبہا اُسکے ذمہ لازم ہوگی اور جس میں دو پورے ہوں (جیسے انگوٹھے میں ہوتے ہیں) اور ان میں سے ایک پوروا کوئی کاٹ ڈالے تو اُسکے ذمے انگوٹھے کی نصف خونبہا ہوگی اور ہر ایک دانت کے توڑنے میں پانچ اونٹ یا پانسو درم دینے پڑینگے اور جو عضو ضرب کے سبب بیکار ہوجائے یعنی اب آدمی اُس سے نفع نہ اٹھا سکے تو ایسی ضرب پر اس عضو کی پوری خونبہا دینی ہوگی مثلاً ہاتھ میں چوٹ لگنے سے ہاتھ سوکھ جائے یا آنکھ کی بینائی جاتی رہے تو ایسی صورتوں میں پوری خونبہا دینی ہوگی)۔

فصل فی الشجاج

(زخموں کے خونبہا کی تفصیل)

ت اگر کسی کے سر پر کسی نے ایسا مارا کہ کھوپری نظر آنے لگی تو مارنے والے کے ذمہ پوری خونبہا کا بیسواں حصہ لازم ہوگا اور اگر کھوپری پھٹ گئی ہے تو خونبہا کا دسواں حصہ دینا پڑیگا۔ اور اگر ہڈی ٹوٹ کے اپنی جگہ سے سرک بھی گئی ہے تو خونبہا کا دسواں حصہ اور بیسواں حصہ دونوں حصے دینے پڑینگے

اور اگر سر کا زخم مغز تک پہنچ گیا ہی یا پیٹ کا زخم پیٹ کے اندر تک پہنچ گیا ہی تو مارنیوالے کو تہائی خونبہا دینی پڑیگی اور اگر پیٹ کا زخم کمر تک پہنچ گیا ہی تو پوری خونبہا کی دو تہائی دینی ہونگی اور جو چوٹ ایسی ہو کہ اس مین کھال اتر جائے اور خون نہ نکلے یا خون جھلک جائے اور بہے نہین یا وہ کہ جس مین کچھ بہنے بھی لگے یا کھال کٹ جائے یا کھال کے ساتھ کچھ گوشت بھی کٹ جائے یا زخم ہڈی کی جھلی تک پہنچ جائے تو اُن کی سزا مین جسقدر روپیہ ایک عادل آدمی کہدے وہی دینا ہوگا سوائے ایک سب سے پہلی قسم کے زخم کے کہ جس مین ہڈی نظر آنے لگے وہ اگر قصدًا کیا ہوگا تو اسکا قصاص لیا جائیگا (یعنی اسکے عوض مین زخم کرنیوالے کے بھی اتنا ہی زخم کیا جائیگا۔) اور ایک ہاتھ کی ساری انگلیان کاٹ دینے مین نصف خونبہا ہی اگرچہ مع ہتھیلی کے کاٹ دی ہون اور اگر کسی نے آدھی کلائی پرسے ہاتھ کاٹ دیا ہی تو اسکے ذمہ ساری انگلیون کے بدلے نصف خونبہا ہوگی اور باقی نصف کلائی کے جسقدر روپے ایک عادل (سچا معتبر) آدمی کہدے وہ بھی دینے ہونگے اور اگر ہتھیلی اس طرح کاٹی ہی کہ ایک انگلی بھی الگ ہو گئی ہی تو اُس مین پوری خونبہا کا دسوان حصہ دینا ہوگا۔ اور اگر ہتھیلی کے ساتھ دو انگلیان الگ ہوئی ہین تو پوری خونبہا کا پانچوان حصہ دینا پڑیگا باقی فقط ہتھیلی کے کاٹنے مین کچھ نہین ہی اگر کوئی چھنگا آدمی تھا اور اُسکی وہ زائد انگلی کسی نے کاٹ دی یا بچے کی آنکھ مین چوٹ مار دی۔ یا اُسکا عضو تناسل کاٹ دیا یا زبان کاٹ دی تو بس اگر ان اعضا کے بے عیب رہنے کا حال آنکھ مین دیکھنے اور ذکر مین حرکت کرنے اور زبان مین بولنے سے کچھ معلوم نہین ہوتا تو ان صورتون مین جو کچھ روپیہ ایک عادل آدمی کہے وہ دینا پڑیگا۔ اگر ایک شخص کا کسی نے سر زخمی کر دیا تھا جسکی وجہ سے اُسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال بالکل اُڑ گئے اور پھر نہ جمے تو اس صورت مین زخمی کرنیوالے کے ذمہ پوری خونبہا آئیگی اور اس خونبہا ہی مین اس زخم کے تاوان کا بھی روپیہ ہوگا (یعنی اس زخم کے بدلہ مین اور علیحدہ نہین لیا جائیگا) اور اگر ایسے زخمی کرنے سے کانون کا سننا بند ہو گیا یا بینائی جاتی رہی یا زبان بند ہو گئی (کہ اب وہ بول نہین سکتا) تو ان تینون اعضا کا تاوان اس خونبہا مین داخل نہ ہوگا (بلکہ انکے بدلہ کا روپیہ مارنیوالے کو الگ دینا پڑیگا۔ اور اگر کسی کے سر مین ایسا گہرا زخم آیا کہ اس زخم کے صدمے سے دونون آنکھین جاتی رہین یا کسی کی ایک انگلی کاٹ دی تھی اور اُسکے کٹنے سے دوسری انگلی بھی سوکھ گئی یا اوپر کا پورا کاٹا تھا اور اُسکے نیچے کی باقی انگلی بھی سوکھ گئی یا سارا ہاتھ ہی نکما ہو گیا یا کسی نے

[illegible]

دوسرے کا نصف دانت توڑا تھا اُس سے باقی رہا ہوا بھی سیاہ پڑ گیا تو ان صورتون مین اس مجرم پر قصاص نہین آئیگا (بلکہ ہر عضو کے بدلے مین خونبہا کے طور پر اُسکے ذمہ روپیہ دینا ہوگا) اگر ایک شخص نے دوسرے کا دانت اکھاڑ دیا تھا۔ اُسکی جگہ دوسرا دانت نکل آیا تو اب اکھاڑنیوالے کے ذمہ سے اُسکا تاوان معاف ہوجائیگا۔ اور اگر جسکا دانت اکھڑا تھا اسنے اپنے دانت کی بدلہ مین اُسکا دانت اکھاڑ دیا تھا اور اب پہلے کا دانت جما تو اب اس دوسرے اکھاڑنیوالے کو پہلے والے کا دانت کا روپیہ بھرنا پڑیگا اور اگر کسی نے دوسرے کا سر زخمی کر دیا تھا پھر وہ زخم بھر گیا اور اُسکا کچھ نشان بھی نہ رہا ویسے ہی مارنے سے ایک آدمی زخمی ہوگیا تھا اور پھر اچھا ہوگیا اور اسکا نشان جاتا رہا تو ان دونون صورتون مین مارنیوالے پر کچھ تاوان نہ آئیگا اور جبتک کہ زخمی اچھا نہو جائے اُسکے زخم کا قصاص نہ لینا چاہیئے۔ ف یہ ہمارا مذہب ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ قصاص فی الحال ہی لے لینا چاہیئے۔ کیونکہ قصاص کا سبب ظاہر ہوچکا ہے اب تاخیر نہین ہوسکتی اور ہماری دلیل امام احمد اور دارقطنی کی یہ روایت ہے کہ انہ علیہ الصلوۃ والسلام نہی ان یقتص من جرح صاحبہ حتی یبرء صاحبہ یعنی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا ہے کہ زخم اچھا ہونے سے پہلے اُس زخم کرنے والے سے اُسکا قصاص لیا جائے اور دوسری عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ زخمون مین اچھے ہونے یا بڑھ جانے کا احتمال ہونے کے باعث انجام کا اعتبار ہوتا ہے اگر بڑھکر زخمی مر گیا تو پھر خون کا بدلہ خون ہی لیا جاتا ہے اس وجہ سے تاخیر ضروری ہے (تکملہ از مترجم عفی عنہ) ت اور جس قتل عمد کا قصاص لینا کسی شبہ کی وجہ سے جاتا رہا جیسے یہ صورت کہ باپ نے بیٹے کو قصداً مار دیا ہو تو ایسے مقتول کی خونبہا خاص قاتل ہی کے مال مین سے لیجائیگی اس قاتل کے کنبے قبیلہ کے ذمہ نہین پڑے گی) اور یہی حکم اس صورت مین ہے کہ جو خونبہا بوجہ ایسے مین صلح ہوجانے یا قاتل کے خود اقرار کر لینے سے لازم ہوئی ہو یا ایسی خونبہا ہو کہ پوری خونبہا کا بیسوان حصہ بھی نہ ہو بلکہ کم ہو یعنی وہ بھی قاتل ہی کے مال مین سے لیجائیگی۔ اگر کوئی نابالغ لڑکا یا دیوانہ قصداً خون کر دے یا قصداً کوئی زخم کر دے تو وہ خطا سے کر دینے کے حکم مین ہے اُنکے جرم کی خونبہا اُنکے قبیلے کو دینی پڑیگی اور اُنکے ذمہ کفارہ نہین ہوتا اور نہ مقتول کے ترکے سے محروم ہونگے یعنی انھین اُسکی طرف سے ترکہ پہنچتا ہوگا اور اس بارہ مین بے شعور بھی ایسے ہی لڑکے کے حکم مین ہے۔

[illegible]

باب فی الجنین (پیٹ کے بچے کے بیان میں)

ف جنین اُس بچہ کو کہتے ہین جو ہنوز اپنی ماں کے پیٹ مین ہو اور جب پیدا ہو جائے تو اُسے ولید کہتے ہین اور اسکے بعد وہ رضیع کہلاتا ہی (عینی) ف اگر کسی نے ایک حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا تھا جسکے صدمہ سے اُسکے پیٹ سے مرا ہوا بچہ گر پڑا تو اس مجرم پر ایک غرہ واجب ہوگا اور غرہ پورے خونبہا کے بیسوین حصہ کو کہتے ہین (پس اگر لڑکا گرا ہی تو مرد کی خونبہا کا بیسوان حصہ دینا پڑیگا اور اگر لڑکی ہے تو عورت کے خونبہا کا بیسوان حصہ دینا پڑیگا) اور اگر ایسے موقع کی ضرب سے زندہ بچہ گر کے مر گیا تو اُس وقت پوری خونبہا دینی پڑیگی اور اگر مرا ہوا بچہ گرے اور جب ہی یہ عورت بھی مر جائے تو اس عورت کی پوری خونبہا اور بچہ کے بدلہ مین وہی خونبہا کا بیسوان حصہ دینا لازم ہوگا۔ اور اگر اس ضرب سے اول عورت مر گئی اور بعد مین اُسکے پیٹ سے مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اب عورت کی فقط خونبہا ہی دینی لازم ہوگی اور ایسے بچہ کے گرانے مین جو خونبہا کا بیسوان حصہ مجرم سے لیا جاتا ہی یہ روپیہ اس بچے کے وارثون کو پہنچیگا (یعنی گویا بچہ زندہ پیدا ہوکر پھر مر گیا ہی تو اسکی خونبہا کا جسقدر روپیہ ہوگا اُسکے مستحق اس بچے کے وارث ہونگے) اور یہ مارنیوالا بھی اگر اس بچہ کے وارثون مین ہوگا تو اسکو اس روپے مین سے کچھ نہین ملیگا۔ مثلاً اگر کسی نے اپنی حاملہ بیوی کے پیٹ پر مارا اور اُس شخص کا لڑکا جو اس عورت کے پیٹ مین تھا مر کر نکل پڑا تو اس بچے کے بدلہ مین خونبہا کا بیسوان حصہ اس شخص کے قبیلہ پر لازم ہوگا اور باپ کو اس بچہ کے اس ورثہ مین سے کچھ نہین ملیگا۔ اور اگر کسی نے حاملہ لونڈی کے پیٹ پر مارا تھا اور اسکے پیٹ سے مرا ہوا بچہ گر گیا تو اگر یہ بچہ لڑکا ہی تو اسکی قیمت کا بیسوان حصہ اس مارنیوالے کے ذمے لازم ہوگا اور اگر لڑکی ہے تو اسکی قیمت کا دسوان حصہ دینا لازم ہوگا اور قیمت وہ لگائی جائیگی جو اسکے زندہ ہونے کی حالت کی ہوگی ف یعنی ہم دیکھینگے کہ اگر یہ لڑکا زندہ ہوتا تو اسکی کیا قیمت ہوتی یا یہ لڑکی زندہ ہوتی تو کس قیمت کی ہوتی۔ تو بس جو کچھ اُنکی قیمت ٹھہرے گی ہر ایک کی صورت مین اسی کا نصف لیا جائیگا ف اگر ایک حاملہ لونڈی کے پیٹ پر کسی نے مار دیا تھا اور اُسکے مارنے کے بعد اس لونڈی کے پیٹ کے بچہ کو اُسکے آقا نے آزاد کر دیا بعد آزادی کے یہ بچہ پیدا ہوا اور جب ہی مر گیا تو اب بھی اس مارنیوالے کے ذمہ اس بچہ کی وہی قیمت آئے گی جو اُسکے زندہ ہونے کی حالت کی ہوگی اور ایسے بچہ کی بابت مارنے والے کے ذمہ (ہمارے نزدیک) کفارہ لازم نہین ہوتا (بلکہ خونبہا کا وہی بیسوان حصہ دینا کافی ہوجاتا ہی

اگر کسی عورت نے اپنا پیٹ گرانے کی غرض سے کوئی دوا کھالی یا پی لی یا پیشاب کی جگہ کچھ رکھ لیا جس سے پیٹ گر گیا۔ تو اگر عورت نے یہ فعل اپنے شوہر کی بے اجازت کیا ہے تو اُسکے کنبہ پر وہی خونبہا کا بیسوان حصہ دینا لازم ہوگا (اور اگر اجازت سے کیا ہوگا تو کچھ نہین دینا آئے گا)۔

باب ما یحدث الرجل فی الطریق

(شارع عام مین ایک آدمی کے نئی بات پیدا کرنے کا بیان)

ت اگر کوئی شخص شارع عام کی طرف سنڈاس بنالے یا پرنالہ اُتارے یا کوئی چبوترہ یا دکان بنالے تو ان چیزون کے توڑ دینے کا ہر شخص کو اختیار ہے اور ایسی گلی مین کہ جو دوسری طرف کو نکلجاتی ہو تو اُس مین ایسی چیزین بنالینی درست ہین بشرطیکہ چلنے والون کو اس سے کچھ تکلیف نہ ہوا ور سر بند کوچہ مین یعنے جو دوسری طرف کو نکلتا نہ ہو بلا اجازت وہان کے رہنے والون کے اس طرح کا تصرف کرنا ہر گز درست نہین ہے۔ اگر کسی نے راستہ مین چبوترہ وغیرہ بنالیا تھا اور اُس سے ٹکرا کے یا اُوپر گر جانے سے کوئی آدمی مرگیا تو اس مرنے والے کی خونبہا اس چبوترے والے کے کنبہ پر لازم ہوگی) جیسا کہ اگر کوئی رستہ مین کنوان کھود دے یا بھاری سی سل رکھدے اور اس کنوئین مین گر کے یا سل سے ٹھکرا کے کوئی آدمی مرجائے تو اس مرنیوالے کی خونبہا بھی اس کنوان بنانے والے یا سل رکھنے والے کے کنبہ ہی کے ذمہ لازم ہوتی ہے اور اگر ایسے کنوئین وغیرہ کے باعث کسی کا جانور تلف ہو جائے تو اُس کا تاوان اس شخص کے مال مین سے لیا جائے گا (یعنے جانور تلف ہونے کی صورت مین کنبے والے بری رہین گے) اگر کسی شخص نے بادشاہ کی اجازت سے رستہ مین یا اپنی زمین مین پاخانہ وغیرہ کے لیے کھتہ بنالیا یا بادشاہ کی بلا اجازت رستہ مین ایک لکڑی رکھدی یا پل بنایا اور کوئی شخص قصداً اُس لکڑی یا پل پر سے گزرنا چاہے اور گر کے مرجائے تو ان چارون صورتون مین اُس شخص کے ذمہ کچھ تاوان نہ آئے گا۔ اگر کوئی شخص رستے مین کچھ بوجھ لیے ہوئے تھا وہ بوجھ کسی پر گر پڑا اور وہ دب کے مرگیا تو اس بوجھ والے کو اس کا خمیازہ بھرنا پڑے گا۔ اور اگر کوئی چادر (وغیرہ) اوڑھے جاتا تھا وہ ایک آدمی پر گر گئی (اور اتفاقاً وہ اس چادر ہی کے صدمہ سے مرگیا) تو چادر والے سے اسکا مواخذہ نہین ہونے کا۔ ایک محلہ کی ایک مسجد ہے کہ اُس مین محلہ والون ہی مین سے ایک شخص

نے قندیل لٹکا دی یا بوریے ڈالدیے یا بجری بچھادی اور اس سے اتفاقاً کوئی آدمی مرگیا تو اُس قندیل وغیرہ والے سے مواخذہ نہیں ہونے کا ہاں اگر ان کاموں کا کرنیوالا محلہ کا نہ ہو غیر ہو تو وہ اس خون کا ضامن ہوگا اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ وہ بھی ضامن نہیں ہونے کا اسی پر فتوی ہے) اگر مسجد کے محلہ والوں میں سے کوئی مسجد میں بیٹھا تھا کہ اُسکے نیچے دبکر کوئی آدمی مرگیا) تو وہ ضامن ہوگا بشرطیکہ محلہ والا نماز میں نہ ہو اور اگر نماز میں تھا اور اُسکے نیچے کوئی دبکر مرگیا) تو ضامن نہیں ہونے کا۔

فصل فی الحائط المائل

(جھکی ہوئی دیوار کے احکام کی تفصیل)

ت اگر کسی کی دیوار شارع عام کی طرف جھکی ہوئی تھی اور کسی مسلمان یا ذمی نے اُس دیوار والے سے کہدیا تھا کہ اس کا بند وبست کردو ورنہ آپکے حق میں اچھا نہ ہوگا اور اس آگاہی کے بعد اتنے دن گذر گئے کہ اگر وہ بنواتا تو بنوا دیتا مگر اُس نے نہ بنوائی تو اب اگر اس دیوار کے نیچے دبکر کوئی آدمی مرگیا یا کسی کا مالی نقصان ہوگیا تو دونوں صورتوں میں دیوار والے کے ذمہ تاوان دینا لازم ہوگا۔ اور اگر کسی نے پہلے ہی سے جھکی ہوئی بنوائی تھی تو اب اس میں کسی کے آگاہ کرنے کی بھی ضرورت نہیں اس دیوار کے گرنے سے جس کا کچھ نقصان ہوگا وہ دیوار والے کو بھرنا پڑے گا اگر کوئی دیوار کسی کے مکان کی طرف جھک گئی تو اب اُس کے توڑ ڈالنے کی درخواست اس مکان والے کے ذمہ ہے اگر یہ اس دیوار والے کو مہلت دیدے یا اسکی زد سے بری الذمہ ہی کردے تو یہ درست[1] ہے بخلاف شارع کی طرف دیوار جھک جانے کے (کہ اس صورت میں کسی آدمی کے مہلت دینے یا بری الذمہ کردینے سے اس دیوار والے سے مواخذہ برابر رہے گا) اگر ایک دیوار پانچ آدمیوں کی ملک تھا اور ان میں سے ایک سے کسی نے دو چار آدمیوں کے سامنے یہ کہدیا کہ میاں اس دیوار کو توڑ ڈالو ورنہ تم نقصان اُٹھاؤ گے) پھر وہ دیوار گرگئی اور ایک آدمی اُسکے نیچے دب کے مرگیا تو جس سے اُسکے توڑنے کو کہدیا گیا تھا اس پر اس کے خونبہا کا پانچواں حصہ لازم ہوگا۔ اگر ایک گھر میں تین آدمی شریک ہیں ان میں سے ایک نے اپنے ساجھیوں کی بلا اجازت اس گھر میں کنواں کھودوا لیا یا کوئی دیوار بنوالی

[1] درست ہونیکا یہ مطلب ہے کہ اگر اس مہلت میں بری الذمہ کرنیکے بعد اس مالک مکان کو اس دیوار سے نقصان ہوجائے تو دیوار والا اسکی بری ہیگا ۱۲ مترجم

اور اُس کنوئین یا دیوار سے کوئی آدمی تلف ہوگیا تو اُس شخص کو دو تہائی خونبہا دینی آئیگی
ف دو تہائی خونبہا لازم آنے کی یہ وجہ ہے کہ اپنے حصہ مین ایسی چیزون کی بنا سے کچھ نہین دینا پڑا کرتا مگر چونکہ اس نے اپنے ساجھیدون کا خیال نہین کیا اور اُن کے حصہ مین تصرف کیا ہے تو گویا اس نے یہ غصب کے طور پر کیا ہے اس وجہ سے ان کے عوض مین خونبہا کی دو تہائی اس کو دینی پڑین گی۔

باب جنایۃ البہیمۃ والجنایۃ علیہا وغیر ذلک

(آدمی کا جانور کے نقصان کردینے یا جانور کا آدمی کے نقصان کردینے وغیرہ کا بیان)

ت اگر کسی سوار کی سواری کا جانور اپنی ٹانگون سے آدمی کو یا کسی چیز کو کچل دے یا ٹکر مارے یا کاٹ لے یا ٹاپ مار دے تو سب صورتون مین سوار پر ضمان آئے گا۔ ہان اگر لات مارکے یا دم مار کے کسی کا نقصان کردے تو اس کا ضمان نہین آئیگا۔ ہان اگر سوار نے رستہ مین کھڑی کردی تھی (اور پھر اُسنے لات مار کے یا دم مار کے کسی کا نقصان کردیا تو اس صورت مین بھی سوار کو نقصان بھرنا پڑے گا) اگر کسی کی سواری کے اگلے یا پچھلے پیرون سے کوئی کنکر یا گٹھلی اُچھٹی یا سواری نے غبار یا چھوٹے چھوٹے ڈھیلے اُڑائے اور ان مین سے کوئی چیز کسی کی آنکھ مین لگ گئی اور آنکھ پھوٹ گئی تو اس کا ضمان سوار پر نہین آنے کا اور اگر سواری نے بڑے ڈھیلے اُڑائے (اور وہ کسی کے لگ گئے) تو سوار پر ضمان آئے گا کیونکہ یہ اُن سے بچ سکتا تھا کہ سواری کو ایسی جگہ کو نہ لے جاتا) اگر کسی کی سواری نے رستہ مین لید یا پیشاب کردیا تھا اور اس پیشاب وغیرہ سے کوئی آدمی تلف ہوگیا) تو اس سوار پر ضمان نہ ہوگا اگرچہ سوار نے اُسکے واسطے سواری کھڑی بھی کردی ہو ہان اگر سوار نے اور کسی مطلب کے واسطے سواری کھڑی کی تھی اور اُس نے وہان پیشاب وغیرہ کردیا اور اس سے آدمی تلف ہوگیا تو اب سوار پر ضمان اُسکا اور ان مذکورہ صورتون مین سے جن جن صورتون مین سوار پر ضمان آتا ہے اُن ہی صورتون مین ہانکنے والے اور رسا پکڑ کے آگے چلنے والے پر بھی ضمان آتا ہے ہان اتنا فرق ہے کہ اگر

* ک ۱۲ ک ۱۲ ک ۱۲ ک ۱۲ ک ۱۲ ۱۲ سے ۱۲ من الکفایۃ ۱۲ اس مین معذور ہوتا اور سوار سے خالی نہین کا بچنا ان امور کیونکہ سواری نہایت مشکل ہے سوار کا بچنا سا وقت ان امور سے بچاؤ سواری کا ممکن کسی کی دیہ ف

کوئی جان سے مرجائے تو سوار کو اُس کا کفارہ بھی دینا پڑتا ہے اور ان دونون کے ذمہ کفارہ نہین ہوتا (یعنی نہ لے جانے والے پر اور نہ ہانکنے والے پر) اگر دو سوار یا دو پیادے آپس مین ٹکرا کے ایک دوسرے کے دھکے سے مرجائین تو ان دونون مین سے ہر ایک کی خونبہا اُسکے کنبے کے آدمیون پر ہوگی۔ اگر کسی نے اپنے گھوڑے کو پیچھے سے ہانکا تھا اور اتفاقاً اس کی کاٹھی (وغیرہ) کسی کے اوپر گر گئی جس کے صدمہ سے وہ آدمی مرگیا تو ہانکنے والا ضامن ہوگا اور اگر کوئی اُونٹون کی نکیل تھامے آگے آگے جا رہا تھا کہ ایک اونٹ کے پیر تلے ایک آدمی کچلا گیا اور وہین مرگیا تو اُس مرنے والے کی خونبہا اُس لے جانے والے کے کنبے کو بھرنی پڑے گی۔ اور اگر اُسکے ساتھ کوئی آدمی پیچھے سے ہانکنے والا بھی تھا تو اس صورت مین خونبہا دونون کے ذمہ ہوگی اور اگر اسی صورت مین کسی نے اپنا اونٹ قطار مین باندھ دیا تھا اور بیخبری ہونے پر آگے سے لے جانے والے کے کنبے کو خونبہا دینی پڑ گئی تو وہ اس اونٹ باندھنے والے کے کنبے سے وصول کرلین اگر کسی نے اپنا گھوڑا وغیرہ اس طرح بھگایا کہ اُسے پیچھے سے ہانک دیا اور اُسکے بھاگتے ہی کوئی آدمی مرگیا یا کسی کا کچھ مالی نقصان ہوگیا تو دونون صورتون مین اس بھگانے والے کو یہ نقصان بھرنا پڑے گا۔ اگر کسی نے ایک پرند جانور (مثلاً باز وغیرہ) یا کتا چھوڑا اور پیچھے سے نہین مارا یا کوئی جانور خود بخود ہی بھاگ پڑا۔ اور اُن سے کسی کی جان یا مال کا نقصان ہوگیا خواہ رات ہو یا دن ہو یہ جانور والا ضامن نہ ہوگا۔ اگر کسی نے ایک قصائی کی بکری کی آنکھ نکال لی تو اُس سے بکری کی قیمت مین جس قدر کمی آئے گی وہ اُسے بھرنی پڑے گی اور اگر کسی نے قربانی کے اونٹ یا گائے وغیرہ کی آنکھ نکال لی تو اسکے بدلے مین اسی قیمت کا اونٹ یا گائے وغیرہ دینی پڑے گی۔ اور اگر کسی کے گھوڑے یا گدھے کی آنکھ پھوڑ دی تو اس گھوڑے گدھے کی چوتھائی قیمت دینی پڑے گی۔

باب جنایۃ المملوک والجنایۃ علیہ

(اس کا بیان کہ غلام کسی کا نقصان کرے یا غلام کا کوئی نقصان کرے)

ت اگر کسی لونڈی غلام نے بہت سے نقصان کر دیے ہون تو اُس کے آقا کو فقط ایک دفعہ

[illegible]

ان نقصان والون کے حوالے کر دینا واجب ہے بشرطیکہ اس مین حوالے کرنے کی قابلیت ہو (یعنی ان نقصانون کے بعد اُسے آزاد نہ کر دیا ہو) اور اگر اب وہ اس قابل نہین ہو (یعنی آقا نے اُسے آزاد کر دیا ہے) تو وہ فقط ایک دفعہ اس کی قیمت نقصان والون کو دیدے (یعنی ہر ہر نقصان والے کو اُس کی پوری پوری قیمت دینی اسکے ذمہ نہین ہے ایک دفعہ کے دینے سے یہ بری ہو جائے گا) اگر کسی کے غلام سے خطائً کوئی خون ہو گیا تھا اور آقا نے وہ غلام بدلہ مین دیدیا تو مقتول کے وارث اس غلام کے مالک ہو جائین گے اب اگر آقا چاہے تو خون کا عوض دے کر اپنے غلام کو واپس لے سکتا ہے۔ اگر آقا نے روپیہ دیکر غلام واپس لے لیا تھا اور اُسنے پھر کوئی خون کر دیا تو اس کا حکم مثل پہلے کے خون کے ہے۔ (کہ چاہے آقا غلام دیدے اور بعد مین چاہے تو واپس لے یا پہلے ہی سے روپیہ بھر دے) اگر کسی کے غلام نے ایک ہی دفعہ دو نقصان کر دیے تو اب اُسکے آقا کو اختیار ہے کہ چاہے دونون نقصانون کے عوض مین غلام دیدے اور چاہے دونون کا روپیہ بھر دے۔ اگر آقا کو اپنے غلام کے نقصان کر دینے کی خبر نہین تھی اُسنے آزاد کر دیا تو غلام کی قیمت اور نقصان کے تاوان مین سے جونسی رقم کم ہوگی وہ اس آقا کو بھرنی ہوگی اور اگر نقصان کرنے کی خبر تھی اور پھر آزاد کر دیا تو اب نقصان کا تاوان ہی بھرنا ہوگا جیسا کہ بیچنے کی صورت مین ہوتا ہے (کہ اگر غلام کے نقصان ہونے کی خبر ہونے پر اسکو بیچ ڈالا تو اب آقا کو تاوان ہی دینا پڑا کرتا ہے) اور اگر آقا نے اپنے غلام کی آزادی کو کسی شخص کے مار ڈالنے یا کسی کے تیر مارنے یا کسی کے زخمی کرنے پر معلق کر دیا تھا۔ (یعنی یون کہدیا تھا کہ اگر تو ایسا کرے تو آزاد ہے) اور غلام مذکور نے ان مین سے کوئی فعل کر دیا تو غلام آزاد ہو جائے گا اور ان قصورون کا تاوان آقا ہی کو بھرنا پڑیگا۔ اگر کسی غلام نے ایک آزاد آدمی کا ہاتھ قصداً کاٹ دیا تھا اور ہاتھ کے بدلے مین یہ غلام ہی آزاد کو دیدیا گیا اور اُسنے آزاد کر دیا اور پھر اپنے ہاتھ کی تکلیف سے مر گیا تو یہ غلام اُس قصور کے عوض مین صلح ہے (یعنی اب اس آزاد کے مرنے سے غلام کے ذمہ کچھ نہین آئیگا) اور اگر اُسنے آزاد نہین کیا تھا اور ہاتھ کی تکلیف سے مر گیا تو اُسکے وارث اس غلام کو آقا کی طرف واپس کر دین اور پھر اس غلام کو قصاص مین قتل کر دین اگر قصداً ماذون[1] غلام

---

[1] ماذون غلام اس غلام کو کہتے ہین کہ جسکو آقا نے تجارت وغیرہ کرنے کی اجازت دیدی ہو ۱۲

سے خطائً کوئی خون ہوگیا تھا آقا کو اُس کی خبر نہ ہوئی اُسنے غلام کو آزاد کر دیا تو اب آقا کو اس غلام
کی دوہری قیمت بھرنی پڑے گی۔ ایک قیمت قرضخواہوں کے لیے اور ایک مقتول کے وارثوں
کے لیے۔ اگر کسی ماذونہ قرضدار لونڈی کے اولاد ہوا ور قرض کے ادا ہونے کی کوئی صورت
نہ ہو تو قرض ادا کرنے کی غرض سے وہ لونڈی معہ بچے کے فروخت کر دی جائے اور اگر ایسی
لونڈی خون کر دے اور بعد میں اُسکے بچہ پیدا ہو تو خون کے بدلے میں یہ بچہ نہ دیا جائے گا (بلکہ
مقتول کے وارثوں کو صرف لونڈی ہی ملیگی) اگر غلام سے کسی نے یہ بیان کیا کہ تیرے آقا نے
تجھے آزاد کر دیا ہے اسکے بعد اس کہنے والے کے کسی مورث کو اس غلام نے خطائً قتل کر دیا تو
اب یہ بیان کرنے والا اس غلام سے کچھ نہیں لے سکتا (کیونکہ اُسکے خیال میں جب یہ غلام آزاد
ہے تو اب آقا سے اس کا مواخذہ نہ رہا اور چونکہ درحقیقت یہ غلام ہے تو اُسکے کنبہ والوں سے
بھی خون بہا کا مواخذہ نہیں ہو سکتا) اگر آزاد شدہ غلام نے کسی سے یوں کہا کہ مین نے تیرے
بھائی کو اپنی غلامی کی حالت مین قتل کیا تھا۔ اُسنے کہا نہیں تو نے تو آزاد ہونے کے بعد کیا ہو تو
اس صورت مین (یا تو مقتول کا بھائی گواہوں سے ثابت کر دے ورنہ بالاجماع) غلام کے کہنے کا
اعتبار کیا جائیگا۔ اگر کسی نے اپنے آزاد کردہ لونڈی سے کہا کہ مین نے تیرا ہاتھ اُسوقت کاٹا تھا
کہ جب تو میری ملک مین تھی۔ وہ بولی نہیں تو نے تو آزاد ہونے کے بعد کاٹا ہے تو دیا تو کہنے والا
اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کرے ورنہ) لونڈی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور انہی سب
چیزوں کا بھی حکم ہے کہ جو آقا نے اپنی آزاد کردہ لونڈی سے لیلی ہوں (اور لونڈی کہے کہ تو نے
مجھے آزاد کرنے کے بعد لی ہے اور وہ دعوی کرے کہ پہلے لی ہے تو یا یہ اپنے دعوی پر گواہ لائے ورنہ
لونڈی کا اعتبار کیا جائیگا) سوائے صحبت کرنے اور محنت مزدوری کے روپے کے (کان دونوں
مین اگر اختلاف ہو تو آقا ہی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا) اگر محجور[له] غلام نے کسی آزاد لڑکے سے ایک
آدمی کے مار ڈالنے کو کہا اور لڑکے نے اسکو مار ڈالا تو اس مقتول کی خونبہا لڑکے کے کنبے والوں
پر ہوگی اور یہی حکم اُس صورت مین ہے کہ ایک محجور غلام نے دوسرے محجور غلام سے کہکر ایسا کرا دیا
ہو تو اب اس قاتل غلام کے آقا کو یا خونبہا بھرنی پڑے گی اور یا غلام دینا پڑے گا) اگر ایک غلام نے

[له] محجور اُس غلام کو کہتے ہیں جسے آقا نے تجارت وغیرہ کرنے کی اجازت نہ دے رکھی ہو ۱۲

دو آدمیون کو قصداً مار ڈالا اور دونون مقتولون کے دو وارث ہین لیکن دونون کے وارثون
مین سے ایک ایک نے اپنا اپنا حق اس غلام کو معاف کر دیا تو اب اس غلام کا آقا باقی کے دونون
وارثون کو یا تو نصف غلام دیدے (اور نصف اپنی ملک مین رکھے) اور یا ان دونون کو پوری خونبہا
دیدے اور اگر غلام نے دونون کیسے تھے ایک قصداً کیا تھا اور دوسرا خطاءً اور جو قصداً مقتول تھا
اُس کے دو وارثون مین سے ایک نے اپنا حق معاف کر دیا تو اب اس آقا کو اختیار ہے
کہ چاہے خطاءً مقتول کے دونون وارثون کو پوری خونبہا دیدے اور نصف خونبہا قصداً
مقتول کے دونون وارثون مین سے ایک کو دیدے (یعنی جسنے اپنا حق معاف نہین کیا) اور چاہے
ان تینون کے یہ غلام ہی حوالے کر دے کہ تینون تین حصہ کر لین (یعنی خود بیچ کے اس کی قیمت کے
تین حصہ کر کے لے لین) اگر ایک غلام دو آدمیون کا تھا اُسنے ان دونون کے رشتہ دار کو مار ڈالا
اور اُن مین سے ایک نے یہ خون اسکو معاف کر دیا تو اب مقتول کا سب خون مفت ہی گیا
(یعنی دوسرا وارث اس معاف کرنے والے سے اب کچھ مواخذہ نہین کر سکتا) یہ مذہب امام
صاحب کا ہے اور صاحبین اسکے خلاف ہین **ف** اگر کسی نے ایک غلام خطاءً مار ڈالا تو اس
قاتل سے اُسکے آقا کو اس غلام کی قیمت دلائی جائیگی اگر وہ دس ہزار درم کا یا اس سے بھی زیادہ قیمت
کا تھا۔ تو ایک ہزار سے دس درم کم دلائے جائین گے (کیونکہ دس ہزار درم تو آزاد آدمی کی خونبہا
ہوتی ہے لہذا غلام اس صورت مین آزاد سے نہین بڑھ سکتا) اور اگر کوئی لونڈی کو مار ڈالے اور
وہ پانچ ہزار درم کی ہو تو اُس کی قیمت مین سے بھی دس درہم کم دلائے جائینگے ہان مغصوب کی صورت
مین قیمت کتنی ہی ہو بہر صورت پوری ہی دینی پڑیگی۔ آزاد آدمی کے اعضاء کا نقصان کرنے پر جو
مقدار اس کی خونبہا مین سے لی جاتی ہے اسی حساب سے غلام کے اعضا مین نقصان کرنے پر اسکی قیمت
کا حصہ لیا جائے گا مثلاً اگر کسی نے ایک غلام کا ہاتھ کاٹ دیا تھا تو اُس کاٹنے والے سے اس غلام
کی نصف قیمت لی جائیگی (خواہ کتنی ہی ہو) اگر ایک غلام کا کسی نے ہات کاٹ دیا تھا۔ آقا نے اُس
غلام کو آزاد کر دیا اور اب یہ غلام اس ہاتھ کی تکلیف سے مرگیا اور آقا کے سوا اسکے اور وارث بھی
ہین تو اس صورت مین اس غلام کا قصاص نہین لیا جائے گا (کیونکہ ابھی یہ تعیین نہ رہا کہ یہ قصاص

ل یعنی اگر کسی نے غلام غصب کر لیا تھا اور غاصب کے پاس وہ غلام مرگیا تو غاصب کے ذمہ اس غلام کی پوری ہی قیمت ہوگی ہزار سے کتنی ہی زیادہ ہو ۱۲ مترجم

آقا ہے۔ یا وارث لین) اور اگر آقا کے سوا اور کوئی وارث نہ تھا تو اب ہاتھ کاٹنے والے سے قصاص لیا جائے گا (کیونکہ اس صورت مین قصاص لینے کا مستحق آقا ہی ہے) اگر ایک شخص کے دو غلام ہین اُسنے دونون سے یون کہا کہ تم مین ایک آزاد ہے پھر کسی نے اُن دونون کے سر پھوڑ دیے اور اب آقا نے یہ بیان کیا کہ مین نے فلان غلام کے آزاد کرنے کی نیت کی تھی تو اس صورت مین دونون کے زخمون کا تاوان اس آقا ہی کو ملیگا۔ اگر ایک غلام کی کسی نے دونون آنکھین پھوڑ دین تو اب اس غلام کے آقا کو اختیار ہے کہ چاہے یہ اندھا غلام اسکو دیدے اور آپ اس کی پوری قیمت لے لے اور یا صبر کرلے اور اس اندھے ہی کو رکھ لے اور اس شخص سے نقصان کا عوض کچھ نہ لے۔ اگر کوئی مدبر یا ام ولد نقصان وغیرہ کردے تو اُنکی قیمت اور نقصان کے تاوان مین جونسی رقم کم ہوگی وہی اُنکے آقا کو بھرنی پڑے گی۔ پس اگر آقا نے حاکم کے حکم سے ایک قصور مین قیمت بھردی تھی اور اُسنے اپنا دوسرا قصور اور کردیا تو یہ دوسرا نقصان والا بھی پہلے ہی نقصان والے کے شریک ہوجائے (یعنی اس مدبر وغیرہ کے آقا نے جو پہلے نقصان والے کو قیمت بھری ہو اسی مین سے یہ بھی حصہ بٹا لے) اور اگر آقا نے حاکم کے حکم بغیر قیمت دیدی تھی تو اب دوسرے نقصان والے کو اختیار ہے کہ چاہے اپنے نقصان کا مواخذہ اسکے آقا سے کرے اور چاہے پہلے نقصان والے سے کرے۔

باب غصب العبد والمدبر والصبی والجنایۃ فی ذلک

(غلام۔ مدبر اور لڑکے کو غصب کرنے اور اُن مین کچھ نقصان کردینے کا بیان)

مسئلہ اگر ایک غلام کا کسی نے ہاتھ کاٹ دیا تھا پھر اس ہاتھ کٹے کو کسی نے غصب[1] کرلیا اور غاصب کے ہان یہ اُسی ہاتھ کی تکلیف سے مرگیا تو اب اس غاصب کو ہاتھ کٹے غلام کی قیمت اُسکے آقا کو دینی پڑیگی۔ اگر کسی نے ایک غلام غصب کرلیا تھا اور دوسرے شخص نے اس غاصب کے ہان اسکا ہاتھ کاٹ دیا اور اسکی تکلیف سے وہ غلام مرگیا تو یہ غاصب اس غلام سے بری ہوگیا (کیونکہ اب اس غلام کا سب تاوان وہی دیگا جسنے اس کا ہاتھ کاٹا ہے) اگر ایک مجحور غلام نے اپنے ہی جیسا غلام غصب کرلیا اور اُسکے پاس آکے وہ مرگیا تو یہ ضامن ہے (یعنی اس مجحور کو اسکی قیمت بھرنی پڑے گی مگر چونکہ مجحور ہے اسلیے اُسکے آزاد ہونیکے بعد قیمت دینی ہوگی) اگر کسی نے ایک مدبر غلام غصب

[1] غصب کے معنی زبردستی چھین لینے کے ہین اسکو یاد رکھنا چاہیے آیندہ کام آئیگے ۱۲ مترجم

کر لیا تھا اور اس مدبر نے غاصب کے ہان کوئی خون کر دیا بعد مین وہ مدبر اپنے آقا کے ہان آگیا اور آقا کے ہان آ کے اور خون کر دیا تو اول تو گیا تھا اُس مدبر کی قیمت ان دونون مقتولون کے وارثون کو دیدے اور پھر اُسکی نصف قیمت غاصب سے وصول کرلے (کیونکہ ایک خون اُسنے غاصب کے ہان بھی کیا تھا اسکا تاوان غاصب ہی کے ذمہ ہے) اور یہ نصف قیمت بھی پہلے ہی مقتول کے وارثونکو دیدے (کیونکہ پہلے وہی تمام قیمت کے مستحق ہوئے تھے۔ دوسرے مقتول کے وارث اسوقت اسکے مزاحم اور شریک نہ تھے تو اُنکے حق مین کمی کیسے کیجائے) اور اسکے بعد جو قیمت نصف اس آقانے اپنے پاس سے دی ہے یہ بھی غاصب سے وصول کرے (اور یہ اپنے پاس رکھے اور غاصب سے ساری قیمت لیجائیگی یہ وجہ ہے کہ جب اُسکے ہان خون ہوا تو ساری قیمت کا دیندار ہو چکا تھا مگر چونکہ مدبر پھر اپنے آقا کے ہان آگیا تھا اسوجہ سے قیمت کے ٹکڑے کرنے پڑے) اور اس صورت کے عکس مین دوبارہ نصف قیمت جو غاصب سے لیجاتی ہے وہ اس سے نہین لیجائیگی ف اس صورت کا عکس یہ ہے کہ مثلاً ایک مدبر نے اول اپنے آقا کے ہان خون کر دیا تھا بعد مین اُسے کسی نے غصب کر لیا اور غاصب کے ہان اُسنے اور خون کر دیا تو اس صورت مین غاصب سے فقط نصف ہی قیمت لیجائیگی جو دوسرے مقتول کے وارثون کو دیجائیگی اور آقا پوری قیمت کا تاوان پہلے مقتول کے وارثون کو بھرے گا۔ ت اور اس حکم مین غلام مثل مدبر کے ہے کہ غلام کی صورت مین آقا کو یہ غلام ہی مقتول کے وارثون کے حوالے کرنا پڑتا ہے اور مدبر کی صورت مین اسکی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اگر ایک مدبر نے اپنے غاصب کے ہان کوئی خون کر دیا پھر غاصب نے وہ مدبر اُسکے آقا کو دیدیا اور دیگر پھر غصب کر لیا اور اُسنے دوبارہ اسکے ہان اور خون کر دیا تو اس صورت مین آقا کے ذمہ یہ بات لازم ہے کہ اس مدبر کی قیمت ان دونون مقتولون کے وارثون کو دیدے اور دینے کے بعد اس مدبر کی پوری قیمت غاصب سے لے اور اس قیمت مین سے بھی آدھی قیمت پہلے مقتول کے وارثون کو دے (کیونکہ وہ مستحق کل قیمت کے تھے اور پہنچی انکو آدھی ہی تھی اور بعد اُسکے یہ آدھی بھی دی ہوئی اُسی غاصب سے وصول کرے کیونکہ مدبر نے دونون خون اسی کے ہان کئے تھے اس لئے دونون کا خمیازہ اُسی اکیلے کو بھگتنا پڑے گا) اگر کسی نے ایک آزاد لڑکا غصب کر لیا جو اُسکے ہان آکے ناگہان یا بخار سے مر گیا تو غاصب پر اس کا ضمان نہ آئیگا (کیونکہ ضمان تو مال کا آیا کرتا ہے اور آزاد مال نہین ہوتا۔ دوسرے یہ کہ اُسکے مرجانے

مین غاصب کی کوئی خطا نہین ہی) اور اگر اس لڑکے پر بجلی گر گئی یا سانپ نے ڈس لیا اور مر گیا تو کچھ خونبہا غاصب کے کنبے قبیلہ کے ذمہ ہوگی۔ جیساکہ کوئی غلام بطور امانت کے کسی لڑکے کے سپرد کردیا جائے اور وہ لڑکا کسی صورت سے اس غلام کو مار دے (تو اس غلام کی قیمت بھی اُس لڑکے کے کنبے قبیلے ہی کے ذمہ ہوا کرتی ہے) اگر کوئی نابالغ لڑکے کے پاس بطور امانت کے کھانا رکھدے اور وہ لڑکا اُسے کھا پی لے تو لڑکے پر ضمان نہین آتا۔

کتاب القسامۃ

(خون کے مقدمہ مین محلہ والون پر قسم آنیکا بیان)

ت اگر کسی محلہ مین سے کوئی مقتول ملے اور اُسکے قاتل کا پتہ نہ چلے تو محلہ والون مین سے پچاس آدمیون سے جنکو مقتول کا وارث چھانٹ لے قسم لیجائے وہ سب کے سب اس طرح قسم کھائین کہ اللہ کی قسم ہم نے اسکو قتل نہین کیا اور نہ ہمین اسکے قاتل کی خبر ہے اگر وہ پچاس کے پچاس اس طرح قسم کھالین تو پھر سارے محلہ والون کے ذمے اس مقتول کی خونبہا ہوگی اور اگر مقتول کا وارث بھی وہین رہتا ہو یا اور کہین رہتا ہو تو دونون صورتون مین (اس) کو قسم نہین دیجائیگی اگر اس پچاس مین کوئی قسم کھانے سے انکار کرے تو اُسکو فوراً جیلخانے مین بھیجدیا جائے جبتک کہ وہ قسم نہ کھائے وہین رہے اور اگر محلہ کے قسم کھانے والے پچاس نہ ہون تو ان ہی کو دوبارہ قسمین دے کر پوری پچاس قسمین کرلیجائین (مثلاً اگر پچیس ہون تو ان سبکو دو دفعہ قسم دیجائے اور اگر دس ہی ہون تو سب کو پانچ پانچ دفعہ اور اگر چالیس ہون تو فقط دس آدمیون کو دو دو دفعہ قسم دے لینگے) اور لڑکے۔ دیوانے۔ عورت اور غلام پر قسم نہین آسکتی (یعنی ایسے مقدمہ مین انھین قسم دینی نہین چاہیے) اگر کسی محلہ مین سے کوئی ایسی میت ملے کہ جس کے بدن پر زخم کا یا مار کا نشان نہ ہو یا اُسکی ناک سے یا منہ سے یا پاخانہ کی جگہ سے خون جاری ہو تو اس صورت مین نہ محلہ والون پر قسم ہے اور نہ اُنکے ذمے خونبہا ہے ہان اگر آنکھون سے یا کانون سے خون جاری ہو تو اُس وقت قسم وغیرہ لیجائے گی۔ کیونکہ ان

یعنی غاصب کی [illegible] ہلاکت کا سبب نہین [illegible] دو ایسی [illegible] غاصب سبب [illegible] ٹھہرا [illegible] تو ایسی جگہ [illegible] کہ جہان [illegible] دبانے کا نشان ہو تو [illegible] مار ڈالا [illegible] ۱۲ مترجم عفی عنہ [illegible] ہوتی ہین جگہ سے خون جاری ہوا کرتا ہے صورت مین بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے اسے کہ بیماری سے [illegible] ہوتی ہین (ت) یقیناً ثابت ہو تو اس پر [illegible] خونبہا نہین آسکتی ۱۲ مترجم عفی عنہ

دونون اعضا سے خون بدون ضرب شدید کے نہین بہا کرتا) اگر کوئی مقتول کسی گھوڑے وغیرہ پر سے لدا ہوا ملے اور اس سواری کو کوئی آگے سے پکڑے لیے جاتا ہو یا پیچھے سے ہانکتا ہو یا اوپر سوار ہو تو تینون صورتون مین اس مقتول کی خونبہا اس ساتھ ولے کے کنبے کے ذمہ ہوگی اگر کوئی گھوڑا وغیرہ جس پر مقتول لدا ہوا ہو دو گاؤن کے درمیان مین پکڑا جائے اور اسکے ساتھ کوئی نہ ہو) تو جو گاؤن وہان سے زیادہ قریب ہوگا وہان کے رہنے والون پر قسم اور خون بہا لازم ہوگی (اور اگر دونون برابر فاصلے پر ہین تو دونون کے ذمہ ہوگی) اگر کوئی مقتول کسی کے مکان مین سے ملے (اور صاحب مکان اس خون سے بالکل لاعلمی ظاہر کرے) تو صاحب مکان کو پچاس قسمین کھانی ہونگی اور خونبہا اسکے کنبے قبیلے کے ذمہ ہوگی اور اول قسامۃ جاگیرداروں پر واجب ہوتی ہے نہ کہ رہنے والون اور خریدنے والون پر ف یعنی اگر کسی گاؤن والون سے خون کی بابت قسم لینے کی ضرورت ہوگی تو جن لوگون کو بادشاہ نے وہ گاؤن جاگیر کے طور پر دیا ہوگا یعنی جو وہان کے اصلی زمیندار ہونگے اُنسے لیجائیگی نہ کہ اُن لوگون سے کہ جو رعیت کے طور پر یہان رہتے ہون یا جنھون نے یہ گاؤن اب خرید لیا ہو۔ مترجم ت اور اگر اُن جاگیرداروں مین سے کوئی نہ رہا ہو تو اب خریدنے والون پر قسم آئے گی۔ اگر کوئی مقتول کسی مشترک حویلی مین سے ملے اور اُسکے شرکا، برابر کے حصہ دار نہ ہون (بلکہ کسی کا آدھا ہو کسی کا تہائی یا چوتھائی) تو خونبہا اور قسامۃ انکی گنتی پر ہوگی (اور اُنکے حصون کا کچھ لحاظ نہین کیا جائیگا) اگر کسی نے ایک مکان بیع کر دیا تھا اور خریدنے والے نے ابھی اسپر قبضہ نہین کیا تھا کہ وہان سے ایک لاش مل گئی تو اسکی خونبہا (وغیرہ) بیعنامہ کرنے والے کے کنبے کے ذمہ ہوگی۔ اور اگر مکان وغیرہ کی بیع اختیار کے ساتھ ہوئی تھی (یعنی بائع مشتری مین سے کسی نے واپس کر دینے کا اختیار لے لیا اور اس اختیار ہی کی مدت مین وہان سے لاش مل گئی) تو یہ مکان وغیرہ جس کے قبضہ مین ہوگا اسکی خونبہا اُسی کے کنبے کے ذمہ ہوگی مگر ہان قابض کے کنبہ والے ابھی خونبہا ادا نہ کرین جبتک کہ اس بات کے گواہ نہ گزر جائین کہ یہ مکان اسی کا ہے جس کے قبضہ مین ہے۔ اگر کشتی مین سے کوئی لاش ملے تو اسکی خونبہا وغیرہ جو اس مین سوار ہون یا ملاح وغیرہ ان سب ہی کے ذمہ ہوگی اور اگر محلہ کی مسجد مین سے ملے تو اُس محلہ والون کے ذمہ ہوگی۔ اور اگر جامع مسجد مین یا شارع عام

مین سے ملے تو اس صورت مین قسامت نہ ہوگی، ہان بیت المال سے اسکی خونبہا دیجائیگی اگر جنگل مین سے یا دریا کے بیچ مین سے کوئی لاش ملے تو اسکی کچھ بازپرس نہ کیجائیگی اور اگر دریا کے کنارے پر اٹکی ہوئی ملے تو جو گاؤن اس طرف سے زیادہ قریب ہوگا وہین کے باشندون سے بازپرس ہوگی اگر کوئی مقتول محلہ مین سے ملا تھا اور اس مقتول کے وارث نے اس محلہ والون کے سوا اور کسی پر خون کا دعوی کردیا تو ان محلہ والون کے ذمہ سے قسامت جاتی رہیگی اور اگر محلہ والون ہی مین سے کسی ایک شخص پر دعوی کیا ہو تو اب انکے ذمہ سے قسامت نہین جائیگی اگر ایک قوم مین تلوارون سے مٹھ بھیڑ ہوئی اور بعد مین ایک مقتول کو چھوڑ کے سب چلے گئے۔ تو جس محلہ مین یہ تکرار ہوئی ہو اس مقتول کی قسامت اور خونبہا وہین والون پر ہوگی ہان اگر مقتول کا وارث ان ہی لوگون پر دعوی کرے کہ جو تلوارین لیکر چڑھے تھے یا ان مین سے ایک خاص آدمی پر دعوی کرے تو اب محلہ والون پر قسامت نہین آئے گی جن محلہ والون سے قسم لیجا رہی ہے اگر ان مین سے کوئی یون بیان کرے کہ یہ خون تو (مثلاً) زید ہی نے کیا ہے تو اس دعوی پر اسکو یون قسم دیجائے گی کہ خدا کی قسم یہ خون مین نے نہین کیا اور نہ مجھے اسکے قاتل کی خبر ہے۔ سوائے زید کے اگر کسی محلہ پر قسامت آنیکے بعد اسکے محلہ والے یون گواہی دین کہ یہ خون تو دوسرے محلہ والے نے کیا ہے یا اپنے مین سے ایک خاص شخص کا نام لینے لگین تو انکی یہ گواہی اور بیان قابل سماعت نہوگا۔ (کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ انھون نے دوسرے کا نام اپنی جان بچانے اور اپنے ذمہ سے الزام رفع کرنے کے لیے لیا ہو)۔

کتاب المعاقل

(خونبہاؤن کے ادا کرنیوالون کا بیان)

ف معاقل معقلہ کی جمع ہے اور معقلہ خونبہا کو کہتے ہین جو خونبہا محض خون کر دینے پر آئے وہ قاتل کے عاقلہ کے ذمہ ہوتی ہے ف محض خون کر دینے کی قید سے وہ خونبہا نکل گئی جو صلح کر دینے کے باعث دینی آئی ہو یا شبہۃً دینی پڑی ہو مثلاً باپ نے اپنے بیٹے کو قصداً مار دیا ہو تو ان دونون صورتون مین خونبہا خاص قاتل ہی کے مال مین سے دیجاتی ہے کنبہ والون سے نہین لیجاتی ف اگر قاتل کسی دفتر مین ملازم ہے تو اس کے عاقلہ اسی دفتر کے ملازمین ہونگے ان سب

دفتریون کی تنخواہون مین سے یہ خونبہا تین سال مین (قسط وار) وصول کرلیجائے اور اُنکی تنخواہین تین برس سے زیادہ مین یا کم مین وصول ہون تو اُسی وقت مجرا کرلیجائے (یعنی تین برس سے کم مین وصول ہون تو اُسوقت وصول کرلو ورنہ بعد مین جب وصول ہون جب ہی مجرا کرنا) اور اگر قاتل دفتر والون مین سے نہین ہے تو اُسکے عاقلہ اُسکے خاندان کے لوگ ہین (یعنی برادری مین جو اُسکے قریبی رشتہ دار ہون) اُن سے خونبہا تین برس مین قسط وار وصول کیجائے۔ یعنی ہر سال مین فی کس ایک درم یا ایک درم اور تہائی درم لیا جائے اس حساب سے تین سال مین ہر آدمی سے چار درم سے زیادہ نہین لیے جائینگے (بلکہ یا تو تین ہی درم وصول ہونگے اور یا زیادہ سے زیادہ چار ہونگے) اگر اس قبیلے کے آدمی اتنے نہ ہون کہ ان مین ساری خونبہا کا روپیہ اس حساب سے وصول ہوسکے (بلکہ آدمی کم ہونے کے باعث روپیہ باقی رہجاتا ہے) تو ان مین عصبات کی ترتیب[۱] سے ان ہی کا قریبی رشتہ دار قبیلے اور ملالیے جاوینگے. اور قاتل بھی عاقلہ کے ایک آدمی جیسا شمار کیا جائیگا (یعنی جیسے عاقلہ مین فی کس تین درم یا چار درم وصول ہوا کرتے ہین اسی طرح اس قاتل سے بھی وہی تین یا چار درم وصول کیئے جائینگے اس سے زیادہ کچھ نہین لیا جائیگا) اور آزاد کردہ غلام کے عاقلہ اسکے آزاد کرنے والے کی برادری کے لوگ ہونگے اور مولی موالات کا عاقلہ ایک تو وہی شخص ہے کہ جس کے ہاتھ پر اُسنے عقد موالات کی ہو اور اُسکے علاوہ اس شخص کی برادری کے لوگ ہونگے۔ ف مولی موالات کی تفصیل پیچھے مذکور ہوچکی ہے یعنی اُسے کہتے ہین کہ ایک پردیسی کسی شہر وغیرہ مین آکر رہنے لگے اور وہان کے کسی باشندے کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر یہ معاہدہ کرے کہ مین تیرے نفع و نقصان کا شریک ہون اور تو میرے نفع و نقصان کا شریک ہے یعنی اگر مجھ سے کوئی خطا قصور سرزد ہوکر کہین جرمانہ وغیرہ دینا آجائے تو وہ بھی تجھین دینا ہوگا اور اگر مین مرجاؤن تو جو کچھ میرے پاس ہے اسکے بھی مالک تم ہی ہوگے دونون طرف سے جب یہ معاہدہ طے ہوجائے تو اس کا نام عقد موالات ہے ۱۲ اور غلام کے خون وغیرہ کرنے کا تاوان (یعنی خونبہا وغیرہ) عاقلہ کے ذمے نہین ہوتی اور نہ اُس خون کی کہ جو

[۱] عصبات کی ترتیب سے مراد یہ ہے کہ اول اُس قبیلے کے آدمیون کے بھائیون کو ملائینگے پھر بھتیجون کو اگر ان سے بھی حساب پورا نہ ہو تو پھر انکے چچون کو اور اُن سے بھی نہ ہو تو پھر چچون کے بیٹون کو ۱۲ مترجم عفی عنہ

کسی نے قصداً کیا ہو (بلکہ ایسی صورت مین قاتل سے قصاص لیا جاتا ہے) اور جو روپیہ مدعا علیہ کو صلح ہونے پر دینا پڑے یا مدعا علیہ کے اقرار کر لینے کے باعث دینا آئے تو یہ بھی عاقلہ کے ذمے نہین ہوتا (بلکہ یہ روپیہ مدعا علیہ ہی کے ذمے ہوتا ہے) ہان اگر مدعا علیہ کے اقرار کرنے پر عاقلہ بھی اسکی تصدیق کرین تو اب عاقلہ کو دینا ہوگا۔ اگر کوئی آزاد آدمی خطاءً کسی غلام کا کچھ نقصان کر دے تو اسکا تاوان جسقدر بھی ہو آزاد کے عاقلہ کو بھرنا پڑیگا۔ ف اس مسئلہ سے یہ صاف معلوم ہو گیا کہ خطاءً جو بھی تاوان دینا آئیگا وہ مجرم کے عاقلہ کو بھرنا پڑیگا برابر ہے کہ مدعی غلام ہو یا آزاد آدمی ہو اس سے کچھ تاوان مین فرق نہین آتا۔

کتاب الوصایا

(وصیتون کا بیان)

مسئلہ وصیت اسے کہتے ہین کہ آدمی مرنے سے پہلے یون کہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ چیز فلان شخص کو لیجائے اور وصیت کرنا مستحب ہے ف جاننا چاہیے کہ جو شخص وصیت کرے اُسکو موصی یعنی وصیت کرنیوالا کہتے ہین اور جس کے لئے وصیت کرے اسکو موصی لہ اور جسکو اس وصیت کی تعمیل کے لیے مقرر کرے اُسے وصی کہتے ہین مسئلہ موصی کو اپنے تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنی درست نہین ہے (یعنی مثلاً تین سو روپیہ مین سے ایک سو روپیہ یا اس سے کم کسی کو دینے کی وصیت کر دے تو یہ درست ہے اور اس تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہین ہے اور نہ اپنے قاتل کے لیے درست ہے اور نہ اپنے کسی خاص وارث کے لیے (مگر ان تینون صورتون مین ناجائز ہونا اس شرط پر ہے کہ) اگر اور ورثہ اس وصیت کو ناجائز رکھتے ہون (اور اگر سب خوشی سے اسکی تعمیل کی اجازت دیدین تو پھر منع نہین ہے) اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کے لیے وصیت کرے یا ذمی کسی مسلمان کے لیے وصیت کرے تو یہ دونون وصیتین درست ہین۔ اور موصی لہ کی طرف سے وصیت کو قبول کرنیکا اعتبار موصی کے مرنے کے بعد ہوتا ہے اور اُسکی زندگی مین قبول کرنا یا نکرنا دونون بیکار ہین یہانتک کہ اگر اُسکی زندگی مین یون کہدیا تھا کہ اسکی وصیت کا روپیہ لینا ہمین منظور نہین ہے اور اُسکے مرنیکے بعد کہدیا کہ مین لیتا ہون تو اُسکا یہ قبول کرنا درست ہوگا اور روپیہ اسکو ملیگا) اور مستحب یہ ہے کہ آدمی تہائی مال سے کم ہی کی وصیت کرے اور جب وصیت کی چیز کو موصی لہ قبول کرے تو وہ چیز اُسکی ملکیت

ہوجاتی ہے (برابر ہے کہ اُسکے قبضہ مین آئی ہو یا نہ آئی ہو) ہان اگر موصی یعنی وصیت کرنے والے کے مرتے ہی یہ موصی لہ بھی مرجائے اور اس قبول کرنے تک بھی مہلت نہ ملے تو ایسی صورت مین اس کے قبول کیے بغیر ہی وہ چیز اس کی ملک ہوجاتی ہے۔ اگر کسی کے ذمے اتنا قرض ہو کہ جسقدر مال اُسکے پاس ہے وہ سب قرضہ ہی مین چلا جاویگا تو ایسے قرضدار کی وصیت درست نہین ہے اسیطرح اگر کوئی لڑکا نابالغ) یا مکاتب کچھ وصیت کرنے لگے تو بھی درست نہین ہے اور حمل کیلئے وصیت کرنی درست ہے (مثلاً کوئی یون کہے کہ اس عورت کے پیٹ مین جو بچہ ہے اسکو میرے روپیہ مین سے اتنا دیدینا) اور کسی کے حق مین حمل کی وصیت کرنی بھی درست ہے (مثلاً کوئی یون کہے کہ میری لونڈی کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلان شخص کو دیدینا تو یہ بھی جائز ہے) بشرطیکہ وصیت کے وقت سے لیکر چھ مہینے سے کم مین اُس لونڈی کے بچہ ہوجائے (اور اگر چھ مہینے مین یا زیادہ مین ہوگا تو وصیت بیکار ہوگی۔ کیونکہ وصیت کیوقت حمل ہونے کا یقین نہ رہے گا اور حمل کیواسطے کوئی چیز ہبہ کرنی درست نہین ہے (کیونکہ ہبہ مین جس کے لیے ہبہ کیا جائے اُسکا قبضہ ہونا شرط ہے اور حمل قبضہ نہین کرسکتا) اگر کسی نے اپنی لونڈی کی کسی کے لیے وصیت کی اور اسکے حمل کو استثنا کرلیا (مثلاً یون کہا کہ میری یہ لونڈی فلان شخص کو دینا مگر اُسکے پیٹ مین جو بچہ ہے یہ نہ دینا) تو یہ وصیت اور استثنا دونون درست ہے (یعنی اُس موصی لہ کو یہ لونڈی ہی ملیگی اور اُسکا بچہ نہین ملیگا) اور وصیت کرنیوالے کو اپنی وصیت سے پھرنا جائز ہے خواہ زبانی کہکر پھر جائے (کہ مین نے جو وصیت کی تھی وہ مین واپس لیتا ہون) یا کوئی فعل ایسا کردے کہ جو وصیت سے پھرنے کی دلیل ہو (مثلاً جس چیز کی وصیت کی ہو وہ کسی کے ہاتھ بیچ کردے یا ہبہ کردے۔ یا کپڑے کی وصیت کی ہو پھر اُسے سی لے یا بکری کی وصیت کرکے پھر اُسے ذبح کرلے) اور فقط وصیت کا انکار کردینے سے پھرنا ثابت نہین ہونیکا

باب الوصیۃ بثلث المال ونحوہ

(تہائی مال وغیرہ کی وصیت کرنے کا بیان)

ت اگر کسی نے ایک تہائی مال کی ایک شخص کے لیے وصیت کی تھی اور دوسری تہائی کی دوسرے

ف یعنی اگر وصیت کرنے کے بعد یون کہے کہ مین نے تو وصیت نہین کی اور جس کے لیے کی تھی اور وصیت کو گواہون سے ثابت کرتا ہے تو وصیت کی چیز اسکو ضرور پہنچیگی اسی پر فتوی ہے ۱۲ مترجم عفی عنہ

شخص کے لیے اور وارث اس دو تہائی مال کی وصیت پر رضامند نہین تو ایک ہی تہائی مال ان دونون کو برابر تقسیم کردینگے اور اگر ایک کے لیے ایک تہائی کی وصیت کرکے دوسرے کے لیئے ایک چھٹے حصہ کی کردی (اس صورت مین دونون وصیتین نصف مال کی ہوئین اور ورثہ نصف دینے پر بھی رضامند نہ ہوئے) تو اب ایک تہائی مال ان دونون مین تقسیم کردین گے کہ اس تہائی مین سے دو حصے پہلے شخص کے اور ایک حصہ دوسرے کا (غرض کہ اس تہائی کے پھر تین حصہ کرلیے جائین گے) اور اگر اول ایک شخص کے لیے اپنے سارے مال کی وصیت کردی پھر دوسرے کے لیے تہائی مال کی اور ورثہ نے اس وصیت کو منظور نکیا تو (امام صاحب کے نزدیک) اس کا تہائی مال ان دونون کو نصفا نصف دیا جائیگا۔ موصی لہ کا حصہ تہائی سے زیادہ نہ ٹھیرایا جائے سوائے تین صورتون محابات۔ سعایہ اور دراہم مرسلہ کے ف محابات کے معنی بیع مین رعایت کردینے کے ہین مثلاً سواسو کی قیمت کی چیز کوئی سو روپے مین دیدے وصیت مین محابات کی یہ صورت ہوگی کہ مثلاً موصی کے دو غلام تھے ایک گیارہ سو روپیہ کی قیمت کا اور دوسرا چھ سو کی قیمت کا موصی نے مرتے وقت یہ وصیت کی کہ میرا گیارہ سو والا غلام تو سو مین زید کو دیدینا اور چھ سو والا سو مین عمرو کو دیدینا اور ان غلامون کے سوا اور کچھ مال اُس کے پاس نہین ہے اور ورثہ اس وصیت کو منظور نہین کرتے تو چونکہ اس وصیت مین زید کے لیے ایکہزار کی رعایت ہوئی ہے تو گویا اس ہزار کی موصی نے اُسکے لیے وصیت کی ہے علیٰ ہذا القیاس عمرو کے لیے چونکہ پانسو کی رعایت ہوئی ہے تو گویا اُسکے لیے بھی اُنکی وصیت کی ہے۔ پس اگر اسکو ورثہ منظور کرلیتے تو کچھ جھگڑا ہی نہ تھا لیکن اب بھی ان دونون کی یہ محابات برابر جاری ہوگی۔ زید کو جو ایکہزار کی محابات ہوئی تھی تو اُسکو ایک ہزار دیے جائینگے اور عمرو کے لیئے پانسو کی محابات ہوئی تھی اُسے پانسو ملین گے۔ پس اگر یہ نہ محابات ہوتی اور وصیتون کے ہوتی تو زید کو پانسو چھتیس اور ایک درہم کی دو تہائی سے زیادہ نہ ملتا۔ مگر محابات کیوجہ سے یہان وہ وصیت کا قاعدہ جاری نہ ہوگا۔ اور سعایہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے دو غلامون کو آزاد کرنے کی وصیت کی جن مین ایک ہزار کا تھا اور دوسرا دو ہزار کا اور انکے سوا اور اسکے پاس مال بھی نہین ہے پس اگر ورثہ اُسکو منظور کرلین تو یہ دونون آزاد ہوجائین گے اور اگر وہ منظور نہ کرین تو ایک تہائی سے آزاد ہونگے۔ اور مال کی تہائی ایکہزار روپیہ ہے تو جسکی

قیمت ایکہزار تھی اُسکا تہائی حصہ تو مفت آزاد ہو جائے گا جو تین سو تینتیس اور ایک روپیہ کا ایک تہائی حصہ ہوتا ہے اور باقی اپنی دو تہائی قیمت اسے کما کر دینی پڑے گی۔ اور جسکی قیمت دو ہزار ہے وہ اس سے دُگنا کما کر دیگا یعنی چھ سو چھیاسٹھ روپے اور ایک روپیہ کی دو تہائی اور ایک تہائی حصہ اسکی قیمت کا بھی مفت آزاد ہو جائیگا۔ اور دوسرا ہم مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے لیے ہزار کی وصیت کی اور دوسرے کے لیے دو ہزار کی اور انکے سوا اور کچھ مال اُس کے پاس نہین ہے اور ورثہ نے یہ وصیت منظور نہین کی تو اب سارے مال کا ایک تہائی حصہ یعنی ایک ہزار ان دونون مین تین حصہ ہو کر بٹ جائے گا۔ جسے ایکہزار کی وصیت تھی اُسے ہزار کی تہائی یعنی تین سو تینتیس اور ایک روپیہ کی تہائی ملیگی اور جس کے لیے دو ہزار کی وصیت تھی اُسے اُس کا دُگنا (یعنی) ت اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ فلان شخص کو میرے بیٹے کا حصہ ویدینا تو یہ وصیت باطل ہے کیونکہ بیٹے کا حصہ اور کسی کو نہین پہونچ سکتا مگر یہ جب ہی کہ جبکہ اسکے بیٹا ہو اور اگر بیٹا نہ ہو گا تو یہ صحیح ہو جائیگی اور اگر کوئی یون وصیت کرے کہ فلان شخص کو میرے بیٹے کے حصہ کی برابر دینا تو یہ وصیت صحیح ہے۔ اب اگر اُسکے دو بیٹے ہون تو اس موصی لہٗ کو ایک تہائی مال ملیگا اور دو تہائی اُن دونون کے) اور اگر یون وصیت کرے کہ میرے مال کا ایک سہام یا ایک جز فلان شخص کو دینا تو اسکا بیان کرنا ورثہ کے اختیار مین ہے (کہ وہ جو کچھ چاہین دیدین) اگر کسی نے وصیت مین یہ کہا کہ میرے مال کا ایک چھٹا حصہ فلان کا ہے پھر کہا کہ اُسکے لیے میرے مال کا تہائی حصہ ہے تو اس موصیٰ لہٗ کو تہائی حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک چھٹے حصہ کی دو دفعہ وصیت کی (مثلاً یون) کہا کہ میرے مال کا ایک چھٹا حصہ فلان کا ہے پھر کہا کہ میرے مال کا چھٹا حصہ فلان کا ہے تو اس موصیٰ لہٗ کو ایک ہی چھٹا حصہ ملیگا۔ اگر کسی نے یون وصیت کی کہ میرے روپیون مین سے ایک تہائی فلان کو دینا یا بکریون سے ایک تہائی فلان کو دینا اور اتفاقاً اسکی وصیت کے بعد) دو تہائی روپیہ یا دو تہائی بکریان تلف ہو گئین تو جو روپیہ باقی ہے یا جو بکریان باقی ہین۔ یہ حق اُسی موصی لہٗ ہی کا ہے۔ اگر کسی نے غلامون یا کپڑون یا مکان کی نسبت یہ وصیت کی تھی کہ ان کا ایک ایک تہائی فلان کو دیدینا اور اُسکی وصیت کے بعد دو تہائی غلام یا دو تہائی کپڑے یا دو تہائی مکان (قدرت الٰہی سے) تلف ہو گئے تو اب اس موصی لہٗ کو اس باقی کی تہائی ملے گی (یعنی روپیون کی طرح باقی سب ہی نہین

ملے گا۔ اگر کسی نے ایکہزار کی وصیت کی اور اُسکا روپیہ کچھ اُس کے پاس ہے اور کچھ اُدھار مین پڑا ہے پس اگر اُسکے پاس کا روپیہ تین ہزار یا اس سے زیادہ ہے تو اسی مین سے موصی لہ کو ایکہزار دیکر الگ کر دین گے اور اگر اُسکے پاس تین ہزار سے کم ہے تو اُس مین سے ایک تہائی دیدین گے اور جب کچھ قرضہ وصول ہوا کرے گا اسکی ایک تہائی یہ لیتا رہیگا یہانتک کہ اسکے ہزار روپیہ پورے ہو جائین اگر کسی نے اپنے تہائی مال کی وصیت زید اور عمرو دونون کے لیے کی اور عمرو وصیت سے پہلے ہی مرچکا ہے تو یہ ساری تہائی زید کی ہے۔ اور اگر یون وصیت کی کہ میرے تہائی مال مین زید اور عمرو دونون برابر کے شریک ہین اور عمرو مرچکا ہے تو اب زید کو اُس تہائی کا نصف ملے گا۔ اگر کسی نے اپنے مرنے سے کئی دن پہلے اپنے تہائی مال کی وصیت کی اور وصیت کے وقت اُسکے پاس ایک پیسہ بھی نہین ہے تو اُس کے مرنے کے وقت جو چیز اُس کی ملکیت ہوگی اُسکی ایک تہائی موصی لہ کو ملیگی۔ اگر کسی نے اپنے تہائی مال کی وصیت اپنی ام ولدون اور فقیرون اور مسکینون کے لیے کی اور ام ولدین تین ہین۔ تو اس موصی کے تہائی مال کے پانچ حصّہ کرین گے ان مین سے تین حصے تینون ام ولدون کے اور ایک حصّہ فقیرون کا اور ایک حصہ مسکینون کا۔ اگر کسی نے یون وصیت کی کہ میرے مال مین سے ایک تہائی زید اور مسکینون کو دینا تو تہائی مین سے نصف زید کو دین گے اور نصف مسکینون کو۔ اگر ایک شخص نے ایک آدمی کے لیے سو روپیہ کی وصیت کرکے دوسرے کے لیے اور سو روپیہ کی وصیت کردی اور پھر تیسرے کے لیے یون کہدیا کہ مین نے تجھے ان دونون کے شریک کر دیا ہے تو اس تیسرے کو اُن دونون کے سو سو مین سے ایک تہائی ملیگی۔ اور اگر ایک شخص کے لیے چارسو کی وصیت کی اور دوسرے کے لیے دوسو کی اور بعد میں تیسرے سے کہدیا کہ مین نے تجھے اِن دونوں کے شریک کر دیا ہے تو یہ تیسرا ان دونون سے نصف نصف ٹہولے گا یعنی دوسو پہلے سے لیگا اور سو دوسرے سے۔ اگر کسی نے مرتے وقت یہ کہا کہ میرے ذمہ قرض ہے اور قرض کی مقدار بیان نہ کی اور وارثون نے اُسکے کہنے کو مان لیا تو اب قرضخواہ سے بیان کرائینگے اور اسکا دعوی تہائی ترکہ تک منظور

[illegible]

کیا جائیگا اور تہائی سے زیادہ مین دعوی منظور نہین کیا جائیگا) اگر کسی نے اپنے ذمے قرض ہونے
کا اقرار کرنے اور ورثہ کی تصدیق کر لینے کے بعد) بہت سی وصیتین کین تو اب اس موصی کے مال
مین سے ایک تہائی مال وصیت والون کے لیے اور دو تہائی وارثون کے لیے الگ کر لیا جائیگا
اور پھر دونون فریق سے یہ کہدیا جائیگا کہ قرضہ کے مدعی کا تم جسقدر روپے مین چاہو اعتبار کر لو (یعنی
اُسکے کہنے کو مان لو تو ہر فریق جس مقدار کو تسلیم کریگی وہی مقدار اُس فریق کے حصے مین سے لے کر
مدعی کو دیدینگے) اور اُسکے بعد ایک تہائی مین سے جو کچھ بچے گا وہ وصیت والون کا ہوگا (وہ بانٹ
لینگے) اور دو تہائی مین سے جو بچے گا وہ ورثہ بانٹ لین گے) اگر کسی نے ایک اجنبی شخص اور ایک اپنے
وارث کے لیے وصیت کی تو اس وصیت مین سے نصف اس اجنبی کو ملجائیگا اور وارث کے حق مین
وصیت باطل (اور بیکار) ہوگی (کیونکہ وارث کے لیے وصیت درست نہین ہوا کرتی ان کے حقوق
کلام الٰہی سے مقرر ہو چکے ہین) اگر کسی نے مختلف قسم کے تین تھانون کی تین آدمیون کے لیے وصیت کی
اور ان مین سے ایک تھان جاتا رہا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کونسا اور کسکے حصہ کا گیا ہے اور اس موصی
کا وارث ان تینون مین سے ہر ایک سے کہتا ہے کہ میان تیرے ہی حصہ کا گیا ہے (یعنی وہ کسی کو
دینے کی ہان نہین کرتا) تو یہ وصیت ہی باطل ہوگی۔ ہان اگر وارث باقی کے دونون تھانون کو ان
تینون کے حوالے کردے اور یون کہدے کہ انکو تم آپس مین تقسیم کر لو تو اب (ان مین تقسیم کی یہ صورت
ہوگی کہ بڑھیا والے کو بڑھیا کی دو تہائی ملین گی اور گھٹیا کی وصیت والے کو گھٹیا کی دو تہائی
اور میانہ قسم کی وصیت والے کو دونون مین سے ہر ایک کی ایک ایک تہائی ملے گی۔ اگر کسی
نے ایک مشترک مکان مین سے کسی کے لیے ایک کوٹھری کی وصیت کی اور موصی کے مرنے
کے بعد یہ مکان تقسیم ہوا۔ اور وہ کوٹھری موصی ہی کے حصہ مین آئی تو اب یہ موصی لہ کی ہے
اور اگر موصی کے حصہ مین نہ آئی۔ بلکہ کسی اور شریک کے حصہ مین لگ گئی تو اس کوٹھری
کی زمین جسقدر تھی ہے اُتنی ہی زمین اُس مکان مین سے اُس موصی لہ کو دی جائیگی اور
اس حکم مین اقرار مثل وصیت کے ہے ف یعنی اگر کسی نے اپنے مشترک مکان مین سے
ایک کوٹھری کی بابت کسی کے لیے اقرار کر لیا اور اقرار کے بعد وہ مکان تقسیم ہوا اب اگر یہ
کوٹھری اس مقر کے حصہ مین آگئی تو بلاشبہ اُس مقر لہ کو ملے گی اور اگر کسی اور کے حصہ مین لگ گئی

تو اس مقرلہ کو اُس کوٹھری کے برابر اس مکان میں سے زمین ملیگی اور یہی وصیت میں ہونا ظاہر المعنی
ت اگر کسی نے دوسرے شخص کے مال میں سے ایک ہزار روپیہ معین کی وصیت کسی کیلئے کردی
اور اس موصی کے مرنے کے بعد اس مالک مال نے اس وصیت کو منظور کر کے روپیہ موصی لہ کو دیدیا
تو یہ جائز ہے۔ اور اس مالک مال کو منظور کر لینے کے بعد نہ دینے کا اختیار رہتا ہے (یعنی اگر منظور
کر لینے کے بعد بھی یہ نہ دے تو حاکم اس سے زبردستی نہیں دلا سکتا بلکہ دینا نہ دینا بھی اُسکی مرضی پر
موقوف ہے) اگر کسی کے دو بیٹے باپ کا ترکہ تقسیم کر لیں اور بعد میں ایک بیٹا اپنے حصہ میں سے
ایک تہائی مال بابت باپ کی وصیت کا اقرار کر لے تو یہ اقرار درست ہے۔ اگر کسی نے اپنی لونڈی
دینے کی وصیت کی اور اس موصی کے مرنے کے بعد اس لونڈی کے بچہ پیدا ہو گیا اور یہ دونوں
ماں بیٹے اُس موصی کے مال کی ایک تہائی میں سے دونوں نکل سکتے ہیں (یعنی اُسنے بہت کچھ مال
چھوڑا ہے کہ ان دونوں کی قیمت ملکر بھی اُسکے مال کے ایک تہائی حصہ کو بھی نہیں پہونچ سکتے)
تو اس صورت میں یہ دونوں ماں بیٹے اُس موصی لہ کو ملینگے اور اگر ان دونوں کی قیمت اسکے
تہائی مال کی قیمت سے زیادہ ہے تو اول یہ موصی لہ اُس لونڈی کو لیلے اور اسکو تہائی ترکہ پہونچنے میں
جسقدر کمی رہے وہ اس لڑکے کی قیمت سے پوری کی جائیگی۔ اگر کسی نے اپنی بیماری میں اپنے کافر بیٹے
کے لیے یا ایسے بیٹے کے لیے جو دوسرے کا غلام تھا کچھ وصیت کی اور پھر (وصیت ملنے سے پہلے) وہ
کافر بیٹا مسلمان ہو گیا یا جو غلام تھا وہ آزاد ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں یہ وصیت باطل
ہے جیسا کہ اس کا ہبہ کرنا اور اقرار کرنا باطل ہوتا ہے (یعنی جیسا کہ اگر کوئی بیماری میں اپنے
کافر بیٹے یا غلام بیٹے کے لیے کسی قدر روپیہ وغیرہ کا اقرار کرے یا ہبہ کر دے اور پھر یہ کافر بیٹا مسلمان
ہو جائے یا غلام آزاد ہو جائے تو یہ اقرار اور ہبہ بھی باطل ہو جاتے ہیں)۔ اور اپاہج یا فالج کا
مارا ہوا یا لُنجا یا سل کی بیماری والا اگر مدت سے اس تکلیف میں مبتلا ہوا اور ان امراض سے
اس کے مر جانے کی اُمید نہ ہو اور ایسی حالت میں یہ کچھ کسی کو ہبہ کر دیں تو انکا ہبہ کرنا سارے
مال سے معتبر ہوگا اور اگر انکی حالت قابل اطمینان نہیں تھی بلکہ ان ہی امراض سے ان کے

[illegible] ۱۲ مترجم عفی عنہ
کیلئے ہو تو درست ہے
[illegible]
کا ترکہ تہائی مال میں
اور بیماریوں کی وصیت
۱۲ مترجم عفی عنہ
تو یہ اقرار درست ہے
والا [illegible]
[illegible]
[illegible] تہائی روپیہ [illegible]
اپنے بیٹے [illegible]
[illegible]

مرجانے کا کھٹکا لگا ہوا تھا تو اس وقت اسکا ہبہ کرنا صرف تہائی مال سے معتبر ہوگا (یعنی وصیت کی طرح فقط ایک تہائی ترکہ مین جاری ہوگا)

باب العتق فی المرض

(مرض موت مین آزاد کرنے کا بیان)

مت کسی کا اپنے غلام کو مرض موت مین آزاد کر دینا یا اپنے مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا ہبہ کر دینا وصیت کے حکم مین ہے (یعنی وصیت کیطرح یہ تینون امر تہائی مال مین سے نمٹائے جائینگے۔ اور اگر ایسے شخص کے مرنے کے بعد اُسکے ورثہ اُسکے غلام کی آزادی کو منظور کرلین تو اب اس غلام کو کچھ کما کر ان ورثہ کے حوالے نہین کرنا پڑے گا۔ اگر کسی کے دو غلام تھے اُس نے اول ایک کو کم قیمت پر بیچا اور پھر دوسرے کو آزاد کر دیا (بعد مین مرگیا اور ان دو غلامون کے سوا اور اُس کا مال کچھ نہین ہے) تو بہ نسبت آزادی کے یہ کم قیمت پر بیچنا ٹھیک ہے (یعنی یہ غلام تو بیع ہوکر مشتری ہی کا ہے ہان دوسرے غلام کو جو آزاد کیا گیا تھا اپنی قیمت کا روپیہ کما کر ورثہ کو دینا چاہیے) اور اگر پہلے ایک کو آزاد کیا اور پھر دوسرے کو کم قیمت پر بیچدیا تو اب یہ بیع و آزادی دونون برابر ہین ف اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے دو غلام تھے ایک زید دوسرا عمرو۔ زید۔ ایک ہزار کی قیمت کا تھا اور عمرو دو ہزار کا اس شخص نے مرتے وقت پہلے زید کو آزاد کر دیا اور بعد میں عمرو کو ایک ہزار مین فروخت کر دیا۔ اور ان دو غلامون کے سوا اور اُسکے پاس مال نہین ہے اور ورثہ اُسکے فروخت کرنے اور آزاد کرنے کو منظور نہین کرتے تو اس صورت مین یہ فروخت اور آزاد کرنا دونون برابر ہین۔ برابر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو غلام آزاد کیا گیا ہے وہ اپنی نصف قیمت کما کر آقا کے وارثون کو دے اور باقی نصف قیمت مین مفت آزاد ہوا اور اسی طرح دو ہزار کا غلام جسے ہزار مین لیا تھا وہ بھی اُسکو ڈیڑھ ہزار مین رکھے یعنی ہزار کے سوا پانسو اور آقا کے وارثون کو دے (لا مسکین وشرح ہم) مت اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ (میرے) ان سو روپے کا ایک غلام خرید کر میری طرف سے آزاد کر دینا پھر وہ مرگیا اور ان روپون مین سے ایک روپیہ جاتا رہا تو ایسی وصیت جاری نہ ہوگی۔ بخلاف اُسکے کہ اُن ہی معین سو روپے مین حج کرانے کی وصیت کرے

(اور پھر ان مین سے ایک آدھ روپیہ جاتا رہا تو وصیت مین کچھ نقصان نہ آئے گا بلکہ حج کی وصیت انہی باقی روپون سے پوری کیجائیگی۔ اگر کسی نے اپنے غلام کو آزاد کرنے کی وصیت کی وریھر آپ مرگیا بعد مین غلام نے کچھ ایسا نقصان کیا کہ اس نقصان ہی کے عوض مین وارثون نے وہ غلام انکو دیدیا جن کا نقصان کیا تھا۔ تو ایسی صورت مین وصیت باطل ہوجائیگی اور اگر اس نقصان کا عوض وارثون نے اپنے پاس سے روپیہ دیکر بھر دیا ہو تو وصیت باطل نہین ہونیکی (یہ غلام آزاد ہوجائے گا) اگر کسی نے اپنا تہائی مال زید کو (مثلاً) دینے کی وصیت کی اور ایک غلام (اور کچھ مال اور وارث) چھوڑا بعد مین زید (موصی لہ) نے یہ دعوی کیا کہ اس غلام کو تو وہ اپنی تندرستی کی حالت مین آزاد کرچکا ہے اور وارث دعوی کرتا ہے کہ اسکو مرض موت مین نے آزاد کیا ہے۔ تو اس صورت مین وارث (سے قسم لے کر اس) کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا اور اس غلام مین سے زید کو کچھ نہین ملنے کا ہان اگر ترکہ کی تہائی غلام کی قیمت سے کم زیادہ ہو یا یہ موصی لہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کردے (یعنی گواہون سے یہ ثابت کرے کہ موصی اپنی تندرستی مین اس غلام کو آزاد کرچکا ہے تو اب اسکو ترکہ کی پوری تہائی ملیگی) اگر کسی نے ایک میت پر اپنا قرض ہونے کا اور اس میت کے غلام نے اپنے آزاد ہونے کا دعوی کیا (یعنی غلام نے یہ دعوی کیا کہ میرے آقا میت نے اپنی تندرستی مین مجھے آزاد کردیا تھا) اور وارثون نے ان دونون کی تصدیق کرلی (اور اس غلام کے سوا اور کچھ مال میت نے نہین چھوڑا) تو یہ غلام اپنی قیمت کماکر دیوے (اور بعد مین آزاد ہوجائے) اور یہ قیمت قرضخواہون کو دیدیجائے۔ اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ (میرے ذمہ جو) اللہ کے حقوق (ہین وہ) ادا کردینا تو اول فرض حقوق ادا کیے جائینگے گو اس نے فرائض کو پیچھے کہا ہو اور فرائض یہ ہین مثلاً حج۔ زکواۃ اور کفارہ (یہ سب پہلے ادا کیے جائین گے۔ اور اگر قوۃ مین سب حقوق برابر ہون (یعنی سب ایک طرح کے فرض ہی ہون یا واجبات ہی ہون) تو ایسی صورت مین اول وہ ادا کیا جائیگا جو موصی کی زبان سے اول نکلا ہوگا (اور جو پیچھے کہا ہوگا وہ پیچھے ادا کیا جائے گا) اگر کسی نے (اپنی طرف سے فرض) حج کرانے کی وصیت کی تو اب وارثون کو چاہیے کہ اسکی طرف سے اور اسی کے شہر سے ایک آدمی سوار ہی حج کرنے کے لیے بھیجین اور اگر اسکے ترکہ کا اتنا روپیہ نہین ہے کہ اسکے شہر سے آدمی حج کرنے کے لیے جاسکے تو جہان سے جانے مین وہ روپیہ کافی ہوگا

[illegible]

وہین سے بھیجدینگے۔ اگر کوئی شخص حج کرنیکے ارادے اپنے شہر سے چلدیا تھا اور راستہ مین مرگیا اور یہ وصیت کرگیا کہ میری طرف سے حج کرا دینا تو اسکی طرف سے حج کرنیوالونکو بھی اسکے شہر ہی سے بھیجینگے جہان وہ مرگیا ہے وہان سے نہین بھیجا جائیگا اور دوسرے کی طرف سے حج کرنیوالے کا بھی یہی حکم ہے **ف** یعنی اگر ایک شخص دوسرے کی طرف سے حج کرنے جا رہا تھا راستہ مین مرگیا تو اب دوبارہ جو آدمی حج کرنیکے لیے بھیجا جائیگا تو وہ اس پہلے نائب کرنیوالے یعنی وصیت کرنے والے ہی کے شہر سے بھیجا جائیگا جہان یہ نائب مرا ہے وہان سے نہین بھیجا جائیگا (کذا فی البحر)

باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم

(رشتہ دارون وغیرہ کے لیے وصیت کرنیکا بیان)

متن موصی (اگر اپنے ہمسایہ کے لیے وصیت کرے تو اس) کے ہمسائے وہ ہونگے جنکے گھر اسکے گھر سے ملے ہوے ہون اور اگر سسرال کیلئے کوئی وصیت کرے تو اس کے سسرالی وہ ہونگے جو اُسکی بیوی کے ذی رحم محرم ہون (یعنی اسکی بیوی کے وہ رشتہ دار کہ جن کا نکاح اُسکی بیوی سے ہمیشہ کو حرام ہوا) اور اگر کسی نے اپنے دامادون کے لیے وصیت کی تو اُسکے دامادون سے اُن عورتونکے شوہر مراد ہونگے جن سے اسکو نکاح کرنا حرام ہوا اور اہل سے مراد اُسکی بیوی ہوگی۔ اور آل سے مراد اُسکے گھر کے آدمی اور جنس سے اُسکے باپ کے گھر کے آدمی۔ اگر کسی نے اپنے رشتہ دارون کے لیے یا قرابت[2] دارون کے لیے یا ذوی الارحام کے لیے یا اپنے خاندانیون کے لیے وصیت کی تو سب سے اول وصیت کے مستحق وہ ہونگے جو اس موصی کے سب سے زیادہ قریب کے رشتہ دار ہون) اگر وہ نہ ہون تو جن کا درجہ قریب ہونے مین انکے بعد ہو اگر وہ بھی نہ ہون تو جو قریب ہونے مین انکے بعد ہون اور اسی ترتیب سے) اور اُس موصی کے) مان باپ اور اولاد اور وارث اس وصیت مین داخل نہین ہونے کے (کیونکہ وارثون کے لیے وصیت نہین ہوا کرتی) اور یہ وصیت دو کے لیے یا دو سے زیادہ کے لیے ہوگی (کیونکہ موصی نے جمع کے الفاظ بولے ہین جو ایک پر نہین بولے جایا کرتے) پس اگر اس وصیت کرنے والے کے (مثلاً) دو چچا اور دو ماموں ہون تو مذکورہ وصیت دونون چچون کے لیے ہوگی

---

[1] مثلاً اس عورت کے باپ دادا بھائی بھتیجے تایا چچا ماموں وغیرہ ۱۲ ط [2] اس موقع پر عربی کنز مین اول اقاربہ کا لفظ ہے اور پھر لذوی قرابتہ اگرچہ مطلب ایک ہی ہے مگر لفظون کے فرق کے لحاظ سے ترجمہ مین یہ فرق کر دیا گیا ہے ۱۲ مترجم بڑہالوی عفی عنہ

(کیونکہ رشتہ داری مین چچون کا حق ماموؤن سے مقدم ہوتا ہے- لہذا وہ زیادہ قریبی رشتہ دار قرار پاکر وصیت کے مستحق وہی ہونگے) اور اگر اس موصی کے ایک چچا اور دو ماموں ہین تو نصف وصیت چچا کے لیے ہوگی اور نصف دونون ماموں کے لیے اور اگر ایک چچا اور ایک پھوپی ہے تو یہ وصیت کے مال کو آدھون آدھ بانٹ لین گے- اگر کسی نے یون وصیت کی کہ میرے مال مین سے فلانے کی اولاد کو اتنا دینا تو اس صورت مین اس فلانے کے لڑکے اور لڑکی دونون کو برابر دیا جائے گا- اور اگر یون وصیت کی کہ میرے مال مین سے فلان شخص کے وارثون کو اتنا دینا تو اس فلانے کے وارثون مین مرد کو دوہرا حصہ ملے گا اور عورت کو اکہرا کیونکہ وارثون کو حصہ یونہی ملا کرتا ہے)-

باب الوصیۃ بالخدمۃ والسکنیٰ والثمرۃ

(غلام کی خدمت اور (مکان کی) سکونت اور (درختونکے) میوےکی (وصیت کرنیکا بیان)

مت اگر کوئی کچھ معین دنون کے لیے یا ہمیشہ کے لیے اپنے غلام کی خدمت کی یا اپنے مکان مین رہنے کی کسی کے لیے وصیت کردے تو یہ درست ہے پس اگر وہ غلام تہائی ترکہ سے کم قیمت کا ہے تو موصی لہ کو دیدیا جائے گا تاکہ اسکی خدمت کرے اور اگر تہائی ترکہ سے زیادہ قیمت کا ہو تو یہ غلام دونون وارثونکی خدمت کیا کرے ایک روز موصی لہ کی اور اس موصی لہ کے مرجانے پر یہ غلام موصی کے وارثونکا ہی ہوجائے گا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی ہی مین مرجائے تو وصیت باطل ہوجائیگی- اگر کوئی اپنے باغ کے پھلون کی (کسی کے لیے) وصیت کرکے مرگیا اور باغ مین اسوقت پھل لگا ہوا ہو تو موصی لہ کو یہی پھل ملیگا (جواب لگا ہوا ہے) اور اگر موصی نے وصیت مین ہمیشہ کا لفظ بھی کہا تھا تو اس صورت مین یہ پھل اور جو اسکے بعد آئے سب موصی لہ کا ہوگا جیساکہ باغ کی آمدنی کی وصیت کردینے کی صورت ہے (کہ اس مین بھی جو اس وقت آمدنی موجود ہو اور جو آیندہ ہو سب موصی لہ ہی کو ملا کرتی ہے) اگر کسی نے اپنی بکری بھیڑون کی اون کی یا اُن کے بچون کی یا دودھ کی وصیت کی تو ان چیزون مین سے موصی کے مرنے کے وقت جسقدر ہوگی وہی موصی لہ کو ملجائے گی (اور نہین ملے گی)

٭ لفظ ہمیشہ کہا ہو یا نہ کہا ہو٭

باب وصیۃ الذمیّ

(ذمی کے وصیت کرنے کا بیان)

ت اگر کسی ذمی نے اپنی صحت مین اپنا مکان گرجا یا یہودیون کا مندر کر دیا تھا۔ پھر مر گیا تو یہ مکان میراث ہے (اسکے وارثون کو ملجائیگا) اور اگر اسے (گرجا وغیرہ کر دینے) کی کسی خاص قوم کے لیے وصیت کر گیا ہے تو یہ اُسکے تہائی مال مین سے جاری ہوگی۔ اور اگر کوئی ذمی اپنے مکان کو غیر معین قوم کے لئے عبادتخانہ بنانے کی وصیت کر دے تو یہ درست ہے جیساکہ اگر کوئی کافر حربی۔ مستامن اپنے سارے مال کی کسی مسلمان یا ذمی کے لیے وصیت کر دے تو بھی درست ہے۔

باب الوصی

(وصی کرنے کا بیان)

ف وصی اُس شخص کو کہتے ہین کہ جسے کوئی اپنے مرنے کے بعد کے لیے اپنا کارندہ مقرر کر دے کہ وہ اُسکے مال کو وارثون مین تقسیم کرے اور جس کے ذمے میت کا روپیہ ہو اُسکو وصول کرے اور جو جو باتین اسکو میت کہہ مرے اُن کی تعمیل کرے (مترجم عفی عنہ) ت اگر کسی نے ایک شخص کو اپنا وصی ٹھہرایا اور اُس وصی نے اُسکے سامنے وصی ہونیکو منظور کر لیا اور پھر اُسکے سامنے ہی اُس سے انکار بھی کر دیا تو یہ وصی بنانا واپس ہوجائیگا (یعنی یہ اس انکار سے اُس کا وصی ہونا نہین رہنے کا۔ اور اگر اُسکے مرنے کے بعد انکار کیا ہے تو اب وصی ہونا واپس ہوگا۔ اور وصی اگر موصی کے ترکہ کو فروخت کر دے تو یہ فروخت کر دینا وصی ہونے کو منظور کر لینے کے جیسا ہی (یعنی اسپر منظور کر لینے کا حکم ہوجائیگا۔ اگرچہ زبان سے منظور نہ کرتا ہو) اگر موصی کے مرنے کے بعد وصی یہ کہے کہ مجھے وصی ہونا منظور نہین ہے اور یہ کہکر پھر منظور کرلے تو اُسکی منظوری درست ہے (یعنی وہ وصی ہوجائیگا) بشرطیکہ جب اُسنے یہ کہا تھا کہ مجھے وصی ہونا منظور نہین ہے اس کہنے کے باعث قاضی نے اُس کو وصی ہونے سے برطرف نہ کر دیا ہو اگر برطرف کر دیا ہوگا تو اُس وقت اُسکے قبول کرنے سے کچھ نہین ہونیکا) اگر کوئی شخص دوسرے کے غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی ٹھیراکے مرجائے تو قاضی کو چاہیے کہ اسکے بدلے مین دوسرا وصی مقرر کر دے ہان اگر کوئی اپنے ہی غلام کو وصی کر دے اور اُسکے وارث ابھی نابالغ ہون تو یہ وصی کرنا درست ہے اور اگر ورثہ بالغ ہون تو اُس

وقت غلام کو وصی کرنا درست نہین ہے۔ اگر کوئی وصی وصیت کے کامون کو انجام دینے سے عاجز
ہوجائے تو قاضی اُسکے ساتھ ایک اور آدمی کردے (تاکہ یہ دونون ملکر وصیت کی تعمیل کرین) اگر
کسی کے دو وصی ہون تو اُن مین سے ایک کا بدون دوسرے کے ہوئے کوئی کام کرنا باطل ہے
ہان موصی کے مرنے پر اُسکی تجہیز وتکفین کا بندوبست کرنا کفن خریدنا۔ اُسکے ننھے ننھے بچون کیلئے
اُنکی ضروریات کی چیزین خرید کر لادینا۔ اور اگر انکو کوئی ہبۃً کچھ دے اُسکو لے لینا اور عین امانت
کو اُسکے مالک کے حوالے کردینا۔ موصی کا قرضا ادا کردینا۔ خاص وصیت کا ادا کردینا معین غلام
کو آزاد کردینا اپنے موصی میت کے حقوق کی جوابدہی کرنا (کہ ان امور کو اگر دو وصیون مین سے ایک
بلا دوسرے کے ہوئے کرلیگا تو یہ درست ہونگے) اور وصی کا وصی دونون ترکون کا وصی ہوتا ہے
ف یعنی اگر کسی نے ایک شخص کو وصی کیا تھا اور اس وصی نے اپنے مرتے وقت اور کسیکو وصی کردیا
تو یہ اخیر کا وصی ان دونون کے ترکون کا وصی ہوگا (حاشیہ اصل زعینی) ت اگر وصی نے وارثون
کی عدم موجودگی مین (اُنکی) طرف سے نائب ہوکر موصی لہ سے مال بانٹ لیا تو اس کا بانٹ لینا درست
ہے اور اس کا عکس درست نہین ہے (یعنی اگر موصی لہ موجود نہ ہو اور ورثہ موجود ہون تو ورثہ سے
یہ وصی موصی لہ کا حصہ تقسیم نہین کراسکتا) پس اگر اسنے موصی لہ کی عدم موجودگی مین ورثہ سے مال
تقسیم کراکے موصی لہ کا حصہ خود لے لیا اور وہ اُسکے پاس سے تلف ہوگیا تو یہ موصی لہ باقی مال مین سے
تہائی اور لیلے۔ اگر کسی نے اپنی طرف سے حج کرانے کی کسی کو وصیت کی تھی اور اس وصی نے وارثون
مین مال تقسیم کردیا اور حج کرانے کا خرچ اپنے پاس رکھا پھر حج کا روپیہ اُسکے پاس سے جاتا رہا
یا اس وصی نے اُس شخص کو دیدیا تھا جو (موصی) میت کی طرف سے حج کرتا اور اُس کے پاس سے
وہ روپیہ جاتا رہا تو ان دونون صورتون مین باقی ترکہ کی تہائی مین سے موصی کیطرف سے حج کرادے
اگر موصیٰ لہ موجود نہ ہو اور قاضی (ورثہ سے) مال تقسیم کرالے اور موصی لہ کا حصہ لے کر اپنے پاس رکھ
لے تو یہ درست ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر قرضخواہ موجود نہ ہون اور وصی (موصی کے) ترکہ مین سے ایک
غلام لیکر (اُن قرضخواہون کا روپیہ ادا کرنے کے لیے) فروخت کردے تو اس کا فروخت کرنا
درست ہے اگر موصی نے اپنے غلام کو بیچ کردینے اور اسکی قیمت خیرات کردینے کے لئے کسی کو
وصی کیا تھا اور وصی نے وصیت کے مطابق غلام کو بیچ کیا اُسکی قیمت کا روپیہ اُسکے پاس سے جاتا رہا

اور یہ روپیہ جاتے رہنے کے بعد وہ غلام کسی اور کا نکلا جسنے گواہون وغیرہ سے ثبوت پہنچا کر
مشتری سے غلام لے بھی لیا) تو اب اس وصی کو مشتری سے لی ہوئی قیمت اپنے پاس سے دینی
پڑیگی ہاں دینے کے بعد پھر موصی کے ترکہ مین سے لے لے اور اگر موصی کا ایک نا بالغ لڑکا ہو اور اُس لڑکے
کے حصہ کا غلام یہ وصی بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت کا روپیہ وصی کے پاس سے جاتا رہے اور اب
وہ غلام کسی اور کا نکلا جو ثبوت پہنچا کر غلام کو لے بھی لے) تو اب وصی کو مشتری کی قیمت واپس
کرنی پڑےگی تو یہ قیمت واپس کرنے کو یہ لڑکے ہی کے مال مین سے لے (اپنے پاس سے نہ دے
کیونکہ اسنے لڑکے ہی کے فائدے کے لئے بیچا تھا وہی اس کا نقصان بھریگا) پھر یہ لڑکا وہی دام وارثون
سے لے لے (یعنی جو اسکے حصے مین سے لیکر وصی نے مشتری کو دیے ہین کیونکہ اسکے حصہ مین اتنی
کمی آگئی ہے) اگر اس لڑکے کا مال کسی کے ذمہ ہو اور قرضدار کسی پر حوالے کرے (یعنی دوسرے
کو بتلائے کہ تم اس سے لے لینا اور وہ دینے والا بھی منظور کرتا ہے) تو لڑکے کے حق مین اگر
اس حوالے کے قبول کرنے مین کچھ بہتری ہو تو وصی کو اس کا قبول کر لینا درست ہے اگر یہ
وصی اس لڑکے کے مال سے خرید و فروخت کرے تو اُتنے نقصان تک کہ جتنا ایسی چیزون کے
خریدنے مین تاجرون کو ہوجایا کرتا ہو اُسکی خرید و فروخت جائز ہے (اور اگر اس سے زیادہ نقصان
ہوگا تو اس صورت مین اسکی خرید و فروخت درست نہین ہونے کی) اگر بالغ وارث کی عدم موجودگی
مین اسکی کوئی چیز وصی بیچ ڈالے تو یہ درست ہے سوائے زمین اور مکانون کے (کہ ان کا بیچ
کرنا درست نہین ہونے کا) اور وصی اپنے موصی کے بچون کے مال مین (اپنے فائدے کیلئے)
تجارت نہ کرے (کیونکہ اسکی طرف فقط حفاظت کی غرض سے سونپا گیا ہے نہ کہ تجارت کیلئے)
ایک لڑکے کے مال مین تصرف کرنے کا استحقاق اس لڑکے کے باپ کے وصی کو بہ نسبت اس
لڑکے کے دادا کے زیادہ ہوتا ہے (یعنی باپ کے وصی کے موجود ہوتے ہوئے دادا کو اپنے
پوتے کے مال مین تصرف کرنے کا استحقاق کم ہوتا ہے) اور اگر باپ نے کسی کو وصی نہ بنایا ہو
تو پھر دادا بمنزلہ باپ کے ہوجاتا ہے (یعنی جو اختیارات باپ کے لیے ہوتے ہین باپ کے
نہ ہونے پر وہی اختیارات دادا کے لیے ثابت ہوجاتے ہین۔)

فصل فی الشہادہ

(وصیون کی گواہی دینے کا بیان)

ف اگر دو وصی یہ گواہی دین کہ میت نے (ایک تیسرے شخص مثلاً) زید کو بھی ہمارے ساتھ وصی کیا تھا تو یہ گواہی لغو ہوگی ہان اگر زید بھی اپنے وصی ہونیکا دعوی کرے (اور پھر یہ دونون گواہی دین تو بیشک اس کا وصی ہونا ثابت ہوجائیگا) اور یہی حکم (میت کے) دو بیٹون کا ہے ف یعنی یہ کہ اگر میت کے دو بیٹے یہ گواہی دین کہ ہمارے باپ نے زید کو اپنا وصی کیا تھا اور زید وصی ہونیسے منکر ہو تو انکی گواہی لغو ہوگی ہان اگر زید اپنے وصی ہونے کا دعویٰ کرے اور پھر یہ دونون بیٹے گواہی دین تو انکی گواہی مسموع ہوکر اس کا وصی ہونا ثابت ہوجائیگا۔ (عینی) ت اور اسی طرح اگر دو وصی کسی مال کی بابت یہ گواہی دین کہ یہ ہمارے موصی کے صغیر سن وارث کا ہے یا یہ وصیت کا مال اسکے بالغ وارث کا ہے تو ان دونون صورتون مین بھی گواہی لغو ہوگی۔ اگر دو آدمی (مثلاً زید و عمرو) یہ گواہی دین کہ (مثلاً بکر اور خالد) دو آدمیون کا ایک ہزار روپیہ میت کے ذمہ قرض ہے اور وہ دونون یعنی بکر اور خالد) یہ گواہی دین کہ ان پہلے دونون گواہون۔ (زید اور عمرو) کا ایک ہزار روپیہ میت کے ذمہ ہے تو یہ دونون گواہیان مقبول ہونگی اور اگر ان مین سے ہر فریق کی گواہی دوسرے کے حق مین ایک ہزار کی وصیت کی ہو تو وہ مقبول نہین ہونے کی۔ ف مثلاً زید و عمرو یہ گواہی دین کہ بکر اور خالد کیلئے میت نے ایک ہزار کی وصیت کی ہے اور پھر بکر اور خالد یہ گواہی دین کہ میت نے زید اور عمرو کے لئے بھی ایک ہزار کی وصیت کی تھی تو یہ دونون گواہیان لغو ہونگی کیونکہ اس مین شرکت ثابت اور تہمت ہے (فتح)

کتاب الخنثیٰ

(خنثیٰ کا بیان)

ف خنثیٰ افعلی کے وزن پر فتح کے پیش سے تخنث سے مشتق ہے جس کے معنی نرمی اور تکسر کے ہین اور یہ نام اس شخص کا اسی لئے رکھا گیا ہے کہ وہ اپنے بدن کو عورتون کی طرح نرم اور نزاکت کی صورت پر رکھتا ہے اور شرع مین خنثیٰ اسکو کہتے ہین جو آگے مؤلف بیان فرماتے ہین (حاشیہ اصل) ت (شرع مین) خنثیٰ اسکو کہتے ہین کہ جسکے ذکر اور فرج دونون ہون لیں اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو لڑکا ہے اور اگر فرج سے کرے تو لڑکی ہے اور اگر کسی کو دونون مقام سے پیشاب آتا ہے تو جس مقام سے اول آتا ہوگا اسی کے

حکم مین ہوگا (مثلاً اگر ذکر سے اول نکلتا ہے تو وہ لڑکے کے حکم مین ہے اور اگر فرج سے پہلے نکلتا ہے تو
لڑکی کے حکم مین ہے) اور اگر دونون مقامون سے برابر (ایک دفعہ ہی نکلتا ہے تو وہ خنثی مشکل ہے
اکہ نہ ایسے پر مرد کا حکم لگا سکتے ہین اور نہ عورت کا اور اس بارے مین زیادہ پیشاب آنے کا کچھ لحاظ
نہین ہوسکتا (یعنی اگر ایک مقام سے پیشاب کم نکلے اور دوسرے سے زیادہ نکلے تو اس کی زیادتی
سے لڑکے ہونے یا لڑکی ہونے کا ثبوت نہین ہونے کا اور یہ علامتین بالغ ہونے سے پہلے کی ہین
پس اگر ایسی خنثی کے بالغ ہونے پر ڈاڑھی نکل آئی یا اسنے کسی عورت سے صحبت کر لی تو وہ مرد ہے
اور اگر اسکی چھاتیان ابھرین یا چھاتیون مین دودھ اتر آیا یا اسے حیض آنے لگا یا حمل رہ گیا۔
یا اب اسکی پیشاب گاہ ایسی ہوگئی ہے کہ مرد اس سے صحبت کرسکتا ہے تو وہ عورت ہے اور اگر
ان مین سے کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی (نہ مرد کی علامتون مین سے کوئی علامت اور نہ عورت
کی علامتون مین سے کوئی علامت) یا دونون طرح کی علامتین ظاہر ہوگئین تو اب بھی یہ خنثی مشکل ہوگا
اس کا حکم نماز کی بابت یہ ہے کہ مردون اور عورتون کی صفون کے بیچ مین کھڑا ہو اکرے (یعنی
مردون کی صف سے پیچھے کھڑا ہوا کرے اور عورتون کی صف سے آگے) اور اسکے لئے (اسی کے روپیہ
سے ایک لونڈی خرید دیجائے تاکہ وہ اسکی ختنہ کردے اور اگر اس کے پاس روپیہ نہ ہو تو پھر
بیت المال سے روپیہ لیکر خرید دین) اور ختنہ سے فراغت ہونے کے بعد لونڈی کو بیچ اکر روپیہ واپس
بیت المال مین دیدیا جائے اور میراث مین اس کا حصہ بیٹے بیٹی دونون سے کم ہوتا ہے مثلاً
اگر اس خنثی مشکل کا باپ مرجائے اور وہ اسکے سوا ایک بیٹا بھی چھوڑے تو اس بیٹے کو دو حصہ
ملین گے اور اس خنثی کو ایک حصہ۔

مسائل متفرقہ

(متفرق مسئلے)

ت وصیت۔ نکاح۔ طلاق۔ خرید۔ فروخت۔ اور قصاص کے بارے مین گونگے کا اشارہ کرنا اور
لکھدینا مثل زبان سے بیان کردینے کے ہے سوائے حد کے کہ اس مین لکھنے اور اشارہ کرنے سے

کرتی ہین اور اسی مین شبہہ یقیناً ہے۔ ۱۲ مترجم
حد نہین دیگی کیونکہ حدود شبہہ سے جاتی رہا
دیغیرہ کی جھوٹی تہمت لگائے تو بیہ
ہذا القیاس اور اگر ان باتون کا سے کسی کو زنا
سے قصاص لیا جائیگا اور علی
خون کرنے کا اقرار کرے تو اس
یا تحریر کے ذریعہ سے قصداً
ہو یعنی ۱۲ [illegible] یعنی اگر گونگا شخص
علی ہذا القیاس دوسرے [illegible]
ہو رہے نکاح احکام جاری کئے جاوینگے
[illegible] اسی طرح

کچھ ثبوت نہین ہو سکتا اور بخلاف اُس شخص کے کہ جسکی زبان گویا ہونے کے بعد بیماری سے رہ گئی ہو کہ اس کا لکھدینا اور اشارہ کرنا زبان سے بیان کرنے کے برابر نہین ہو سکتا۔ کیونکہ گویائی کا اثر موجود ہے اور اس کا اب رہ جانا ایک عارضی امر ہے لہذا یہان زبانی بیان کے ترک کرنیکی چندان ضرورت نہین ہے ہان اگر اسکی زبان بند ہوئے ایک عرصہ دراز گذر جاسئے تو اُسوقت یہ بھی گونگے کے حکم مین ہو جاتا ہے اور اسی پر فتوی ہے (مترجم عفی عنہ) ف اگر کہین ذبح کی ہوئی اور مری ہوئی بکریان[1] ملجائین (اور اتفاق امر سے یہ معلوم نہ ہو کہ ان مین کونسی مذبوحہ ہین اور کونسی مُردار ہین) پس اگر زیادہ تران مین مذبوحہ ہین (اور مُردار کم ہین) تو آدمی اٹکل کرلے اور جو مذبوحہ خیال مین آئے اُسے کھالے اور اگر مذبوحہ کم ہین اور ویسے مری ہوئی (مردار) زیادہ ہین تو اُن مین سے بالکل نہ کھائے۔ اگر کوئی بھیگا ہوا ناپاک کپڑا دوسرے سوکھے ہوئے پاک کپڑے مین لپیٹ دیا گیا اور ناپاکی کی تراوٹ اس پاک کپڑے مین ایسی آگئی کہ اگر یہ نچوڑا جائے تو ناپاکی ٹپکتی نہین ہے۔ تو ایسی تری سے یہ پاک کپڑا ناپاک نہین ہونیکا۔ اگر بکری کی سری خون مین لتھڑی ہوئی آگ مین رکھدی جس سے کچھ کھال جل کر خون اُس پر سے جاتا رہا اور پھر (بلا دھوئے) اُسکو شوربے دار پکالیا تو اس کا کھانا درست ہے اور نجاست دُور کرنے مین جلادینا مثل پانی سے دھو ڈالنے کے ہی اگر بادشاہ زمین کا محصول زمیندار کو معاف کردے (اور نہ لیا کرے) تو یہ درست ہی اور اگر عشری زمین کا عُشر کسی زمیندار کو معاف کردے تو یہ معافی درست نہ ہوگی ف اسکی وجہ یہ ہی کہ زمین کا محصول تو بادشاہ ہی کا حق ہوتا ہے لہذا بادشاہ کا اسکو معاف کردینا اور نہ لینا درست ہے بخلاف عُشر کے کہ وہ حق فقرا اور مساکین کا ہے اُسکی معافی کا بادشاہ کو اختیار نہین ہی۔ کذا فی الفتح مختصرات اگر بادشاہ اپنی مملوکہ اور مقبوضہ زمینین کسی قوم کو دیدے کہ وہ محصول دیتی رہے تو یہ درست ہی۔ اگر رمضان شریف کی قضا کا روزہ رکھا اور یہ نیت نہ کی کہ فلان خاص روزے کی قضا ہی تو اُس کا یہ روزہ قضا مین محسوب ہوجائیگا۔ اور اگر ایک روزہ قضا رکھنے مین دو رمضانون کے دو قضا روزے رکھنے کی نیت کی تو یہ نیت[2] بھی درست ہی (مگر روزہ ایک ہی رمضان کے ایک روزے مین محسوب ہوگا) جیسا قضا نماز پڑھنے مین (کہ کسی کے ذمے کئی نمازین تھین اُسنے ایک نماز قضا پڑھی) اگرچہ نیت

[1] یہی حکم اور جانورون کا بھی ہی ۱۲ [2] یہ قول بعض فقہا کا ہی اور اصح مذہب یہ ہی کہ نماز مین اور دو رمضانون مین تعیین ہونی ضروری ہے ۱۲ ط

نہ کی کہ شروع نماز کی قضا ہے یا پچھلی نماز کی قضا ہے تو یہ نماز بھی درست ہوجاتی ہے اگر کسی (روزے دار)
نے دوسرے کا تھوک نگل لیا تو جس کا تھوک نکلا ہے اگر وہ اسکا محبوب (اور معشوق) ہے تو اس نگلنے
والے کو روزے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر وہ محبوب نہیں تھا تو کفارہ نہیں آئیگا (فقط قضا آئیگی) اگر
(مکہ جاتے ہوئے رستہ میں) بعض حاجی جان سے مارے جائیں تو یہ (اس سال) حج کو نجانے کے ایسے مین
(لوگوں کے لیئے) عذر ہے (کیونکہ رستہ میں امن نہ رہا جو حج کو جانے کی شرطوں میں سے ہے) اگر کسی نے ایک غیر
عورت سے یوں کہا کہ تو زن من شدی۔ یعنی تو میری بیوی ہوئی اُسنے جواب دیا شدم ہوئی تو اس سے
نکاح نہیں ہوجائیگا۔ اگر کسی نے ایک عورت سے یوں کہا کہ خویشتن را زن من گردانیدی یعنی تو نے
اپنے آپ کو میری بیوی کر دیا اُسنے جواب دیا گردانیدم یعنی کر دیا اور اس پر اس مرد نے کہا کہ پذیرفتم
مین نے قبول کیا تو اس سے نکاح ہوجائیگا۔ اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ دختر خویش را بپسر من
ارزانی داشتی۔ یعنی تم نے اپنی بیٹی میرے بیٹے کو دی اُسنے جواب دیا داشتم۔ دی۔ تو اس سے نکاح
نہیں ہوجائیگا۔ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کیا حالانکہ یہ شوہر پہلے
سے اسی کے پاس اسی کے مکان میں رہتا تھا تو یہ منع کرنا اس عورت کی نافرمانی میں داخل ہے
(یعنی اب اس عورت کا نان و نفقہ اس شوہر کے ذمے واجب نہیں رہنے کا۔ کیونکہ نافرمان بیوی
کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں رہا کرتا) اور اگر شوہر نے کسی کا مکان غصب کر رکھا تھا اور اُس غصب
کے مکان میں یہ رہتا تھا اور اُسوقت عورت اُسکے پاس آنے سے رُکی تو اب یہ نافرمان شمار نہیں
ہونیکی (یعنی ایسی عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمے برابر رہیگا) اگر کوئی عورت شوہر سے کہے کہ مین
تیری لونڈی کے ساتھ نہیں رہتی اور مین علیحدہ مکان چاہتی ہوں تو عورت کو ایسا کہنا نہیں
چاہیئے (کیونکہ شوہر کو خادم کی ضرورت ہوتی ہے وہ اُسکے کہنے سے لونڈی کو الگ نہیں کرسکتا) اگر
ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ۔ یعنی مجھے طلاق دیدے اُسنے جواب دیا دادہ گیر یا کہا
کردہ گیر یا کہا دادہ باد یا کہا کردہ باد یعنی دی ہوئی لیلے یا کی ہوئی لیلے یا دی ہوئی ہوجیو یا کی ہوئی
ہوجیو تو اگر ان چاروں الفاظ سے اُسنے طلاق دینے کی نیت کر لی ہے تو طلاق پڑجائیگی (اور اگر نیت
نہیں کی یونہی زبان سے نکالدیے ہیں تو طلاق نہیں ہونے کی) اگر شوہر نے اسکے جواب میں دادہ
است یا کردہ است یعنی دیدی یا کر دی ہے کہہ دیا ہے تو فوراً طلاق پڑجائے گی خواہ نیت کی ہو

یا نہ کی ہو اور اگر کہا وادہ انکار یا کہا کردہ انکار یعنی دی ہوئی جان یا کی ہوئی جان تو ان سے طلاق نہین پڑنے کی گو طلاق کی نیت بھی کرلے۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی کی بابت یون کہا کہ یہ مجھے قیامت تک یا عمر بھر نہین چاہیے تو اس کہنے سے بغیر طلاق کی نیت کیے طلاق نہین پڑنے کی۔ اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو عورتون کا حیلہ کر تو یہ کہنا تین طلاق دینے کا اقرار ہے اور اگر یون کہا کہ تو اپنا حیلہ کر تو یہ تین طلاقون کا اقرار نہین ہے۔ اگر کسی عورت نے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھے مہر بخشا اب تو مجھے لڑائی جھگڑے سے نجات دے تو اگر اسکے جواب مین شوہر نے اسے طلاق دیدی تو طلاق پڑکے مہر ساقط ہوجائیگا ورنہ نہین ہونیکا (کیونکہ عورت گویا مہر پر خلع کرنا چاہتی تھی یا مہر کے عوض طلاق لینی چاہتی تھی جب اُسے طلاق نہ ملی تو اُس کا مہر ساقط ہونیکی بھی کوئی وجہ نہ رہی) اگر آقا اپنے غلام سے یون کہدے کہ اے میرے مالک یا اپنی لونڈی سے کہدے کہ مین تیرا غلام ہون تو اس کہنے سے یہ غلام لونڈی آزاد نہین ہونیکے۔ اگر کسی نے یون کہا کہ مجھ پر قسم ہے مین یہ کام نکرونگا تو یہ کہنا اللہ تعالےٰ کی قسم کھالینے کا اقرار ہے اگر کسی نے یون کہا کہ مجکو طلاق کی قسم ہے مین یہ کام نکرون گا تو یہ قسم اُسکے ذمہ ہوجائے گی (یہانتک کہ اگر اُسنے بعد مین وہ کام کرلیا تو اسکی بیوی پر طلاق پڑجائے گی۔ اگر بعد مین یہ کہنے لگے کہ مین نے تو یہ جھوٹ کہا تھا تو اس کہنے کا کچھ اعتبار نہین ہونیکا۔ اگر کسی نے یون کہا کہ مجھے گھر کی قسم ہے مین یہ کام کرونگا تو یہ طلاق کی قسم کا اقرار ہے۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ قیمت ہٹادے بائع نے جواب دیا کہ ہٹاتا ہون تو دونون کے اس کہنے سے بیع فسخ ہوگئی۔ اگر کسی نے یون کہا کہ مین بخارا مین یا (دہلی مین) جبتک ہون اگر فلانا کام کرون تو میری بیوی پر طلاق ہے پھر یہ بخارا سے (یا دہلی سے) چلا گیا اور دوبارہ آکر اُس کام کو کیا تو اُسکی بیوی پر طلاق نہین پڑنے کی۔ اگر کسی نے ایک گدھی بیچی جسکے ساتھ اُس کا بچہ بھی تھا تو اُسکا بچہ بیع مین نہین آئیگا۔ تنازع فیہ زمین قابض کے قبضہ سے نہین نکالی جاسکتی جبتک کہ مدعی اس بات کے (سچے) گواہ نہ گزران دے کہ یہ زمین میری ملک ہے۔ جو زمین ایک قاضی کے زیر حکومت نہو اُسکی بابت اُس قاضی کا حکم درست نہین ہے۔

اگر کسی مقدمہ مین گواہون کے ثبوت ہونے پر قاضی کچھ حکم لگادے اور پھر یہ کہے کہ مین اپنا یہ حکم واپس لیتا ہون یا کہے کہ مجکو اپنے فیصلے کے خلاف ثابت ہوا ہے یا یہ کہے کہ مین گواہون کے دم مین آگیا تھا یا ایسی ہی کوئی بات اور کہے تو اُسکے اس کہنے کا کچھ اعتبار نہین کیا جائیگا اور جو حکم پہلے

دیکھا ہو وہی بحال رہیگا۔ بشرطیکہ دعوی حق اور گواہ ٹھیک ٹھیک ہون۔ اگر کسی نے کچھ لوگون کو ایک کمرے مین چھپا لیا اور پھر ایک آدمی سے (جو مدعا علیہ تھا) ایک چیز کا سوال کیا (کہ میری فلان چیز تمھارے پاس ہو یا نہین) اُسنے اسکا اقرار کر لیا اور یہ کمرے مین بند ہوئے لوگ اسکو دیکھ رہے اور اُسکے اقرار وغیرہ کو سن رہے اور یہ اقرار کرنے والا انکو نہین دیکھتا تھا۔ تو اس اقرار پر ان لوگون کی گواہی درست ہوگی۔ اور اگر وہ اُسکی باتین سنتے تھے اور یہ نظر نہین آتا تھا تو اب اُنکی گواہی منظور نہین ہونے کی (کیونکہ آواز تو ایک دوسرے کی مشابہ ہوجاتی ہے لہذا فقط آواز سننے پر گواہی کا اعتبار نہین ہو سکتا) اگر ایک شخص نے ایک زمین بیچ کی اور اسکا ایک رشتہ دار وہین (عدالت مین) اُسوقت موجود تھا جسکو اس بیع ہونے کی اچھی طرح خبر تھی۔ اب اگر یہ رشتہ دار اس زمین پر دعوی کرنے لگے کہ یہ میری ہو تو اس کا دعوی ڈسمس ہوگا۔ اگر ایک عورت نے اپنا مہر اپنے شوہر کو بخشدیا اور عورت مر گئی اسکے بعد اُسکے وارثون نے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا اور (مہر بخشنے کی بابت) انھون نے یہ کہا کہ اُسنے مرض الموت مین بخشا تھا۔ اور شوہر کہتا ہے صحت کی حالت مین بخشا تھا۔ تو یا ورثہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کرین ورنہ) شوہر کے قول کا اعتبار کیا جائیگا۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے قرض وغیرہ کا اقرار کر لیا پھر کہا مین نے تو یہ جھوٹا اقرار کیا ہو تو اب مقرلہٗ کو (جس کے لیے اقرار کیا تھا) یون قسم دیجائیگی کہ (اللہ کی قسم) یہ مقر اپنے اقرار مین جھوٹا نہین ہے اور نہ مین اپنے دعوے مین جھوٹا ہون اقرار کرنا ملک کے لیے سبب نہین ہو سکتا ف یعنی مثلاً اگر زید نے عمرو کے لیے کچھ روپے کا اقرار کر لیا جو واقعہ مین زید کے ذمہ نہ تھا تو یہ اقرار ہی عمرو کے لیے اس روپے کے مالک ہونے کا سبب نہین بن گیا بلکہ باعتبار اس عہد کے جو عمرو کے اور خدا کے درمیان مین ہے عمرو کو اس مال کو لینا درست نہین ہے اگرچہ اُسکے دعوی کر دینے پر حاکم اُسکو ضرور دلوادیگا۔ مگر یہ حکم دنیوی ہے اللہ سے دوسرے عالم مین پھر معاملہ پڑنا ہے ہان اگر زید اپنی خوشی سے دیدے اور یہ از سرنو مالک کرنا ہے یہ اس اقرار کے سبب سے کرنا نہین کہا جائیگا۔ (ملا مسکین ومترجم بڑہانوی) ت اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ چیز بیچنے کے لیے تجھے وکیل کر دیا ہے وہ خاموش رہا۔ (ہان نہ کا کچھ جواب نہین دیا) تو وکیل ہوجائیگا۔ اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو وکیل کیا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دے لے تو اب شوہر اس عورت کو (وکالت سے) معزول نہین کر سکتا۔ اگر ایک شخص نے

دوسرے سے کہا کہ مین نے اس کام کے لیے وکیل کر دیا ہے اس شرط پر کہ جب مین تجھے معزول کرون
تو میرا وکیل ہی تو بعد مین اگر یہ مؤکل اسے معزول کرنا چاہے تو دو مرتبہ یون کہے کہ مین نے تجھے معزول
کیا پھر اور معزول کیا۔ اور اگر اس مؤکل نے (وکیل کرتے وقت) یون کہدیا تھا کہ جتنی دفعہ مین تجھے
معزول کرون اتنی ہی دفعہ تو میرا وکیل ہے تو ایسے وکیل کو اگر مؤکل معزول کرنا چاہے تو یون کہے
کہ مین نے جو وکالت (مشروط اور) معلق کی تھی اس سے مین نے رجوع کر لیا اور اب جو وکالت ہے
اس سے مین نے تجھے معزول کیا۔ اگر کسی کے ذمہ کچھ روپیہ قرض ہو اور اس قرض[۵] کے عوض قرض ہی
دینے پر صلح ہو تو صلح کے اس بدلہ پر پہلین بیٹھے قبضہ ہوجانا اس صلح کے درست ہونے کی شرط
ہے۔ اور اگر قرض کے بدلے قرض پر صلح ہونے کی صورت نہین ہے تو اس مجلس مین قبضہ ہونا بھی
شرط نہین ہے۔ اگر ایک شخص نے نابالغ بچے پر ایک مکان کا دعویٰ کیا اور اس بچہ کے باپ نے
اسکے مال مین سے کچھ دیکر مدعی سے صلح کر لی۔ تو اگر مدعی نے اپنے دعوے کا ثبوت گواہون سے
دیدیا تھا اور اسکے باپ نے روپیہ بھی مکان کی قیمت کے برابر ہی دیا ہے یا اتنا زیادہ دیا ہے
کہ جتنا لوگ قیمتون مین زیادہ دیدیتے ہون تو یہ صلح درست ہوجائے گی۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ
نہ تھے یا گواہ تھے مگر وہ (گواہی کے قابل) یعنی عادل نہ تھے تو وہ صلح درست نہین ہونے کی۔ اگر
مدعی نے اول یہ بیان کیا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین پھر گواہ پیش کردیے۔ یا دو آدمیون نے
یون کہدیا تھا کہ (فلان آدمی کے اس دعوے مین) ہماری گواہی نہین ہے اور پھر گواہی دیدی
تو وہ گواہ اور یہ گواہی مقبول ہوگی جس امام (حاکم) کو خود بادشاہ نے عہدہ دیا ہو اسکو اختیار
ہے کہ شارع عام مین سے کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین دیدے بشرطیکہ چلنے والون کو تکلیف نہ ہو۔
جس شخص پر بادشاہ نے جرمانہ کر دیا ہو اور یہ معین نہ کیا ہو کہ وہ اپنا مال بیچکر ادا کرے (بلکہ اس کے
ایک مقدار معین کا مطالبہ ہو) تو جرمانہ کے سبب سے اسکو اپنا مال بیچ ڈالنا درست ہے (اور اگر
بادشاہ نے یہ حکم لگا دیا تھا کہ تو اپنا مال بیچکر جرمانہ ادا کر تو اس صورت مین اس کا بیچنا درست
نہین ہونے کا کیونکہ یہ زبردستی کا بیچنا ہے اس کی خوشی سے بیچنا نہین ہے ہان اگر ایسا بھی ہو اپنی

[illegible]

خوشی سے قیمت لیلے تو بیع درست ہوجاے گی۔ اگر کسی نے اپنی بیوی کو مارنے سے ڈرایا (تاکہ وہ اُسے
مہر بخشدے) چنانچہ ڈرکے مارے بخشدیا تو اگر یہ شوہر اُسکو مار سکتا تھا تو اس عورت کا بخشنا درست
نہین ہوا اور اگر مار نہین سکتا تھا محض ڈراتا ہی تھا اور پھر عورت نے مہر بخشدیا تو یہ بخشنا
درست ہوگا۔ کیونکہ اس صورت مین زبردستی ثابت نہ ہوئی جو نادرست ہونے کی باعث
تھی اگر شوہر نے بیوی سے زبردستی (اُسے مجبور کرکے) خلع کرایا تو اس خلع سے طلاق پڑجائیگی
اور (بدل خلع یعنی وہ مال) (جو شوہر کے ذمے ہے) ساقط نہین ہونے کا (بلکہ شوہر کو
اس عورت کے حوالے کرنا پڑیگا)۔ اگر ایک عورت کے ذمہ کچھ قرض تھا وہ قرضہ اس عورت
نے اپنے مہر کے عوض (اپنے شوہر کے ذمہ کردیا پھر مہر شوہر کو بخشدیا تو اس کا یہ بخشنا درست
نہین ہونے کا۔ (کیونکہ اسکے ساتھ دوسرے کا حق متعلق ہوگیا ہے۔ اب عورت کو اس کا اختیار
نہین رہا) اگر کسی نے اپنی ملک مین ایک کنوان یا پلیدی کا کھتہ بنایا تھا۔ اس سے اس کے
ہمسایہ کی دیوار کو تری پہنچی اور ہمسایہ نے اس سے درخواست کی کہ تم یہ کنوان یا کھتہ پاٹ
دو مجھے نقصان پہنچتا ہے۔ تو کنوئین والا پاٹ دینے پر مجبور نہین کیا جائیگا۔ اگر اس تری سے
ہمسایہ کی دیوار گر بھی پڑے گی تو کنوئین یا کھتے والے کو بدلہ نہین دینا پڑیگا۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی
کے مکان مین اس سے اپنے روپیہ سے ایک بیٹھک وغیرہ بنالی تو یہ عمارت اُسکی بیوی کی ہوگی
اور جو کچھ اس پر خرچ ہوا ہوگا وہ اس عورت کے ذمہ ہوگا اور اگر اُسنے بلا اجازت اپنے ہی
لیے بنائی تھی تو اب عمارت شوہر ہی کی ہوگی اور اگر بیوی کے لیے بدون اُس کی اجازت کے
بنادی تھی تو عمارت اس عورت کی ہوگی۔ اور جو کچھ اُس پر خرچ ہوا ہوگا وہ سلوک کرنے
کے طور پر ہوگا (گویا اتنے روپے کا اُسنے عورت کے ساتھ سلوک کردیا ہے جو اُسے دینا نہین
پڑیگا کیونکہ یہ قرض نہین ہے) اگر کسی نے اپنے قرضدار کو پکڑ لیا تھا ایک اور شخص نے اگر اُسکے
ہاتھ سے قرضدار کو چھڑادیا تو چھڑانے والے کے ذمہ یہ قرض نہین ہوجائیگا۔ ایک شخص کے
پاس دوسرے آدمی کا مال تھا جس کے پاس تھا اُس سے بادشاہ نے کہا کہ یہ تو مجھے دیدے ورنہ
مین (تجھے چوری کے جرم مین رکھکر) تیرا ہاتھ کٹوا ڈالونگا یا تیرے پچاس کوڑے لگواؤنگا
اُسنے ڈر کے مارے وہ مال (بادشاہ کو) دیدیا تو اب اسکو اس مال کا تاوان نہین دینا پڑیگا

(کیونکہ اس سے وہ مال مجبور کرکے زبردستی لیا گیا ہے) ایک شکاری نے جنگل میں بسم اللہ اللہ اکبر کہکے گورخر (وغیرہ) کا شکار کرنے کی غرض سے دراتی گاڑدی تھی اور دوسرے دن آیا تو ایک گورخر (وغیرہ) زخمی مرا ہوا وہاں پڑا پایا تو اس کا کھانا درست نہیں ہے۔ بکری (وغیرہ) حلال جانوروں میں سے ان اعضاء کا کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ اول پیشاب کا مقام۔ دوسرے کپورے۔ تیسرے غدود۔ چوتھے پھکنا۔ پانچویں پتا۔ چھٹے جاری خون۔ ساتویں آلۂ تناسل۔ آٹھویں حرام مغز۔ ف غائب شخص اور نابالغ لڑکے اور پائے ہوئے لڑکے کے مال کا قاضی کو اتنا اختیار ہے کہ جس کو چاہے قرض کے طور پر دیدے (کیونکہ قاضی بلا ہلدی پھٹکری لگائے پھر وصول کرسکتا ہے اوروں کو یہ اختیار نہیں ہے کیونکہ انکو بلا خرچ کیے وصول کرنا مشکل ہے۔) ف اگر کسی لڑکے کی سپاری اتنی کھلی ہوئی ہے کہ اگر کوئی آدمی دیکھے تو اسے ختنہ کیا ہوا خیال کرے اور اب اسکے ذکر کی کھال مشکل سے کٹتی معلوم ہو تو اسکو بے ختنہ ہی کیے رہنے دیا جائے جیسا کہ اگر کوئی بڈھا مسلمان ہو اور تجربہ کار جراح یہ کہیں کہ اس میں ختنہ کی طاقت نہیں ہے اور اسکو ختنہ ہونے سے سخت تکلیف اٹھانی پڑے گی تو اسکی ختنہ بھی نہیں کیجائیں (ختنہ کرانے کے لیے مستحب) وقت ساتواں سال ہے۔ گھوڑ دوڑ کرنی اور اونٹوں کو آپس میں دوڑانا یا پیادہ دوڑنا کہ دیکھیں کون آگے نکلے اور تیر اندازی (یا بندوق چلانی) سیکھنا (جہاد کی غرض سے) جائز ہے اور دونوں طرف سے شرط بدنی حرام ہے اور ایک طرف سے شرط ہونی (استحساناً) حرام نہیں ہے ف دونوں طرف سے شرط بدنے کی صورت یہ ہے مثلاً احمد و محمود گھوڑ دوڑ کریں اور یہ شرط ٹھیرالیں اگر احمد کا گھوڑا آگے نکل جائے تو محمود سو روپیہ دے اور اگر محمود کا نکل جائے تو احمد دوسو روپیہ دے تو یہ حرام ہے۔ اور ایک طرفہ شرط کی صورت یہ ہے کہ اگر احمد کا گھوڑا آگے نکل جائے تو محمود سو روپیہ دے اور محمود کا آگے نکل جائے تو احمد کچھ نہیں دے گا۔ یہ درست ہے (حاشیہ عربی کنز و مترجم عفی عنہ) ف پیغمبروں اور فرشتوں کے سوا اور لوگوں کے نام پر درود و سلام نہیں بھیجنا چاہیے (مثلاً کوئی یوں کہے اللّٰھم صل وسلم علی فلان۔ اس طرح کہنا ناجائز ہے) ہاں پیغمبروں اور

[illegible]

فرشتون کے ساتھ مین تبعیت کے طور پر جائز ہے (مثلاً کوئی یون کہے اللھم صل وسلم علی محمد وعلی فلان تو یہ جائز ہے۔ ف اور صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا اور تابعین اور اُن کے بعد سلف صالحین کے نامون کے بعد رحمہم اللہ کہنا مستحب ہے اور راجح مذہب یہ ہے کہ اس کا عکس بھی درست ہے یعنی اصحابہ کے نامون کے بعد رحمہم اللہ کہنا اور تابعین اور اُن کے بعد کے سلف صالحین کے نامون کے بعد رضی اللہ عنہم کہنا بھی درست ہے اط و مترجم عفی عنہ) ت کافرون کے تیوہارون کے نام پر مثلاً نوروز (جو بیساکھ کے پہلے دن کا نام ہے) اور مہرگان (جو کاتک کے پہلے دن کا نام ہے) خیرات کرنی جائز نہین ہے (اور اسی حکم مین دوالی اور ہولی وغیرہ ہین کیونکہ یہ بھی کافرون کے تیوہار ہین) گوشہ دار ٹوپیون کے اوڑھنے مین کوئی حرج نہین ہے (گوشہ دار سے مراد کلاہ ہے برابر ہے اونی ہو یا سوتی ہو مگر ریشمی یا سونے چاندی کے زیادہ کام کی نہ ہو) سیاہ کپڑے پہننا اور عمامہ کا شملہ دونون مونڈھون کے درمیان آدھی کمر تک نیچا رکھنا مستحب ہے بوڑھے آدمی جاہل سے جوان آدمی عالم (باعمل) کو آگے بڑھکر چلنا جائز ہے۔ حافظ قرآن کو چاہیے کہ (رمضان مین سُنانے کے سوا) ایک قرآن شریف چالیس روز مین ختم کیا کرے (تاکہ پڑھنے مین جلدی اور گڑبڑ نہ ہو)۔

کتاب الفرائض

(میت کے وارثون کے حصون کا بیان)

ف میت کے مال سے تجہیز و تکفین کے بعد اول اُسکے ذمہ کا وہ قرض ادا کرنا چاہیے جس کے عوض اس میت کی کوئی چیز گرو ہو اور اسکے بعد اسکا ترکہ اس حساب سے تقسیم ہوگا جو آگے خود مولف بیان فرماتے ہین ت میت کے ترکہ مین سے اول اسکے کفن و دفن کا انتظام کیا جائے پھر جو کچھ بچے اُس سے اُسکا قرض ادا کیا جائے پھر اس سے جو کچھ بچے اُس مین سے اُسکی وصیت پوری کیجائے پھر جو کچھ بچے اُس کو میت کے وارثون مین (حصہ رسد) تقسیم کردینا چاہیے ف میت کے وارث تین طرح کے ہوتے ہین اول ذوی الفروض۔ دوسرے عصبی تیسرے ذوی الارحام ت اور ورثہ اول ذوی الفروض ہین یعنی دو حصہ والے کہ جن کا حصہ قرآن مجید یا حدیث رسول

سلہ الٰہی اپنے حبیب پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فلان شخص پر درود اور سلام بھیج یہ درست ہے ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہو چکا ہی (اور وہ بارہ آدمی ہیں ان میں سے اول میت کا باپ ہے)۔ پس باپ کے لیے میت کے بیٹے یا بیٹے کے بیٹے وغیرہ کے ہوتے ہوئے چھٹا حصہ ہے (اور اگر باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی یا پڑپوتی وغیرہ مؤنث اولاد چھوڑے تو باپ کو چھٹا حصہ بھی ملیگا اور جو ان ذوی الفروض کے حصے تقسیم ہوکر بچے گا وہ بھی باپ ہی کو ملیگا۔ اور اگر میت کے لڑکا لڑکی کچھ نہ ہو اور باپ ہو تو سارا باپ ہی کو ملتا ہے کیونکہ باپ عصبہ بھی ہے اور ان میں سے دوسرا میت کا دادا ہے) اور دادا (میت کا باپ زندہ نہ ہونے کی صورت میں) مثل باپ کے ہے اگر اسکے اور میت کے ناتے میں میت کی ماں نہ آتی ہو (جیسے باپ کا باپ یا دادے کا باپ یا اور اوپر تک) مگر ان دونوں میں باپ اور دادا کے درمیان فرق ہے ایک تو یہ کہ جب میت ماں باپ اور مثلاً بیوی یا شوہر چھوڑے تو باپ کے موجود ہونے کے باعث شوہر یا بیوی کا حصہ دے کر جو بچتا ہے ماں کو اس بچے ہوئے کی تہائی ملتی ہے ؎ اور اسی صورت میں اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو مشترکہ ماں کو کل مال کی تہائی ملتی ہے مثلاً ایک شخص مرا اور اسنے ایک بیوی اور ماں باپ چھوڑے تو اس صورت میں بیوی کو چوتھائی ترکہ پہنچے گا کیونکہ میت کے اولاد نہیں ہے اور چوتھائی نکلنے کے بعد جو بچے گا اس میں سے تہائی ماں کو اور باقی باپ کو ملیگا۔ اور اگر باپ کی جگہ دادا زندہ ہو تو ماں کو کل مال کی تہائی ملتی اور جو باقی بچتا اس میں سے ایک چوتھائی بیوی کو مل کر باقی سب دادا کو ملتا اور یہی صورت بیوی کی جگہ شوہر ہونے پر ہوگی۔ (از حاشیہ اصل) ؎ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ میت کا باپ زندہ ہوتے ہوئے باپ کی ماں یعنی میت کی دادی اپنے حصہ سے محروم ہو جاتی ہے اور میت کے دادے کے ہوتے ہوئے محروم نہیں ہوتی (ان دو حکموں کے سوا باپ اور دادا دونوں برابر ہیں) چنانچہ (میت کے) بھائی اور بہنیں دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہوتے ہیں۔ اور ذوی الفروض میں سے تیسری میت کی ماں ہے؎ اور ماں کے لیے تہائی ہے۔ اور اگر میت کی کچھ اولاد ہو یا اولاد کی اولاد ہو اگرچہ کتنے ہی نیچے کی ہو (اور لڑکے ہوں یا لڑکیاں ہوں) یا دو یا دو سے زیادہ بہن بھائی

[illegible]

ہون (برابر ہے کہ حقیقی ہون یا علاتی ہون یا اخیافی ہون) تو انکے ہوتے ہوئے مان کا چھٹا حصہ ہے باقی
بھائی بہن کی اولاد اگر ہو تو اس صورت مین یہ حکم نہین ہے (ذوی الفروض مین سے چوتھی میت کی
جدۂ صحیحہ ہے) اور جدۂ صحیحہ وہ ہے کہ اُس کا ناتا میت تک بیان کرنے مین جد فاسد نہ آئے (چنانچہ دادی
اور نانی پردادی اور پرنانی سب جدۂ صحیحہ ہین کیونکہ انکے ناتے مین جد فاسد یعنی نانا نہین آتا
ہان نانے کی مان یا نانے کی دادی جدہ فاسدہ ہوگی کیونکہ نانا بیچ مین ہے) اور جدات کے لیے خواہ کتنی
ہی ہون (یعنی ایک ہو یا کئی ہون) چھٹا حصہ ہے اور جس جدہ کے میت سے دو رشتے ہون اور جسکا
صرف ایک ہی ہو حصہ طرفین مین یہ دونون برابر ہونگی ف دو رشتے اس طرح ہو سکتے ہین کہ مثلاً ایک
عورت کے ایک پوتا اور ایک نواسی ہے اور ان دونون کا آپس مین نکاح ہو گیا پھر ان کے اولاد ہوئی
تو انکی اولاد کی یہ عورت دو رشتون سے جدہ ہوگی یعنی ان کی مان کی جہت سے یہی نانی بنے گی اور
باپ کی طرف سے یہی دادی ہوگی اور ایک رشتہ سے نانی اور دادی ہونا تو صاف ظاہر ہے ت
اور قریب کے ناتے کی جدہ ہوتے ہوئے دور کے ناتے کی جدہ محروم ہو جاتی ہے اور مان کے ہوتے
ہوئے سب ہی جدات محروم ہو جاتی ہین (قریب کی ہون یا دور کی ہون) اور ذوی الفروض مین
پانچوان شوہر ہے) اور شوہر کے لیے (بیوی کے ترکہ مین اولاد نہ ہونے کی صورت مین) نصف ہے
اور اگر اولاد ہو یا بیٹے کی اولاد ہو خواہ کتنے ہی نیچے کی ہو چوتھائی ہوتا ہے (اور ذوی الفروض مین
چھٹی میت کی بیوی ہے) اور بیوی کے لیے (شوہر کے ترکہ مین سے) چوتھائی ہے (بشرطیکہ اولاد یا
اولاد کی اولاد نہ ہو) اور اولاد کے ہوتے ہوئے یا بیٹے کی اولاد کے ہوتے ہوئے اگرچہ کتنی ہی نیچے کی ہو
آٹھوان حصہ ہے (خواہ بیوی ایک ہو یا دو ہون یا تین یا چار ہون ان کا حصہ چوتھائی یا آٹھوین سے نہین
بڑھ سکتا ہے یعنی چوتھائی شوہر کے اولاد نہ ہونے کی صورت مین اور آٹھوان اولاد ہونے کی صورت مین
بس۔ اور ساتوین ذوی الفروض مین سے میت کی بیٹی ہے) اور (میت کی) بیٹی کے لیے اگر ایک ہے
تو ترکہ کا نصف ہے اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہین تو ترکہ کی دو تہائی ہین اور اگر وارث بیٹا بیٹی
دونون ہین تو) بیٹا بیٹی کو عصبہ کر دیتا ہے (یعنی اس وقت یہ دونون عصبے ہو جاتے ہین) اور عصبے ہونے
کی صورت مین ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیون کے برابر ہوتا ہے۔ اور میت کا بیٹا (زندہ) نہ ہونے کی
صورت مین پوتا بمنزلہ بیٹے کے ہو جاتا ہے (یعنی پوتے کا حق وہی ہو جاتا ہے جو بیٹے کا ہوتا ہے) اور

اگر میت کی بیٹی کے ساتھ میت کا پوتا[1] بھی ہو تو بیٹی کو ترکہ نصف دیکر باقی نصف پوتے کو ملیگا - اور ذوی الفروض ہین سے آٹھوین میت کی پوتی ہے اور پوتی کو (خواہ ایک ہو یا کئی ہون میت کی ایک بیٹی کے ہوتے ہوئے) ایک چھٹا حصہ ملتا ہے تاکہ دو تہائی پورے ہو جائین - (کیونکہ پوتی بمنزلہ بیٹی کے ہے اس لیے دو تہائی جو بیٹیون کا حق ہے ان ہین پوری کردیجائین گی مگر ان ہین فرق مراتب ہونیکی وجہ سے بیٹی کو نصف ملیگا اور باقی کو چھٹا) اور اگر بیٹیان دو ہون یا دو سے زیادہ ہون تو اس صورت ہین پوتیان محروم ہوجاتی ہین ہان اگر انکے ساتھ کوئی لڑکا ہو (یعنی ان کا بھائی ہو) یا ان سے نیچے کے درجے ہین ہو (یعنی انکے کوئی بھتیجہ ہو) تو وہ اپنے ساتھ والیون اور اوپر والیون کو فرض والیون کے سوا عصبے بنا دیتا ہے اور جو ان سے نیچے کے درجے ہین پوتیان ہون انکو محروم کردیتا ہے ف مثلاً ایک میت کی تین یا دو بیٹیان اور ایک پوتی اور ایک پرپوتا اور ایک پرپوتی اور ایک پوتی کی پوتی یعنی میت کی سرپوتی ہے تو اس صورت ہین دو بیٹیون کو دو تہائی ملیگی اور ایک تہائی جو بچے گی وہ پڑپوتے کے سبب سے پوتی پرپوتی پرپوتے تینون ہین تقسیم ہوجائیگی ہان پرپوتے کو ان لڑکیون سے دونا ملیگا - اور میت کی سرپوتی جو پرپوتے سے نیچے درجے ہین ہے وہ محروم رہیگی (از حاشیہ اصل مختصراً) ت اور ذوی الفروض ہین سے نوین میت کی بہنین حقیقی ہین اور حقیقی بہنین بیٹیان (اور پوتیان) نہ ہونیکی صورت ہین مثل بیٹیون کے ہین (پس اگر ایک بہن ہے) تو نصف ترکہ ملیگا کیونکہ ایک بیٹی ہو تو اُسے نصف ملتا ہے اور اگر دو یا دو سے زیادہ بہنین ہون تو انھین دو تہائی ملین گی کیونکہ دو اور دو سے زیادہ بیٹیون کو دو تہائی ملا کرتی ہین) ذوی الفروض ہین سے دسوین علاتی بہنین ہین اور یہ) حقیقی بہنون کے ساتھ ایسی ہین کہ جیسے پوتیان بیٹیون کے ساتھ (اور بیٹیون پوتیون کی نسبت ابھی مذکور ہوچکی ہے) اور بہنین خواہ حقیقی ہون خواہ علاتی ہون انکے بھائی انھین عصبے کردیتے ہین (یعنی وہ تو عصبے ہوتے ہی ہین انکی وجہ سے یہ بھی عصبے ہوجاتی ہین) اور اسی طرح میت کی بیٹی اور پوتی بھی میت کی بہنون کو عصبے کردیتی ہین (یعنی یہ سب ملکر عصبے ہوجاتی ہین) اور ذوی الفروض سے بچا ہوا ترکہ سب یہی لے لیتی ہین - اور (ذوی الفروض ہین سے گیارہوین اور بارہوین) اخیافی (بہنین اور بھائی ہین آن) بہنون اور بھائیون کے لیے ایک ہو تو چھٹا حصہ ہے اور اگر زیادہ

[1] یعنی کسی میت کے فقط یہی دو وارث ہون ایک بیٹی اور ایک پوتا تو اس وقت ترکہ کی تقسیم یون ہوگی ۱۲ مترجم

ہون تو ایک تہائی ہے ان مین مرد اور عورت دونون کا حصہ برابر ہے (یعنی حقیقی اور علاتیون کی طرح یہ نہین ہین کہ مرد کو عورت سے دوہرا حصہ ملے) اور بہن بھائی (خواہ کیسے ہی ہون حقیقی ہون یا علاتی ہون یا اخیافی ہون) میت کے بیٹے اور پوتے پروتے وغیرہ نرینہ اولاد اور باپ دادا کے ہوتے ہوئے سب محروم ہوجاتے ہین اور میت کی سگی بیٹی اور پوتی اخیافی بہن بھائیون ہی کو محروم کرتی ہے اور بس (یعنی حقیقی اور علاتیون کو یہ محروم نہین کرتین - وارثون کی دوسری قسم عصبے ہین) اور عصبہ وہ وارث ہے کہ اگر اکیلا ہو (یعنی ذوی الفروض نہ ہون) تو سارا مال اسی کو ملے اور اگر ذوی الفروض کے ساتھ ہو تو ان سے بچا ہوا اسکو ملے ف عصبہ دو قسم پر ہے ایک عصبہ نسبی دوسرا سببی - عصبہ نسبی اسکو کہتے ہین جو نسب کے ذریعے سے ہو اور عصبہ سببی مولی عتاقہ یعنی میت کے آزاد کرنے والے کو کہتے ہین میراث مین عصبہ نسبی مقدم ہوتا ہے اسکی پوری تفصیل سراجی وغیرہ سے معلوم ہوسکتی ہے ت اور (ترتیب عصبون مین یہ ہے کہ) سب سے اول درجے کا عصبہ میت کا بیٹا ہے پھر پوتا پھر پروتا - اسی طرح آگے اگرچہ کتنے ہی نیچے تک ہو اگر اس سلسلہ مین کوئی نہ ہو تو) پھر میت کا باپ باپ نہ ہو تو دادا یہ نہ ہو تو پردادا اگرچہ کتنے ہی اوپر کا ہو (اگر اس سلسلہ مین کوئی نہ ہو تو) پھر (میت کا) سگا بھائی (اور اگر سگا بھائی بھی نہ ہو تو) پھر علاتی (یعنی باپ شریکا) بھائی (اگر یہ بھی نہ ہو تو) پھر علاتی بھائی کا بیٹا (اگر یہ بھی نہ ہو تو) پھر میت کے چچے تائے (اگر یہ بھی نہ ہون تو) پھر باپ کے چچے تائے (یہ بھی نہ ہون تو) پھر (میت کے) دادے کے چچے تائے اور اسی مذکورہ ترتیب کے ساتھ (یعنی ان سب مین سگے علاتیون پر مقدم رہین گے سگون کے ہوتے ہوئے علاتیون کو حق نہین پہونچے گا) اور ان سب نسبی عصبون کے بعد میت کے آزاد کرنے والے کا درجہ ہے (جسکو مولی العتاقہ اور عصبہ سببی کہتے ہین اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر اسکے عصبون کو اسی مذکورہ ترتیب سے پہنچے گا (جو عصبہ نسبی مین بیان کی گئی ہے) اور جن عورتون کا حصہ نصف یا دو تہائی ہوتا ہے (جیسے بیٹیان پوتیان اور حقیقی اور علاتی بہنین) تو وہ بھائیون کے ساتھ عصبے نہین ہوتین اور جس شخص کی میت سے قرابت کسی کے ذریعے سے ہو تو اس ذریعے کے موجود ہوتے ہوئے وہ شخص محروم رہیگا (مثلاً دادا کی قرابت میت کے باپ کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور پوتے کی قرابت میت کے بیٹے کے ذریعے سے تو باپ کے موجود ہوتے ہوئے دادا اور بیٹے کے موجود ہوتے ہوئے پوتا محروم رہیگا) سوائے اخیافی

بہن بھائیوں کے کہ ان کی قرابت بھی ماں کے ذریعہ سے ہوتی ہے لیکن وہ اس قاعدے سے خارج ہیں
لہذا وہ ماں کے ہوتے ہوئے محروم نہیں ہوتے) اور جو وارث کسی قریب رشتہ دار کی وجہ سے (ترکہ سے) محجوب
(یعنی محروم) ہو جاتا ہو وہ اوروں کو محجوب کر سکتا ہے مثلاً ایک میت نے دو بھائی یا دو بہنیں اور
ماں اور باپ چار وارث چھوڑے تو اس صورت میں یہ دو بھائی یا دو بہنیں ماں کے حصے کو تہائی سے
چھٹے کی طرف محجوب کر دیں گی (یعنی میت کا باپ زندہ ہونے کے باعث اگرچہ یہ دونوں بھائی یا
دونوں بہنیں محروم ہی رہیں گی۔ لیکن تاہم ان کی وجہ سے ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اگر یہ نہ ہوتے تو ماں کو
تہائی ملتا۔ ہاں جو شخص غلام ہونے کے باعث یا مورث کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کے باعث یا دین
مختلف ہونے کے باعث یا ملک مختلف ہونے کے باعث ترکہ سے محروم رہا ہو تو وہ کسی کو محروم نہیں
کر سکتا۔ اور جس طرح مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں اسیطرح کافر
بھی آپس میں نسب اور سبب دونوں ذریعوں سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں (ف
ذریعہ نسب سے مراد یہ ہے کہ مثلاً آپس میں باپ بیٹے یا بہن بھائی ہوں اور ذریعہ سبب یہ کہ مثلاً آپس
میں میاں بیوی ہوں یا ایک دوسرے کا آزاد کردہ ہو اور ایک شخص دو ذریعوں سے بھی وارث
ہو سکتا ہے مثلاً ایک شخص نے کسی کی لونڈی سے نکاح کر رکھا تھا پھر اُسے خرید کر آزاد کر دیا تو اس
لونڈی کا یہ شخص شوہر ہونے کے سبب سے بھی وارث ہوگا اور آزاد کرنے کے سبب سے بھی (یعنی زیادہ)
ت اگر کسی کافر میں ایسی دو قرابتیں جمع ہوں کہ ایک کے اعتبار سے وہ محجوب ہوتا ہے اور دوسری
کے اعتبار سے حاجب تو فقط حاجب ہونے کے اعتبار سے اُسکو میراث ملے گی (مثلاً ایک آتش پرست نے
اپنی ماں سے نکاح کر لیا تھا اُس سے اُسکے ایک لڑکا ہوا تو یہ لڑکا اس عورت کا لڑکا بھی ہوا اور پوتا بھی
ہے۔ اب جس وقت یہ عورت مرے گی تو اس لڑکے کو اس عورت کے بیٹا ہونے کے اعتبار سے میراث
ملیگی۔ کیونکہ پوتا تو بیٹے کے ہوتے ہوئے محروم یعنی بیٹے سے محجوب ہوتا ہے) اور اپنی محرم کے نکاح کرنے
کے باعث کسی کافر کو میراث نہیں مل سکتی (مثلاً کوئی کافر اپنی بیٹی یا ماں سے نکاح کرلے بعد میں
یہ مر جائے تو اس کافر کو شوہر ہونے کے اعتبار سے اس عورت کا ورثہ نہیں مل سکتا) اور حرام کی

* کر سکتا ۱۲ مترجم عفی عنہ
* یعنی دادی وغیرہ کو محروم نہیں
اور دونوں یعنی ماں
یعنی تو ایسا بیٹا ہے
میں اور بیٹا غیر ملکی سلطنت
کہ مثلاً میت اسلامی سلطنت
اور مثلاً حقیقی ہو
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولادا ور وہ بچہ جسکے سبب سے میان بیوی مین لعان ہوا ہو اپنی مان ہی کے وارث ہوا کرتے ہین
اور باپ کے ترکہ کے وارث نہین ہوسکتے کیونکہ باپ سے تو اُن کا رشتہ پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے)
اور حمل کے واسطے ایک بیٹے کے حصہ کی مقدار ترکہ روک لینا چاہیے (یعنے اگر میت کی بیوی حاملہ ہو
اور ورثہ ترکہ تقسیم کرانا چاہین تو حمل کے لیے اُس ترکہ مین سے ایک بیٹے کا حصہ علیحدہ کرکے باقی
مال تقسیم کردین گے) پھر اگر یہ بچہ آدھے سے زیادہ مان کے پیٹ سے نکلنے کے بعد مرگیا تو وہ حصہ اسکا
شمار کیا جائیگا۔ اور اگر تھوڑا ہی سا نکل کر مرگیا تو یہ (اس حصہ کا) وارث نہ ہوگا اگر چند رشتہ دار
ڈوب کر یا جل کر مرجائین تو ان مین ایک دوسرے کا وارث نہین ہوسکتا۔ ہان اگر مرنیوالون کی
ترتیب معلوم ہوجائے (کہ فلان شخص پہلے مرا ہے اور فلان پیچھے تو اسوقت انہین پچھلا پہلے کا وارث
ہوگا)۔ تیسری قسم کے وارث ذوی الارحام ہین (اور ذو رحم رشتہ دار کو کہتے ہین کہ جو نہ ذوی الفروض
ہو یعنے نہ اُسکا شریعت سے حصہ معین ہوا اور نہ وہ عصبہ ہو۔ اور ذو رحم ذوی الفروض یا عصبہ
کے ہوتے ہوئے وارث نہین ہوسکتا سوا ے میان یا بیوی کے (کہ انکے ساتھ با وجود انکے ذوی الفروض
بھی ہونے کے) ذو رحم کو حصہ پہونچ جاتا ہے جسکی وجہ یہ ہو کہ میراث مین ان دونون پر رد نہین ہوا
کرتا ہے یعنی بچا ہوا مال میان بیوی کو دوبارہ نہین دیتے بخلاف اور ذوی الفروض کے کہ اگر انکے
حصون سے کچھ مال بچتا ہے تو وہ پھر اُنہین کو حصہ رسد دیدیا جاتا ہو پس جب میان بیوی کو دیکر کچھ
بچے اور قانون شرعی کے باعث وہ اُنکو دوبارہ نہ دیا جائے اور انکے سوا اور کوئی ذوی الفروض یا عصبہ
نہو تو اب اس مال کا وارث سوا ے ذی رحم کے اور کوئی ہے ہی نہین اسوجہ سے ذی رحم انکے ہوتے
ہوئے وارث ہوتا ہے) اور ذوی الارحام کی ترتیب مثل عصبات کی ترتیب کے ہے (یعنے
اول میت کے فروع مثلاً اسکی بیٹیون پوتیون کی اولاد وارث ہوگی اگرچہ کتنے ہی نیچے کی ہون اور
پھر اگر فروع نہ ہون تو میت کے اُصل مثلاً جد فاسد اور جدات فاسدہ اگرچہ کتنے ہی اوپر کی ہون اور
اگر یہ بھی نہ ہون تو پھر میت کے مان باپ کی فروع یعنی اخیافی یا علاتی بہن بھائیون کی اولاد
اور علی ہذا القیاس (یعنی بزیادۃ) ہے اور ذوی الارحام مین درجہ کے قرب سے (جو انکا) ہے مین)
ترجیح ہوتی ہے (مثلاً میت کی نواسی وارثہ ہے میت کی نواسی کی بیٹی سے اور پوتی کی بیٹی سے
مقدم ہوگی اور اگر درجہ مین فرق نہو تو پھر اصل کے وارث ہونے سے ترجیح ہوگی ہاں فرق یہ ہے اگر ذوی الارحام

مین سب برابر ہون تو پھر وارث کی اولاد کو ترجیح ہوگی برابر ہے کہ وہ عصبہ کی اولاد ہو یا ذوی الفروض
کی اولاد ہو مثلاً پوتی کی بیٹی نواسی کی بیٹی سے مقدم ہوگی اور پوتی کا بیٹا نواسی کے بیٹے سے مقدم ہوگا
کیونکہ ان دونون قسمون مین یہ دونون وارث میت کے قرب کے لحاظ سے اگرچہ درجے مین برابر ہین
لیکن پہلی صورت مین پوتی کی بیٹی کی اصل یعنی پوتا اور دوسری صورت مین پوتی کے بیٹے کی اصل
یعنی وہی پوتا وارث ہوتا ہے تو اس اعتبار سے انکو ترجیح ہوگی) عینی ت اور ذوی الارحام کی
جہت قرابت اگر میت سے مختلف ہو (یعنی ایک میت کے باپ کی طرف سے قرابت رکھتا ہو
اور دوسرا میت کی مان کی طرف سے) تو باپ کی طرف سے قرابت والے کو دگنا ملے گا اُس سے
جسکی قرابت میت سے میت کی مان کیطرف سے ہو (مثلاً ایک بوڑھا میت کا نانا ہو اور دوسرا میت
کی مان کا دادا ہو تو پہلے کو دوہرا حصہ ملے گا اور دوسرے کو اکہرا) اور ذوی الارحام کے اصول اگر
(مرد و عورت ہونے مین) برابر ہون تو ترکہ انکے بدنون پر تقسیم کیا جائیگا ف مثلاً میت کی ایک بہن یا دو
بہنون کی اولاد ہی ہیں اگر یہ لڑکے ہی ہین تو انکو حصہ برابر ملیگا اور اگر سب لڑکیان ہی ہین تب بھی برابر
ہی ملیگا اور اگر لڑکے لڑکیان ہون تو چونکہ انکے اصول یعنی مائین میت کی بہن ہونے مین برابر ہین تو
اس صورت مین ترکہ انکے بدنون پر تقسیم ہوگا۔ یعنی لڑکے کو دوہرا حصہ ملیگا اور لڑکی کو اکہرا ت اور اگر
اُنکے اصول مختلف ہون تو ترکہ انکی گنتی پر تقسیم ہوگا اور جس بطن (اور درجے) مین یہ اختلاف ہوا ہو
اُس مین وصف کا (یعنی مرد و عورت ہونے کا فرق لحاظ کر لیا جائیگا (مثلاً میت کی ایک نواسی کی
بیٹی اور ایک نواسے کی بیٹی زندہ ہون تو اس صورت مین پہلی کو ایک تہائی ملیگا اور دوسری کو
دو تہائی کیونکہ جہان سے انکے بطن یعنی درجہ کا اختلاف ہوا ہے وہان ایک طرف نواسا ہے اور ایکطرف
نواسی تو نواسے کے اعتبار سے دو تہائی ملیگا اور نواسی کے اعتبار سے ایک (تہائی) اور حصے اجو قرآن مجید مین
مقرر ہوئے ہین چھ ہین یعنی) آدھا چوتھائی اور آٹھوان اور دو تہائی اور تہائی اور چھٹا ہین اور ان حصون کے مخرج (یعنی
ایسے عدد جن سے یہ حصے نکل سکین) یہ (سات) ہین آدھے کے لئے دو کا عدد (یعنی اگر آدھا ترکہ دینا ہو تو
چاہیئے کہ کل ترکہ کے دو حصہ کر لیے جائین اور علی ہذا القیاس) اور چوتھائی کے لیے چار کا عدد ہے اور آٹھوین کے
لیے آٹھ کا عدد ہے اور دو تہائی اور تہائی کے لیے تین کا عدد ہے (یعنی اگر کسی وارث کو دو تہائی یا تہائی ترکہ دینا
ہو تو کل ترکہ کے تین حصہ کر لئے جائین حساب برابر ہو جائیگا) اور چھٹے حصہ کے لئے چھ کا عدد ہے اور ان دونون قسمون

ف یعنی دونون [illegible] ۱۲

مین پچھلے عدد سے پہلے حصہ بھی نکل سکتے ہین مثلاً آدھا دو سے نکلتا تھا چار سے اور آٹھ سے بھی نکل سکتا ہے اور چوتھائی آٹھ سے نکل سکتا ہے اور جیسے تین سے تہائی اور دو تہائی نکلتی تھین ایسے ہی چھ سے بھی نکل سکتی ہین) اور اگر ایک قسم کے دو حصے دوسری قسم کے حصون سے ملجائین (یعنی اگر دونون قسمون کے حصون کے لینے والے وارث جمع ہو جائین) تو اس وقت مخرج بارہ اور چوبیس ہوتا ہے (مثلاً ایک وارث چوتھائی کا لینے والا ہو اور دوسرا تہائی یا دو تہائی وغیرہ کا لینے والا تو اس صورت مین دونون کے حصے نکالنے کیلئے مخرج بارہ ہوگا اور اگر ایک وارث آٹھوین کا مستحق ہو اور دوسرا تہائی وغیرہ کا تو اس صورت مین مخرج چوبیس ہوگا مگر اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر ایک وارث آدھے کا مستحق ہو اور دوسرا تہائی وغیرہ کا تو اس صورت مین مخرج چھ ہوگا اس حساب سے اختلاط کے مخرج تین ہوئے) اور ان مخارج کے حصے بڑہانے سے یہ مخارج عول ہو جاتے ہین ف فرائض کے بعض مسئلہ مین ایسی صورت پیش آجاتی ہے کہ مخرج کے حصون کا عدد کم ہوتا ہے اور اسکے حصہ ملکر زیادہ ہو جاتے ہین تو وہان مخرج کو ذرا بڑھا دیتے ہین تاکہ سب وارثون کو انکے حصے پہنچ جائین اور اس بڑھانے کو علم فرائض مین عول کہتے ہین اور یہ بڑھنا انہی تین مخرجون مین ہوتا ہے جو دونون قسمون کے حصہ ملنے سے پیدا ہوتے ہین ت پس چھ کا عدد دس تک عول ہو جاتا ہے طاق اور جفت دونون (یعنی چھ کے سات اور نو بھی ہو سکتے ہین اور آٹھ اور دس بھی) اور بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے مگر طاق ہی جفت نہین ہوتا یعنی بارہ کے تیرہ پندرہ اور سترہ ہو سکتے ہین چودہ اور سولہ نہین ہوتے) اور چوبیس کا عول صرف ایک ستائیس تک ہوتا ہے (یعنی نہ پچیس چھبیس ہوتا ہے اور نہ ستائیس سے بڑھتا ہے) اور اگر وارثون کے ایک فریق کا حصہ اُنپر پورا تقسیم نہ ہو (مثلاً چار حصے ہون اور انکے لینے والے چھ ہون تو اب) دیکھنا چاہیئے کہ) اگر حصون اور لینے والون کے عدد کے درمیان توافق کی نسبت ہے تو وارثون کے عدد کا وفق لیکر اصل مسئلہ مین (یعنی جو سب حصون کا مخرج بنایا گیا تھا) ضرب دیدینگے (مثلاً اوپر بریکٹ والی مثال مین چھ اور چار مین توافق ہی کی نسبت ہے یعنی دونون نصف ہو سکتے ہین تو چھ کے وفق تین کو اصل مسئلہ مین ضرب دیدینگے) اور اگر حصون اور انکے لینے والون کے عدد کے درمیان توافق کی نسبت نہ ہو (بلکہ تباین ہو جیسے چار اور تین مین پانچ اور چھ مین) تو اس صورت مین سارا عدد ہی اصل مسئلہ کے عدد مین ضرب دیا جائیگا اور جو حاصل ضرب ہوگا اس سے پھر سب حصے تقسیم کیئے جائینگے (یعنی اس حساب سے سب کو اپنا اپنا حصہ پورا پہنچ جائیگا) اور اگر کسر کئی جگہ ہو یعنی

ف عول کا بیان

ف ضرب کا قاعدہ

فصل رد کا بیان

وارثون کے کئی فریق ہون اور ہر فریق کے حصے ان پر پورا نہ بٹ سکین بلکہ سب مین کسر آتی ہو اور فریقون کے آپس مین تماثل ہو یعنی شمار مین سب برابر ہون تو ان مین سے ایک فریق کے عدد کو اصل مسئلہ کے عدد مین ضرب دے لینا چاہیے اور اگر وارثون کے عدد کے فریق آپس مین متداخل ہون (یعنی ایسے ہون کہ ان مین سے بڑا عدد چھوٹے پر پورا بٹ جائے کسر نہ پڑے) تو جس فریق کے آدمی زیادہ ہون اُنکے عدد کو اصل مسئلہ کے عدد مین ضرب دے لین اور اگر ان مین توافق کی نسبت ہو یعنی وہ ایسے عدد ہون کہ انکو ایک تیسرا عدد ایک کے سوا فنا کر سکتا ہو جیسے آٹھ اور بیس کو چار کا عدد فنا کر سکتا ہے تو اس صورت مین ایک عدد کے وفق کو دوسرے پورے عدد مین ضرب دیدینگے اور حاصل ضرب پھر اصل مسئلہ کے عدد مین ضرب دیا جائیگا اور اگر سب فریقون کے عدد آپس مین تباین ہون تو ایک فریق کے عدد کو دوسرے فریق کے عدد مین اور پھر حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد مین اور پھر آخر کے حاصل ضرب کو اس مسئلہ کے عدد مین اور اگر مسئلہ عولیہ ہو تو عول مین ضرب دینا چاہیے ۔ اور ذوی الفروض کے حصے دیکر جو مال بچ جائے تو وہ ذوی الفروض ہی کو ان کے حصون کے موافق دیدینا چاہیے سوائے میان یا بیوی کے کہ اگرچہ ذوی الفروض مین ہین مگر انکو اس بچے ہوئے مین سے کچھ نہین ملا کرتا پس رہا بچا ہوا مال وہ دوبارہ اس طرح دیا جاتا ہے کہ جن وارثون پر رد ہو سکتا ہے یعنی جنکو دوبارہ دیا جا سکتا ہے اگر وہ ایک جنس کے ہین تو اسکے حصے انکے شمار کے موافق کر لین گے مثلاً ایک میت کی وارث (صرف) دو بیٹیان یا دو بہنین ہین اور اگر جن وارثون پر رد ہو سکتا ہے وہ کئی جنس کے ہون تو ایسا مسئلہ انکے حصون کی گنتی سے ہوگا یعنی پہلے اصل مسئلہ مین سے جسقدر حصے انکو پہنچے ہون انکو جمع کر لیا جائے اور جو حاصل جمع ہو وہ اصل مسئلہ کا عدد قرار دیا جائے مثلاً اگر دو چھٹے حصے والے جمع ہون جیسے میت کی جدہ اور ایک اخیافی بہن تو اس صورت مین مسئلہ دو سے کیا جائیگا اور اگر تہائی اور چھٹے حصے والے جمع ہون جیسے ایک جدہ اور دو اخیافی بہنین ہون تو اس صورت مین مسئلہ تین سے ہوگا اور اگر آدھا اور چھٹے کے لینے والے جمع ہون جیسے ایک بیٹی اور ایک پوتی ہو تو ایسا مسئلہ چار سے ہوگا اور اگر دو تہائی اور چھٹے حصے کے لینے والے جمع ہون جیسے میت کی دو بیٹیان اور ایک مان ہو یا آدھا اور دو چھٹے حصون کے لینے والے جمع ہون مثلاً ایک حقیقی بہن اور ایک اخیافی بہن ہو یا آدھا اور ایک تہائی کے لینے والے جمع ہون تو ان صورتون مین مسئلہ پانچ سے کیا جائیگا اور اگر وارثون مین ایک جنس ہو انکے ساتھ کوئی ایسا وارث بھی موجود

ف۔ رد دوبارہ دینے کو کہتے ہیں [illegible]

(۱) نہین ہو سکتا (مثلاً انکے ساتھ میت کا شوہر ہو یا بیوی ہو تو اس صورت مین شوہر یا بیوی کے حصہ کا سب سے کم مخرج نکال کر اس مین سے اسکا حصہ دیدیا جائے اور باقی ان ایک جنس کے وارثون پر تقسیم کر دیا جائے مثلاً ایک عورت مرے اور ایک شوہر اور تین بیٹیان وارث ہون اور اگر باقی حصہ ان ایک جنس کے وارثون پر پورے طور پر تقسیم نہ ہو سکین اور انکے عدد مین اور ان حصون مین توافق کی نسبت ہو تو ان کے عدد کا وفق نکالکر اسکو اس وارث کے حصہ کے مخرج مین ضرب دیدین جسپر رد نہین ہو سکتا (یعنی شوہر یا بیوی کے حصہ کے مخرج مین) مثلاً ایک عورت کے وارث ایک شوہر اور چھ بیٹیان ہون اور ان مین توافق کی نسبت نہو بلکہ تباین کی ہو تو وارثون کے کل عدد کو انہی شوہر یا بیوی کے حصہ کے مخرج مین ضرب دینا چاہیے مثلاً ایک عورت مرے اور اسکے ایک شوہر اور پانچ بیٹیان (وارث) ہون اور اگر شوہر یا بیوی کے ساتھ دو جنس کے وارث ہون جن پر رد ہو سکتا ہے تو انکا مسئلہ نکال لینا چاہیے بعد مین شوہر یا بیوی کو مخرج سے انکا حصہ دیکر باقی کو اس مسئلہ کے عدد پر تقسیم کر دینا چاہیے اگر تقسیم ہو سکے مثلاً ایک میت کے وارث ایک بیوی اور چار جدات اور چھ اخیافی بہنین ہون اور اگر مخرج سے شوہر یا بیوی کا حصہ دینے کے بعد باقی بچا ہوا ان وارثان مختلف کے حصون پر پورا تقسیم نہو سکے تو جنپر رد ہو سکتا ہے انکے حصون کو شوہر یا بیوی کی فرض کے مخرج مین ضرب دینا چاہیے مثلاً میت کے وارث چار بیویان اور نو بیٹیان اور چھ جدات ہون سکے ورثہ کی شمار کے سہام کو کہ جنپر رد نہین ہو سکتا ان ورثا کے اصل مسئلہ کے عدد مین ضرب دینا چاہیے کہ جنپر رد ہو سکتا ہو پھر انکے سہام کو اس عدد مین ضرب دیا جو رد نہو سکنے والے ورثا کے مخرج سے باقی رہا ہے اگر اس تقسیم مین کسر پڑے (یعنی حصون کا عدد ورثا کے عدد پر پورا تقسیم نہو) تو بموافق قواعد مذکورہ کے اسکی تصحیح کیجائے۔ اور اگر ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے کوئی وارث مر جائے تو اس وقت پر تقسیم کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ اول پہلے میت کے اصل مسئلہ کی تصحیح کر لو اور ہر وارث کا جسقدر حصہ پہنچے اسکے دیدو (یعنی معین کر دو) اسکے بعد دوسری میت کے اصل مسئلہ کی (اسکے وارثون کے عدد پر) تصحیح کر لو اور اب دیکھو کہ اس دوسری میت کو جو پہلی تصحیح سے حصہ پہنچا ہے اسکے عدد مین اور دوسری تصحیح (کے عدد مین) تین نسبتون مین سے ایک نسبت ضرور ہوگی پس اگر اس دوسری میت کو پہلی تصحیح سے جو (سہام کا) عدد پہنچا ہے وہ دوسری تصحیح پر پورا تقسیم ہو سکتا ہے (اور کسر نہین پڑتی) تو اب ضرب کی ضرورت نہین پہلی ہی میت کی تصحیح (کے عدد) سے یہ دونون مسئلے ٹھیک ہو جائینگے اور اگر وہ پورا تقسیم نہو تو اب غور کرو کہ ان دونون مین (یعنی میت ثانی کے حصہ کے عدد اور دوسری تصحیح مین) کونسی نسبت ہے اگر توافق کی نسبت ہے تو دوسری

لہ [illegible]

تصحیح کے وفق کو پہلی تصحیح کے کل (عدد) میں ضرب دو اب جو انتہائی عدد نکلیگا وہی دونوں مسئلوں کی صحیح مخرج بن جائیگا) اور اگر ان دونوں میں تباین کی نسبت ہو تو اسوقت دوسری تصحیح کے انتہائی عدد کو پہلی تصحیح میں ضرب دینا چاہیئے اس ضرب سے جو انتہائی عدد نکلیگا وہ دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا (یعنی اس عدد سے ان دونوں میتوں کے وارثوں کے حصہ پر پوری تقسیم ہوجائے گی اور دونوں میتوں کے وارثوں میں ہر واحد کا حصہ معلوم کرنا چاہو تو) پہلی میت کے وارثوں کے سہام کو دوسری تصحیح کے عدد میں یا اسکے وفق میں ضرب دو اور دوسری میت کے وارثوں کے سہام کو دوسری میت کے حصہ میں یا اسکے وفق میں ضرب دو اور تصحیح میں سے ہر فریق کا حصہ اس طرح معلوم ہوسکتا ہے کہ فریق کو جو (عدد) اصل مسئلہ سے ملا ہے اسکو اسمیں ضرب دو جس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا تھا اور فریق ورثاء میں سے ہر ایک کا حصہ اس طرح بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ اول یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہر فریق کو جو اصل مسئلہ (کے عدد) سے سہام ملے ہیں انکو اس فریق کے رؤس کے عدد سے الگ الگ کیا نسبت ہے جب یہ نسبت معلوم ہوجائے تو پھر مضروب میں سے اسی نسبت کے موافق (اس فریق کے ہر واحد کو دیدیا جائے۔ اور اگر (میت کے) وارثوں اور قرضخواہوں میں ترکہ تقسیم کرنا چاہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ) اول ہر وارث کو یا ہر قرضخواہ کو) جو سہام تصحیح سے ملے ہیں انکو ترکہ کی انتہائی عدد میں ضرب دو پھر ضرب سے جو عدد حاصل ہو اسکو تصحیح پر تقسیم کردو اور اگر وارثوں میں سے ایک وارث (اپنے حصہ کے عوض) کچھ روپیہ وغیرہ لیکر صلح کرے تو اب تقسیم ترکہ کے وقت) اسکو ایسا سمجھو کہ گویا ہے ہی نہیں۔ اور بقیہ ترکہ کو اور باقی ورثاء کے سہام پر تقسیم کردو۔ باقی واللہ اعلم۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ خَیْرِ خَلْقِہٖ وَاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ
الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ

تمت

الحمد للہ کہ یہ رسالہ احسن المسائل کامل ترجمہ اردو کنز الدقائق
حسب ایمائے جناب حاجی مولوی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵) و باہتمام
راجی رحمت رب رشید محمد شفیع غفرلہ اللہ الحمید مطبع مجیدی واقع کانپور محلہ ٹپکا پور میں
بماہ جولائی ۱۹۲۲ء چھپکر تیار ہوا اور مقبول انام ہوا۔

مشہور کتبخانہ تجارتی مطبع مجیدی پٹکاپور کانپور

جن کتب فروشون، طالب علمون، شائقینون اور مدرسین مدارس اسلامیہ کو تمام ہندوستان کی مطبوعہ ہر علم وفن کی عربی، اردو فارسی کتابین خاص رعایت وکفایت سے خرید کرنا ہون وہ ہمسے منگائین ہمارا دعوی ہے کہ ہم سے بہتر ہم سے زیادہ صحیح وخوشخط چھپی ہوئی کتابین ہم سے کم نرخ پر انشاء اللہ ہندوستان کا کوئی تاجر نہین دے سکتا فہرست مفت ملتی ہے تعمیل فرمایش جلد بذریعہ ویلو کیجاتی ہے اپنا پتہ ہر خط مین صاف صاف تحریر فرمایئے۔

المعلن

حاجی محمد سعید تاجر کتب پٹکاپور کانپور